مَعارِفُ الاَحادیث

سینکڑوں کُتب احادیث سے ماخوذ ، ہزاروں احادیث کا جدید انتخاب مع مُستند ترجمہ
اور معانی احادیث کی دِلنشین تشریح ، عُلوم حدیث کا لُبِّ لُباب ، احادیثِ نبویہ کا سمندر
جمالِ احادیث کا پیکر ، معارف اسرار و حِکم کا خزانہ ، مشہور و متداول احادیث

الجامع الصغیر
من أحادیث البشیر النذیر

تألیف

الإمام جلال الدین عبد الرحمن بن أبي بکر السیوطي

المتوفی سنة ۹۱۱ھ

جلد دوئم

فیض القدیر

للحافظ الفقیه
عبد الرؤوف بن علي بن زین العابدین المناوي
المتوفی سنة ۱۰۳۱ھ

اردو ترجمہ و تشریح و اضافات

مولانا امداد اللہ انور

وَاِنَّکَ لَتَهْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (الشوریٰ: ۵۲)

(اور بیشک آپ سیدھی راہ کی رہنمائی کرتے ہیں)

معارف الاحادیث

سینکڑوں کتب احادیث سے ماخوذ، ہزاروں احادیث کا جدید انتخاب مع مستند ترجمہ اور معانی احادیث کی دلنشین تشریح، علوم حدیث کا لب لباب، احادیث نبویہ کا سمندر، جمال احادیث کا پیکر، معارف اسرار و حکم کا خزانہ، مشہور و متداول احادیث

جلد دوم

تالیف

مولانا امداد اللہ انور

استاذ جامعہ قاسم العلوم، ملتان

خلیفہ مجاز حضرت سید نفیس الحسینی قدس سرہ العزیز

دار المعارف، ملتان

رابطہ نمبر 0092-300-6351350

ملنے کے پتے

مولانا مفتی محمد امداد اللہ انور جامعہ قاسم العلوم کچہری روڈ ملتان

رابطہ نمبر: 0300-6351350=061-4012566

مکتبہ رحمانیہ لاہور 0423-7224228	مکتبہ زکریا ڈیرہ غازی خان
مکتبۃ العلم اردو بازار لاہور	بیت القرآن اردو بازار کراچی
شمع بک ایجنسی لاہور 0324-4151326	اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی
مکتبہ سید احمد شہید لاہور 0300-4501769	مکتبہ رشیدیہ اردو بازار کراچی
مکتبہ سلطان عالمگیر لاہور 0321-4284784	مکتبۃ الحمید ڈیرہ اسماعیل خان 0345-9822722
ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور	مکتبہ فریدیہ جامعہ فریدیہ E/7-اسلام آباد
مکتبہ اصلاح وتبلیغ حیدر آباد	مکتبہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
اسلامی کتب خانہ لاہور 0423-7223506	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ 081-2662263
مولانا اقبال نعمانی سابقہ طاہر نیوز پیپر صدر کراچی	مکتبہ عارفی جامعہ امدادیہ ستیانہ روڈ فیصل آباد
مظہری کتب خانہ، گلشن اقبال، کراچی	مکتبہ مدینہ بیرون مرکز رائے ونڈ
مکتبہ زکریا بنوری ٹاؤن کراچی	مکتبہ النور بیرون تبلیغی مرکز رائے ونڈ
مکتبہ دار العلوم کراچی ۱۴	مکتبہ رشیدیہ نزد جامعہ رشیدیہ ساہیوال
قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی	اسلامی کتب خانہ نزد مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ
اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی	مکتبہ صفدریہ بہاولپور 0313-7790908
دار الاشاعت اردو بازار کراچی	ادارہ اشاعت الخیر ملتان 0300-7301239
ادارۃ المعارف دار العلوم کراچی ۱۴	یونیورسٹی بک ایجنسی پشاور
مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد	مکتبہ حقانیہ ملتان 0300-6345306
مکتبۃ النور کراچی 0324-2855000	مکتبہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

اور ملک کے سب چھوٹے بڑے دینی کتب خانے

کاپی رائٹ کے تمام حقوق محفوظ ہیں

کاپی رائٹ رجسٹریشن نمبر.....

ادبی اور فنی تمام قسم کے حقوق ملکیت مولانا مفتی امداد اللہ انور صاحب کے نام پر رجسٹرڈ اور محفوظ ہیں اس لئے اس کتاب کی مکمل یا منتخب حصہ کی طباعت، فوٹو کاپی، ترجمہ، نئی کتابت کے ساتھ طباعت یا اقتباس یا کمپیوٹر میں یا انٹرنیٹ میں کاپی وغیرہ کرنا یا چھاپنا مفتی امداد اللہ انور صاحب کی تحریری اجازت کے بغیر کاپی رائٹ کے قانون کے تحت ممنوع ہے

امداد اللہ انور

نام کتاب : معارف الاحادیث (جلد دوئم)

الجامع الصغیر امام جلال الدین السیوطیؒ

فیض القدیر شرح الجامع الصغیر محدث عبدالرؤف المناویؒ

اُردو ترجمہ وتشریح : علامہ مفتی محمد امداد اللہ انور دامت برکاتہم

رئیس التحقیق والتصنیف دار المعارف ملتان

استاذ تخصص فی الفقہ جامعہ قاسم العلوم ملتان

خلیفہ مجاز حضرت اقدس سید نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

سابق معین التحقیق، مفتی جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

سابق استاذ جامعہ دار العلوم الاسلامیہ لاہور

طباعت بحسن انتظام: حضرت اقدس مولانا سید لیاقت علی شاہ صاحب دامت برکاتہم

ناشر : حافظ محمد ابوبکر (دار المعارف ملتان)

جلد : دوئم

صفحات : 460 (چار سو ساٹھ)

اشاعت اوّل : 20 ذوالقعدہ 1434ھ بمطابق 27 ستمبر 2013ء

ہدیہ : .....

فہرست معارف الاحادیث

۱	کتاب الانبیاء علیہم السلام	۳۳
۲	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۳۴
۳	حضور ﷺ کی امتیازی خصوصیات	۳۴
۴	حضور ﷺ کی امتیازی خصوصیات	۳۵
۵	انبیاء پر حضور ﷺ کی پانچ فضیلتیں	۳۵
۶	حضور ﷺ قبل از آدمؑ بھی نبی تھے	۳۷
۷	حضور ﷺ انسان اور نبی ہیں	۳۸
۸	حضور ﷺ کی پیدائش فتوح اسلام کی بشارت بھی تھی	۳۹
۹	حضور ﷺ کے بعض اسمائے گرامی کی تشریح	۴۰
۱۰	حضور ﷺ کی صفتِ حیاء	۴۱
۱۱	حضور ﷺ سے کامل محبت جزو ایمان ہے	۴۲
۱۲	[redacted]	۴۳
۱۳	درود دعا کی قبولیت کا سبب ہے	۴۳
۱۴	حضور ﷺ پر درود پڑھنے کے فوائد	۴۳
۱۵	حضور ﷺ کا نام آنے پر درود پڑھو	۴۴
۱۶	سب سے افضل درود	۴۵
۱۷	جمعہ کے دن کثرت سے درود پڑھا جائے	۴۶
۱۸	قریب کا درود حضور خود سنتے ہیں	۴۷
۱۹	عقیدہ حیات النبیؐ	۴۷
۲۰	مسئلہ حیات نبی ﷺ	۴۸
۲۱	قیامت میں حضور ﷺ کے سب سے زیادہ قریب	۴۸
۲۲	قابل حسرت مجلس	۵۰

۲۳	درود شریف کے انعامات	۵۱
۲۴	یہود و نصاریٰ کی پیروی کرنیکی پیش گوئی	۵۱
	انبیاء کرامؑ	
۲۵		۵۳
۲۶	سب سے افضل انبیاء	۵۳
۲۷	انبیاء و فقہاء کی شان	۵۴
۲۸	انبیاء کی چھ سنتیں	۵۴
۲۹	حضرت خضر کا علم لدنی	۵۵
۳۰	انبیاء کو گالی دینا موجبِ قتل ہے	۵۶
۳۱	حیات الانبیاء	۵۷
۳۲	انبیاءؑ اپنی قبور میں زندہ ہیں	۵۸
۳۳	نزولِ مسیحؑ اور امامتِ مہدیؑ	۵۹
	حضرات صحابہؓ	
۳۴		۶۱
۳۵	حضرت ابوبکرؓ و حضرت عائشہؓ کا مرتبہ	۶۲
۳۶	حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کا اشارہ	۶۲
۳۷	خلفائے راشدین کی مدتِ خلافت کی تعیین	۶۳
۳۸	جنت میں حضرت ابوبکرؓ کی عظمت	۶۴
۳۹	حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی شان	۶۵
۴۰	جنتی بوڑھوں کے سردار	۶۵
۴۱	حق عمرؓ کے ساتھ ہے	۶۶
۴۲	بڑے درجہ کے قابل اقتداء صحابہؓ	۶۷
۴۳	بعض اکابر صحابہؓ کے مراتب	۶۷
۴۴	دس جنتی صحابہؓ	۶۸
۴۵	حضرت ابوسفیان بن حارثؓ جنتی جوانوں کے سردار ہیں	۶۹
۴۶	تین بہتر زمانے	۷۰

۴۷	صحابہؓ کے اختلاف میں نہ پڑو	۷۱
۴۸	صحابہ کرامؓ کیخلاف طعن کرنا	۷۲
۴۹	صحابہؓ پر سبّ کرنا	۷۳
۵۰	**کثرت سے احادیث کی روایت کرنیوالے صحابہ کے نام**	۷۴
۵۱	وہ صحابہ جن سے سو سے کم احادیث مروی ہیں	۷۶
۵۲	(۱۹) احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ	۷۸
۵۳	(۱۸) احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ	۷۸
۵۴	(۱۷) احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ	۷۸
۵۵	(۱۶) احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ	۷۸
۵۶	(۱۵) احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ	۷۸
۵۷	(۱۴) احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ	۷۹
۵۸	(۱۳) احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ	۷۹
۵۹	(۱۲) احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ	۷۹
۶۰	(۱۱) احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ	۷۹
۶۱	(۱۰) احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ	۸۰
۶۲	(۹) احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ	۸۰
۶۳	(۸) احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ	۸۰
۶۴	(۷) احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ	۸۱
۶۵	(۶) احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ	۸۲
۶۶	(۵) احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ	۸۲
۶۷	(۴) احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ	۸۳
۶۸	(۳) احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ	۸۴
۶۹	(۲) احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ	۸۶
۷۰	(۱) احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ	۸۸

۷۱	**اہل بیت کرامؓ**	۹۸
۷۲	اہل بیتؓ	۹۹
۷۳	حضرت فاطمہؓ جنتی عورتوں کی سردار ہونگی حضرات حسنینؓ جنتی جوانوں کے سردار ہونگے	۹۹
۷۴	حضرت فاطمہؓ اور حسنؓ و حسینؓ کی جنت کی سرداری	۹۹
۷۵	حضرات حسنینؓ کی فضیلت	۱۰۰
۷۶	جنتی عورتوں کی سردار خواتین	۱۰۰
۷۷	حضرت فاطمہؓ کی جنتی عورتوں پر فضیلت	۱۰۱
۷۸	حضرت فاطمہؓ کی شان	۱۰۲
۷۹	یزید کی ہلاکت خیزیاں	۱۰۲
۸۰	یزید کی مغفرت کا مسئلہ	۱۰۵
۸۱	اس شبہ کا جواب یہ ہے	۱۰۶
۸۲	**تابعین کرامؒ**	۱۱۹
۸۳	تابعین کرامؒ	۱۲۰
۸۴	تین بہتر زمانے	۱۲۰
۸۵	تابعین میں سب سے افضل کون ہیں؟	۱۲۰
۸۶	صحابہؓ تابعین اور تبع تابعین کے بعد کے زمانہ کی حالت	۱۲۱
۸۷	**فضائل مُسلم**	۱۲۳
۸۸	فضائل مسلم	۱۲۴
۸۹	حالتِ اسلام میں بوڑھا ہونا نور اور وقار ہے	۱۲۴
۹۰	صحبت کے لائق حضرات	۱۲۵
۹۱	برکت بڑوں کے ساتھ ہے	۱۲۵
۹۲	خیر اکابر کے ساتھ ہے	۱۲۶
۹۳	عمر رسیدہ حضرات کے فضائل	۱۲۶

۹۴	عمر رسیدہ سے اللہ تعالیٰ حیا کرتا ہے	۱۲۸
۹۵	**علم اور علماء**	۱۲۹
۹۶	کعبہ، سمندر، عالم اور والدین کی طرف دیکھنا عبادت ہے	۱۳۰
۹۷	زمین کے علماء آسمان کے ستاروں کی مثل ہیں	۱۳۱
۹۸	علماء کی عزت وتکریم	۱۳۱
۹۹	عالم کے اپنے علم میں غور کی فضیلت	۱۳۲
۱۰۰	عالم اور علم جنت میں اور بدعمل عالم جہنم میں جائیگا	۱۳۳
۱۰۱	انبیاء، علماء اور شہداء کی شفاعت	۱۳۴
۱۰۲	عالم کی نماز غیر عالم سے کیوں افضل ہے؟	۱۳۴
۱۰۳	عالم کی عابد پر فضیلت کا اندازہ	۱۳۵
۱۰۴	وارثین نبوت اور ان کیلئے مخلوقات کا استغفار	۱۳۶
۱۰۵	طلب علم دین ہر مسلمان پر فرض ہے	۱۳۷
۱۰۶	فرشتے طالبعلم دین کی تعظیم کرتے ہیں	۱۳۸
۱۰۷	حکایت	۱۳۹
۱۰۸	دوسری حکایت	۱۳۹
۱۰۹	کلمہ حکمت مؤمن کی گمشدہ متاع ہے	۱۴۰
۱۱۰	حکایت	۱۴۰
۱۱۱	حکایت	۱۴۱
۱۱۲	دنیا کا عالم آخرت کا جاہل مبغوض ہے	۱۴۱
۱۱۳	قرآن کی تعلیم اور تعلم کی فضیلت	۱۴۱
۱۱۴	لوگوں کو علم کی روشنی پہنچانے والا اور خود کو بدعملی سے جلانیوالا عالم	۱۴۲
۱۱۵	علماء کا حکمرانوں کے پاس جانا	۱۴۳
۱۱۶	قیامت کی پانچ علامات	۱۴۴
۱۱۷	بعض تقاریر کا جادو اور اشعار کی حکمت	۱۴۶

۱۱۸	اجتماعی تلاوت اور تدریس قرآن	۱۴۷
۱۱۹	حضرت خضر کا علم لدنی	۱۴۷
۱۲۰	ہر صدی میں مجدد کا وجود	۱۴۸
۱۲۱	دینی خدمات پر اُجرت لینا	۱۵۰
۱۲۲	مقابلہ اور حصول مال وجاہ کیلئے علم حاصل کرنیوالا جہنم میں	۱۵۱
۱۲۳	سب سے برے لوگ علماء سوء	۱۵۲
۱۲۴	حدیث کا شانِ ورود	۱۵۳
۱۲۵	**فقہاء دین**	۱۵۴
۱۲۶	فقہائے دین	۱۵۵
۱۲۷	انبیاء وفقہاء کی شان	۱۵۵
۱۲۸	فقہاء کا وجود خیر ہے	۱۵۵
۱۲۹	فقیہ ہدایت یافتہ کا اللہ تعالیٰ خیر خواہ ہے	۱۵۷
۱۳۰	فقہاء من جانب اللہ خیر پر ہیں	۱۵۷
۱۳۱	سب سے بہترین لوگ	۱۵۸
۱۳۲	سب سے بڑے مرتبہ کے لوگ	۱۵۹
۱۳۳	اچھے اور برے فقہاء کی پہچان	۱۶۰
۱۳۴	قاضی اور فقیہ کے اجتہاد کا مرتبہ	۱۶۰
۱۳۵	دینی معاملات کا نااہلوں کے سپرد ہونا قیامت کی علامت ہے	۱۶۱
۱۳۶	امام ابوحنیفہؒ کی فضیلت	۱۶۲
۱۳۷	حضرت امام ابوحنیفہؒ تابعی ہیں	۱۶۳
۱۳۸	**محدثین احناف** **از: مولانا مفتی امداد اللہ انور دامت برکاتہم**	۱۶۶
۱۳۹	امام اعظم ابوحنیفہؒ المتوفی ۱۵۰ھ	۱۶۷
۱۴۰	امام زفر بن ہذیل بصری المتوفی ۱۵۸ھ	۱۶۷

۱۴۱	امام حافظ ابراہیم بن طہمان المتوفی ۱۶۳ھ	۱۶۷
۱۴۲	امام لیث بن سعد المتوفی ۱۷۵ھ	۱۶۷
۱۴۳	امام حافظ قاسم بن معن المسعودی المتوفی ۱۷۵ھ	۱۶۸
۱۴۴	امام قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیمؒ	۱۶۸
۱۴۵	امام یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہؒ الحافظ الثبت الفقیہ سن وفات ۱۸۲ھ	۱۶۹
۱۴۶	امام عبداللہ بن المبارک المتوفی ۱۸۱ھ	۱۶۹
۱۴۷	امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ المتوفی ۱۸۹ھ	۱۶۹
۱۴۸	قاضی حفص بن غیاثؒ سن وفات ۱۹۴ھ	۱۶۹
۱۴۹	امام وکیع بن الجراح المتوفی ۱۹۷ھ	۱۷۰
۱۵۰	امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن سعید القطانؒ البصری سن وفات ۱۹۸ھ	۱۷۰
۱۵۱	الحافظ القدوۃ الحسن بن زیاد اللؤلؤی المتوفی ۲۰۴ھ	۱۷۰
۱۵۲	الحافظ معلیٰ بن منصور الرازی المتوفی ۲۱۱ھ	۱۷۰
۱۵۳	الحافظ عبداللہ بن داؤد الخریبی المتوفی ۲۱۳ھ	۱۷۰
۱۵۴	امام ابوعبدالرحمٰن المقری عبداللہ بن یزید الکوفی المتوفی ۲۱۳ھ	۱۷۱
۱۵۵	امام اسد بن فرات القیروانی المتوفی ۲۱۳ھ	۱۷۱
۱۵۶	امام مکی بن ابراہیم حنظلی شیخ خراسان المتوفی ۲۱۵ھ	۱۷۱
۱۵۷	مندل بن علی العنزی	۱۷۱
۱۵۸	ابونعیم فضل بن دکین المتوفی ۲۱۹ھ	۱۷۱
۱۵۹	امام عیسیٰ بن ابان البصری المتوفی ۲۲۱ھ	۱۷۱
۱۶۰	امام علی بن جعد المتوفی المتوفی ۲۳۰ھ	۱۷۲
۱۶۱	یحییٰ بن معینؒ امام الجرح والتعدیل المتوفی ۲۳۳ھ	۱۷۲
۱۶۲	قاضی القضاۃ امام یحییٰ بن اکثم	۱۷۲
۱۶۳	امام محمد بن سماعہؒ المتوفی ۲۳۳ھ	۱۷۳
۱۶۴	محدث کبیر امام ابراہیم بن یوسف بلخی الباھلی الماکیانیؒ	۱۷۳
۱۶۵	محدث ابواللیث عبداللہ بن سریج بن حجر بخاریؒ المتوفی ۲۵۸ھ	۱۷۳

۱۶۶	امام محمد بن شجاع ثلجیؒ	۱۷۳
۱۶۷	محدث ابوالعباس احمد بن محمد بن عیسیٰ البرتی المتوفی ۲۸۰ھ	۱۷۴
۱۶۸	ابوالفضل عبیداللہ بن واصل البخاری المتوفی شہیداً ۲۸۲ھ	۱۷۴
۱۶۹	محدث ابراہیم بن معقل النسفی المتوفی ۲۹۵ھ	۱۷۴
۱۷۰	امام ابویعلیٰ موصلی احمد بن علی بن المثنی المتوفی ۳۰۷ھ	۱۷۴
۱۷۱	امام ابوبشر الدولابی محمد بن احمد بن حماد المتوفی ۳۱۰ھ	۱۷۴
۱۷۲	امام ابوجعفر طحاوی احمد بن محمد المتوفی ۳۲۱ھ	۱۷۵
۱۷۳	حافظ ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن ابی العوام السعدی	۱۷۵
۱۷۴	حافظ ابومحمد عبداللہ بن محمد حارثی بخاری المتوفی ۳۴۰ھ	۱۷۵
۱۷۵	حافظ ابوالحسین عبدالباقی بن قانع ابوالحسین	۱۷۶
۱۷۶	حافظ امام ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاصؒ	۱۷۶
۱۷۷	حافظ محمد بن المظفر بن موسیٰ البغدادی المتوفی ۳۷۹ھ	۱۷۶
۱۷۸	حافظ ابوالنصر احمد بن محمد الکلاباذی المتوفی ۳۷۸ھ	۱۷۷
۱۷۹	امام ابوحامد احمد بن حسین المروزی المعروف بابن الطبری	۱۷۷
۱۸۰	حافظ ابوالقاسم طلحہ بن محمد بن جعفر المعدل البخاری المتوفی ۳۸۰ھ	۱۷۷
۱۸۱	حافظ ابوالفضل السلیمانی احمد بن علی البیکندی سن وفات ۴۰۴ھ	۱۷۷
۱۸۲	غنجار الحافظ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن محمد البخاری المتوفی ۴۱۲ھ	۱۷۷
۱۸۳	حافظ ابوالعباس جعفر بن محمد المستغفری المتوفی ۴۳۲ھ	۱۷۸
۱۸۴	الامام ابوعبداللہ حسین بن علی بن محمد الصیمری المتوفی ۴۳۶ھ	۱۷۸
۱۸۵	ابوسعد اسماعیل بن علی بن الحسین الرازی المتوفی ۴۴۵ھ	۱۷۸
۱۸۶	ابوالقاسم عبیداللہ بن عبداللہ بن احمد بن محمد القرشی	۱۷۸
۱۸۷	الحافظ ابومحمد الحسن بن احمد بن محمد سمرقندی	۱۷۸
۱۸۸	مسند ہرات نصر بن احمد بن ابراہیم بقیۃ المسندین	۱۷۹
۱۸۹	مسند سمرقند اسحاق بن محمد بن ابراہیم التنوخی النسفی	۱۷۹
۱۹۰	ابوعبداللہ الحسین بن محمد بن خسرو البلخی المتوفی ۵۲۲ھ	۱۷۹

۱۹۱	حافظ ابوحفص ضیاء الدین عمر بن بدر بن سعید الموصلی	۱۷۹
۱۹۲	ابوالفضائل الحسن بن محمد الصغانی المتوفی ۶۵۰ھ	۱۷۹
۱۹۳	المحدث الجوال ابومحمد عبدالخالق بن اسد الدمشقی	۱۷۹
۱۹۴	مسند الشام تاج الدین ابوالیمن زید بن الحسن الکندی	۱۸۰
۱۹۵	الامام المسند ابوعلی الحسن بن المبارک الزبیدی	۱۸۰
۱۹۶	امام محدث جمال ابوالعباس احمد بن محمد الظاہری	۱۸۰
۱۹۷	محدث ابومحمد علی بن زکریا بن مسعود المنبجی المتوفی ۶۹۸ھ	۱۸۰
۱۹۸	الشمس السروجی احمد بن ابراہیم بن عبدالغنی شارح	۱۸۰
۱۹۹	علاء الدین علی بن بلبان الفارسی متوفی ۷۳۱ھ	۱۸۰
۲۰۰	محدث کبیر ابن المهندس محمد بن ابراہیم بن غنائم الشروطی	۱۸۰
۲۰۱	حافظ قطب الدین عبدالکریم بن عبدالنور الحلبی	۱۸۰
۲۰۲	حافظ امین الدین محمد بن ابراہیم الوانی المتوفی ۷۳۵ھ	۱۸۱
۲۰۳	حافظ شمس سروجی محمد بن علی بن ایبک المتوفی ۷۴۴ھ	۱۸۱
۲۰۴	حافظ علاء الدین علی بن عثمان المارديني ابن الترکمانی	۱۸۱
۲۰۵	حافظ ابن الوانی عبداللہ بن محمد بن ابراہیم المتوفی ۷۴۹ھ	۱۸۲
۲۰۶	حافظ جمال الدین عبداللہ بن یوسف زیلعی متوفی ۷۶۲ھ	۱۸۲
۲۰۷	حافظ علاء الدین مغلطائی البکجری المتوفی ۷۶۲ھ	۱۸۲
۲۰۸	حافظ عبدالقادر القرشی المتوفی ۷۷۵ھ	۱۸۲
۲۰۹	المجد اسماعیل البلبیسی المتوفی ۸۰۲ھ	۱۸۲
۲۱۰	علامہ جمال الدین یوسف بن موسیٰ الملطی	۱۸۲
۲۱۱	علامہ شمس الدین محمد بن عبداللہ الدیری متوفی ۷۲۸ھ	۱۸۳
۲۱۲	محدث ابوالفتح احمد بن عثمان بن محمد الکلوتاتی الکرمانی	۱۸۳
۲۱۳	محدث عزالدین عبدالرحمٰن بن محمد بن الفرات	۱۸۳
۲۱۴	حافظ بدرالدین محمود بن احمد العینی متوفی ۸۵۵ھ	۱۸۳
۲۱۵	کمال الدین ابن الہمام محمد بن عبدالواحد المتوفی ۸۶۱ھ	۱۸۴

۲۱۶	سعد الدین بن الشمس الدیری المتوفی ۷۶۸ھ	۱۸۴
۲۱۷	تقی الدین احمد بن محمد الشمنی متوفی ۸۷۲ھ	۱۸۴
۲۱۸	محدث علامہ قاسم بن قطلو بغا المتوفی ۸۷۹ھ	۱۸۴
۲۱۹	شمس الدین محمد بن علی المعروف بابن طولون الدمشقی	۱۸۴
۲۲۰	امام علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین الہندی	۱۸۴
۲۲۱	ملک المحدثین شیخ محمد بن طاہر پٹنی گجراتی	۱۸۵
۲۲۲	محدث ملا علی بن سلطان محمد القاری الہروی المکی متوفی ۱۰۱۴ھ	۱۸۵
۲۲۳	محدث احمد بن محمد بن احمد بن یونس الشلبیؒ متوفی ۱۰۲۷ھ	۱۸۵
۲۲۴	محدث الہند شیخ عبدالحق دہلوی بن سیف الدینؒ متوفی ۱۰۵۲ھ	۱۸۵
۲۲۵	شیخ نور الحق محدث دہلویؒ	۱۸۵
۲۲۶	محدث ایوب بن احمد بن ایوب الخلوتی دمشقی متوفی ۱۰۷۱ھ	۱۸۵
۲۲۷	محدث حسن بن علی العجیمی المکی متوفی ۱۱۱۳ھ	۱۸۵
۲۲۸	ابوالحسن الکبیر ابن عبدالہادی السندی متوفی ۱۱۳۹ھ	۱۸۶
۲۲۹	شیخ عبدالغنی بن اسماعیل النابلسی متوفی ۱۱۴۵ھ	۱۸۶
۲۳۰	محدث محمد بن احمد عقیلۃ مکی متوفی ۱۱۵۰ھ	۱۸۶
۲۳۱	شیخ عبداللہ بن محمد اماسی متوفی ۱۱۶۷ھ	۱۸۶
۲۳۲	محمد بن الحسن المعروف بابن ہمات متوفی ۱۱۷۵ھ	۱۸۶
۲۳۳	سید محمد المرتضیٰ الزبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ	۱۸۶
۲۳۴	المحدث الفقیہ محمد ہبۃ اللہ البعلی المتوفی ۱۲۲۴ھ	۱۸۷
۲۳۵	صاحب ردالمحتار علامہ محمد امین بن سید عمر المشہور	۱۸۷
۲۳۶	شیخ محمد عابد سندھیؒ متوفی ۱۲۵۷ھ	۱۸۷
۲۳۷	شیخ عبدالغنی مجددی متوفی ۱۲۹۶ھ	۱۸۷
۲۳۸	شیخ محمد عبدالحی لکھنوی متوفی ۱۳۰۴ھ	۱۸۷
۲۳۹	شیخ مشائخنا الشیخ المحدث احمد ضیاء الدین بن مصطفیٰ	۱۸۷
۲۴۰	علامہ تورپشتی متوفی ..... ھ	۱۸۸

۲۴۱	اضافات از محدث العصر شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف بنوری	۱۸۸
۲۴۲	المحدث الشیخ محمد حیات سندھی المتوفی ۱۱۶۳ھ	۱۸۸
۲۴۳	محدث محقق شیخ ہاشم بن عبدالغفور سندھی	۱۸۸
۲۴۴	شیخ محدث ابوطیب سندھی المتوفی ۱۱۴۰ھ تقریباً	۱۸۸
۲۴۵	شیخ محمد معین سندھی المتوفی ۱۱۸۰ھ تقریباً	۱۸۸
۲۴۶	امام محدث شاہ ولی اللہ الدہلوی المتوفی ۱۱۷۶ھ	۱۸۹
۲۴۷	محدث شیخ افضل سیالکوٹی ثم دہلوی	۱۸۹
۲۴۸	محدث شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ	۱۸۹
۲۴۹	محدث کبیر شیخ قاضی ثناء اللہ مظہری پانی پتی	۱۸۹
۲۵۰	شاہ عبدالقادر بن شاہ ولی اللہ دہلوی متوفی ۱۲۳۰ھ تقریباً	۱۸۹
۲۵۱	شاہ رفیع الدین بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۵ھ	۱۸۹
۲۵۲	محدث شیخ عبدالحیٔ بڈھانوی	۱۹۰
۲۵۳	مسند الہند شیخ محدث محمد اسحاق بن بنت شاہ عبدالعزیز	۱۹۰
۲۵۴	شیخ محمد یعقوب برادر شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی ۱۲۸۲ھ	۱۹۰
۲۵۵	شیخ عبدالقیوم بن بنت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی	۱۹۰
۲۵۶	شیخ محدث شاہ محمد اسماعیل دہلوی	۱۹۰
۲۵۷	محدث شیخ احمد علی سہارنپوری متوفی ۱۲۹۷ھ	۱۹۰
۲۵۸	شیخ عارف محدث حجۃ الاسلام محمد قاسم نانوتوی دیوبندی	۱۹۰
۲۵۹	شیخ محدث قطب الارشاد رشید احمد گنگوہی دیوبندی	۱۹۱
۲۶۰	شیخ محدث محمد یعقوب نانوتوی دیوبندیؒ المتوفی ۱۳۰۰ھ تقریباً	۱۹۱
۲۶۱	شیخ فخر الحسن گنگوہی دیوبندی	۱۹۱
۲۶۲	شیخ احمد حسن امروہی دیوبندیؒ	۱۹۱
۲۶۳	محدث استاذ العالم شیخ محمود حسن دیوبندی	۱۹۱
۲۶۴	شیخ محدث ظہیر احسن نیمویؒ	۱۹۱
۲۶۵	محدث کبیر امام عصر علامہ محمد انور شاہ کشمیری دیوبندیؒ	۱۹۱

۲۶۶	شیخ محدث حکیم الامت محمد اشرف علی تھانویؒ	۱۹۲
۲۶۷	محدث شیخ حسین علی میانوالی واں بھچراںؒ	۱۹۲
۲۶۸	محدث محقق العصر علامہ شبیر احمد عثمانی	۱۹۲
۲۶۹	محدث شیخ العصر مولانا سید حسین احمد مدنیؒ	۱۹۲
۲۷۰	محدث محقق مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ دہلویؒ	۱۹۲
۲۷۱	محدث شیخ عبدالعزیز پنجابیؒ	۱۹۲
۲۷۲	محدث شیخ مفتی مہدی حسن شاہ جہاں پوریؒ	۱۹۳
۲۷۳	اضافات (محدثین احناف) از امداد اللہ انور	۱۹۳
۲۷۴	علامہ علاء الدین ابوبکر بن مسعود الکاسانی الحنفی الملقب	۱۹۳
۲۷۵	شیخ الاسلام برہان الدین علی بن ابی بکر المرغینانی المتوفی ۵۹۳ھ	۱۹۴
۲۷۶	شمس الدین یوسف بن فرغلی المعروف بسبط ابن الجوزی	۱۹۴
۲۷۷	محمد بن محمود بن محمد بن حسن الامام ابوالمؤید الخوارزمی المتوفی ۶۵۵ھ	۱۹۴
۲۷۸	محدث العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ	۱۹۵
۲۷۹	محدث وقت محقق العصر مولانا ظفر احمد العثمانیؒ	۱۹۵
۲۸۰	محدث شہیر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی ہندیؒ	۱۹۵
۲۸۱	محدث العصر الشیخ المحقق محمد زاہد بن الحسن بن علی الکوثری	۱۹۶
۲۸۲	محدث مولانا ابوالوفاء افغانیؒ	۱۹۷
۲۸۳	محدث شیخ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ شیخ الحدیث	۱۹۷
۲۸۴	محدث الشیخ محمد زکریا کاندھلویؒ سابق شیخ الحدیث	۱۹۷
۲۸۵	محدث محقق شیخ عبدالفتاح ابوغدہ	۱۹۷
۲۸۶	محدث محقق مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ	۱۹۸
۲۸۷	محدث محقق شارح حدیث مولانا محمد یوسف بنوریؒ	۱۹۸
۲۸۸	محدث العصر مولانا بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنیؒ	۱۹۸
۲۸۹	محدث شارح حدیث علامہ مولانا احمد رضا بجنوریؒ	۱۹۸

۲۹۰	محدث جلیل، العلامۃ، محقق العصر مولانا ابوالزاہد محمد سرفراز	۱۹۹
۲۹۱	محدث جلیل مولانا فضل اللہ جیلانیؒ استاذ جامعہ عثمانیہ.....	۱۹۹
۲۹۲	المحدث المفتی الشیخ محمد شفیع دیوبندیؒ بانی دارالعلوم کراچی	۱۹۹
۲۹۳	مترجم حدیث مولانا عبدالدائم جلالی	۲۰۰
۲۹۴	حافظ الحدیث شیخ التفسیر حضرت مولانا عبداللہ درخواستی.....	۲۰۰
۲۹۵	محقق العصر حافظ الحدیث ماہر جرح وتعدیل واسماء الرجال.....	۲۰۰
۲۹۶	محدث محقق مولانا عبدالرشید نعمانی ماہر حدیث وعلوم حدیث.....	۲۰۰
۲۹۷	محقق حدیث ڈاکٹر حبیب اللہ مختارؒ مہتمم جامعہ اسلامیہ	۲۰۱
۲۹۸	محدث محقق شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی شیخ الحدیث	۲۰۱
۲۹۹	مولانا محمد شریف کشمیریؒ شیخ الحدیث جامعہ خیر المدارس.....	۲۰۱
۳۰۰	محدث محقق مولانا خیر محمد جالندھری بانی جامعہ خیر المدارس	۲۰۱
۳۰۱	**پاکستان کے مشہور مشائخ حدیث**	۲۰۲
۳۰۲	مولانا شمس الحق افغانیؒ	۲۰۲
۳۰۳	مولانا مفتی محمودؒ سابق شیخ الحدیث جامعہ قاسم العلوم ملتان.....	۲۰۲
۳۰۴	مولانا سلیم اللہ خان صاحب شیخ الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی	۲۰۲
۳۰۵	مولانا عبدالقدیر خانؒ راولپنڈی	۲۰۲
۳۰۶	مولانا سبحان محمودؒ سابق شیخ الحدیث دارالعلوم کراچی	۲۰۲
۳۰۷	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی	۲۰۲
۳۰۸	مولانا محمد اکبر خان صاحب شیخ الحدیث جامعہ قاسم العلوم ملتان	۲۰۲
۳۰۹	مولانا محمد موسیٰ خان روحانی بازیؒ جامعہ اشرفیہ لاہور.....	۲۰۲
۳۱۰	**خدمات حدیث مفتی امداد اللہ انور دامت برکاتہم**	۲۰۲
۳۱۱	اسماء النبی الکریمؐ.....	۲۰۳
۳۱۲	اسرار کائنات	۲۰۳
۳۱۳	امتوں پر عذاب الٰہی کے حالات وواقعات	۲۰۳

۳۱۴	تفسیر ام المؤمنین عائشۃ الصدیقہؓ	۲۰۳
۳۱۵	جواہر الاحادیث	۲۰۳
۳۱۶	جنت کے حسین مناظر	۲۰۴
۳۱۷	جہنم کے خوفناک مناظر	۲۰۴
۳۱۸	رحمت کے خزانے	۲۰۴
۳۱۹	شرح وخواص اسماء حسنیٰ	۲۰۴
۳۲۰	فرشتوں کے عجیب حالات	۲۰۵
۳۲۱	فضائل حفظ القرآن	۲۰۵
۳۲۲	فضائل شادی	۲۰۵
۳۲۳	فضائل شکر	۲۰۵
۳۲۴	فضائل صبر	۲۰۵
۳۲۵	فضائل شہادت	۲۰۶
۳۲۶	قبر کے عبرتناک مناظر	۲۰۶
۳۲۷	قیامت کے ہولناک مناظر	۲۰۶
۳۲۸	مستند نماز حنفی	۲۰۶
۳۲۹	معارف الاحادیث	۲۰۷
۳۳۰	ترجمہ موطا امام مالک (زیر تکمیل)	۲۰۷
۳۳۱	ترجمہ مفید الطالبین (زیر تکمیل)	۲۰۷
۳۳۲	تکمیل ترجمہ اعلاء السنن آٹھ جلد	۲۰۷
۳۳۳	رکعتین بعد الوتر	۲۰۷
۳۳۴	فضائل شب قدر	۲۰۷
۳۳۵	وجوب الاضحیۃ	۲۰۷
۳۳۶	ورثۃ الانبیاء	۲۰۷
۳۳۷	حکم الدعوات عقب الصلوات	۲۰۷

۳۳۸	**فتویٰ اور قضاء**	۲۰۸
۳۳۹	فتوی اور قضاء	۲۰۹
۳۴۰	فتویٰ کے اصول وضوابط	۲۰۹
۳۴۱	آداب قضاء	۲۱۰
۳۴۲	دین کا مسئلہ نہ بتانے پر وعید	۲۱۱
۳۴۳	عالم کا لاعلمی کا اظہار بھی علم ہے	۲۱۲
۳۴۴	بغیر علم کے فتویٰ دینا	۲۱۴
۳۴۵	جاہل کا فتویٰ دینا موجب لعنت ہے	۲۱۵
۳۴۶	دعویٰ کا ثبوت اور تردید کا طریقہ	۲۱۵
۳۴۷	**امت محمدیہ**	۲۱۷
۳۴۸	امت محمدیہ	۲۱۸
۳۴۹	اشراف امت محمدیہ	۲۱۸
۳۵۰	امت محمدیہ کی سابقہ امتوں پر فضیلت	۲۱۹
۳۵۱	ضعفاء کی برکت	۲۲۰
۳۵۲	اس امت کے اول وآخر افضل حضرات	۲۲۱
۳۵۳	بعد میں آنیوالے مسلمانوں سے حضورؐ کی ملاقات کی خواہش	۲۲۲
۳۵۴	اس امت کیلئے خطاء نسیان اور جبر معاف ہے	۲۲۳
۳۵۵	ایک آیت یا مسئلہ سکھانے کا قیامت تک اجر	۲۲۴
۳۵۶	قرآنی تعلیمات	۲۲۵
۳۵۷	نماز جمعہ کے بعد کا خاص عمل	۲۲۷
۳۵۸	**قرآن - تفسیر - تلاوت**	۲۲۹
۳۵۹	اشراف امت محمدیہ	۲۳۰
۳۶۰	ماہر قرآن مقرب فرشتوں کیساتھ ہوگا	۲۳۱

۳۶۱	سب سے بہترین لوگ	۲۳۲
۳۶۲	بلاعلم تفسیر کرنا	۲۳۲
۳۶۳	نااہل کا تفسیر کرنا یا لکھنا	۲۳۳
۳۶۴	مقدس کتابوں کا افتتاحیہ	۲۳۴
۳۶۵	حالت جنابت اور حیض میں تلاوت ممنوع ہے	۲۳۵
۳۶۶	بلاطہارت قرآن کو ہاتھ لگانا	۲۳۶
۳۶۷	دو شفاؤں: شہد اور قرآن کو لازم کرلو	۲۳۶
۳۶۸	خوبصورت آواز کا قرآن وغیرہ میں استعمال	۲۳۷
۳۶۹	بہترین تلاوت کا طریقہ	۲۳۸
۳۷۹	اللہ سے ہم کلام ہونے کا طریقہ	۲۴۱
۳۷۱	قاریٔ قرآن کا جنت میں مرتبہ عُلیا	۲۴۱
۳۷۲	اکابر کی کثرتِ تلاوت میں روحانیت کی تاثیر	۲۴۲
۳۷۳	زیادہ سے زیادہ چالیس دنوں میں ایک ختم کرنا چاہئے	۲۴۴
۳۷۴	اجتماعی تلاوت اور تدریس قرآن	۲۴۴
۳۷۵	قرآن عذاب الٰہی سے محفوظ رکھتا ہے	۲۴۵
۳۷۶	سورۂ فاتحہ کی عظمت	۲۴۶
۳۷۷	فرائض کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنے سے جنت	۲۴۷
۳۷۸	آیت الکرسی عرش کے خزانہ سے ہے	۲۴۸
۳۷۹	سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات کی برکات	۲۴۸
۳۸۰	مرنے والے کے پاس سورۃ یٰسٓ کی تلاوت	۲۵۰
۳۸۱	مردوں پر سورۃ یاسین پڑھنے کا فائدہ	۲۵۰
۳۸۲	سورۂ اخلاص تہائی قرآن کے برابر ہے	۲۵۲
۳۸۳	مختلف سورتوں کی تلاوت کا ثواب	۲۵۳
۳۸۴	ہر فرض نماز کے بعد معوذتین کی تلاوت کرو	۲۵۵
۳۸۵	تلاوتِ قرآن کی مقدار کتنا ہونی چاہئے	۲۵۵

۳۸۶	**کتاب الطہارۃ**	۲۵۷
۳۸۷	استنجے میں احتیاط	۲۵۸
۳۸۸	لیٹرین میں جانے سے پہلے کی مشروع دعا	۲۵۸
۳۸۹	تین کبیرہ گناہ	۲۵۹
۳۹۰	حالت جنابت اور حیض میں تلاوت ممنوع ہے	۲۶۰
۳۹۱	چمڑا پاک کرنے کا طریقہ	۲۶۱
۳۹۲	جنبی اور حائضہ کیلئے مسجد کا استعمال	۲۶۱
۳۹۳	غسل جمعہ مسنون ہے	۲۶۲
۳۹۴	غسل خانہ میں کپڑا باندھ کر نہائے	۲۶۲
۳۹۵	پانی میں بغیر تہبند کے داخل نہ ہوں	۲۶۳
۳۹۶	اپنے ننگ کو چھپانا	۲۶۴
۳۹۷	بیت الخلاء سے نکلنے کے وقت کا کلمہ	۲۶۵
۳۹۸	بیت الخلاء کے آداب	۲۶۵
۳۹۹	قضائے حاجت کیلئے بیٹھنے کا ادب	۲۶۶
۴۰۰	قضائے حاجت کا ادب	۲۶۷
۴۰۱	پیشاب کے قطرات	۲۶۷
۴۰۲	استنجاء کا صحیح طریقہ اور فائدہ	۲۶۸
۴۰۳	پیشاب سے بچو	۲۶۸
۴۰۴	کھڑے ہو کر پیشاب کرنا ممنوع ہے	۲۶۹
۴۰۵	بل میں پیشاب کرنا ممنوع ہے	۲۷۰
۴۰۶	جن مقامات میں پیشاب کرنا درست نہیں	۲۷۱
۴۰۷	غسل خانہ میں پیشاب کرنے کا حکم	۲۷۲
۴۰۸	**وضو**	۲۷۳
۴۰۹	مسواک کرنے کا طریقہ	۲۷۴

۴۱۰	مسواک کے دس فوائد	۲۷۴
۴۱۱	مسواک سے منہ صاف رکھا کرو	۲۷۵
۴۱۲	نماز کے وقت مسواک کی تاکید	۲۷۵
۴۱۳	وضو کرنا اس امت کی خصوصیت ہے	۲۷۶
۴۱۴	وضو کے نشانات تک جنت کے کنگن پہنچائے جائینگے	۲۷۶
۴۱۵	وضو میں کوئی جگہ خشک نہ چھوڑو	۲۷۷
۴۱۶	وضو کو داہنی اطراف سے شروع کرو	۲۷۷
۴۱۷	وضو میں داڑھی کا خلال	۲۷۸
۴۱۸	خیر وشر کی چابیاں کونسی ہیں	۲۷۹
۴۱۹	تحیۃ الوضوء	۲۸۰
۴۲۰	اچھی طرح وضو کر کے مسجد میں آنے کا اجر	۲۸۰
۴۲۱	وضو اور روزہ ٹوٹنے کے اصول	۲۸۱
۴۲۲	ہر پاک زمین نماز اور تیمّم کے قابل ہے	۲۸۲
۴۲۳	تیمّم کا طریقہ	۲۸۳
۴۲۴	**کتاب المساجد**	۲۸۴
۴۲۵	مسجد میں داخل ہونے کے تین آداب	۲۸۵
۴۲۶	مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت کی دعا	۲۸۵
۴۲۷	تین مساجد کی طرف سفر کی فضیلت	۲۸۶
۴۲۸	مسجد قباء میں دو نفل عمرہ کے برابر ہیں	۲۸۷
۴۲۹	مسجد میں کرنیوالے اور نہ کرنیوالے کام	۲۸۸
۴۳۰	مسجد میں سزا نہ دیجائے	۲۸۹
۴۳۱	مسجد میں تجارت اور گمشدہ چیز کا اعلان نہ کرو	۲۸۹
۴۳۲	جنبی اور حائضہ کیلئے مسجد کا استعمال	۲۹۰
۴۳۳	مسجد میں ممنوع کام	۲۹۰

۴۳۴	قیامت کی تین علامات	۲۹۱
۴۳۵	تعمیر مسجد کے بدلہ میں جنت کا محل	۲۹۲
۴۳۶	مشقت کی حالت میں مسجد جا کر نماز پڑھنا	۲۹۳
۴۳۷	عورت کا گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے	۲۹۳
۴۳۸	قبر پر یا قبر کی طرف نماز پڑھنا	۲۹۴
۴۳۹	ہر پاک زمین نماز اور تیمّم کے قابل ہے	۲۹۴
۴۴۰	سب سے اچھے اور برے مقامات	۲۹۵
۴۴۱	**کتاب الصلوٰۃ**	۲۹۶
۴۴۲	بچے کیلئے نماز کی عمر	۲۹۷
۴۴۳	بچہ کیلئے نماز کی تعلیم کی عمر	۲۹۷
۴۴۴	بچوں کو نماز کا حکم	۲۹۸
۴۴۵	**اوقات نماز**	۲۹۹
۴۴۶	نماز کا وقت پر پڑھنا افضل عمل ہے	۲۹۹
۴۴۷	نیند کی وجہ سے نماز میں تاخیر	۳۰۰
۴۴۸	نماز بھول جانیوالا یا سو جانیوالا یاد آنے پر پڑھے	۳۰۱
۴۴۹	کھانا حاضر ہو تو پہلے کھانا پھر نماز پڑھو	۳۰۱
۴۵۰	طلوع فجر کے بعد صرف فجر کی سنتیں پڑھی جائیں	۳۰۲
۴۵۱	فجر کی نماز روشنی میں پڑھنی چاہئے	۳۰۲
۴۵۲	روشنی میں نماز فجر پڑھنے کا ثواب	۳۰۳
۴۵۳	گرمی میں ظہر کا وقت	۳۰۴
۴۵۴	گرمیوں میں ظہر کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو	۳۰۴
۴۵۵	وتروں کا افضل وقت	۳۰۵
۴۵۶	نمازوں کے ممنوع اوقات	۳۰۶

۴۵۷	**اذان**	۳۰۷
۴۵۸	اذان دینے کیلئے تلواریں نکل پڑیں	۳۰۷
۴۵۹	سات سال تک اذان دینے کا ثواب	۳۰۷
۴۶۰	بارہ سال اذان دینے پر جنت	۳۰۸
۴۶۱	مؤذن کی شان	۳۰۹
۴۶۲	قیامت میں مؤذنین کی گردنیں اٹھی ہوئی ہونگی	۳۱۰
۴۶۳	اذان کا جواب	۳۱۱
۴۶۴	اذان کے وقت دعا کی قبولیت کا طریقہ	۳۱۲
۴۶۵	**اہمیت اور مسائل نماز**	۳۱۳
۴۶۶	مسواک کی وجہ سے نماز کے ثواب میں برکت	۳۱۳
۴۶۷	خیر وشر کی چابیاں کونسی ہیں؟	۳۱۳
۴۶۸	حضورؐ کے آخری دو ارشاد	۳۱۴
۴۶۹	حضور کی آخری وصیت نماز، نادار عورت اور یتیم کا خیال رکھنا	۳۱۵
۴۷۰	نمازوں کی پابندی اور ان میں جلدی پہنچنے کا ثواب	۳۱۶
۴۷۱	نماز سے صغیرہ گناہ معاف	۳۱۶
۴۷۲	نماز میں حاضری کے آداب	۳۱۷
۴۷۳	عالم کی نماز غیر عالم سے کیوں افضل ہے؟	۳۱۷
۴۷۴	نماز اللہ اور اسکے بندہ کے درمیان نصف نصف ہے	۳۱۸
۴۷۵	جان بوجھ کر نماز چھوڑنے میں کفر کی تحقیق	۳۲۰
۴۷۶	نماز میں سدل اور منہ چھپانا	۳۲۰
۴۷۷	صرف تہبند یا شلوار میں نماز پڑھنا	۳۲۱
۴۷۸	فرائض کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنے سے جنت	۳۲۲
۴۷۹	نمازوں کے بعد کی تسبیحات	۳۲۲
۴۸۰	ہر فرض نماز کے بعد معوذتین کی تلاوت	۳۲۳

۴۸۱	مریض کیلئے نماز ادا کرنیکی حالتیں	۳۲۴
	جماعت نماز	۳۲۵
۴۸۲		
۴۸۳	عورتیں گھروں میں نماز پڑھیں	۳۲۵
۴۸۴	مسافر پر نماز وروزہ کی تخفیف	۳۲۶
۴۸۵	پہلی صف میں نماز کا ثواب	۳۲۷
۴۸۶	جماعت میں دوڑ کر نہ ملو	۳۲۷
۴۸۷	امام ہلکی نماز پڑھائے	۳۲۸
۴۸۸	جماعت کھڑی ہو رہی ہو تو سنتیں نہ پڑھو	۳۲۹
۴۸۹	نماز پڑھ لینے کے بعد جماعت کی نماز میں شامل ہونے کی ایک شکل	۳۳۰
۴۹۰	امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھیں	۳۳۰
۴۹۱	امام کی قراءت مقتدی کیلئے کافی ہے	۳۳۱
۴۹۲	عشاء کی نماز باجماعت کا ثواب تمام رات کی عبادت کے برابر ہے	۳۳۲
۴۹۳	لیلۃ القدر کا ثواب حاصل کرنے کا طریقہ	۳۳۲
۴۹۴	ناپسندیدہ امام کی امامت	۳۳۳
	مسائل نماز	۳۳۴
۴۹۵		
۴۹۶	نمازی کی طرف اللہ کی توجہ	۳۳۴
۴۹۷	نماز کی حالت میں نمازی پر اللہ کی نوازشات	۳۳۵
۴۹۸	نماز میں خشوع اور بعد میں دعا ضروری ہے	۳۳۵
۴۹۹	طویل قیام والی نماز افضل ہے	۳۳۶
۵۰۰	سجدہ سے گناہ مٹتے اور درجات بلند ہوتے ہیں	۳۳۷
۵۰۱	سجدوں سے مرتبے بڑھتے اور گناہ گھٹتے ہیں	۳۳۸
۵۰۲	سجدہ کرنے کا طریقہ	۳۳۹
۵۰۳	گناہگار نمازی کے کونسے اعضاء جہنم سے محفوظ رہیں گے؟	۳۴۰
۵۰۴	حالت سجدہ میں شامل ہونیوالے اعضاء	۳۴۰

۵۰۵	ممنوعات نماز	۳۴۱
۵۰۶	لباس کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والے کی نماز	۳۴۱
۵۰۷	نماز کا چور	۳۴۱
۵۰۸	ناقص نماز کو واپس منہ پر مار دیا جاتا ہے	۳۴۳
۵۰۹	قضائے حاجت کو دبا کر نماز پڑھنا	۳۴۴
۵۱۰	پیشاب روک کر نماز پڑھنا	۳۴۴
۵۱۱	**جمعہ**	۳۴۶
۵۱۲	جمعہ کے دن نمازِ فجر کی فضیلت	۳۴۷
۵۱۳	جمعہ فقراء کا حج ہے	۳۴۷
۵۱۴	جمعہ کن پر واجب ہے؟	۳۴۸
۵۱۵	جمعہ میں حاضری کے آداب	۳۴۹
۵۱۶	جمعہ کے دن کے غسل کا ثواب	۳۴۹
۵۱۷	جمعہ کا خطبہ مختصر ہو	۳۵۰
۵۱۸	حالت خطبہ میں بیٹھنے کا طریقہ	۳۵۰
۵۱۹	نماز جمعہ کے بعد کا خاص عمل	۳۵۱
۵۲۰	جمعہ کی مقبول گھڑی	۳۵۲
۵۲۱	تین جمعہ چھوڑنے کا نقصان	۳۵۳
۵۲۲	ایام تشریق کے اعمال	۳۵۴
۵۲۳	**سنن - نوافل - دیگر نمازیں**	۳۵۵
۵۲۴	نوافل وسنن کو گھر میں پڑھنے کا ثواب زیادہ ہے	۳۵۶
۵۲۵	سنن ونوافل گھر میں پڑھنا افضل ہیں	۳۵۷
۵۲۶	گھر میں نوافل کے فوائد	۳۵۸
۵۲۷	بارہ رکعت سنن مؤکدہ پڑھنے کا ثواب	۳۵۸
۵۲۸	سنتِ فجر کی تاکید	۳۵۹

۵۲۹	مغرب کے بعد کی دو رکعت کا مرتبہ	۳۵۹
۵۳۰	عارف باللہ کی رکعت کی شان	۳۶۰
۵۳۱	دنیا میں رکعت کی قدر و قیمت	۳۶۱
۵۳۲	بیٹھ کر نماز پڑھنے کا ثواب آدھا ہے	۳۶۲
۵۳۳	قیام، قعود اور لیٹ کر نماز پڑھنے سے ثواب کی مقدار	۳۶۲
۵۳۴	تحیۃ الوضوء	۳۶۳
۵۳۵	بارہ رکعت صلوٰۃ الضحیٰ کا ثواب	۳۶۴
۵۳۶	مغرب کے بعد چھ رکعات نوافل سے پچاس سال کے گناہ معاف	۳۶۴
۵۳۷	سکرات موت، عذاب قبر اور پل صراط کا عبور آسان	۳۶۵
۵۳۸	صلوٰۃ الاوابین پڑھنے سے جنت کا محل ملے گا	۳۶۵
۵۳۹	میاں بیوی کا تہجد کی دو رکعت پڑھنے کا ثواب	۳۶۶
۵۴۰	بہترین نفلی روزے، بہترین نفلی نماز	۳۶۶
۵۴۱	فرض نمازوں کے بعد افضل نماز اور روزہ	۳۶۸
۵۴۲	دن کے نوافل پر تہجد کی فضیلت	۳۶۹
۵۴۳	نفلی نماز کے سجدوں میں کثرت سے دعائیں کرو	۳۶۹
۵۴۴	**ماہ رمضان**	۳۷۰
۵۴۵	رمضان اور حج کیلئے چاند کی تاریخ کا اعتبار	۳۷۰
۵۴۶	روزہ اور عید کا مدار چاند کی رؤیت پر ہے	۳۷۱
۵۴۷	ماہِ رمضان کی برکات	۳۷۲
۵۴۸	ماہِ رمضان میں جنت کھول دی جاتی ہے اور جہنم بند کر دی جاتی ہے	۳۷۲
۵۴۹	مکہ میں رمضان شریف گزارنے کی فضیلت	۳۷۳
۵۵۰	رمضان میں تراویح اور نوافل کا ثواب	۳۷۴
۵۵۱	**شب قدر**	۳۷۵
۵۵۲	شب قدر کی تعیین	۳۷۵

۵۵۳ شب قدر کی پہچان کا طریقہ ۳۷۶
۵۵۴ شبِ قدر کی تلاش ۳۷۶
۵۵۵ شب قدر کی تلاش ۳۷۷
۵۵۶ شب قدر کی تعیین اور فضیلت ۳۷۷
۵۵۷ لیلۃ القدر کی عبادت کا ثواب ۳۷۸
۵۵۸ فضائل شب قدر ۳۷۸
۵۵۹ شان نزول ۳۷۹
۵۶۰ لیلۃ القدر کے معنی ۳۸۰
۵۶۱ علامات شب قدر ۳۸۰
۵۶۲ فضائل شب قدر ۳۸۱
۵۶۳ اعمال و اذکار ۳۸۲
۵۶۴ صلوۃ التسبیح ۳۸۵
۵۶۵ اعتکاف ۳۸۶
۵۶۶ دعائے شب قدر ۳۸۶
۵۶۷ [redacted] ۳۸۸
۵۶۸ [redacted] ۳۷۹
۵۶۹ ایمان واحتساب کیساتھ روزہ سے سابقہ گناہ معاف ۳۷۹
۵۷۰ روزہ دار کیلئے خاص انعامات ۳۹۰
۵۷۱ سال بھر کے روزوں کا ثواب حاصل کرنے کا طریقہ ۳۹۱
۵۷۲ روزہ باعث صحت ہے ۳۹۲
۵۷۳ روزہ کے ظاہری اور باطنی فوائد ۳۹۳
۵۷۴ بہترین نفلی روزے، بہترین نفلی نماز ۳۹۴
۵۷۵ فرض نماز روزہ کے بعد افضل نماز اور روزہ ۳۹۵
۵۷۶ جہاد میں روزہ رکھنا جہنم سے ستر سال دور کر دیتا ہے ۳۹۶

۵۷۷	مسافر پر نماز و روزہ کی تخفیف	۳۹۷
	سحری و افطار	
۵۷۸		۳۹۸
۵۷۹	سحری کھانا سنت ہے	۳۹۸
۵۸۰	سحری کی برکت	۳۹۹
۵۸۱	افطار کے وقت کی دعاء رد نہیں ہوتی	۳۹۹
	نفلی روزے	
۵۸۲		۴۰۰
۵۸۳	عاشورہ کا روزہ	۴۰۰
۵۸۴	عاشورہ کے روزہ میں یہودیوں کی مخالفت کرو	۴۰۱
۵۸۵	نو ذی الحجہ کا روزہ	۴۰۱
۵۸۶	۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ کا روزہ	۴۰۲
	زکوٰۃ - صدقات - عشر - ہدیہ	
۵۸۷		۴۰۳
۵۸۸	صدقۂ فطر کے احکام	۴۰۳
۵۸۹	کن ایام کے روزے ممنوع ہیں؟	۴۰۳
۵۹۰	خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا	۴۰۴
	کتاب الزکوۃ والصدقات	
۵۹۱		۴۰۶
۵۹۲	زکواۃ ادا کرنے سے مال کا شر دور ہو جاتا ہے	۴۰۷
۵۹۳	سید کو صدقات واجبہ دینا جائز نہیں ہے	۴۰۷
۵۹۴	کونسی زمینوں میں کتنا عشر ہے	۴۰۸
۵۹۵	صدقہ سے بیماریوں کا علاج	۴۰۹
۵۹۶	خرچ کرنیوالا ہاتھ افضل ہے	۴۱۰
۵۹۷	کل مال کا صدقہ نہ کرو	۴۱۱
۵۹۸	سائل کو خالی ہاتھ نہ لوٹاؤ	۴۱۲
۵۹۹	ردی چیز کا صدقہ نہ کرو	۴۱۲

۶۰۰	صدقہ کے ذریعے جہنم سے بچنے کی ازحد کوشش کرو	۴۱۳
۶۰۱	صدقہ، درگزر اور تواضع کے ثمرات	۴۱۴
۶۰۲	مسلمان گھرانے کی کفالت کا ثواب	۴۱۵
۶۰۳	لباس پہنانے کا صدقہ اور ثواب	۴۱۶
۶۰۴	لوگوں سے اچھا برتاؤ صدقہ ہے	۴۱۶
۶۰۵	قرض، صدقہ دینے سے افضل ہے	۴۱۷
۶۰۶	اپنی ضرورت سے بچے ہوئے کا صدقہ	۴۱۸
۶۰۷	خاوند کی خدمت کرنا صدقہ ہے	۴۱۹
۶۰۸	جاندار کو کھلانا افضل صدقہ ہے	۴۱۹
۶۰۹	سب سے بڑا صدقہ پانی پلانا ہے	۴۲۰
۶۱۰	مسکین کو کھلانا یا قرض اتارنا یا دکھ دور کرنا	۴۲۰
۶۱۱	ہدیہ دینے سے محبت بڑھتی ہے	۴۲۱
۶۱۲	تین چیزیں واپس نہ موڑی جائیں	۴۲۱
۶۱۳	سرکاری افسروں کے ہدایا خیانت اور رشوت ہے	۴۲۲
۶۱۴	**قربانی**	۴۲۴
۶۱۵	صاحبِ نصاب پر قربانی کرنا واجب ہے	۴۲۵
۶۱۶	قربانی کرنیوالے اپنے بال اور ناخن نہ کاٹیں	۴۲۶
۶۱۷	قربانی کا گوشت کھانا	۴۲۶
۶۱۸	قربانی کے گوشت کی ذخیرہ اندوزی	۴۲۷
۶۱۹	سب سے افضل قربانی	۴۲۸
۶۲۰	**ذبیحہ - عقیقہ**	۴۲۸
۶۲۱	مسلمان کا ذبیحہ حلال ہے	۴۲۸
۶۲۲	عقیقہ کے بعض مسائل اور فضائل	۴۲۹

۶۲۳	**کتاب الحج والعمرہ**	۴۳۱
۶۲۴	رمضان اور حج کیلئے چاند کی تاریخ کا اعتبار	۴۳۲
۶۲۵	تلبیہ بلند آواز میں کہنا	۴۳۲
۶۲۶	سوار اور پیدل حاجی کا ثواب	۴۳۳
۶۲۷	طواف، سعی اور رمی جمرات	۴۳۴
۶۲۸	طواف کے بعض احکام	۴۳۴
۶۲۹	وقوف عرفہ پر اللہ تعالیٰ کا حجاج پر فخر	۴۳۵
۶۳۰	عرفہ کو عرفہ کہنے کی وجہ تسمیہ	۴۳۶
۶۳۱	حجاج نو ذوالحجہ کو روزہ نہ رکھیں	۴۳۶
۶۳۲	ایام تشریق کے اعمال	۴۳۷
۶۳۳	حضور ﷺ کی قبر شریف کی زیارت	۴۳۷
۶۳۴	مسجد قباء میں دو نفل عمرہ کے برابر ہیں	۴۳۸
۶۳۵	خاوند کی اجازت کے بغیر حج کرنا	۴۳۹
۶۳۶	حج بدل کی شرط	۴۴۰
۶۳۷	زندہ کی طرف سے نفلی حج یا عمرہ کرنا درست ہے	۴۴۰
۶۳۸	حج سے فارغ ہونے کے بعد گھر جلدی واپس ہوں	۴۴۱
۶۳۹	حاجی سے دعا کرانے کا وقت	۴۴۱
۶۴۰	آب زم زم غذا بھی ہے، شفاء بھی	۴۴۲
۶۴۱	حجر اسود سیاہ کیوں ہے؟	۴۴۴
۶۴۲	حج مقبول کی جزاء	۴۴۵
۶۴۳	مقبول حج کی پہچان اور اسکے فوائد	۴۴۶
۶۴۴	حج مبرور کا ثواب جنت ہے	۴۴۷
۶۴۵	حج اور عمرہ کے فوائد	۴۴۷
۶۴۶	حج وعمرہ کو یکے بعد دیگرے کرتے رہو	۴۴۸

۶۴۷	کعبہ، سمندر، عالم اور والدین کی طرف دیکھنا عبادت ہے	۴۴۹
۶۴۸	رمضان کا عمرہ حج کے برابر ہے	۴۵۰
۶۴۹	رمضان میں عمرہ حضور کیساتھ حج کے برابر ہے	۴۵۱
۶۵۰	حج فرض ہونے پر جلدی کرلیا جائے	۴۵۱
۶۵۱	قیامت سے پہلے حج موقوف ہو جائیگا	۴۵۲
۶۵۲	جمعہ فقراء کا حج ہے	۴۵۳

کتاب الانبیاء علیہم السلام

۱ - آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۲ - درود

۳ - حضرات انبیاء کرام علیہم السلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور ﷺ کی امتیازی خصوصیات

(حدیث ۱۶۸) حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اُعْطِیْتُ مالَمْ یُعْطَ اَحَدٌ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ قَبْلِیْ: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَاُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ الْاَرْضِ، وَسُمِّیْتُ اَحْمَدَ، وَجُعِلَ لِیَ التُّرَابُ طَهُوْرًا، وَجُعِلَتْ اُمَّتِیْ خَیْرَ الْاُمَمِ۔(حم) عن علی۔(صح)(۱۶۸)

(ترجمہ) مجھے وہ چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کے انبیاء کو نہیں دی گئیں۔ (۱) میری رعب کے ساتھ مدد کی گئی ہے۔ (۲) مجھے زمین کی چابیاں دی گئی ہیں (۳) میرا نام احمد رکھا گیا ہے (۴) میرے لئے مٹی کو مطہر بنایا گیا ہے (۵) اور میری امت کو سب امتوں سے بہتر بنایا گیا ہے۔

(لطائف ومعارف)

(۱) رعب کے ساتھ نصرت کا مطلب یہ ہے کہ رعب کی وجہ سے دشمن مجھ سے خوف کھاتا ہے (۲) زمین کی چابیوں سے مراد اللہ تعالیٰ کا فتح بلاد کا وعدہ ہے اور خزانوں سے مراد اموال غنیمت اور مختلف مفتوحہ ممالک کے خزانے ہیں (۳) حضور ﷺ سے پہلے کسی کا نام احمد نہیں تھا اور کتب سابقہ میں احمد کے نام کے ساتھ آپؐ کی بعثت کی بشارت دی گئی تھی اس لئے یہ نام اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا کہ حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے یہ نام کسی نے نہ رکھا۔ (۴) جب پانی نہ ملے یا استعمال نہ کرنے کی شرعاً اجازت ہو تو اس وقت پاک مٹی سے تیمّم کرنا جائز ہے (۵) حضور ﷺ کی امت سب امتوں سے افضل ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے "کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ".

---

۱۶۸ (الجامع الصغیر: ۱۱۶۹) ــــ رواہ احمد (۱: ۹۸) مجمع الزوائد (۱: ۲۶۰)، مصنف ابن ابی شیبة (۱۱: ۴۳۴) وهو حدیث صححه السیوطی واعله الهیثمی وغیره بأن فیه عبدالله بن محمد بن عقیل سیئ الحفظ وان کان صدوقا فالحدیث حسن لا صحیح کذا قاله المناوی.

حضور ﷺ کی امتیازی خصوصیات

(حدیث ۱۶۹) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ قَبْلِيْ : نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا ، فَاَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ اُمَّتِيْ اَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ فَلْيُصَلِّ ، وَ اُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ ، وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ ، وَاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ ، وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً —(ق ن)عن جابر—(صح)(۱۶۹)

(ترجمہ) مجھے پانچ ایسی چیزیں عطاء کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کے انبیاء کرامؑ کو عطاء نہیں کی گئیں۔(۱) ایک ماہ کی مسافت سے میری رعب کے ساتھ نصرت کی گئی ہے (۲) میرے لئے زمین کو مسجد اور طہارت کا ذریعہ بنا دیا گیا ہے، پس میری امت میں سے جس شخص کے لئے نماز کا وقت پیش آجائے تو اس کو چاہئے کہ وہ (خارج مسجد میں جہاں چاہے) نماز پڑھ لے (البتہ اس جگہ کا نجاست سے پاک ہونا ضروری ہے) (۳) میرے لئے اموال غنیمت کو حلال کر دیا گیا ہے جو کہ مجھ سے پہلے (کی امتوں کیلئے) حلال نہیں تھا (۴) مجھے شفاعت کرنے کا منصب عطاء کیا گیا ہے (۵) سابقہ نبی صرف اپنی قوم کی طرف ہی نبی بنا کر بھیجے گئے جبکہ میں سب اقوام کی طرف عام کر کے نبی بنایا گیا ہوں۔

انبیاء پر حضور ﷺ کی پانچ فضیلتیں

(حدیث ۱۷۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فُضِّلْتُ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ: اُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ طَهُوْرًا وَمَسْجِدًا، وَاُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً، وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ— (م،ت)

۱۶۹ (الجامع الصغیر: ۱۱۷۴) ـــ رواہ البخاری ومسلم فی الصلوٰۃ وغیرھا والنسائی فی الطھارۃ وقال السیوطی الحدیث متواتر فتح الباری (۱: ۵۳۳)

عن ابی هریرة- (صح). (۱۷۰)

(ترجمہ) مجھے انبیاء پر چھ خصلتوں کی وجہ سے فضیلت دی گئی۔ (۱) مجھے جوامع الکلم دئے گئے ہیں (۲) رعب سے میری مدد کی گئی ہے (۳) میرے لئے اموال غنیمت حلال کئے گئے ہیں (۴) میرے لئے زمین پاک کی گئی ہے اور نماز کی جگہ بنائی گئی ہے (۵) اور میں سب مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں (۶) اور مجھ پر انبیاءؑ کے سلسلہ کو ختم کیا گیا ہے۔

(لطائف ومعارف)

جوامع الکلم سے مراد حضور ﷺ کے ارشادات ہیں کہ آپؐ کے مختصر کلمات میں بڑے بڑے معانی موجود ہیں اور رعب سے نصرت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے دشمنوں کے دلوں میں حضور ﷺ کا رعب بٹھا دیا ہے جس کی وجہ سے وہ ناکام ہوتے ہیں اور حضور ﷺ کے لئے مال غنیمت حلال کیا گیا ہے جو جنگ کرنے سے مجاہدین کو حاصل ہوتا ہے پچھلی امتوں میں جہاد میں حاصل شدہ مال غنیمت مجاہدین اور مسلمانوں کے لئے حلال نہیں تھا اور زمین جائے طہارت اور جائے مسجد ہے کہ پاک مٹی سے بوقت ضرورت تیمّم کیا جاسکتا ہے اور مسجد کے علاوہ جہاں چاہیں پاک جگہ پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔

سابقہ امتوں میں یہ بات نہیں تھی ان پر وضو لازمی تھا' تیمّم کی اجازت نہیں تھی اور نماز بھی ان کی مسجد میں ہی ہوسکتی تھی' مسجد کے باہر ان کی نماز درست نہیں ہوتی تھی اور حضور ﷺ کو سب جن وانس اور ملائکہ کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہے جبکہ آپ سے پہلے کے انبیاءؑ بعض قبائل اور بعض بستیوں کی طرف نبی یا رسول بنا کر بھیجے جاتے تھے۔

اور حضور ﷺ آخری نبی ہیں' اب تمام انبیاء کا سلسلہ نبوت ختم ہوگیا آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا' اللہ تعالیٰ نے حکمت کے ساتھ وحی کا دروازہ بند کر دیا ہے اور اپنی رحمت کے ساتھ الہام کا دروازہ کھول دیا ہے' اس الہام سے مراد مومنین کا سچا الہام

۱۷۰۔ (الجامع الصغیر: ۵۸۸۰) ــــ رواہ مسلم فی المساجد (۵) والترمذی (۱۵۵۳) وابو یعلی وغیرہ 'سنن کبری للبیهقی (۲: ۴۳۲).

ہے۔ مرزا قادیانی جس الہام کا دعویدار ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے نہ وہ مومن ہے اور نہ اس کا الہام سچا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی تشریف نہیں لائیں گے سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آپ کی تشریف آوری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی تائید کے لئے ہوگی، جس میں وہ اپنی نبوت کا پرچار نہیں کریں گے۔

زین الدین عراقی فرماتے ہیں: خضر اور الیاس علیہما السلام کا امت میں ظہور اگر ہے تو وہ بھی اس ملت کے احکام کے تابع ہو کر ہے اور یہ بات بھی تب ہے کہ جب حضرت خضرؑ اور الیاسؑ زندہ ہوں اور اگر فوت ہو گئے ہوں تو پھر کوئی محل اشکال نہیں۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ محققین علماء کے نزدیک حضرت خضرؑ والیاسؑ فوت ہو گئے ہیں اور صوفیاء کے نزدیک زندہ ہیں، مجھے اس اختلاف پر اشکال ہوا تو میں نے مراقبہ میں بارگاہ خداوندی میں عرض کیا کہ حقیقت کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے میری طرف ان دونوں حضرات کو بھیج دیا کہ ان سے ہی پوچھ لو تو جب یہ حضرات تشریف لے آئے تو میں نے ان سے عرض کیا تو انہوں نے فرمایا کہ حقیقت یہ ہے کہ ہم فوت ہو گئے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی حوائج میں مدد کے لئے ہماری روحوں کو یہ طاقت دی ہے کہ ہم جسم کی شکل اختیار کر کے اصحاب ضرورت تک پہنچ جاتے ہیں۔ اس بات کو قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر مظہری میں سورۂ کہف میں حضرت خضر کے واقعہ میں ذکر کیا ہے۔

پس حقیقت معلوم ہوگئی کہ یہ حضرات فوت ہو گئے ہیں اور دنیا میں لوگوں کے پاس ان کی روحیں متشکل ہو کر آتی ہیں۔ لہٰذا اس طرح سے ان کا دنیا میں آنا ختم نبوت کے منافی نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبل از آدمؑ بھی نبی تھے

(حدیث ۱۷۱) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ۔ (حل) عن میسرة الفجر۔ (ابن

سعد عن ابن ابی الجدعاء(طب)عن ابن عباس – (صح). (۱۷۱)

(ترجمہ) میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم روح اور جسد کے درمیان تھے۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث میں اشارہ ہے کہ حضور ﷺ کی نبوت اول خلق زمان کے وقت بھی عالم شہادت سے پہلے عالم غیب میں موجود تھی، پھر جب زمانہ کی انتہاء ہورہی تو حضور ﷺ کے جسم اور روح کو مرتبط کردیا گیا اور زمانہ کے لحاظ سے بھی آپ کی نبوت کو جاری کردیا گیا یہاں تک کہ آپ کی ذات بابرکات جسم اور روح کے ساتھ مبعوث ہوگئی۔

علامہ سخاویؒ فرماتے ہیں: لوگوں کی زبانوں پر حدیث کے یہ الفاظ کنت نبیاو آدم بین الماء والطین جو مشہور ہے میں ان پر واقف نہیں ہوا۔

حضور ﷺ انسان اور نبی ہیں

(حدیث ۱۷۲) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا اَنَابَشَر''،اِذَا اَمَرْتُکُمْ بِشَیءٍ مِنْ دِیْنِکُمْ فَخُذُوْابِہٖ، وَاِذَا اَمَرْتُکُمْ بِشَیءٍ مِنْ رَأْیِیْ فَاِنَّمَااَنَابَشَر''–(م،ن)عن رافع بن خدیج–(صح). (۱۷۲)

(ترجمہ) بلاشبہ میں انسان ہوں، جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں جو تمہارے دین کے متعلق ہو تو تم اس کو لے لو اور جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں جو میری رائے سے متعلق ہو تو میں انسان ہی ہوں۔

(لطائف ومعارف)

علامہ عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ انما انا بشر کا معنی یہ ہے کہ

۱۷۱۔(الجامع الصغیر: ۶۴۲۴) ــــ رواہ ابو نعیم فی حلیۃ الاولیاء عن میسرۃ الفجر وابن سعد عن ابن ابی الجدعاء والطبرانی فی الکبیر عن ابن عباس. مستدرک حاکم (۲: ۶۰۹)، مصنف ابن ابی شیبۃ (۱۴: ۲۹۲).

۱۷۲۔(الجامع الصغیر: ۲۵۷۰) ــــ رواہ مسلم فی الفضائل (۱۴۰) والنسائی، طبرانی فی الکبیر (۲: ۳۳۴)

مجھ سے خطاء بھی ہوسکتی ہے اور درستگی بھی' اس چیز کے معاملہ میں جو دین سے تعلق نہ رکھتی ہو کیونکہ انسان سہو اور نسیان کا محل ہے اور رائے سے مراد دنیاوی امور کے متعلق رائے ہے' اکثر علماء نے اس کا یہی معنی کیا ہے لیکن بعض کاملین کے نزدیک اس کا معنی یہ ہے کہ حضور ﷺ نے رائے کے لفظ میں ظن کو مراد لیا ہے' یعنی جو چیز آپ کی رائے اور اجتہاد سے صادر ہو اس میں خطا کا احتمال ہے اور حجۃ الاسلام غزالیؒ نے بھی یہی معنی کیا ہے۔ انتهى ماقاله المناوى.

حضور ﷺ کا یہ ارشاد انما انا بشر کہ میں انسان ہوں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ کی طرف اشارہ ہے' یعنی آپ ﷺ انسانیت کے اعتبار سے انسان ہی ہیں لیکن آپ اللہ تعالیٰ کی تخصیص کے ساتھ باقی انسانوں سے ممتاز ہیں اور وہ تخصیص امور دینیہ کی تبلیغ کرنا ہے۔

حضور ﷺ کی پیدائش فتوح اسلام کی بشارت بھی تھی

(حدیث ۱۷۳) تابعی کبیر حضرت ابو الجعفاءؒ سے روایت ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

رَاَتْ اُمِّیْ (روية عين لانوم) حِيْنَ وَضَعَتْنِیْ سَطَعَ مِنْهَا نُوْرٌ اَضَاءَتْ لَهٗ قُصُوْرُ بُصْرٰى۔ (ابن سعد عن ابى الجعفاء۔ (صح) (۱۷۳)

(ترجمہ) میری والدہ نے جب مجھے جنا تو اس سے ایک ایسا نور چمکتا ہوا دیکھا جس کے لئے بُصریٰ کے محلات روشن ہو گئے۔

(لطائف ومعارف)

حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ نے یہ سب اپنی حقیقی آنکھ سے دیکھا' خواب میں نہیں دیکھا تھا۔ یہ واقعہ حضور ﷺ کی پیدائش کا معجزہ ہے۔

بصریٰ کے چمکنے کی خصوصیت یہ ہے کہ بلاد شام میں سب سے پہلے جو علاقہ فتح ہوگا وہ بصریٰ کا ہوگا۔

---

۱۷۳ (الجامع الصغير: ۴۳۵۹) ــــ رواه ابن سعد فى الطبقات وابو الجعفاء تابعى كبير روى عن عمر وغيره وثقه بعضهم وقال البخارى فى حديثه نظر ' مناهل الصفاء (۳۰)' الطبقات الكبرى (۱: ۹۶).

حضور ﷺ کے بعض اسمائے گرامی کی تشریح

(حدیث ۱۷۴) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ لِی خَمْسَةُ اَسْمَاءَ: اَنَامُحَمَّد''، وَاَنَااَحْمَدُ، وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِی یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمِیْ وَاَنَا الْمَاحِی الَّذِی یَمْحُو اللّٰہُ بِیَ الْکُفْرَ، وَاَنَا الْعَاقِبُ-مالک(ق،ت،ن)عن جبیر بن مطعم-(صح)(۱۷۴)

(ترجمہ) میرے پانچ نام ہیں' میں محمد ہوں' میں احمد ہوں' میں حاشر ہوں یعنی میرے بعد ہی لوگوں کو قیامت کے لئے اٹھایا جائے گا (اور میرے بعد کسی نے نبی بن کر نہیں آنا) اور میں ماحی (مٹانے والا) ہوں یعنی میری وجہ سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائیں گے اور میں عاقب (آخری ہوں)۔

(لطائف ومعارف)

حضور ﷺ نے اپنے پانچ ناموں میں سب سے پہلے اپنا نام محمد ذکر کیا ہے۔ اس لئے کہ یہ سب ناموں سے بڑی شان والا ہے۔

اور احمد کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد ادا کرنے والوں میں حضور ﷺ سب سے زیادہ حمد ادا کرنے والے ہیں۔ بس باقی انبیائے کرام علیہم السلام حماد ہیں اور حضور ﷺ ان سے بھی زیادہ تعریف کرنے والے (احمد) ہیں۔

حاشر یعنی حضور ﷺ کے آنے سے پہلے جتنے انبیاء آئے ان کے بعد قیامت نے قائم نہیں ہونا تھا' اس لئے کسی کا نام حاشر نہیں رکھا گیا لیکن جب حضور ﷺ تشریف لائے تو ان کے بعد کسی نئے نبی نے نہیں آنا اور ان کے بعد ہی قیامت نے قائم ہونا ہے' اس لئے حضور ﷺ حاشر ہوئے یعنی سب انبیاء کے بعد آ کر سب امتوں کو قیامت کی طرف لے جانے والے ہیں اور حاشر کا یہ معنی بھی ہے کہ حضور ﷺ سے پہلے کوئی شخص اپنی قبر سے قیامت کے لئے کھڑا نہیں ہوگا جب تک حضور ﷺ اپنے روضہ اقدس

۱۷۴ (الجامع الصغیر: ۲۴۳۷). رواہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی' طبرانی فی الکبیر (۲: ۱۲۳)' مشکل الآثار (۲: ۵)

سے محشور نہ کئے جائیں۔

ماحی (مٹانے والا) یعنی جزیرہ عرب سے یا اکثر ممالک سے اللہ تعالیٰ کفر کو حضور ﷺ کی تشریف آوری سے مٹائیں گے اور یہ معنی بھی ہوسکتا ہے کہ دنیا بھر میں دین اسلام کی حجت تام ہوگی اور حضور ﷺ کے دین کا سب دینوں پر غلبہ ہوگا۔

عاقب (بعد میں آنے والا) امام مسلمؒ نے عاقب کے بعد الذی لیس بعدی أحد کا لفظ بھی ذکر کیا ہے۔ یعنی عاقب کا معنی یہ ہے جس کے بعد کسی اور نبی نے نہ آنا ہو۔

اور نبی کا مطلب یہ ہے کہ کسی نئے نبی نے نہ آنا ہو اور حضور ﷺ تک جو انبیاء ہوئے ہیں وہ سب پہلے کے ہیں اگر ان میں سے حضرت مسیح علیہ السلام قرب قیامت تشریف لائیں گے تو وہ اور میں داخل نہیں ہیں جبکہ وہ نبی بن کر نہیں آئیں گے کہ اپنی نبوت اور شریعت کی طرف امت محمدیہ کو بلائیں اور نہ ہی وہ نئے نبی ہوں گے لیکن حضور ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق حضور ﷺ کے بعد بہت سے دجال ایسے پیدا ہوئے ہیں اور ہوں گے جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں چاہے بعض مشہور ہوگئے اور بعض مشہور نہ ہوئے لیکن حضور ﷺ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی پہچان کی جو علامات بیان فرمائی تھیں وہ ان جھوٹے دعویداروں میں سے کسی میں نہ تو کل علامات پائی گئیں اور نہ بعض۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی صحیح علامات علمائے دیوبند رحمہم اللہ نے اردو زبان کی مختلف کتابوں میں درج کردی ہیں ضرورت مند حضرات ان کی طرف رجوع کریں۔

حضرت علامہ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے الخصائص الکبریٰ میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ کے ہزار نام ہیں اور حضور ﷺ کے ستر کے قریب ایسے نام ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اسماء سے لئے گئے ہیں جیسے رؤف ورحیم ہونا اور آپؐ کا نام احمد ایسا نام ہے کہ آپؐ سے پہلے یہ نام نہیں رکھا گیا۔

حضور ﷺ کی صفتِ حیاء

(حدیث ۱۷۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

كَانَ اَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِيْ خِدْرِهَا۔ (حم، ق، ٥) عن ابی

سعید—(صح). (۱۷۵)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ اس کنواری عورت سے بھی زیادہ حیاء کرتے تھے جو اپنے پردہ میں حیاء کرتی ہے۔

(لطائف ومعارف)

کنواری عورت کا اپنے پردہ میں حیاء کرنے سے مطلب یہ ہے کہ جب وہ تنہا ہوتی ہے اور تنہائی میں غلط کام کا موقع ہوسکتا ہے لیکن اس کو وہاں بھی حیاء غالب ہوتی ہے۔ اسی طرح سے حضور ﷺ کی حالت تھی کہ وہ تنہائی میں بھی اور مجمع میں بھی کنواری عورت سے زیادہ حیاء کرنے والے تھے۔

حضور ﷺ سے کامل محبت جزو ایمان ہے

(حدیث ۱۷۶) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّلَدِہٖ وَوَالِدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ—(حم،ق،ن،هـ) عن انس (صح). (۱۷۶)

(ترجمہ) تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کو اس کی اولاد اس کے والد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

(لطائف ومعارف)

محبت دو قسم کی ہے ایک طبعی ہے اور ایک اختیاری ہے۔ اختیاری اور ایثاری محبت حضور ﷺ کی تقاضائے عقل کے مطابق باقی سب مخلوق سے زیادہ ہونا ضروری ہے احترام اکرام اور اجلال بھی آپ ﷺ کا زیادہ ہو۔ اگرچہ کسی اور کی محبت طبعی طور پر حضور ﷺ کی محبت سے زیادہ ہو جیسا کہ اولاد کی ماں باپ کی میاں بیوی کی محبت بعض دفعہ دل میں مرکوز ہوتی ہے یہ طبعی محبت ہے اس کو حضور ﷺ کی اختیاری محبت پر فضیلت حاصل نہیں ہے۔

۱۷۵ (الجامع الصغیر: ۶۴۸۰)— رواہ احمد (۳: ۷۱، ۹۱) والبخاری ومسلم فی الفضائل (باب ۱۶ رقم ۶۷) وابن ماجة فی الزهد طبرانی فی الکبیر (۱۸: ۲۰۶)

۱۷۶ (الجامع الصغیر: ۹۹۳۹)— رواہ احمد والبخاری ومسلم والنسائی وابن ماجة

علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے محبت آپؐ کی اطاعت کا ارادہ اور آپؐ کی مخالفت کا چھوڑ دینا ہے اور یہ واجبات اسلام میں سے ہے۔

اور یہ حدیث جوامع کلم میں سے ہے کیونکہ تینوں قسم کی محبت، محبت اجلال جو اصلی محبت ہے اور محبت شفقت جو والد کی محبت ہے اور محبت مجالست جو سب لوگوں کی محبت ہے اس میں مذکور ہے۔ حضور ﷺ سے کامل محبت کا شاہد صدق یہ ہے کہ آدمی اپنے نفس کو اپنے نبی کی رضا میں مصروف رکھے۔

درود

درود دعا کی قبولیت کا سبب ہے

(حدیث ۱۷۷) حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كُلُّ دُعاءٍ مَحْجُوبٌ حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ—(فر)عن انس(هب)عن علي موقوفا—(ض). (۱۷۷)

(ترجمہ) ہر دعا مقبولیت سے روک دی جاتی ہے جب تک کہ نبی کریم ﷺ پر درود شریف نہ پڑھا جائے۔

حضور ﷺ پر درود پڑھنے کے فوائد

(حدیث ۱۷۸) حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ، وَحَطَّ عَنْهُ عَشْرَ خَطِيْئَاتٍ، وَرَفَعَ لَهُ عَشْرَ دَرَجَاتٍ— (حم، خد، ن، ک) عن انس. (۱۷۸)

---

۱۷۷ (الجامع الصغير: ۶۳۳۰۳) ـــ رواه الديلمي في الفردوس عن انس والبيهقي في الشعب عن علي موقوفا' مجمع الزوائد (۱۰: ۱۰)

۱۷۸ (الجامع الصغير: ۸۸۱۰) ـــ رواه احمد (۲: ۳۷۲) والبخاري في الأدب المفرد (۶۴۳، ۶۴۵) والنسائي في الصلوٰة والحاكم في الدعاء وقال الحاكم صحيح واقره الذهبي وصححه ابن حبان وقال ابن حجر رواته ثقات.

(ترجمہ) جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ رحمت بھیجتے ہیں اور اس سے دس گناہ مٹا دیتے ہیں اور اس کے دس درجے بلند کر دیتے ہیں۔

(لطائف و معارف)

درود پڑھنے والے کو دس رحمتیں عطاء کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے اپنے علم میں جو درجات مقرر فرمائے ہیں ان کو فضیلت عطاء کر دیتے ہیں اور یہاں دس کے عدد سے مراد دس کا عدد متعین نہیں ہے بلکہ کثرت درجات اور کثرت سے گناہوں کی معافی اور کثرت سے رحمتوں کی عطاء ہے۔

اس حدیث میں حضور ﷺ پر درود پڑھنے کی فضیلت معلوم ہوتی ہے اور یہ بھی کہ تمام اعمال سے برگزیدہ عمل ہے اور تمام اذکار سے اشرف عمل ہے اور کیوں نہ ہو کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ (کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے بھی نبی ﷺ پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں) اگر درود سے بندہ کو ثواب نہ ہو تو کم از کم حضور ﷺ کی شفاعت تو ضرور حاصل ہوگی جیسا کہ طبرانی کبیر کی اس حدیث میں ہے:

من صلى على حين يصبح عشرا وحين يمسى عشرا أدركته شفاعتى يوم القيامة (عن ابی الدرداء وسندہ حسن عند السیوطی)۔

(ترجمہ) جس شخص نے مجھ پر صبح کے وقت دس مرتبہ درود پڑھا اور شام کے وقت بھی مجھ پر دس دفعہ درود پڑھا قیامت کے دن اسے میری شفاعت حاصل ہوگی۔

حضور ﷺ کا نام آنے پر درود پڑھو

(حدیث ۱۷۹) حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْبَخِيلُ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ — (حم، ت، ن، حب، ک) عن الحسین — (صح). (۱۷۹)

(ترجمہ) بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا نام ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

۱۷۹ (الجامع الصغیر: ۳۱۹۴) — رواہ احمد (۱: ۲۰۱) والترمذی (۲۵۴۶) وقال حسن غریب والنسائی وابن ماجة فی الدعاء والحاکم وقال صحیح اقره الذهبی

(لطائف ومعارف)

یہ بخیل اس طرح سے ہے کہ اس نے اپنے لئے بخل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک درود کے بدلہ میں دس رحمتوں سے محروم کر دیا اور جو ثواب درود پڑھنے پر ملتا تھا اس سے بھی محروم رہا اور یہ بدترین بخل ہے کہ آدمی خود اپنے ہی حق میں بخل کرے اور اپنے عظیم محسن کے ذکر پر درود نہ پڑھے۔

سب سے افضل درود

(حدیث ۱۸۰) حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قُولُوا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ ،اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ ،اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ— (حم،ق،د،ن،ہ)عن كعب بن عجرة —(صح). (۱۸۰)

(ترجمہ) یہ (درود شریف) پڑھا کرو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ، اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

(اے اللہ! حضرت محمد پر اور حضرت محمد کی آل پر رحمت بھیج، جس طرح سے کہ تو نے حضرت ابراہیم پر اور حضرت ابراہیم کی آل پر رحمت بھیجی تھی، بے شک تو محمود ہے بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! حضرت محمد پر اور حضرت محمد کی آل پر برکت نازل فرما، جس طرح سے کہ تو نے حضرت ابراہیم پر اور حضرت ابراہیم کی آل پر رحمت بھیجی تھی، بے شک تو محمود ہے بزرگی والا ہے)۔

۱۸۰ (الجامع الصغیر: ۶۱۶۲) ـــ رواہ احمد (۴:۳۴۳) والبخاری ومسلم ابو داؤد (۹۷۸) والنسائی فی السهو (۴۹) وابن ماجة.

(لطائف ومعارف)

صحابہ کرامؓ نے جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں یہ معلوم ہو گیا کہ ہم آپؐ پر سلام کیسے بھیجیں لیکن اب ہمیں یہ فرمائیں کہ آپؐ پر صلوٰۃ کیسے بھیجیں۔ اس کے جواب میں آنحضرت ﷺ نے یہ درود تعلیم فرمایا۔

چونکہ صحابہ کرام کو حضور ﷺ نے اپنے اوپر درود پڑھنے کے لئے یہ الفاظ تعلیم فرمائے ہیں اس لئے یہی درود سب سے افضل ہے۔

جمعہ کے دن کثرت سے درود پڑھا جائے

(حدیث ۱۸۱) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَكْثِرُوْا مِنَ الصَّلَاةِ عَلَيَّ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ : فَإِنَّهُ يَوْمٌ مَشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ، وَإِنَّ اَحَدًا لَنْ يُصَلِّيَ عَلَيَّ إِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلَاتُهُ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهَا - (٥) عن ابی الدرداء - (ح). (۱۸۱)

(ترجمہ) مجھ پر جمعہ کے دن کثرت سے درود بھیجا کرو، کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے۔ اس میں (کثرت سے) فرشتے موجود ہوتے ہیں، جو شخص بھی مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ مجھ پر پیش کیا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ اس کے پڑھنے سے فارغ ہو جائے۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث کا تتمہ یہ ہے کہ حضرت ابوالدرداءؓ نے عرض کیا: کیا وفات کے بعد بھی پہنچے گا؟ فرمایا: وفات کے بعد بھی پہنچے گا، اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام قرار دیا ہے کہ وہ حضرات انبیاء کرامؑ کے جسموں کو کھائے۔

حضرت ابو طالب (مکیؒ) فرماتے ہیں کہ تکثیر درود شریف کا کم از کم درجہ تین سو مرتبہ درود پڑھنا ہے اور درود شریف کے بہت سے صیغے وارد ہیں، سب سے زیادہ مشہور اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ ہے۔

۱۸۱ (الجامع الصغیر: ۱۴۰۳) ـــ رواہ ابن ماجۃ (۱۶۳۷) وقال الدمیری رجالہ ثقات.

قریب کا درود حضور خود سنتے ہیں

(حدیث ۱۸۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُهٗ، وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا اُبْلِغْتُهٗ۔(هب)عن ابی هریرة۔(ض). (۱۸۲)

(ترجمہ)' جو مجھ پر میری قبر کے پاس درود پڑھے میں اس کو خود سنتا ہوں اور جو مجھ پر دور سے درود پڑھے وہ مجھ کو پہنچایا جاتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث کو امام بیہقی نے روایت کیا ہے حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح بخاری میں لکھا ہے کہ اس حدیث کی سند جید ہے علامہ مناوی نے حافظ ابن حجر کی اس بات کو پسند نہیں کیا حالانکہ حافظ ابن حجر عسقلانی کے نزدیک یہ حدیث ابو شیخ کی سند کے مطابق جید ہے اور علامہ مناوی کا ابن حجر پر رد بیہقی کی روایت کے مطابق ہے جس میں محمد بن مروان سدی ہے اور یہ یقیناً ضعیف ہے لیکن ابو شیخ کی سند میں یہ روای نہیں ہے اور اس کی سند صحیح ہے اس لیے حافظ ابن حجر نے اس کی سند کو جید کہا ہے

عقیدہ حیات النبیؐ

ہمارے زمانہ میں کچھ لوگ اپنے اہل سنت والجماعت ہونے اور علماء دیوبند سے وابستگی کا اظہار کرتے ہیں جبکہ آنحضرت ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی حیات فی القبور کا انکار کرتے ہیں جبکہ علماء دیوبند کی متفقہ کتاب ''المہند علی المفند'' میں ان کا عقیدہ متفقہ طور پر موجود ہے کہ ان کی قبر کی زندگی دنیاوی زندگی کی طرح ہے اور اس

---

۱۸۲ (الجامع الصغیر: ۸۸۱۲) ــــ رواه البیهقی فی الشعب قال ابن حجر فی الفتح سنده جیدوماقال المناوی وهو غیر جیدی ردًا علی قول ابن حجر هذا وهو ایضا غیر جید لان تجوید ابن حجر موقوف علی سند آخر لیس فیه محمد بن مروان السدی رواه ابوا لشیخ وقال ابن حجر رواه البیهقی فی الشعب و فی کتابه حیاة الانبیاء من حدیث محمد بن مروان عن الاعمش عن ابی هریرة وضعفه فی کتاب حیاة الانبیاء بابن مروان هذا واشار الی ان لهٗ شواهد.

مذکورہ صحیح حدیث سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبور میں زندہ ہیں جیسا کہ صحابیؓ نے زندگی میں صلوٰۃ وسلام کے پیش ہونے اور سننے کو سمجھ لیا لیکن بعد از وفات کے صلوٰۃ وسلام کے بارے میں پوچھا تو آنحضرت ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ وفات کے بعد بھی یہ صلوٰۃ پیش کی جاتی ہے کیونکہ انبیاءؑ کے اجسام کو زمین نہیں کھا سکتی دراصل یہاں حضور ﷺ اس جسد کی وہی حالت وکیفیت بتانا چاہ رہے ہیں جو حالت دنیا میں تھی اور اسی سے انبیاء علیہم السلام کی حیات فی القبور المنورہ ثابت ہوئی ہے۔ تفصیل کے لئے حیات الانبیاءؑ پر لکھی جانے والی کتب کی طرف رجوع کیا جائے۔

مسئلہ حیات نبی ﷺ

ذیل میں اکابر علماء دیوبند کا متفقہ مسلک اور موقف علماء دیوبند کی مصدقہ کتاب المہند علی المفند سے نقل کیا جاتا ہے جو حضرات اپنے آپ کو دیوبندی کہتے ہیں اور علماء دیوبند کے ساتھ وابستگی کا اظہار کرتے ہیں ان کے لئے درج ذیل عبارت کافی ہے جو اس عبارت سے انکار کرتا ہے وہ علماء دیوبند سے اپنے آپ کو جوڑنے کا غلط دعوی کرتا ہے۔

ماقولکم فی حیاۃ النّبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فی قبرہ الشریف ھل ذلک امر مخصُوص بہ ام مثل سائر المومنین رحمۃ اللہ علیھم حیاۃ برزخیۃ.

عندنا وعند مشائخنا حضرۃ الرسالۃ صلی اللہ علیہ وسلم حیٌّ فی قبرہ الشریف وحیاۃ صلی اللہ علیہ وسلم دنیویۃ من غیر تکلیف وھی مختصۃ بہ صلی اللہ علیہ وسلم وبجمیع الانبیاء صلوات اللہ علیھم والشھداء لابرزخیۃ کما ھی حاصلۃ لسائر المؤمنین بل لجمیع الناس کما نص علیہ العلامۃ السیُوطی فی رسالتہ "اِنبَاءِ الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء" حیث قال: قال الشیخ تقی الدین السبکی حیاۃ الانبیاء و الشھداء فی القبر کحیاتھم فی الدنیا ویشھدلہ صلوٰۃ موسیٰ علیہ السلام فی قبرہ فان

الصلوٰۃ تستدعی جسدًا حیا الیٰ اٰخرما قال. فثبت بھٰذا ان حیاۃ دنیویۃ برزخیۃ لکونھا فی عالم البرزخ ولشیخنا شمس الاسلام و الدین محمد قاسم العلوم علی المستفیدین قدس اللہ سرہ العزیز فی ھذا المبحث رسالۃ مستقلۃ دقیقۃ المأخذ بدیعۃ المسلک لم یر مثلھا قد طبعت و شاعت فی الناس واسمھا "اٰب حیات" ای ماء الحیاۃ.

(ترجمہ) کیا فرماتے ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں حیات کے متعلق کہ کوئی خاص حیات آپ کو حاصل ہے یا عام مسلمانوں کی طرح برزخی حیات ہے۔

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دُنیا کی سی ہے بلا مکلّف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے آں حضرتؐ اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے، جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو چنانچہ علامہ سیوطی نے اپنے رسالہ "انباء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء" میں بتصریح لکھا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سُبکی نے فرمایا ہے کہ انبیاء وشہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے۔ الخ پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے اور اس معنے کو برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ کا اس مبحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل، جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کا نام آبِ حیات ہے۔

قیامت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب

(حدیث ۱۸۳) جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرورِ کائنات علیہ التحیۃ والتسلیمات نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلَاةً۔(تخ، ت، حب)عن ابن مسعود۔(صح).(۱۸۳)

(ترجمہ) قیامت کے دن لوگوں میں سے میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جس نے ان میں سے مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھا ہوگا۔

(لطائف ومعارف)

حضور ﷺ کے زیادہ قریب ہونے کا معنی یہ ہے کہ وہ میری شفاعت کا زیادہ حقدار ہو گا اور انواع واقسام کے انعامات کا مستحق ہوگا اور مختلف قسم کی ایذاؤں میں محفوظ ہوگا۔

زیادہ درود شریف پڑھنے سے اس طرف اشارہ ہے کہ اس کا کثرت درود درستگی عقیدہ اور خلوص نیت' صدق محبت' دوام طاعت اور ایفائے حق واسطہ کریمہ پر دلیل ہے اور جس کے یہ خصال ہوں گے وہ قرب اور ولایت کا زیادہ حق دار ہوگا۔

قابل حسرت مجلس

(حدیث ۱۸۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَااجْتَمَعَ قَوْمٌ فِیْ مَجْلِسٍ فَتَفَرَّقُوا وَلَمْ یَذْکُرُوا اللّٰہَ وَیُصَلُّوا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا کَانَ مَجْلِسُھُمْ تِرَةً عَلَیْھِمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ.(حم،حب)عن ابی ھریرة۔ (صح).(۱۸۴)

(ترجمہ) جو قوم بھی کسی مجلس میں ہوتی ہے پھر اٹھ جاتی ہے اور وہ اللہ کا ذکر نہیں کرتے اور حضور ﷺ پر درود نہیں بھیجتے' مگر ان کی وہ مجلس قیامت کے دن ان پر حسرت اور ندامت ہوگی۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ انہوں نے اپنے اصل سرمائے کو ضائع کر دیا اور اپنے منافع کو منتشر کر دیا۔

۱۸۳؎ (الجامع الصغیر: ۲۲۴۹) ــــ رواہ البخاری والترمذی وابن حبان وقال الترمذی حسن غریب وقال ابن حبان صحیح 'طبرانی فی الکبیر (۱۰: ۲۲)' فتح الباری (۱۱: ۱۶۷)' مصنف ابن ابی شیبة (۱۱: ۵۰۵).

۱۸۴؎ (الجامع الصغیر: ۷۷۸۰) ــــ رواہ احمد وابن حبان ورمز السیوطی لصحتہ.

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اپنے نبی پر درود بھیجنا مجلس کی پاکیزگی کا سبب ہے ایسی مجلس قیامت کے دن اہل مجلس پر حسرت بھی نہیں بنے گی۔

درود شریف کے انعامات

(حدیث ۱۸۵) حضرت ابوطلحہؓ سے روایت ہے کہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔ میں نے عرض کیا: کہ میں نے آج کے دن سے زیادہ بشاشت نفس اور خوشی میں آپ کو کبھی نہیں دیکھا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں خوش کیوں نہ ہوں؟۔

أَتَانِیْ أتٍ مِنْ عِنْدِ رَبِّی عَزَّوَجَلَّ فَقَالَ: مَنْ صَلّٰی عَلَیْکَ مِنْ أُمَّتِکَ صَلَاۃً کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِھَا عَشْرَ حَسَنَات وَمَحَا عَنْہُ عَشْرَ سَیِّئَاتٍ، وَرَفَعَ لَہٗ عَشْرَ دَرَجَاتٍ، وَرَدَّ عَلَیْہِ مِثْلَھَا –(حم) عن أبی طلحۃ –(صح). (۱۸۵)

(ترجمہ) میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا ہے اور اس نے کہا ہے کہ آپؐ کی امت میں سے جو شخص آپؐ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کے عوض دس نیکیاں لکھیں گے اور اس کے دس گناہ مٹائیں گے اور اس کے دس درجات بلند کریں گے اور اس طرح کا اس پر درود بھی بھیجیں گے۔ (یعنی رحمت نازل کریں گے)۔

(لطائف ومعارف)

امام راغبؒ فرماتے ہیں حسنہ (نیکی) ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو انسان کو اس کے نفس، بدن اور متعلقات میں پہنچے اور اس کو خوشی ہو۔ اور جس سے راحت نہ ہو بلکہ ایذا پہنچے وہ سیئہ (برائی) ہے۔

یہود ونصاریٰ کی پیروی کرنیکی پیش گوئی

(حدیث ۱۸۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ

۱۸۵؎ (الجامع الصغیر: ۹۱)__ مسند احمد عن ابی طلحۃ (۵: ۱۵۹) صحیح.

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَتَرْكَبُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ دَخَلَ جُحْرَ ضَبٍّ لَدَخَلْتُمْ، وَحَتّٰى لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ جَامَعَ امْرَاَتَهٗ بِالطَّرِيْقِ لَفَعَلْتُمُوْهُ۔ (ک) عن ابن عباس۔ (صح). (۱۸۶)

(ترجمہ) تم ضرور بالضرور اپنے سے پہلے کی امتوں کے طریقوں کی بالشت بہ بالشت اور ہاتھ بہ ہاتھ پیروی کرو گے حتیٰ کہ اگر ان میں سے کوئی گوہ کے بل میں داخل ہوا تھا تو تم بھی داخل ہو گے اور اگر ان میں سے کسی نے اپنی اہلیہ سے راستہ میں صحبت کی ہے تو تم بھی اسی طرح سے کرو گے۔

(لطائف ومعارف)

حضور ﷺ کی امت میں سے بہت سے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے فارسیوں کی عادات، سواریاں، ملبوسات اپنائے اور جنگوں وغیرہ میں ان کے طریقہ کار کو اختیار کیا اور یہود ونصاریٰ کی طرح مساجد کو مزین کیا جیسا کہ وہ اپنے گرجا گھروں کو مزین کرتے ہیں اور قبروں کی ایسی تعظیم کی کہ عوام ان کی عبادت کرنے لگ گئے اور رشوت عام ہو گئی، کمزوروں پر حدیں جاری کی گئیں اور طاقتوروں کو چھوڑ دیا گیا اور ہاتھ سے سلام کا رواج ہوا، ہفتہ کے دن بیمار کی عیادت چھوڑ دی گئی، چاند کی پہلی پندرہ تاریخوں میں جمعرات کی خوشی منائی گئی اور حائضہ عورت آٹے کو ہاتھ نہیں لگاتی تھی اور اسی طرح سے دیگر بہت سے برے کام اپنا لئے گئے اور یہ وہ رسوم وبدعات ہیں جو آج سے پانچ سو سال پہلے ہوتے تھے اب تو یہود ونصاریٰ کی تہذیب وتمدن اور بے حیائی میں مسلمان عموماً اتنے آگے بڑھ گئے ہیں کہ ان کی برابری کرنے لگے ہیں۔ حتیٰ کہ اگر یہود ونصاریٰ نے انبیائے کرام کو قتل کیا تو اس امت میں بھی لوگوں نے مسلمان خلفاء کو شہید کیا اور حضور ﷺ کا یہ ارشاد حرف بحرف صادق آیا۔

حرالیؒ فرماتے ہیں: یہودیوں کا کفر یہ تھا کہ وہ اپنے علم پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے

---

۱۸۶ (الجامع الصغیر: ۷۲۲۴) ___ مسند احمد (۵: ۲۱۸، ۳۴۰)، مسند حمیدی (۸۴۸) رواہ الحاکم فی الایمان وقال علی شرط مسلم واقرہ الذہبی ورواہ عنہ ایضا البزار قال الہیثمی ورجالہ ثقاۃ.

گمراہ ہو گئے وہ حق کو جانتے تھے لیکن قولاً اور فعلاً اس کی پیروی نہیں کرتے تھے۔ عیسائیوں کا کفران کے عمل کے اعتبار سے ہے کہ وہ بغیر علم کے عمل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی شریعت کے بغیر انواع واقسام کی عبادات ایجاد کرتے ہیں اور ایسی باتیں کہتے ہیں جو وہ نہیں جانتے۔ اسی لئے حضرت سفیان بن عیینہؒ فرماتے تھے کہ جو شخص ہمارے علماء میں سے بگڑ گیا تو اس میں یہودیوں کی مشابہت پائی گئی اور جو شخص ہمارے عبادت گزاروں میں سے بگڑ گیا تو اس میں عیسائیوں کی مشابہت پائی گئی۔

انبیاء کرامؑ

سب سے افضل انبیاء

(حدیث ۱۸۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خِيَارُ وَلَدِ آدَمَ خَمْسَةٌ: نُوحٌ وَإِبْرَاهِيمُ، وَمُوسَى، وَعِيسَى، وَمُحَمَّدٌ، وَخَيْرُهُمْ مُحَمَّدٌ — (ابن عساكر عن ابي هريرة (صح). (۱۸۷)

(ترجمہ) حضرت آدمؑ کی اولاد میں سب سے افضل پانچ ہیں حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد ﷺ اور ان سب سے افضل محمدؐ ہیں۔

(لطائف ومعارف)

امام فخر الدین رازیؒ نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ، نوح علیہ السلام سے افضل ہیں اور اس بات میں کوئی نزاع نہیں ہے کہ تمام انبیاء اور رسولوں سے افضل یہ چار حضرات ہیں، حضرت محمدؐ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

---

۱۸۷ (الجامع الصغير: ۳۹۸۱) ـــ رواه ابن عساكر في التاريخ والبزار وقال الهيثمي بعد ما عزاه له ورجاله رجال الصحيح، مجمع الزوائد (۸: ۲۵۵)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات یا مبدأ و معاد میں لکھتے ہیں کہ تمام انبیاء سے افضل حضرت محمد ﷺ ہیں پھر حضرت ابراہیمؑ پھر حضرت موسیٰؑ پھر حضرت عیسیٰؑ پھر حضرت نوح پھر حضرت آدم ہیں علیہم السلام۔

انبیاء و فقہاء کی شان

(حدیث ۱۸۸) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْاَنْبِیَاءُ قَادَةٌ، وَالْفُقَهَاءُ سَادَةٌ، وَمُجَالَسَتُهُمْ زِیَادَةٌ – القضاعی عن علی – (ض). (۱۸۸)

(ترجمہ) انبیاءؑ قائد ہیں اور فقہاء سردار ہیں اور ان کی مجالس (خیر، علم اور تفقہ فی الدین میں) اضافہ (کا سبب) ہیں۔

(لطائف و معارف)

انبیاء کرامؑ لوگوں کی علم اور موعظت کی قیادت کرتے ہیں اور فقہاء اللہ کے دین کے معاملہ میں دیگر لوگوں سے خیر و شرف میں مقدم ہیں۔

انبیاء کی چھ سنتیں

(حدیث ۱۸۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِیْنَ: اَلْحِلْمُ، وَالْحَیَاءُ، وَالْحِجَامَةُ، وَالسِّوَاکُ، وَالتَّعَطُّرُ، وَکَثْرَةُ الْاَزْوَاجِ – (هب) عن ابن عباس – (صح). (۱۸۹)

(ترجمہ) حلم، حیاء، فصد کھلوانا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا، زیادہ شادیاں کرنا مرسلین کی سنتوں میں سے ہے۔

۱۸۸؎ (الجامع الصغیر: ۳۰۹۰) ــــ رواه القضاعی وسنده ضعیف کما رمزله السیوطی 'الفقیه والمتفقه (۱: ۳۲)' کشف الخفاء (۱: ۲۳۵).

۱۸۹؎ (الجامع الصغیر: ۸۲۵۳) ــــ رواه البیهقی فی الشعب وقال تفرد به قدامة بن محمد الحضرمی عن اسمٰعیل بن شبیب ولیسا بقویین اهـ.

(لطائف ومعارف)

فصد کھلوانے کا معنی بیماریوں میں بعض مقامات سے خون نکلوانا ہے جو کہ طب میں مروج ہے اور خوشبو لگانے سے مراد کپڑے کو یا بدن کو خوشبو لگانا ہے اور کثرت ازواج سے مراد زیادہ بیویاں کرنا ہے چنانچہ حضرت سلیمانؑ کی ایک ہزار بیویاں تھیں، لیکن زیادہ بیویاں کرنے سے مراد کثرت سے نکاح اور طلاق نہیں ہے بلکہ ایک ہی وقت میں بہت سی بیویاں رکھنا انبیاء کی سنت ہے۔ اس امت محمدیہ میں مسلمانوں کو چار بیویاں رکھنے کی اجازت ہے لیکن وہ بھی اس شخص کیلئے جو ان کے مابین عدل ومساوات قائم رکھ سکے۔

اور خوشبو لگانے کے مواقع یہ ہیں: جمعہ، عیدین، کسوف، خسوف، صلوٰۃ الاستغفار، احرام اور زندہ کا خوشبو لگانا اور مردہ کو خوشبو لگانا۔

حضرت خضر کا علم لدنی

(حدیث ۱۹۰) حضرت ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

رَحْمَةُ اللهُ عَلَيْنَا وَعَلٰى مُوسٰى، لَوْصَبَرَ لَرَاٰى مِنْ صَاحِبِهِ الْعَجَبَ —

(د، ن، ک) عن ابیّ، زاد الباوردی العجاب، — (صح). (۱۹۰)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ رحمت فرمائے ہم پر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اگر وہ صبر کرتے تو وہ اپنے صاحب (خضر علیہ السلام) سے عجیب چیزیں دیکھتے۔

(لطائف ومعارف)

حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں: میں ایک دفعہ سمندر میں تھا کہ کشتی گرداب میں آ گئی اور آندھی تیز ہوگئی، اسی حالت میں آسمان کھلا اور دو فرشتے نازل ہوئے، ایک ان میں سے کہہ رہا تھا موسیٰ خضر سے بڑے عالم ہیں اور دوسرا کہتا تھا خضر بڑے عالم ہیں پھر ایک اور فرشتہ نازل ہوا اور کہا: خدا کی قسم! خضر کا علم موسیٰ کے علم کے مقابلہ میں ایسے ہے جیسے ہدہد کا علم سلیمان علیہ السلام کے علم کے سامنے۔

۱۹۰ (الجامع الصغیر: ۴۴۴۶) — رواہ ابو داؤد والنسائی والحاکم حدیث صحیح

حضرات اسلاف میں حیاتِ خضر میں اختلاف پایا جاتا ہے، محققین محدثین کا قول یہ ہے کہ آپ فوت ہو چکے ہیں اور اولیاء وصوفیاء کا قول یہ ہے کہ آپ زندہ ہیں۔ محققین کی دلیل یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ بھی اس وقت تک زندہ ہیں اس صدی تک فوت ہو جائیں گے تو اگر حضرت خضر زندہ تھے تو وہ بھی اس ارشاد کے بموجب فوت ہو گئے اور اولیاء کی دلیل یہ ہے کہ ہماری ان سے ملاقات ہوتی ہے اور استفادہ کرتے ہیں اور اولیاء سے ملاقات کی حکایات حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔ اسی اختلاف کے پیش نظر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا کہ حضرت خضر زندہ ہیں یا فوت ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں آپ کے پاس خضر اور الیاس کو بھیج دیتا ہوں۔ آپ خود ہی پوچھ لیں، چنانچہ ان دونوں حضرات سے ملاقات ہوئی اور آپ نے پوچھا تو ان دونوں حضرات نے فرمایا: حقیقت یہ ہے کہ ہم فوت ہو چکے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہماری ارواح کو یہ طاقت عطاء فرمائی ہے کہ ہماری روحیں بعض کاموں میں امداد کے لئے جسم کی شکل اختیار کر کے جاتی ہیں اور اسی شکل میں اولیاء سے ملاقات ہوتی ہے۔ اسی ملاقات کی وجہ سے اولیاء سمجھتے ہیں کہ ہم زندہ ہیں۔ (التفسیر المظہری سورۃ کہف)۔

انبیاء کو گالی دینا موجبِ قتل ہے

(حدیث ۱۹۱) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ سَبَّ الْاَنْبِیَاءَ قُتِلَ، وَمَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ جُلِدَ۔ (طب) عن علی۔ (ض). (۱۹۱)

(ترجمہ) جس شخص نے انبیاءؑ کو گالی دی قتل کیا جائے اور جس نے میرے صحابہؓ کو گالی دی اس کو کوڑے مارے جائیں۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ انبیاء کو گالی دینا اللہ کے رسولوں کی حرمت کو پامال کرنا ہے اور ان کی توہین

۱۹۱ (الجامع الصغیر: ۸۷۳۵) ــــ رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط والصغیر قال ابن حجر فی اللسان رواتہ کلھم ثقات إلا العمری (عبیداللہ العمری شیخ الطبرانی).

کرنا ہے اور یہ کفر ہے۔ علامہ قیصری فرماتے ہیں: انبیاء کو گالی کے ساتھ یا کسی چیز کے ساتھ عیب لگانے کے ساتھ ایذا دینا کفر ہے حتیٰ کہ اگر کسی شخص نے کسی نبی کے متعلق کہا کہ اس کے کپڑے میلے ہیں اور اس سے اس کی مراد عیب لگانا ہے تو اس کو قتل کیا جائے گا کیونکہ وہ ایسا کہنے سے کافر ہو گیا۔ اکثر علماء کے نزدیک اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی لیکن شافعیہ نے اس کی توبہ کو قبول کیا ہے۔

اور جس نے حضور ﷺ کے صحابہؓ کو برا بھلا کہا اس کو تعزیراً کوڑے لگائے جائیں گے قتل نہیں کیا جائے گا لیکن بعض مالکیہ کہتے ہیں کہ اس کو قتل کیا جائے گا۔

حیات الانبیاء

(حدیث ۱۹۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ عَلٰى مُوْسٰى قَائِمًا يُصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ۔

(حم،م،ن)عن انس—(صح). (۱۹۲)

(ترجمہ) جس رات مجھے معراج کرائی گئی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔

(لطائف ومعارف)

علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث اپنے ظاہری معنی کے ساتھ اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حقیقۃً بیداری کی حالت میں دیکھا تھا اور یہ بھی دلالت کر رہی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں زندہ ہیں اور ویسی نماز پڑھتے ہیں جیسی زندگی میں پڑھتے تھے اور یہ بات ممکن ہے۔ اس میں کوئی مانع نہیں کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ابھی تک دنیا میں ہیں اور یہ عبادت کا گھر ہے۔ پس اگر یہ کہا جائے کہ وہ موت کے بعد نماز کیسے پڑھتے ہیں جبکہ یہ مکلّف ہونے کی حالت نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں یہ حکم تکلیفی نہیں ہے بلکہ اکرام اور تشریف کا حکم ہے کیونکہ

۱۹۲ (الجامع الصغیر: ۸۱۷۱) ــــ رواہ احمد ومسلم فی المناقب والنسائی فی الصلوٰۃ، درمنثور (۴:۱۵۰)، تفسیر ابن کثیر (۵:۸).

انبیائے کرامؑ کے نزدیک دنیا میں نماز کو محبوب کر دیا گیا تھا اور وہ پابندی سے اس کو ادا کرتے رہے پھر جب وہ فوت ہوئے تو بھی ان کی یہی حالت تھی۔ اس لئے ان کو اسی حالت پر باقی رکھا گیا جس کو وہ پسند کرتے تھے پس ان کی یہ عبادت الہامی ہے جیسا کہ فرشتوں کی عبادت ہے جو کہ تکلیفی نہیں ہے اور اس پر یہ حدیث دلالت کرتی ہے "یَمُوْتُ الرجل علی ما عاش علیه ویحشر علی مامات علیه" (آدمی اسی حالت پر مرے گا جس حالت پر اس نے زندگی گزاری ہو اور اسی حالت میں اٹھایا جائے گا جس حالت میں وہ فوت ہوا ہوگا)۔

اس پر یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ حضور ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہاں قبر میں بھی نماز پڑھتے دیکھا اور اسی رات آسمان میں بھی دیکھا کیونکہ انبیائے کرامؑ کے مختلف مقامات ہیں جہاں چاہیں جا سکتے پھر لوٹ کر آ سکتے ہیں یا یہ جواب ہے کہ انبیائے کرامؑ کی ارواح بدن سے جدا ہونے کے بعد رفیق اعلیٰ میں ہیں اور ان کے بدن کے ساتھ لگاؤ اور تعلق ہے جس کی وجہ سے وہ تصرف کی قدرت رکھتے ہیں اور مسلمان کو سلام کا جواب دیتے ہیں۔ اسی تعلق کی بنیاد پر حضور ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں بھی دیکھا اور آسمان میں بھی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر سے حضور ﷺ کے ساتھ معراج کو گئے پھر لوٹ آئے بلکہ یہ مقام حضرت موسیٰؑ کی روح کا ہے اور قبر آپؑ کے بدن کا مقام ہے جہاں روزِ قیامت تک رہیں گے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرات انبیائے کرامؑ اپنی قبور میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں جیسا کہ ایک حدیث میں وارد ہے: **الأنبیاء أحیاء فی قبورهم یصلون.** (انبیائے کرامؑ اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں) آج کل منکرین حیات النبیؐ کا جو فتنہ کھڑا ہوا ہے یہ احادیث ان کے خلاف دلیل ہیں۔ (کذا فی فیض القدیر للمناوی ۵:۵۱۹، ۵۲۰)

انبیاءؑ اپنی قبور میں زندہ ہیں

(حدیث ۱۹۳) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے

ارشاد فرمایا:

اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ -(ع)عن انس-(خ).(۱۹۳)

(ترجمہ) انبیاء زندہ ہیں اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں۔

(لطائف ومعارف)

انبیاء شہداء کی طرح ہیں بلکہ شہداء سے بھی افضل ہیں اور شہداء اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں اور اپنے رب کے نزدیک زندہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی زندگی ہمارے سامنے ظاہر نہیں ہے بلکہ یہ فرشتوں کی زندگی کی طرح ہے اور انبیاء کی زندگی کا بھی یہی حکم ہے (بلکہ انبیاء کی زندگی شہداء کی زندگی سے افضل ہے) اسی وجہ سے انبیاء کی وراثت نہیں چلتی جیسا کہ علامہ مناویؒ لکھتے ہیں:

الأنبیاء احیاء فی قبورهم یصلون لا نهم کالشهداء بل افضل والشهداء احیاء عند ربهم وفائدة التقیید بالعندیة الاشارة الی ان حیاتهم لیست بظاهرة عندنا وهی کحیاة الملائکة وکذا الانبیاء ولهذا کانت الانبیاء لا تورث اھ (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ۳/۱۸۴ تحت ہذا الحدیث)۔

نزولِ مسیحؑ اور امامتِ مہدیؑ

(حدیث ۱۹۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ؟- (ف) عن ابی هریرة.(۱۹۴)

(ترجمہ) تمہاری اس وقت کیا حالت ہوگی جب حضرت عیسیٰ ابن مریم (آسمان سے) تم میں نازل ہوں گے جبکہ امام تم میں سے ہوگا۔

(لطائف ومعارف)

یہ حدیث کئی باتوں پر دلالت کر رہی ہے۔ (۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں

۱۹۳ (الجامع الصغیر: ۳۰۸۹) ــــ رواه ابو یعلیٰ فی مسنده ورمز له السیوطی لحسنه وقال المحدث عبدالرء وف المناوی وهو حدیث صحیح.

۱۹۴ (الجامع الصغیر: ۶۴۴۰) ــــ رواه البخاری ومسلم واحمد

(۲) قرب قیامت نازل ہوں گے (۳) جب وہ نازل ہوں گے تو تمہاری شریعت کی پیروی کرتے ہوئے تمہارے امام بنیں گے اور اس حدیث کا یہ بھی معنی ہوسکتا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو وہ امام مہدی علیہ السلام کی اقتداء میں نماز ادا کریں گے۔

پس کتنے خوش قسمت ہوں گے وہ لوگ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت موجود ہوں گے اور ان کی زیارت کریں گے اور ان کے پیچھے نمازیں پڑھیں گے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اور امام مہدی دونوں الگ الگ شخصیتیں ہیں نہ کہ ایک جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔

حضرات صحابہؓ

۱ - خلفاء راشدینؓ

۲ - اکابر صحابہؓ

۳ - صحابہ کرامؓ کے باہمی اختلافات

۴ - صحابہ کرامؓ کے خلاف طعن کرنا

حضرات صحابہؓ

حضرت ابوبکرؓ و حضرت عائشہؓ کا مرتبہ

(حدیث ۱۹۵) حضرت عمرو بن عاص اور حضرت انس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ عَائِشَةُ، وَمِنَ الرِّجَالِ أَبُوهَا۔ (ق،ت) عن عمرو بن العاص (ت،ہ) عن أنس (صح): (۱۹۵)

(ترجمہ) (میری جو بیویاں مدینہ میں اس وقت موجود ہیں) ان میں سے میرے نزدیک محبوب ترین عائشہ ہے اور تمام مردوں میں سے ان کے والد (حضرت ابوبکر صدیق)۔

(لطائف و معارف)

علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں مردوں اور عورتوں میں سے جو زیادہ محبوب ہو اس کے ذکر کا جواز نکلتا ہے اور جو کسی کو زیادہ پسند کرتا ہو اس پر عیب نہیں لگانا چاہئے، جبکہ آدمی کے محبوبین میں اس کے نیک آدمی ہی مراد ہوں۔

حضرت ابوبکر تمام انبیاء کرامؑ کے بعد سب سے افضل ترین انسان ہیں، آپؓ خلیفہ رسول اللہ ﷺ ہیں، سب سے پہلے اسلام لائے، اللہ اور اس کے رسول، اسلام اور اپنے اہل خانہ کے لئے مخلصانہ دین کی کوششیں فرمائیں۔ اپنا مال اور جان اللہ رسول کی رضا میں خرچ کیا۔

حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کا اشارہ

(حدیث ۱۹۶) حضرت عائشہ، حضرت ابوموسیٰ، حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس اور حضرت سالم بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے

۱۹۵ (الجامع الصغیر: ۲۰۵) ــــ بخاری، مسلم، ترمذی عن عمرو بن العاص، والترمذی وابن ماجة وابن حبان عن انس.

ارشادفرمایا:

مُـرُوْا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ –(ق،ت،ہ)عن عائشة (ق)عن ابی موسی(ح)عن ابن عمر(ہ)عن ابن عباس،وعن سالم بن عبید – (صح).(۱۹۶)

(ترجمہ) حضرت ابوبکر کوحکم دو کہ وہ لوگوں کونماز پڑھائیں۔

(لطائف ومعارف)

یہ ارشاد حضور ﷺ نے حضرت عائشہؓ کومخاطب کر کے فرمایا تھا کہ میری طرف سے حضرت ابوبکر کوحکم دے دیں کہ وہ لوگوں کونماز کی امامت کرائیں۔ حضور ﷺ نے اپنی زندگی میں اور مرض الموت میں حضرت ابوبکر کواپنے مصلے پر کھڑا کر دیا' جس سے لوگوں کو یہ بتلانا مقصود تھا کہ یہی میرے خلیفہ بنیں گے۔

اس حدیث سے بہت سے مسائل نکالتے ہیں۔ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جو دین کی زیادہ سمجھ رکھتا ہو وہ قرآن کے پڑھنے والے سے امامت میں مقدم ہے کیونکہ ان صحابہ کرامؓ میں ایسے حضرات بھی موجود تھے جو حضرت ابوبکر سے زیادہ قرآن کے قاری تھے لیکن ان سے زیادہ دین کا عالم کوئی نہیں تھا۔ (کذافی فتح القدیر)۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر اجماع قائم کیا اور یہ خلافت امامت عظمیٰ ہے اور اس اجماع کی دلیل امامت صغریٰ پر قیاس ہے اور امامت صغریٰ حضور ﷺ کی تعلیم کی وجہ سے لوگوں کونماز پڑھانا ہے۔

خلفائے راشدین کی مدتِ خلافت کی تعیین

(حدیث ۱۹۷) حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشادفرمایا:

---

۱۹۶ (الجامع الصغیر: ۸۱۷۵) ــــ رواہ البخاری ومسلم فی الصلوة (۹۴،۹۵، ۱۰۱) والترمذی (۳۶۷۲)وابن ماجة (۱۲۳۲)عن عائشة والبخاری ومسلم عن ابی موسیٰ' والبخاری عن ابن عمر وابن ماجة عن ابن عباس وعن سالم بن عبید الأشجعی ' والنسائی (۲:۹۹)' واحمد (۴:۴۱۲،۴۱۳)

اَلْخِلَافَةُ بَعْدِیْ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً، ثُمَّ مُلْکٌ بَعْدَ ذٰلِکَ۔(حم، ت، ع، حب) عن سفینة۔(صح). (۱۹۷)

(ترجمہ) میرے بعد میری امت میں خلافت تیس سال تک رہے گی پھر اس کے بعد بادشاہی ہوگی۔

(لطائف ومعارف)

حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری شرح بخاری میں لکھا ہے کہ یہاں خلافت سے مراد نبوت کی خلافت ہے اور حضرت معاویہؓ اور ان کے بعد کے لوگ بادشاہوں کے طریقہ پر چلے تھے اگرچہ انہوں نے اپنے آپ کو خلیفہ کہا تھا۔

حضور ﷺ نے خلافت نبوت کی تعیین تیس سال میں کی ہے اور وہ تیس سال خلفائے اربعہ اور حضرت حسنؓ کے ایام خلافت تک پورے ہو جاتے ہیں کیونکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی مدت خلافت دو سال تین مہینے اور دس دن ہیں اور حضرت عمرؓ کی دس سال چھ مہینے اور آٹھ دن ہے اور حضرت عثمانؓ کی گیارہ سال گیارہ مہینے نو دن ہے اور حضرت علیؓ کی چار سال نو مہینے سات دن ہے اور علامہ مناویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت سات مہینہ ہے۔

اس طرح سے ان خلفاء کی کل مدت خلافت تیس سال ایک ماہ چار دن بنتی ہے۔

جنت میں حضرت ابوبکرؓ کی عظمت

(حدیث ۱۹۸) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سَیِّدُ کُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَبُوْبَکْرٍ وَ عُمَرُ، وَاِنَّ اَبَابَکْرٍ فِی الْجَنَّةِ مِثْلُ الثُّرَیَّا فِی السَّمَاءِ. (خط) عن أنس .(صح)(۱۹۸)

(ترجمہ) جنت میں پکی عمر کے لوگوں کے سردار ابوبکر اور عمر ہوں گے اور ابوبکر

---

۱۹۷ (الجامع الصغیر: ۴۱۴۷) ــــ رواہ احمد (۵: ۲۲۱) والترمذی (۲۲۲۶) وابو یعلیٰ وابن حبان ورواہ ابو داؤد والنسائی فی المناقب، والطبرانی فی الکبیر (۱: ۴۵، ۷: ۹۸) کنز العمال (۱۴۹۶۱).

۱۹۸ (الجامع الصغیر: ۴۷۵۸) ــــ رواہ الخطیب فی ترجمة ابن سعید (۵: ۳۰۷، ۷: ۱۱۹) قال العزیزی وهو حدیث ضعیف . کنز العمال (۳۲۶۶۴-۳۶۰۸۴)

جنت میں آسمان میں ثریا کی مانند ہوں گے۔

حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی شان

(حدیث ۱۹۹) حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا

اِقْتَدُوْا بِالَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِیْ: اَبِیْ بَکْرٍ ، وَعُمَرَ – (حم ت ٥) عن حذیفة – (صح). (۱۹۹)

(ترجمہ) میرے بعد ان دو حضرات حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی اقتداء کرنا۔

(لطائف و معارف)

یہ دونوں حضرات قبل از اسلام فی ذاتہ پاکیزہ زمین کی طرح تھے جس میں کاشت نہ کی گئی ہو اور ایسے درخت کی طرح تھے جو منتشر ٹہنیوں والا ہو، پس جب اس سے ان بے ہنگم ٹہنیوں کو زائل کر دیا گیا اور زمین کو کاشت کر لیا گیا تو ان کا اگاؤ خوبصورت طرز پر سامنے آیا۔ اسی وجہ سے یہ دونوں حضرات، حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد سب لوگوں سے افضل قرار پائے۔

جنتی بوڑھوں کے سردار

(حدیث ۲۰۰) حضرت علیؓ، حضرت ابوجحیفہ، حضرت انسؓ، حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَبُوْ بَکْرٍ وَعُمَرُ سَیِّدَا کُھُوْلِ اَھْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْآخِرِیْنَ، اِلَّا النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ – (حم،ت،٥). عن علی (٥) عن ابی جحیفة والضیاء فی المختارة عن انس (طص) عن جابر وعن ابی سعید. (۲۰۰)

---

۱۹۹ (الجامع الصغیر: ۱۳۱۸) ــــ رواہ احمد (۵: ۳۸۲) ۳۸۵، ۳۹۹، ۴۰۱، ۴۰۲) والحاکم (۳: ۷۵) والترمذی (۳۶۶۲ ۳۸۰۵) وابن ماجة (۹۷) وله شاهد وصححه السیوطی.

۲۰۰ (الجامع الصغیر: ۶۸) ــــ حدیث صحیح مسند احمد، ترمذی (۳۶۶۶)، ابن ماجة (۹۵، ۱۰۰)، مستدرک حاکم (۱: ۱۲۰) عن علیؓ، ابن ماجة عن ابی جحیفة، مسند ابو یعلیٰ والضیاء فی المختارة عن انسؓ، معجم طبرانی صغیر عن جابر وابی سعید، بخاری، مسلم، تاریخ حاکم.

(ترجمہ) ابوبکر اور عمر اہل جنت کے چالیس سال سے اوپر کے پہلے اور پچھلوں کے سردار ہوں گے سوائے انبیاء اور رسولوں کے۔

(لطائف ومعارف)

حضرت ابوبکرؓ حضرات انبیاء کرامؑ کے علاوہ باتفاق اہل السنّت باقی سب انسانوں سے افضل ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ **انہ خیر الناس، اسلم وابوہ وابنہ وحفدتہ ولم یسجد لصنم قط ولا شرب خمرا** (آپؓ سب لوگوں سے افضل ہیں آپؓ خود بھی اسلام لائے، آپ کے والد بھی اور آپؓ کے بیٹے بھی اور پوتے بھی) یعنی آپؓ کی چار پشتیں شرف صحابیت سے مشرف ہوئیں اور یہ شرف باقی کسی صحابی کو حاصل نہ ہوا۔) اور آپ نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا تھا اور نہ شراب پی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروقؓ کے ساتھ صادق ومصدوق نبی کریم کی دعوت خاص کو عزت عطاء فرمائی اور سچ اور جھوٹ میں آپ کے ساتھ فرق کیا اور فضل وعدل کا ناموس ظاہر کیا اور اسلام کو صولت وشوکت دی۔

کہول سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی عمریں چالیس سال سے زائد ہوں اور چہرہ پر سفید بال آ گئے ہوں، حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ جنت میں ایسے جنتیوں کے سردار ہوں گے اور یہ چالیس سال سے زائد عمر کے لوگ بھی جنت میں ۳۳ سال کی عمر میں ہوں گے۔

کہل کا ایک معنی بردبار، عقل مند، رئیس، معتمد علیہ کا بھی ہے پھر معنی یہ ہوں گے کہ حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ جنت میں سرداروں کے بھی سردار ہوں گے۔

نہایہ ابن اثیر میں لکھا ہے کہ کہل اس شخص کو کہتے ہیں جس کی عمر تیس سال سے زائد ہوگئی ہو۔

حق عمرؓ کے ساتھ ہے

(حدیث ۲۰۱) حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الحقُّ بَعْدِی مَعَ عُمَرَ حَیْثُ کَانَ — الحکیم عن الفضل بن

العباس – (ح). (۲۰۱)

(ترجمہ) حق میرے بعد عمر کے ساتھ ہوگا، جس طرف وہ ہوگا (حق بھی اسی طرف کو ہوگا)۔

(لطائف ومعارف)

آج کل غیر مقلدین تین طلاقوں کے تین ہونے کے بارے میں اور بیس تراویح وغیرہ کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلوں کو تسلیم نہیں کرتے۔ ان کو اس حدیث سے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔

بڑے درجہ کے قابل اقتداء صحابہؓ

(حدیث ۲۰۲) حضرت ابن مسعودؓ حضرت حذیفہ اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِقْتَدُوْا بِالَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِی مِنْ اَصْحَابِیْ : اَبِیْ بَکْرٍ ، وَعُمَرَ : وَ اهْتَدُوْا بِهَدْیِ عَمَّارٍ ، وَتَمَسَّکُوْا بِعَهْدِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ – (ت) عن ابن مسعود الرویانی عن حذیفة (عد) عن انس – (صح). (۲۰۲)

(ترجمہ) میرے بعد میرے صحابہ میں سے ابوبکر اور عمر کی اقتداء کرنا اور عمار کی راہ چلنا اور ابن مسعود کے طریقہ کو لازم پکڑنا۔

بعض اکابر صحابہ کے مراتب

(حدیث ۲۰۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

۲۰۱ (الجامع الصغیر: ۳۸۲۶) ـــ رواه الحکیم الترمذی عن الفضل بن عباس بن عم المصطفیٰ وردیفه بعرفة وقال الذهبی فی المیزان عن العقیلی حدیث منکر ولکن رمز السیوطی لحسنه. کنز العمال (۳۲۷۱۵)، فتح الباری (۱۱۴۷)، کشف الخفاء (۱: ۴۳۶).

۲۰۲ (الجامع الصغیر: ۱۳۱۹) ـــ رواه الترمذی (۳۶۶۲) عن ابن مسعود وحسّنه والرؤیانی عن حذیفة، وابن عدی عن انس ورواه الحاکم (۳: ۷۵) مجمع الزوائد (۹: ۵۳، ۲۹۵) مسند احمد (۵: ۳۸۲) عن ابن مسعود وقال الذهبی سند الحاکم واه.

خَالِدُبْنُ الْوَلِيْدِ سَيْفُ اللهِ، وَسَيْفُ رَسُوْلِهٖ وَحَمْزَةُ اَسَدُاللهِ، وَاَسَدُ رَسُوْلِهٖ، وَاَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ اَمِيْنُ اللهِ، وَاَمِيْنُ رَسُوْلِهٖ، وَحُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ مِنَ اَصْفِيَاءِ الرَّحْمٰنِ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ مِنْ تُجَّارِ الرَّحْمٰنِ عَزَّوَجَلَّ —(فر) عن ابن عباس. (۲۰۳)

(ترجمہ) خالد بن ولید اللہ اور اس کے رسول کی تلوار ہے اور حمزہ اللہ اور اس کے رسول کا شیر ہے اور ابوعبیدہ بن الجراح اللہ اور اس کے رسول کا امین ہے اور حذیفہ بن یمان اللہ کے اصفیاء میں سے ہے اور عبدالرحمٰن بن عوف اللہ کے تاجروں میں سے ہے۔

(لطائف ومعارف)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اللہ کے تاجر اس طرح سے ہیں کہ ان کی تجارت اور ان کی نقل وحرکت زمین کے اطراف واکناف میں پھیلی ہوئی تھی اور اس سے اللہ کی مخلوق کو بہت فائدہ ہو رہا تھا اس معنی میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اللہ کے تاجر ہوئے۔

دس جنتی صحابہؓ

(حدیث ۲۰۴) حضرت سعید بن زیدؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَبُوْ بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ: وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ، وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ وَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ فِي الْجَنَّةِ، وَأَبُوْ عُبَيْدَةَ ابْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ. (حم) والضياء عن سعيد بن زيد (ت) عن عبدالرحمن بن عوف —(صح). (۲۰۴)

---

۲۰۳ (الجامع الصغير: ۳۸۷۷) ـــ رواه الديلمي في الفردوس ضعفه البخاري بأحمد بن عمران وصححه السيوطي 'كنز العمال (۳۳۱۵۹، ۳۳۲۷۸)' كشف الخفاء (۱: ۴۴۸) ابن ماجة (۱۳۳) ' كنز العمال (۳۳۱۰۶) حديث صحيح.

۲۰۴ (الجامع الصغير: ۷۳) ـــ مسند احمد (۱: ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۹۳) والضياء في المختارة عن سعيد بن زيد والترمذي (۳۷۴۷) عن عبدالرحمن بن عوف' وابو نعيم في المعرفة' وابن ابي شيبة وغيرهم. حديث صحيح.

(ترجمہ) ابوبکر جنت میں جائے گا' عمر جنت میں جائے گا' عثمان جنت میں جائے گا' علی جنت میں جائے گا' طلحہ جنت میں جائے گا' زبیر جنت میں جائے گا' عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں جائے گا' سعد بن ابی وقاص جنت میں جائے گا' سعید بن زید جنت میں جائے گا' ابوعبیدہ بن الجراح جنت میں جائے گا۔

(لطائف ومعارف)

امام ابن جریر طبریؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی طرف سے جنت کی بشارت اور شہادت ان عشرہ مبشرہ صحابہؓ کے علاوہ دیگر بھی کئی صحابہ کرام کو حاصل ہوئی ہے جیسے حضرت حسنؓ حضرت حسینؓ ان کی والدہ حضرت فاطمۃ الزہراءؓ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ اور دیگر بھی کئی صحابہ ہیں جو شمار سے زیادہ ہیں۔

ان عشرہ مبشرہ کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کو جنت کی بشارت ایک ہی دفعہ میں عطاء فرمائی گئی ہے اور دیگر حضرات کو متفرق طور پر' اللہ تعالیٰ نے اہل بیعت رضوان کے لئے اپنی رضا کی گواہی دی ہے جو کہ جنت کی بشارت ہے۔

حضرت ابوسفیان بن حارثؓ جنتی جوانوں کے سردار ہیں

(حدیث ۲۰۵) حضرت عروہ بن زبیر روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحٰرِثِ سَيِّدُ فِتْيَانِ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔ ابن سعد —(ک) عن عروة مرسلا :(۲۰۵)

(ترجمہ) ابوسفیان بن حارث (۱) جنتی جوانوں کا سردار ہے۔(۲)

(لطائف ومعارف)

(۱) یہ حضرت ابوسفیانؓ حضرت امیر معاویہؓ کے والد اور حضورؐ کے خسر نہیں ہیں بلکہ آپؐ کے رضاعی بھائی اور حضورؐ کے چچا حضرت حارث کے بیٹے ہیں۔

آپ کو حضور ﷺ سے قبل از بعثت بہت الفت تھی لیکن آپؐ پر وحی نازل ہوئی اور

۲۰۵ (الجامع الصغیر: ۷۴) — طبقات ابن سعد' (۴: ۱' ۳۶) مستدرک حاکم (۳: ۲۵۵) والطبرانی موصولا علی شرط مسلم.

آپؐ نبی بنائے گئے تو انہوں نے آپؐ سے عداوت کی اور برا بھلا کہتے تھے اور آپؐ کے سخت ترین دشمن بن گئے پھر فتح مکہ کے سال اسلام لائے اور بہت اعلیٰ درجہ کے مسلمان ہوئے۔

(۲) یہ سرداری دیگر دلائل کی وجہ سے مخصوص ہے ان جوانوں میں حضرت حسنؓ و حسینؓ اور ان جیسے دیگر حضرات مستثنیٰ ہیں۔ یہ مدینہ میں ۶۰ھ میں فوت ہوئے اور اپنی وفات سے تین سال قبل اپنی قبر کھود لی تھی۔

تین بہتر زمانے

(حدیث ۲۰۶) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِيْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَجِيْءُ اَقْوَامٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ اَحَدِهِمْ يَمِيْنَهُ، وَيَمِيْنُهُ شَهَادَتَهُ۔ (حم، ق، ت) عن ابن مسعود. (۲۰۶)

(ترجمہ) لوگوں میں سے سب سے بہترین میرا زمانہ ہے پھر ان لوگوں کا جو ان کے بعد آئیں گے پھر ان لوگوں کا جو ان کے بعد آئیں گے پھر کچھ ایسی اقوام آئیں گی جن کی گواہی ان کی قسم سے پہل کر رہی ہوگی اور ان کی قسم ان کی گواہی سے پہل کر رہی ہوگی۔

(لطائف ومعارف)

خیر الناس قرنی سے مراد صحابہؓ کا زمانہ ہے، اس کے بعد تابعینؒ کا زمانہ ہے، اس کے بعد تبع تابعین کا زمانہ ہے، صحابہ کا زمانہ حضور ﷺ کی بعثت کے شروع سے ایک سو بیس سال تک بنتا ہے اور تابعین کا زمانہ سن ایک سو ہجری سے ایک سو نوے ہجری تک ہے اور تبع تابعین کا زمانہ اس کے بعد سے دو سو بیس ہجری تک ہے۔ اس کے بعد بدعتیں نمودار ہوئیں، معتزلیوں نے زبانیں کھولیں، فلاسفہ اٹھ کھڑے ہوئے اور خلق

۲۰۶ (الجامع الصغیر: ۴۰۳۳) ــــ رواہ احمد (۱: ۳۷۸، ۴۳۴، ۴۴۲) والبخاری (۳: ۲۴، ۸: ۱۱۳) والترمذی (۳۸۵۹، ۵۲۲۱)

قرآن کے فتنہ میں اہل علم پر آزمائش آئی اور یہ معاملہ اسی طرح سے گھٹتا چلا آرہا ہے۔

صحابہؓ کے اختلاف میں نہ پڑو

(حدیث ۲۰۷) حضرت ابن مسعودؓ حضرت ثوبان اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا ذُكِرَ اَصْحَابِیْ فَاَمْسِكُوْا ، وَإِذَا ذُكِرَتِ النُّجُوْمُ فَاَمْسِكُوْا ، وَإِذَا ذُكِرَ الْقَدَرُ فَاَمْسِكُوْا -(طب) عن ابن مسعود (عد) عنه، وعن ثوبان (عد) عن عمر (ح). (۲۰۷)

(ترجمہ) جب میرے صحابہؓ (کے اختلافات) کا ذکر آئے تو (طعن وغیرہ سے) رک جاؤ اور جب نجوم (کے احکام، دلالت اور تاثیرات) کا ذکر آئے تو (ان میں بھی غور وخوض کرنے سے) رک جاؤ اور جب تقدیر کا ذکر آئے تو بھی خاموش رہو۔

(لطائف ومعارف)

تقدیر اللہ کا راز ہے، جس پر نہ تو کسی فرشتہ کو اطلاع دی گئی ہے نہ کسی نبی مرسل کو، نہ ہی اس میں غور وخوض جائز ہے اور نہ بحث کرنا درست ہے بلکہ یہ اعتقاد رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا اور ان کو دو فریق میں تقسیم کیا (۱) ''اہل یمین'' جن کو اپنے فضل سے جنت کے لئے پیدا کیا (۲) ''اہل شمال'' جن کو اپنے عدل کے ساتھ جہنم کے لئے پیدا کیا۔

ایک شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا: اے امیر المومنین! مجھے تقدیر کے متعلق بتایئے تو آپؓ نے فرمایا: ایک تاریک راستہ ہے تم اس پر سفر نہ کرنا، اس نے پھر سوال دہرایا تو آپؓ نے فرمایا: گہرا سمندر ہے تم اس میں نہ گھسنا، اس نے پھر اعادہ کیا تو فرمایا: اللہ کا راز ہے جو تجھ پر مخفی رکھا گیا ہے تم اس کی تفتیش میں نہ پڑو۔ حضور ﷺ نے

---

۲۰۷ (الجامع الصغیر: ۶۱۵) ــــ رواه الطبرانی فی الکبیر عن ابن مسعود وابن عدی فی الکامل عنه وعن ثوبان وابن عدی عن عمرؓ، قال ابن رجب روی من وجوه فی اسانیدها کلها مقال وبه یعرف مافی رمز السیوطی لحسنه تبعا لابن صصری ولعله اعتضد.

تقدیر میں غور وخوض سے منع فرمایا ہے کیونکہ جو شخص بھی اس میں بحث کرے گا وہ یا تو منکر تقدیر بنے گا یا مجبور محض، اس لئے آپؐ نے اس میں پڑنے سے شدت سے منع کیا ہے ترمذی کی حدیث میں ہے "عزمت علیکم ان لا تنازعوا فیہ، انما ھلک من کان قبلکم حین تنازعوا فی ھذا الامر" (میں تمہیں قسم دیتا ہوں تم اس میں نہ جھگڑنا، تم سے پہلے بھی لوگ اس وقت ہلاک ہوئے جب اس مسئلہ میں جھگڑنے لگے)۔

(حکایت) حضرت ابن قانعؒ بلال بن ابی بردہ کے محل میں گرمی کے دن میں داخل ہوئے، وہ برف کے پاس باغ میں بیٹھا ہوا تھا۔ بلال نے کہا: آپ کو ہمارا محل کیسا لگا ہے؟ فرمایا: اعلیٰ ہے مگر جنت اس سے بھی اعلیٰ ہے اور جہنم کی یاد ایسے محل سے بے توجہ کر دیتی ہے۔ اس نے کہا: آپ تقدیر کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ فرمایا: تم قبر میں پہنچنے والے پڑوسیوں کی فکر کرو، ان کو اس قسم کے مسئلہ میں پڑنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ اس نے کہا: میرے لئے دعا کریں؟ فرمایا: تم میری دعا کا کیا کرو گے؟ تمہارے دروازے پر بہت سے لوگ جمع ہیں جو یہ کہہ رہے ہیں کہ تو نے ان پر ظلم کیا ہے ان کی بددعا میری دعا سے پہلے پہنچی ہوئی ہے۔ تم ظلم کرنا چھوڑ دو، میری دعا کی تمہیں ضرورت نہیں پڑے گی۔

صحابہ کرامؓ کیخلاف طعن کرنا

(حدیث ۲۰۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ شِرَارَ اُمَّتِیْ اَجْرَؤُھُمْ عَلٰی صَحَابَتِیْ -(عد)عن عائشة-(ض).(۲۰۸)

(ترجمہ) میری امت کے شریر لوگ میرے صحابہؓ پر زیادہ جرأت کرنے والے ہوں گے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی یہ لوگ میرے صحابہؓ پر اعتراض کریں گے اور زبان طعن دراز کریں گے اور

۲۰۸ (الجامع الصغیر: ۲۲۸۱) ــــ رواہ ابن عدی فی الکامل بسند ضعیف، کنز العمال (۳۲۴۸۵).

ایسی باتیں کریں گے جو ان کے منصب کے شایان شان نہیں ہیں، زبان سے ان کی برائیاں کریں گے جو کہ شدید حرام ہے۔ ان کی یہ جرأت اس بات کی علامت ہے کہ یہ شریر لوگ ہیں اور صحابہؓ کے ساتھ ادب کا معاملہ کرنے والے لوگ اس امت کے اخیار ہوں گے۔ باقی جو حادثات اور واقعات صحابہؓ کے درمیان واقع ہوئے ہیں ان میں کسی ایک فریق کو برا بھلا نہیں کہنا چاہئے۔ جنگ جمل اور صفین میں حق حضرت علیؓ کے ساتھ تھا اور ان کے مدمقابل حضرات سے اجتہادی غلطی ہوئی تھی، یہی اہل سنت کا نظریہ بلکہ عقیدہ ہے جیسا کہ کتب عقائد میں موجود ہے۔

صحابہؓ پر سبّ کرنا

(حدیث ۲۰۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ

-(طب)عن ابن عباس-(ح). (۲۰۹)

(ترجمہ) جس شخص نے میرے صحابہ کو برا بھلا کہا اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔

(لطائف ومعارف)

یہ لعنت اس لئے ہے کہ صحابہ دین کی تبلیغ میں خوب محنت کرنے والے تھے۔ حتیٰ کہ انہوں نے اسلام کی اشاعت میں جنگوں میں اپنے جان ومال کو قربان کیا پس ان کو برا بھلا کہنا کبیرہ گناہ ہے اور ان کی گمراہی یا کفر کی طرف نسبت کرنا کفر ہے اگر کسی نے انفرادی طور پر ایسے صحابی کو کافر کہا جس کا ایمان دلائل قطعیہ سے ہم تک نہیں پہنچا تو اس کو کافر نہیں کہیں گے بلکہ فاسق فاجر کہیں گے۔

---

۲۰۹ (الجامع الصغیر: ۸۷۳۴) ــــ رواه الطبرانی فی الکبیر ورمز السیوطی لحسنه وقال الهیثمی فیه عبدالله بن خراش وهو ضعیف.

کثرت سے احادیث کی روایت کرنے والے صحابہ کے نام

۱	حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ	تعداد مرویات	۵۳۷۴
۲	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ	تعداد مرویات	۲۶۳۰
۳	حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ	تعداد مرویات	۲۲۸۶
۴	ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا	تعداد مرویات	۲۲۱۰
۵	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ	تعداد مرویات	۱۶۶۰
۶	حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ	تعداد مرویات	۱۵۴۰
۷	حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ	تعداد مرویات	۱۱۶۷۰
۸	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	تعداد مرویات	۸۴۸
۹	حضرت عبداللہ بن عمرو العاص رضی اللہ عنہ	تعداد مرویات	۷۷۰
۱۰	حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	تعداد مرویات	۵۳۶
۱۱	حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ	تعداد مرویات	۵۳۷
۱۲	حضرت ام سلمۃ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا	تعداد مرویات	۳۷۸
۱۳	حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ	تعداد مرویات	۳۰۷
۱۴	حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ	تعداد مرویات	۳۰۵
۱۵	حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ	تعداد مرویات	۲۸۱
۱۶	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	تعداد مرویات	۲۷۱
۱۷	حضرت امامۃ باھلی رضی اللہ عنہ	تعداد مرویات	۲۵۰
۱۸	حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ	تعداد مرویات	۲۲۰
۱۹	حضرت سھل بن سعد رضی اللہ عنہ	تعداد مرویات	۱۸۸
۲۰	حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ	تعداد مرویات	۱۸۱
۲۱	حضرت عمران بن حسین رضی اللہ عنہ	تعداد مرویات	۱۸۰

۲۲	حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ	تعداد مرویات	۱۷۹
۲۳	حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ	تعداد مرویات	۱۷۰
۲۴	حضرت بریدۃ بن حسیب الاسلمی رضی اللہ عنہ	تعداد مرویات	۱۶۶
۲۵	حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ	تعداد مرویات	۱۶۴
۲۶	حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ	تعداد مرویات	۱۶۳
۲۷	حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ	تعداد مرویات	۱۵۵
۲۸	حضرت عثمان بن عنان رضی اللہ عنہ	تعداد مرویات	۱۴۶
۲۹	حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ	تعداد مرویات	۱۴۶
۳۰	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	تعداد مرویات	۱۴۲
۳۱	حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ	تعداد مرویات	۱۳۶
۳۲	حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ	تعداد مرویات	۱۳۲
۳۳	حضرت اسامۃ بن زید رضی اللہ عنہ	تعداد مرویات	۱۲۲
۳۴	حضرت ثوبان مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	تعداد مرویات	۱۲۸
۳۵	حضرت سمرۃ بن جندب فزاری رضی اللہ عنہ	تعداد مرویات	۱۲۳
۳۶	حضرت نعمان بن شیر رضی اللہ عنہ	تعداد مرویات	۱۱۴
۳۷	حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ	تعداد مرویات	۲۰۲
۳۸	حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ	تعداد مرویات	۱۰۰

ان صحابہ کرام کے علاوہ باقی صحابہ کرام کی احادیث کی مرویات کی تعداد سو سے کم کم ہے جس کی تفصیل مسند بقیع بن مخلد اور تلقیح علی اھل الامر دلابن جوزی اور اسماء الصحابۃ الرواۃ لابن حزم الظاہری وغیرہ کتابوں میں موجود ہے۔

چنانچہ ہم ان مذکورہ کتب کے حوالے سے ان صحابہ کرامؓ کے اسماء گرامی اور ان کی مرویات کی تعداد بھی ذیل میں نقل کرتے ہیں

وہ صحابہ جن سے سو سے کم احادیث مروی ہیں

سلسلہ نمبر	راوی صحابیؓ کا نام	تعداد مرویات	سلسلہ نمبر	راوی صحابیؓ کا نام	تعداد مرویات
۳۹	عبدالله بن أبي أوفى	۹۵	۴۰	زيد بن خالد	۸۱
۴۱	اسماء بنت يزيد بن السكن	۸۱	۴۲	كعب بن مالك	۸۰
۴۳	رافع بن خديج	۷۸	۴۴	ميمونة أم المؤمنينؓ	۷۶
۴۵	وائل بن حُجر	۷۱	۴۶	زيد بن أرقم الأنصاری	۷۰
۴۷	أبو رافع مولى رسول الله ﷺ	۶۸	۴۸	عوف بن مالك	۶۷
۴۹	عدي بن حاتم	۶۶	۵۰	أم حبيبة أم المؤمنينؓ	۶۵
۵۱	عبدالرحمن بن عوف	۶۵	۵۲	عمار بن ياسر	۶۲
۵۳	عمرو بن عوف	۶۲	۵۴	سلمان الفارسي	۶۰
۵۵	حفصة أم المؤمنينؓ	۶۰	۵۶	أسماء بنت عميس	۶۰
۵۷	جبير بن مُطعِم	۶۰	۵۸	أسماء بنت أبي بكر الصديقؓ	۵۸
۵۹	واثلة بن الأسقع	۵۶	۶۰	عقبة بن عامر/الجهني	۵۵
۶۱	شداد بن أوس بن ثابت الأنصاری	۵۰	۶۲	فضالة بن عبيد	۵۰
۶۳	عبدالله بن بُسر	۵۰	۶۴	سعيد بن زيد بن عمرو بن نفيل	۴۸
۶۵	عبدالله بن زيد	۴۸	۶۶	المقدام أبو كريمة	۴۷
۶۷	كعب بن عجرة	۴۷	۶۸	أم هانيء بنت أبي طالب	۴۶
۶۹	أبو بُرْدَةَ	۴۶	۷۰	أبو جحيفة	۴۵
۷۱	بلال : المؤذن:	۴۴	۷۲	جندب بن عبدالله بن سفيان	۴۳
۷۳	عَبْدُ اَللّٰهِ بن مُغَفَّل	۴۳	۷۴	المقداد	۴۲
۷۵	معاوية بن حيدة	۴۲	۷۶	سهل بن حنيف	۴۰

۷۷	حكيم بن حزام	۴۰	۷۸	أبو ثعلبة الخشني	۴۰
۷۹	أم عطية	۴۰	۸۰	عمرو بن العاص	۳۹
۸۱	خزيمة بن ثابت ذو الشهادتين	۳۸	۸۲	الزبير بن العوام	۳۸
۸۳	طلحة بن عبيد الله	۳۸	۸۴	عمرو بن عبسة	۳۸
۸۵	العباس بن عبدالمطلب	۳۵	۸۶	مَعْقِل	۳۴
۸۷	طافمة بنت قيس	۳۴	۸۸	عبدالله بن الزبير	۳۳
۸۹	خباب بن الأرت	۳۲	۹۰	العرباض بن سارية	۳۱
۹۱	معاذ بن أنس	۳۰	۹۲	عيَاض بن حِمَار المجاشعي	۳۰
۹۳	صُهيب	۳۰	۹۴	أم الفضل بنت الحارث	۳۰
۹۵	عثمان بن أبي العاص الثقفي	۲۹	۹۶	يعلى بن أمية	۲۸
۹۷	ثمانية وعشرون	۲۸	۹۸	أبو أسيد الساعدي	۲۸
۹۹	عبدالله بن مالك بن بحينة	۲۷	۱۰۰	أبو مالك الأشعري	۲۷
۱۰۱	أبو حميد السَّاعدي	۲۶	۱۰۲	يعلى بن مرة	۲۶
۱۰۳	عبدالله بن جعفر	۲۵	۱۰۴	أبو طلحة الأنصاري	۲۵
۱۰۵	عبدالله بن سلام	۲۵	۱۰۶	سهل بن أبي حثمة	۲۵
۱۰۷	أبو المَلِيح الهُذَلي	۲۵	۱۰۸	الفضل بن العباس	۲۴
۱۰۹	أبو واقد الليثي	۲۴	۱۱۰	رفاعة بن رافع	۲۴
۱۱۱	عبدالله بن أنيس	۲۴	۱۱۲	أوس بن أوس	۲۴
۱۱۳	الشريد	۲۴	۱۱۴	لقيط بن عامر	۲۴
۱۱۵	أم قيس بنت محصن	۲۴	۱۱۶	عامر بن ربيعة	۲۲
۱۱۷	قرة	۲۲	۱۱۸	السائب	۲۲
۱۱۹	سَعْد بن عُبَادَة	۲۱	۱۲۰	الربيّع بنت معوذ	۲۱
۱۲۱	أبو برزة	۲۰	۱۲۲	أبو شريح الكعبي	۲۰

۱۲۳	عبدالله بن جراد	۲۰	۱۲۴	المسور بن مخرمة	۲۰
۱۲۵	عمرو بن أمية الضمري	۲۰	۱۲۶	صفوان بن عسال	۲۰

(۱۹) احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ

۱۲۷	سراقة بن مالک بن جعشم	۱۲۸	سبرة بن معبد الجهني

(۱۸) احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ

۱۲۹	تميم الداري	۱۳۰	خالد بن الوليد
۱۳۱	عمر بن حريث	۱۳۲	عبدالله بن حوالة الأزدي
۱۳۳	أسيد بن الحضير	۱۳۴	فاطمة بنت رسول الله ﷺ

(۱۷) احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ

۱۳۵	النواس بن سمعان الكلابي	۱۳۶	عبدالله بن سرجس
۱۳۷	عبدالله بن الحارث بن جزء		

(۱۶) احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ

۱۳۸	الصعب بن جثامة	۱۳۹	قيس بن سعد بن عبادة
۱۴۰	محمد بن مسلمة		

(۱۵) احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ

۱۴۱	مالک بن الحويرث الليثي	۱۴۲	أبو لبابة بن عبدالمنذر
۱۴۳	سليمان بن صرد	۱۴۴	خولة بنت حكيم

(۱۴) احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ

۱۴۵	عبدالرحمن بن شبل	۱۴۶	ثابت الضحاک
۱۴۷	طلق بن علي	۱۴۸	أبو عبيدة بن الجراح الصنابحي
۱۴۹	عبدالرحمن بن سمرة	۱۵۰	الحكم بن عمير
۱۵۱	سفينة: مولى رسول الله ﷺ	۱۵۲	كعب بن مرة
۱۵۳	أم سُلَيم بنت مِلْحَان		

(۱۳) احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ

۱۵۴	أبو ليلى الأنصاري	۱۵۵	معاوية بن الحكم
۱۵۶	الحسن بن علي بن أبي طالب	۱۵۷	حذيفة بن أسيد الغفاري
۱۵۸	سلمان بن عامر	۱۵۹	عروة البارقي
۱۶۰	صفوان بن أمية بن خلف		

(۱۲) احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ

۱۶۱	أبو بصرة الغفاري	۱۶۲	عبدالرحمن بن أبزى
۱۶۳	عبدالله بن عُكيم	۱۶۴	عمرو بن أبي سلمة
۱۶۵	عامر بن أبي ربيعة. أخو: ربيعة بن كعب	۱۶۶	سلمة بن المحبق
۱۶۷	الشفاء بنت عبدالله العدوية	۱۶۸	سبيعة الأسلمية

(۱۱) احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ

۱۶۹	نبيشة	۱۷۰	أبو كبشة الأنماري
۱۷۱	عَمْرُو بن الحَمِق	۱۷۲	المهلب

۱۷۳	وابصة بن معبد الأسدي	۱۷۴	أبو اليَسَر
۱۷۵	زينب بنت جحش	۱۷۶	ضُبَاعة بنت الزبير بن عبدالمطلب
۱۷۷	بُسْرة بنت صفوان		

(۱۰) احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ

۱۷۸	صفية أم المؤمنينؓ	۱۷۹	أم هشام بنت حارثة الأنصارية
۱۸۰	أم مُبَشِّر	۱۸۱	أم كلثوم
۱۸۲	أم كُرْز	۱۸۳	أم معقل الأسدية
۱۸۴	عتبان بن مالک	۱۸۵	عروة بن مضرس
۱۸۶	مجمع بن جارية	۱۸۷	نعيم بن همار
۱۸۸	أبو محذورة	۱۸۹	خريم بن فاتک الأسدي
۱۹۰	عدي بن عميرة	۱۹۱	عمير مولى آبي اللحم

(۹) احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ

۱۹۲	نوفل بن معاوية	۱۹۳	أبو الطفيل
۱۹۴	عمارة بن روبة	۱۹۵	حمزة بن عمرو الأسلمي
۱۹۶	ابن الحنظلية	۱۹۷	هشام بن عامر
۱۹۸	المطلب بن أبي وداعة	۱۹۹	بشير بن الخصاصية
۲۰۰	أبيض بن حَمَّال الباهلي	۲۰۱	أبو ريحانة
۲۰۲	الأشعث بن قيس الكِندي	۲۰۳	أبو صِرْمة

(۸) احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ

۲۰۴	أبو رمثة	۲۰۵	الحسين بن علي بن أبي طالب
۲۰۶	أبو عتيک	۲۰۷	عبدالمطلب بن ربيعة

۲۰۸	الأسود بن سريع	۲۰۹	جَرْهَد الأسلمي
۲۱۰	حُبْشي بن جنادة	۲۱۱	أسامة بن شريك
۲۱۲	عمرو بن خارجة	۲۱۳	حنظلة الكاتب
۲۱۴	رويفع بن ثابت	۲۱۵	عبدالرحمن بن أبي بكر الصديق
۲۱۶	بلال بن حارث المزني	۲۱۷	عائذ بن عمرو المزني
۲۱۸	أم الحصين	۲۱۹	خولة بنت قيس
۲۲۰	زينب: إمرأة ابن مسعود	۲۲۱	الفريعة بنت مالک
۲۲۲	خَنْسَاءُ بنت خِدَام	۲۲۳	أُمَيمة بنت رُقَيْقَة

(۷) احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ

۲۲۴	عُوَيم بن ساعدة	۲۲۵	أبو أمية
۲۲۶	قطبة بن مالک	۲۲۷	حبيب بن مسلمة
۲۲۸	عوف بن مالک	۲۲۹	نضلة
۲۳۰	أبو جمعة	۲۳۱	قتادة بن النعمان الظفري
۲۳۲	عبدالله بن السائب	۱۳۳	محمد بن عبدالله بن جحش
۲۳۴	سلمة بن قيس الأشجعي	۲۳۵	معيقيب
۲۳۶	قيس بن طخفة	۲۳۷	سلمة بن صخر البياضي
۲۳۸	عقبة بن الحارث	۲۳۹	الحارث بن يزيد البكري
۲۴۰	الحارث بن أوس	۲۴۱	عرفجة
۲۴۲	علي بن شيبان	۲۴۳	المسيب (شاید یہ سعید بن مسیّب کے والد ہیں)
۲۴۴	المستورد بن شداد	۲۴۵	عبدالله المزني
۲۴۶	قيس بن أبي غرزة	۲۴۷	سويد بن النعمان
۲۴۸	أم خالد (شاید یہ بنت خالد بن سعید بن العاص ہیں)	۲۴۹	أم حرام بنت ملحان
۲۵۰	زينب بنت أم سلمة أم المؤمنين	۲۵۱	جويرية أم المؤمنينؓ

(۶) احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ

۲۵۲	عاصم بن عدي	۲۵۳	مخنف بن سليم
۲۵۴	كرز بن علقمة	۲۵۵	عبدالله بن حنظلة
۲۵۶	سلمة بن يزيد	۲۵۷	حجاج : الأسلمي
۲۵۸	الحارث الأشعري	۲۵۹	رافع بن عَرَابة
۲۶۰	نصر بن حزن	۲۶۱	الفلتان بن عاصم
۲۶۲	ذو مخمر	۲۶۳	ابو عَيَّاشٍ الزُّرَقي
۲۶۴	النعمان بن مقرن	۲۶۵	حارثة بن وهب الخزاعي
۲۶۶	أبو وهب الجشمي	۲۶۷	مالک بن الحويرث
۲۶۸	المهاجر بن قنفذ	۲۶۹	عويمر بن أشقر
۲۷۰	هشام بن حكيم بن حزام	۲۷۱	محمد بن صفوان
۲۷۲	قبيصة بن المخارق	۲۷۳	عقيل بن أبي طالب
۲۷۴	أم جندب (یہ سلیمان بن عمر کی والدہ ہیں)	۲۷۵	أم العلاء
۲۷۶	بِشر بن سُحَيم	۲۷۷	أبو الحمراء

(۵) احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ

۲۷۸	خُفَافُ بن إيماء	۲۷۹	صُحار العبدي
۲۸۰	ربيعة بن عباد	۲۸۱	أبو علي
۲۸۲	مالک بن صعصعة	۲۸۳	مجاشع بن مسعود السلمي
۲۸۴	قابوس بن أبي المخارق	۲۸۵	يزيد بن الأسود
۲۸۶	معن بن يزيد	۲۸۷	عثمان بن طلحة
۲۸۸	معقل بن سنان الأشجعي	۲۸۹	سلمة بن نفيل السكوني
۲۹۰	ثعلبة بن الحكم	۲۹۱	معمر بن عبدالله بن نضلة العدوي

۲۹۲	عمرو بن حزم	۲۹۳	محجن بن الأدرع
۲۹۴	أبو الجعد	۲۹۵	أبو عبس بن جبر
۲۹۶	سالم بن عبيد	۲۹۷	لقيط بن صبرة
۲۹۸	سفيان بن عبدالله	۲۹۹	سفيان بن أبي زهير
۳۰۰	خويلد بن ثعلبة بن مالک	۳۰۱	أم بُجيد
۳۰۲	أم الدرداء	۳۰۳	سودة أم المؤمنينؓ
۳۰۴	خالد بن الوليد	۳۰۵	عبدالله بن سلام

(۴) احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ

۳۰۶	عبدالله بن يزيد الأنصاري	۳۰۷	أبيّ بن مالک
۳۰۸	أبو حازم الأنصاري	۳۰۹	معاذ بن عفراء
۳۱۰	سعيد أبو عبدالعزيز	۳۱۱	هانیء بن هانیء
۳۱۲	ذؤيب . (قبیصۃ بن ذؤیب کے والد)	۳۱۳	العلاء بن الحضرمي
۳۱۴	أبو خُزَامة	۳۱۵	وحشي بن حرب
۳۱۶	قيس بن عاصم	۳۱۷	مالک بن هُبيرة
۳۱۸	ركانة بن عبد يزيد	۳۱۹	الحارث بن عمرو
۳۲۰	سبرة بن فاتک	۳۲۱	أبو زيد الأنصاري
۳۲۲	عتبة بن غزوان	۳۲۳	عثمان بن مظعون
۳۲۴	الحارث بن مسلم	۳۲۵	أبو لُبوبة
۳۲۶	فيروز الديلمي	۳۲۷	الحارث بن قيس
۳۲۸	خَالِدُ بن عُرْفُطَة	۳۲۹	بُسْرُ بن أبي أَرْطَأة
۳۳۰	عمرو بن أمية (آخر)	۳۳۱	عبدالرحمن بن صفوان
۳۳۲	الحجاج بن عمرو الزبيدي	۳۳۳	عبدالرحمن بن حسنة
۳۳۴	محمد بن صيفي	۳۳۵	جارية بن قدامة
۳۳۶	طارق بن عبدالله المحاربي	۳۳۷	نان بن سنّة

۳۳۸	ديلم الحميري	۳۳۹	زياد بن الحارث
۳۴۰	معاوية بن حُدَيج	۳۴۱	هزال
۳۴۲	أبو بشير الأنصاري	۳۴۳	أبو جبيرة الأنصاري
۳۴۴	أيماء	۳۴۵	زيد بن حارثه. مولى رسول الله ﷺ
۳۴۶	ابن أبي عميرة	۳۴۷	الجارود العبدي
۳۴۸	أبو نجيح السلمي	۳۴۹	أم صُبَيَّة
۳۵۰	أم ليلى	۳۵۱	أم المُنذِر
۳۵۲	أم كردم	۳۵۳	رُزينة
۳۵۴	أم حَبيبة بنت سهل		

(۳) احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ

۳۵۵	يوسف بن عبدالله بن سلام	۳۵۶	حرملة
۳۵۷	بُديل بن ورقاء	۳۵۸	حكيم بن معاوية
۳۵۹	عُطيف بن الحارث	۳۶۰	الحارث بن زياد
۳۶۱	علي بن طلق	۳۶۲	جنادة الأزدي
۳۶۳	مُحَرَّش الكعبي	۳۶۴	العَدَّاء بن خالد
۳۶۵	عبيد بن خالد	۳۶۶	عابس: التميمي
۳۶۷	حنؤلة بن حذيم	۳۶۸	الأغَر
۳۶۹	دحية الكلبي	۳۷۰	الأرقم
۳۷۱	شريک بن طارق	۳۷۲	أبو لبيد الأنصاري
۳۷۳	أبو عزة	۳۷۴	أبو حبة بن عمرو: بدري
۳۷۵	نُبيط بن شريط	۳۷۶	أنس بن مالک الأشهلي
۳۷۷	ذو الجوشن الضبابي	۳۸۷	عبدالله بن سعدي
۳۷۹	مالک بن حسن	۳۸۰	أبو زيد
۳۸۱	محيصة	۳۸۲	عبدالعزيز بن بدر

۳۸۳	أهبان بن صيفي	۳۸۴	سهل بن الحنظلية: الأنصاري
۳۸۵	عبدالله بن أبي حبيبة	۳۸۶	ابن أم مكتوم
۳۸۷	سويد بن مقرن	۳۸۸	عبدالله بن أبي الجدعاء
۳۸۹	أبو مُجيبة الباهلي	۳۹۰	سعيد بن حريث
۳۹۱	سهيل بن البيضاء	۳۹۲	يزيد بن ثابت
۳۹۳	فروة بن مسيك	۳۹۴	أبو عبدالرحمن الجهني.
۳۹۵	جعدة	۳۹۶	أبو جُرَيّ
۳۹۷	حنظلة الأسيدي	۳۹۸	عبدالله بن عبدالله بن أبيّ بن سلول
۳۹۹	عطية السعدي	۴۰۰	أبو سعد الأنصاري
۴۰۱	مالک بن عبدالله	۴۰۲	سويد بن هبيرة
۴۰۳	خارجة بن حذافة	۴۰۴	خالد بن سعيد
۴۰۵	عبدالله بن قارب	۴۰۶	أبو البَدَّاح
۴۰۷	أبو شهم	۴۰۸	أبو عِنَبَة
۴۰۹	ابن كاس	۴۱۰	كردم بن قيس
۴۱۱	خالد بن عديّ	۴۱۲	كعب بن عاصم الأشعري
۴۱۳	خالد الخزاعي	۴۱۴	عبدالله بن حبيب
۴۱۵	سلمة	۴۱۶	سويد بن قيس
۴۱۷	أبو هاشم بن عتبة بن ربيعة	۴۱۸	بصرة بن أبي بصرة
۴۱۹	عطية القرظي	۴۲۰	حارثة بن وهب الخزاعي
۴۲۱	عُبَيْد . مولى رسول الله ﷺ	۴۲۲	أبو مويهبة. مولى رسول الله ﷺ
۴۲۳	أم أيوب	۴۲۴	أم جميل : وهي أم محمد بن حاطب
۴۲۵	أم فروة	۴۲۶	الصَّماءُ بنت بُسْرٍ
۴۲۷	فاطمة بنت أبي حبيش	۴۲۸	أم سعد
۴۲۹	أُنيسة	۴۳۰	سَلَّامة
۴۳۱	درة بنت أبي لهب	۴۳۲	ميمونة بنت سعد

(۲) احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ

۴۳۳	عبدالله بن حنظلة الغسيل	۴۳۴	الوليد بن عقبة
۴۳۵	عبدالرحمن بن عائذ	۴۳۶	سعد: مولى أبي بكر
۴۳۷	سليم بن جابر الهجيمي	۴۳۸	أوس بن الصامت
۴۳۹	المطلب بن عبدالله بن حنطب	۴۴۰	عبدالرحمن بن أزهر
۴۴۱	عبدالرحمن بن أبي عمرة	۴۴۲	العُرس بن عميرة
۴۴۳	سلمة بن سلامة بن وقش	۴۴۴	محمد [بن] حاطب
۴۴۵	أبو رافع الغفاري	۴۴۶	أُسَيْد بن ظُهَيْر
۴۴۷	الحارث بن قيس	۴۴۸	أبو سلامة
۴۴۹	عبدالله بن أرقم	۴۵۰	ثابت بن وديعة
۴۵۱	مسعود	۴۵۲	أبو إبراهيم
۴۵۳	سعيد بن سعد	۴۵۴	عُتبة
۴۵۵	أوس بن حذيفة	۴۵۶	أبو الورد
۴۵۷	قتادة بن ملحان	۴۵۸	حَمَل بن النابغة
۴۵۹	حكيم بن سعد المزني	۴۶۰	أبو السمح
۴۶۱	عبدالله بن قرط	۴۶۲	كعب بن عياض
۴۶۳	سوادة بن الربيع	۴۶۴	عبدالله بن السائب
۴۶۵	أبو نَمْلَة	۴۶۶	عبدالله بن عدي
۴۶۷	أبو سلمى راعي رسول الله ﷺ	۴۶۸	أبو زهير النميري
۴۶۹	عُقبة بن الحارث بن عامر	۴۷۰	أبو عمرة
۴۷۱	سلمة الهذلي	۴۷۲	فرات بن حيان
۴۷۳	مُعاوية بن جاهمة	۴۷۴	الخشخاش
۴۷۵	سُليم بن جابر	۴۷۶	معقل بن أبي معقل
۴۷۷	صخر الغامدي	۴۷۸	إياس بن عبدالمزني

٤٧٩	أبو رفاعة	٤٨٠	وهب ببن حذيفة
٤٨١	أبو مجزأة: زاهر	٤٨٢	يعلى العامري
٤٨٣	عبدالله بن الجهيم	٤٨٤	عياض الأشعري
٤٨٥	عمرو بن غيلان	٤٨٦	رباح بن الربيع
٤٨٧	عبدالله القرشي	٤٨٨	الفراسي
٤٨٩	عمرو بن الأحواص	٤٩٠	سُرَّق
٤٩١	سويد بن حنظلة	٤٩٢	رفاعة الجهني
٤٩٣	عبدالله بن المرقع	٤٩٤	أبو الجعد
٤٩٥	محصن	٤٩٦	رافع بن عمرو المزني
٤٩٧	أبو سليط	٤٩٨	أشجع بني عصر
٤٩٩	نافع بن عبدالحارث	٥٠٠	عمرو بن تغلب
٥٠١	أبو غُطَيف	٥٠٢	أبو بردة
٥٠٣	ذو الأصابع	٥٠٤	عقبة بن الحارث
٥٠٥	أبو سروعة	٥٠٦	أبو أمامة البخاري
٥٠٧	عتاب بن شمير	٥٠٨	أبو مرثد الغَنوي
٥٠٩	ابن الرسيم	٥١٠	عبَّاد
٥١١	عدي بن عدي	٥١٢	بُسر بن جحاش
٥١٣	أبو حبيب	٥١٤	خالد بن اللجلاج
٥١٥	أُبَيّ بن عمارة	٥١٦	عياش بن أبي ربيعة
٥١٧	ظهير	٥١٨	بُرَيْل الشهالي
٥١٩	الحارث بن البرصاء	٥٢٠	مالك بن عبدالله الأزْدي
٥٢١	ابن صُعير	٥٢٢	مالك . هو . أبو صفوان
٥٢٣	ابن مُخاشن	٥٢٤	ربيعة [بن] الهاد
٥٢٥	ذو اليدين	٥٢٦	عبدالله بن مالك
٥٢٧	عقبة بن مالك	٥٢٨	الزُّبيب
٥٢٩	زيد بن أبي أوفى	٥٣٠	الحارث بن هشام

۵۳۱	أبو ثابت	۵۳۲	قدامة بن عبدالله
۵۳۳	أبو العشراء	۵۳۴	أبو سيارة المتعي
۵۳۵	نعيم بن النحام	۵۳۶	الأسلع
۵۳۷	أم طارق	۵۳۸	خولة بنت الثامر
۵۳۹	أم عمارة	۵۴۰	سهلة بنت سهيل
۵۴۱	أم عبدالله بنت أوس	۵۴۲	أم الحكم
۵۴۳	أم بشر بنت البراء بن معرور	۵۴۴	عائشة بنت قدامة
۵۴۵	أم زياد	۵۴۶	أم ورقة . هي : بنت عبدالله بن الحارث
۵۴۷	أم عبدالرحمن بن طارق	۵۴۸	السوداء
۵۴۹	ميمونة بنت سعد	۴۵۰	جُدامَة بنت وَهْب
۵۵۱	أم مَعْبَد	۵۵۲	ميمونة . مولاة رسول الله ﷺ
۵۵۳	مارية : مولاتة عليه السلام	۵۵۴	أميمة
۵۵۵	أبو سعيد بن المعلى		

(۱) حدیث روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ

۵۵۶	مِهران . مولى رسول الله ﷺ	۵۵۷	سائبة. مولاة رسول الله ﷺ
۵۵۸	أبو سُلمى . مولاه	۵۵۹	كيسان . مولاه.
۵۶۰	أبو أثيلة . مولاه.	۵۶۱	عبدالرحمن بن سبرة
۵۶۲	رافع بن أبي رافع	۵۶۳	الحارث بن خَزَمة
۵۶۴	أبو العلاء الأنصاري	۵۶۵	يزيد بن نعيم
۵۶۶	قيس بن سهل	۵۶۷	الفُقَيمي
۵۶۸	أبو هانىء	۵۶۹	مرزوق الصَّيقل
۵۷۰	مِثْعَب	۵۷۱	أبو داود عمير بن عامر بن مالك
۵۷۲	زَنْكَل	۵۷۳	بَصرة
۵۷۴	قَبيصة البَجَلي	۵۷۵	سليمان

٥٧٦	ثابت بن أبي عاصم	٥٧٧	حرب بن الحارث
٥٧٨	مِخْمَر بن معاوية	٥٧٩	مالک بن أُخَيْمِر
٥٨٠	سعد	٥٨١	عمر الجُمَعِي
٥٨٢	هلال	٥٨٣	عمرو العجلاني
٥٨٤	عبدالرحمن بن غائش الحضرمي	٥٨٥	خَرَشَة بن الحُر
٥٨٦	الحارث بن الحارث	٥٨٧	عمرو بن مرة الجهني
٥٨٨	ابن زَمْل	٥٨٩	أبو قُرصافة جَندَرة بن خَيْشَنَة
٥٩٠	ابن السِّمْط	٥٩١	أبو علي بن البُحير
٥٩٢	عبدالرحمن بن عتبة	٥٩٣	أبو شَبيب
٥٩٤	عبدالله بن سعد	٥٩٥	جبلة بن الأزرق
٥٩٦	عبدالرحمن بن قتادة	٥٩٧	الهاد
٥٩٨	هند بن أبي هالة	٥٩٩	حرملة العنبري
٦٠٠	صعصعة بن ناجية	٦٠١	هُبَيْب بن مُغْفِل
٦٠٢	الزَّارع	٦٠٣	مُجَمِّع بن يزيد
٦٠٤	سعيد بن أبي راشد	٦٠٥	حرب بن سلامة بن وقش
٦٠٦	المُسوَر بن يزيد	٦٠٧	أبو الأرقم
٦٠٨	سعيد بن العاص	٦٠٩	سهل بن يوسف
٦١٠	ابن الفغواء	٦١١	أبو خِرَاش
٦١٢	النابغة	٦١٣	ثابت بن قيس بن الشَّماس
٦١٤	ميسرة	٦١٥	عامر بن ربيعة
٦١٦	نصر بن دَهْر الأسلمي	٦١٧	طارق بن عبدالله المحاربي
٦١٨	أبو خيثمة	٦١٩	عمير بن سلمة الضمري
٦٢٠	كُدَيْر الضبي	٦٢١	رافع بن بشر
٦٢٢	أبو بشر	٦٢٣	بَدْرة أبو مالک
٦٢٤	أبو سهلة : السائب بن خلاد بن السائب	٦٢٥	عمرو بن أبي سليمان

٦٢٦	عبدالله بن أبي سفيان	٦٢٧	أبو سُود
٦٢٨	فروة بن نوفل	٦٢٩	خالد بن أبي جَبَل
٦٣٠	علقمة بن رمثة البلوي	٦٣١	يزيد بن عامر السوائي
٦٣٢	صُهيب . آخر	٦٣٣	عبدالله بن ربيعة
٦٣٤	مسعود بن عمرو	٦٣٥	أبو النضر السلمي
٦٣٦	عَمْرو البَكالِي	٦٣٧	عمير
٦٣٨	أبو خلّاد الأنصاري	٦٣٩	عطية الجُشمي
٦٤٠	يزيد العُكْلي	٦٤١	علقمة بن الحويرث
٦٤٢	بشر	٦٤٣	أبو بجيلة
٦٤٤	عبدالله بن مَعْقِل بن مقرن	٦٤٥	مالک بن عبادة الغافقي
٦٤٦	أبو آبي الأنصاري	٦٤٧	عبد[الله] بن عامر
٦٤٨	أبو موسى	٦٤٩	مسلم بن رِياح
٦٥٠	ثُمَامَة بن أنس	٦٥١	عبدالرّحمن بن سَنَّة
٦٥٢	زياد بن جارية	٦٥٣	خَوْلي
٦٥٤	عمرو بن شَأس	٦٥٥	حارثة الخراعي
٦٥٦	ابن عباس	٦٥٧	عروة
٦٥٨	أبو أسيد بن ثابت	٦٥٩	يزيد بن سلمة
٦٦٠	نضلة	٦٦١	عمرو بن عامر بن الطفيل
٦٦٢	أبو عامر الأشعري	٦٦٣	سفيان بن وهب الخولاني
٦٦٤	عبدالله بن عَمَّار	٦٦٥	عبدالله بن سيرة
٦٦٦	عبدالله بن أبي بكر . آخر	٦٦٧	طلق بن يزيد
٦٦٨	قطبة بن قتادة	٦٦٩	حُجْر المَدَري
٦٧٠	أبو سفيان بن حرب	٦٧١	مروان بن قيس
٦٧٢	حمزة بن أبي أسيد	٦٧٣	المُقَنَّع
٦٧٤	عبدالله بن سهيل	٦٧٥	مالک الأشعري
٦٧٦	سابط	٦٧٧	عبيد بن عمرو الكلابي

٦٧٨	يزيد بن نَعَامة	٦٧٩	سيرة بن أبي فاكه
٦٨٠	عبدالرحمن بن مالك	٦٨١	أبو كاهل
٦٨٢	قيس بن عمرو	٦٨٣	أبو السنابل بن بعكك
٦٨٤	شيبة بن عثمان	٦٨٥	أبو بشر الخثعمي
٦٨٦	السائب بن خبَّاب	٦٨٧	عمير العبدي
٦٨٨	عبدالرحمن بن أزهر	٦٨٩	طلحة بن مالك
٦٩٠	خزيمة بن جزي	٦٩١	صعصعة
٦٩٢	الربيع الأنصاري	٦٩٣	ثابت يزيد
٦٩٤	أبو خليدة	٦٩٥	تميم العدوي
٦٩٦	الحكم بن حَزُن	٦٩٧	ناجية الخزاعي
٦٩٨	حجاج بن عبدالله	٦٩٩	أبو لاس الخزاعي
٧٠٠	عمرو بن أبي عقرب	٧٠١	ابن حُبشي
٧٠٢	جعدة بن هبيرة	٧٠٣	نصر السلمي
٧٠٤	أبو عقرب	٧٠٥	سلمة بن نعيم
٧٠٦	يزيد بن شجرة	٧٠٧	عامر بن شهر
٧٠٨	أبو حبيب	٧٠٩	طارق بن شهاب
٧١٠	الحارث بن مالك	٧١١	أبو عقبة
٧١٢	أبو سعيد الأنصاري	٧١٣	صفوان الزهري
٧١٤	عدي الجذامي	٧١٥	ابن بُحينة
٧١٦	عبدالله بن مغول	٧١٧	طلحة بن معاوية
٧١٨	عباد بن شرحبيل	٧١٩	كردم بن قيس
٧٢٠	أبو أُبَيّ	٧٢١	أبو أُبَيّ بن أم حرام
٧٢٢	سويد الأنصاري	٧٢٣	أبو منيب
٧٢٤	يونس بن شداد	٧٢٥	عمرو بن سعيد
٧٢٦	ابن أبي عمارة	٧٢٧	عامر الرامي
٧٢٨	الحجاج بن عِلاط	٧٢٩	يزيد بن شريح

۷۳۰	عمرو بن معدي كرب	۷۳۱	خالد
۷۳۲	سعد بن إسحاق'	۷۳۳	أبو فروة
۷۳۴	المغيرة	۷۳۵	أبو خالد
۷۳۶	عامر بن عُمير	۷۳۷	سويد بن جبلة
۷۳۸	مالک بن عوف القشيري	۷۳۹	قسامة بن زهير
۷۴۰	همام بن معاوية	۷۴۱	محمود بن الربيع
۷۴۲	نافع بن الحارث	۷۴۳	الحارث بن نوفل
۷۴۴	عبادة بن قرط	۷۴۵	المنهال
۷۴۶	عسعس بن سلامة	۷۴۷	غرفة الكندي
۷۴۸	يزيد بن السكن	۷۴۹	مسلمة بن مخلد
۷۵۰	أبو العلاء	۷۵۱	أبو بعجة
۷۵۲	عبدالله بن عَبُس	۷۵۳	أبو عبدالله الأنماري
۷۵۴	أبو ثعلبة الأشجعي	۷۵۵	قيس الجعدي
۷۵۶	عبدالله بن عامر بن أنيس	۷۵۷	أبو خلاد
۷۵۸	عمارة بن زعكرة	۷۵۹	أبو سلمة
۷۶۰	عمرو بن الحارث	۷۶۱	حُمير الأشجعي
۷۶۲	زهير بن عثمان	۷۶۳	أبو المُنتَفِق
۷۶۴	أبو الدحداح	۷۶۵	ثعلبة
۷۶۶	أبو سعيد بن أبي فضالة	۷۶۷	زيد بن خارجة
۷۶۸	جبير الكندي	۷۶۹	عبدالرحمن بن عثمان التيمي
۷۷۰	إياس بن عبدالله بن أبي ذُبَاب	۷۷۱	عقبة بن أوس
۷۷۲	قيس بن مخرمة	۷۷۳	عروة بن عامر الجهني
۷۷۴	سويد الأنصاري	۷۷۵	الحكم بن عمرو الغفاري
۷۷۶	دغفل	۷۷۷	عبدالله بن أبي بكر
۷۷۸	جَاهِمَة	۷۷۹	حسان بن أبي جابر السلمي
۷۸۰	عامر بن مسعود	۷۸۱	بشير

۷۸۲	شيبان	۷۸۳	أبو السائب
۷۸۴	عكرمة بن أبي جهل	۷۸۵	زيد بن ثابت
۷۸۶	جنادة بن مالک	۷۸۷	أبو جهاد
۷۸۸	أبو يزيد. المحاربي	۷۸۹	المحاربي
۷۹۰	عمرو بن أبي عمرة	۷۹۱	غالب
۷۹۲	بُسر بن مِحْجَن	۷۹۳	ثعلبة بن أبي مالک
۷۹۴	أبو قُتَيْلَةَ	۷۹۵	عبدالله بن عبدالرحمن
۷۹۶	سعد بن أبي ذُباب	۷۹۷	حبيب بن فويد
۷۹۸	ابن حذافة	۷۹۹	المستورد(آخر)
۸۰۰	أُنيس بن أبي مرثد	۸۰۱	علقمة بن نضلة
۸۰۲	نمير الخزاعي	۸۰۳	حنظلة السدوسي
۸۰۴	عبدالله بن زمعة	۸۰۵	حبة وسواء ابنا خالد ولهما حديث واحد
۸۰۶	حبة وسواء ابنا خالد ولهما حديث واحد	۸۰۷	أبو زهير
۸۰۸	ومالک بن الخشخاش	۸۰۹	وقيس بن الخشخاش
۸۱۰	وعبيد بن الخشخاش	۸۱۱	أسماء بن حارثة
۸۱۲	أبو منصور	۸۱۳	جُودَان
۸۱۴	عبدالله بن عتيک	۸۱۵	الجهجاه
۸۱۶	المقعد	۸۱۷	عمارة بن مدرک
۸۱۸	ابن عُبادة	۸۱۹	حسان بن ثابت
۸۲۰	سعد بن الأطول	۸۲۱	الفُجيع العامري
۸۲۲	صخر بن العيلة	۸۲۳	القعقاع بن أبي حدرد
۸۲۴	ثَعْلَبَة بن زَهْدَم	۸۲۵	حبان بن بُح
۸۲۶	أبو سهل	۸۲۷	نُقَادة الأسدي
۸۲۸	ابن عتبة	۸۲۹	عبدالرحمن بن أبي عقيل

۸۳۰	ابن سِيلَان	۸۳۱	الضحاک بن قيس
۸۳۲	طارق بن سويد	۸۳۳	طفيل بن سخبرة
۸۳۴	عُقبة بن مالک	۸۳۵	ثابت بن رُفيع
۸۳۶	عثمان بن حُنيف	۸۳۷	أبو عبدالرحمن الفهري
۸۳۸	أبو عبدالله	۸۳۹	أبو غادية
۸۴۰	شكل بن حميد	۸۴۱	أبو يزيد بن أبي مريم
۸۴۲	دُكين بن سعيد	۸۴۳	شُمير
۸۴۴	عمرو بن مُرة	۸۴۵	عبدالله بن عدي
۸۴۶	مالک بن التيهان	۸۴۷	عبدالله بن جُبير الخزاعي
۸۴۸	كلثوم	۸۴۹	محمد بن عبدالله بن سلام
۸۵۰	عبدالله بن هلال الثقفي	۸۵۱	شداد
۸۵۲	أبو علقمة	۸۵۳	آبى اللحم السعدي
۸۵۴	السَّعدي	۸۵۵	أبو قتادة السدوسي
۸۵۶	أبو الغوث	۸۵۷	زُرَارَة بن جزء
۸۵۸	مرداس بن عروة	۸۵۹	مسروق بن وامل
۸۶۰	أبو سلام	۸۶۱	شُدي بن ماتع
۸۶۲	طلحة السحيمي	۸۶۳	عبدالله بن كعب
۸۶۴	عبدالحميد بن عمرو	۸۶۵	بلال بن سعد
۸۶۶	عبدالله[بن] عتبة	۸۶۷	عبدالله بن أبي المطرِّف
۸۶۸	مطيع	۸۶۹	رافع بن مكيث
۸۷۰	ذوالزوائد	۸۷۱	دو الغرة
۸۷۲	عمير الليثي	۸۷۳	أبو بشر السلمي
۸۷۴	هَرِم بن خَنبَش	۸۷۵	عياض بن غنم
۸۷۶	عبدالرحمن بن معاوية	۸۷۷	عامر المزني
۸۷۸	عبدالرحمن بن علقمة	۸۷۹	ابن أبي الشيخ
۸۸۰	أُذَينة	۸۸۱	أبو علقمة

۸۸۲	عبدالله بن أبي أمية	۸۸۳	عمارة بن أوس
۸۸۴	أبو بردة بن قيس . أخو أبو موسى الأشعري	۸۸۵	أبو عمرو بن حفص بن المغيرة
۸۸۶	عبدالله بن رواحة	۸۸۷	أبو عَقِيل
۸۸۸	بشر بن عاصم	۸۸۹	رافع بن عمرو المزني
۸۹۰	أبو أُبَي	۸۹۱	حجير بن بيان
۸۹۲	منقذ بن عمرو	۸۹۳	يعلى بن سِيابَة
۸۹۴	مالک بن عتاهية	۸۹۵	الأدرع الأسلمي
۸۹۶	الحُصين	۸۹۷	محمد بن فضالة
۸۹۸	سلمة بن قيس	۸۹۹	الحارث بن بدل
۹۰۰	مُهَنّد	۹۰۱	يعمر من بني الحارث بن سعد بن هذيم
۹۰۲	هشام بن فُديک	۹۰۳	السائب
۹۰۴	قيس بن السكن	۹۰۵	سهل بن حُنيف
۹۰۶	سعيد	۹۰۷	عَبَّاد
۹۰۸	أسمر بن مُضَرس	۹۰۹	أبو سبرة
۹۱۰	هُنيدة بن خالد الخزاعي	۹۱۱	سواد بن عمرو
۹۱۲	مالک بن فلان	۹۱۳	عامر بن عائذ
۹۱۴	مسعدة: صاحب الجيوش	۹۱۵	أبو القين
۹۱۶	أبو حدرد	۹۱۷	التلب
۹۱۸	عمرو بن مالک الرؤاسي	۹۱۹	عبدالرحمن بن عديس
۹۲۰	سفيان بن مجيب	۹۲۱	زيد بن سَعُيَة
۹۲۲	السليل الأشجعي	۹۲۳	عبدالرحمن بن عمرو السلمي
۹۲۴	عبدالله بن سعد	۹۲۵	أبو حصين
۹۲۶	هشام بن حبيش	۹۲۷	أبو رفاعة
۹۲۸	ابن الشَيَّاب	۹۲۹	عمرو بن آبي حبيبة

۹۳۰	مالک بن فزارة	۹۳۱	أبو الحجاج الثمالي
۹۳۲	عبدالله بن شرحبيل	۹۳۳	قيس الجذامي
۹۳۴	عبدالله بن زمعة	۹۳۵	ثعلبة
۹۳۶	أبو فراس	۹۳۷	عكراش بن ذؤيب
۹۳۸	ابن كيسان	۹۳۹	كندير
۹۴۰	محمد بن عمرو بن علقمة	۹۴۱	الحارث بن بدل
۹۴۲	عمار بن عُبيد	۹۴۳	مطر بن عكامس
۹۴۴	أبو قتيلة	۹۴۵	الفاكه
۹۴۶	أبو حازم	۹۴۷	عمرو بن سعد
۹۴۸	عطية	۹۴۹	ميسرة
۹۵۰	أبو بُرْدَةَ الظفَري	۹۵۱	عُبيد الليثي
۹۵۲	عدي بن زيد	۹۵۳	سعيد بن عامر
۹۵۴	ابن سَنْدَر	۹۵۵	أبو أمية
۹۵۶	زياد بن الحارث	۹۵۷	حَوْطُ بن عَبْد العُزَّى
۹۵۸	زهير بن عمرو	۹۵۹	قبيصة بن المخارق. (آخر) مشترک مع زهير بن عمرو
۹۶۰	شعبة بن التوأم	۹۶۱	ضِرار بن الأزور الأسدي
۹۶۲	خزيمة بن معمر	۹۶۳	عبدالرحمن بن معاذ
۹۶۴	ابن مِربع الأنصاري	۹۶۵	جعفر بن أبي الحكم السعدي
۹۶۶	السعدي	۹۶۷	قيس بن عائذ
۹۶۸	بشير الأسلمي	۹۶۹	مطيع
۹۷۰	جميلة بنت أُبَيّ بن سَلول	۹۷۱	خديجة أم المؤمنينؓ
۹۷۲	أم شريک	۹۷۳	أم كَبْشَةَ
۹۷۴	أم مَالِكٍ البَهْزِيَّة	۹۷۵	كبشة
۹۷۶	بُقِيرة إمرأة القعقاع	۹۷۷	القعقاع
۹۷۸	جَمْرَة بنت عبدالله اليربوعية	۹۷۹	خولة بنت انصامت

۹۸۰	أم عثمان بنت سفيان	۹۸۱	أم نصر
۹۸۲	الشموس بنت النعمان	۹۸۳	سلامة بنت معقل
۹۸۴	سري بنت نبهان	۹۸۵	ليلى بنت قانف الثقفية
۹۸۶	بروع بنت واشق	۹۸۷	أم سُنبُلَة
۹۸۸	سلمى	۹۸۹	بريرة. مولاة عائشة أم المؤمنينؓ
۹۹۰	خَيْرَةُ : إمرأة كعب بن مالك	۹۹۱	أم جميلة
۹۹۲	أم إسحاق	۹۹۳	نُدْبَة
۹۹۴	حبيبة بنت أبي سفيان	۹۹۵	عَزَّة بنت خابل
۹۹۶	أم سعد	۹۹۷	خالدة بنت أنس
۹۹۸	أم سليمان بنت حكيم	۹۹۹	طُعمة بنت جريج
۱۰۰۰	قُتَيْلَة	۱۰۰۱	أم مالك
۱۰۰۲	الصُّمَيتَة	۱۰۰۳	أم أنس
۱۰۰۴	أم هلال بنت بلال الأسلمية	۱۰۰۵	أم خالد بنت الأسود
۱۰۰۶	أم الحجاج سرية	۱۰۰۷	أم هانىء الأنصارية
۱۰۰۸	أم رُومان	۱۰۰۹	أم حميد
۱۰۱۰	قُتَيْلَة	۱۰۱۱	حَوَّاء
۱۰۱۲	أم الطفيل. إمرأة أُبيّ بن كعب	۱۰۱۳	أم فروة
۱۰۱۴	حمنة بنت جحش	۱۰۱۵	أم عامر
۱۰۱۶	رقيقة	۱۰۱۷	حَبِيبَةُ بنتُ أبي تِجْرَاة
۱۰۱۸	بنت حمزة بن عبدالمطلب		

اہل بیت کرامؓ

۱ - حضرت بی بی فاطمہؓ

۲ - حضرات حسنین کریمینؓ

۳ - مسئلہ مغفرت یزید

اہل بیتؓ

حضرت فاطمہؓ جنتی عورتوں کی سردار ہونگی
حضرات حسنینؓ جنتی جوانوں کے سردار ہونگے

(حدیث ۲۱۰) حضرت حذیفہ بن الیمانؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَتَانِیْ مَلَکٌ فَسَلَّمَ عَلَیَّ ، نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ لَمْ یَنْزِلْ قَبْلَهَا. فَبَشَّرَنِیْ أَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ سَیِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَأَنَّ فَاطِمَةَ سَیِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔ ابن عساکر عن حذیفة –(صح). (۲۱۰)

(ترجمہ) میرے پاس ایک فرشتہ آیا مجھے سلام کیا یہ فرشتہ اس سے قبل آسمان سے کبھی نہیں اترا' اس نے مجھے خوشخبری سنائی ہے کہ حسنؓ و حسینؓ جنتی جوانوں کے سردار ہیں اور فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔

(لطائف ومعارف)

حضرت حسن وحضرت حسین رضی اللہ عنہما حضرات انبیاء کرامؑ اور خلفاء اربعہ کے علاوہ سب اہل جنت کے سردار ہونگے۔ (مناوی)۔

حضرت فاطمہؓ اور حسنؓ و حسینؓ کی جنت کی سرداری

(حدیث ۲۱۱) حضرت ابن عمر وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ، إِلَّا ابْنَیِ الْخَالَةِ عِیسَی ابْنَ مَرْیَمَ وَیَحْیَی بْنَ زَکَرِیَّا ' وَفَاطِمَةُ سَیِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا مَا کَانَ مِنْ مَرْیَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ (حم ' ع حب 'طب 'ک)

۲۱۰ (الجامع الصغیر: ۹۳) ــــ ابن عساکر' نسائی' حاکم وقال صحیح واقره الذهبی.

عن أبی سعید. (۲۱۱)

(ترجمہ) حسنؓ اور حسینؓ نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں، سوائے میری خالہ کے بیٹے عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا کے اور فاطمہ جنتی خواتین کی سردار ہیں سوائے مریم بنت عمران کے۔

حضرات حسنینؓ کی فضیلت

(حدیث ۲۱۲) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَحَبُّ أَهْلِ بَيْتِيْ إِلَيَّ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ۔ (ت) عن أنس. (۲۱۲)

(ترجمہ) میرے اہل بیت میں سے مجھے زیادہ محبوب حسنؓ اور حسینؓ ہیں۔

جنتی عورتوں کی سردار خواتین

(حدیث ۲۱۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سَيِّدَاتُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَرْبَعٌ: مَرْيَمُ، وَفَاطِمَةُ وَخَدِيْجَةُ، وَآسِيَةُ -(ک) عن عائشة-(صح). (۲۱۳)

(ترجمہ) جنت کی عورتوں کی سردار چار خواتین ہیں، حضرت مریم، حضرت فاطمہ، حضرت خدیجہ، حضرت آسیہ۔

(لطائف ومعارف)

عورتوں میں سب سے بڑی شان والی اور سب سے پہلے حضرت مریم ہیں پھر حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ہیں، پھر حضرت خدیجہ زوجہ رسول اللہ ہیں، پھر فرعون کی

---

۲۱۱ (الجامع الصغیر: ۳۸۲۲) ــــ مسند احمد، مسند ابو یعلی، صحیح ابن حبان، طبرانی کبیر، مستدرک حاکم، عن ابی سعید.

۲۱۲ (الجامع الصغیر: ۲۰۴) ــــ مستدرک حاکم (۲: ۴۱۷) اخرجه الترمذی وحسنه وکذا السیوطی.

۲۱۳ (الجامع الصغیر: ۴۷۵۹) ــــ رواه الحاکم فی المستدرک فی مناقب الصحابة وقال صحیح علی شرطهما وأقرّه الذهبی، مجمع الزوائد (۹: ۲۰۱)، ورواه الطبرانی فی الکبیر (۱۱: ۴۱۵) بنحوه.

بیوی آسیہ ہیں جیسا کہ اس کے متعلق حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مرفوعاً مروی ہے:

سیدة نساء العٰلمین مریم ثم فاطمة ثم خدیجة ثم آسیة.

اس حدیث کو ابن عبدالبر نے روایت کیا ہے اور حسن قرار دیا ہے جس سے فضیلت کی باہمی تقدیم وتاخیر کے اقوال میں جو اشکال وارد ہوتا ہے وہ دور ہو جاتا ہے۔ بعض حضرات نے حضرت مریم اور حضرت خدیجہ دونوں کا مرتبہ برابر قرار دیا ہے۔

حضرت فاطمہؓ کی جنتی عورتوں پر فضیلت

(حدیث ۲۱۴) حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ، اِلَّا مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ — (ک) عن ابی سعید — (صح). (۲۱۴)

(ترجمہ) حضرت فاطمہ اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہیں، سوائے حضرت مریم بنت عمران کے۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت فاطمہؓ حضرت عائشہؓ سے افضل ہیں کیونکہ یہ حضور ﷺ کے جسم کا ٹکڑا ہیں اور بعض علماء اس کو ترجیح عکس کہتے ہیں۔

علامہ سبکیؒ فرماتے ہیں کہ ہم جس بات کو دیانت داری سے اختیار کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ سب سے زیادہ افضل حضرت فاطمہ ہیں، پھر حضرت خدیجہ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہن۔

ہم سے کوئی اختلاف چھپا ہوا نہیں ہے لیکن جب اللہ کی نہر جاری ہوگئی تو عقل کی نہر باطل ہوگئی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ جو کچھ سبکی نے لکھا ہے محققین اسی کے قائل ہیں۔ پس سب سے افضل فاطمہؓ ہیں، پھر حضرت خدیجہؓ پھر حضرت عائشہؓ اور ظاہر

---

۲۱۴ (الجامع الصغیر: ۵۸۳۵) — رواہ الحاکم فی فضائل اهل البیت وقال صحیح واقره الذهبی ورواه احمد (۳:۸) والطبرانی قال ابن حجر واسناده حسن.

احادیث یہ بھی بتاتا ہے کہ حضرت فاطمہؓ اپنی بہنوں سے بھی افضل ہیں کیونکہ حضور ﷺ نے ان کو اپنے جسم کا ٹکڑا قرار دیا ہے دوسروں کے لئے یہ لفظ نہیں فرمائے۔

مطامح میں لکھا ہے کہ تحقیق یہ ہے کہ فضیلت ایک ذاتی رتبہ ہے پس حضرت عائشہؓ کی فضیلت رتبی ہے کیونکہ وہ جنت میں حضور ﷺ کی رفیقہ ہوں گی اور درجہ میں یہ سب مخلوق سے بڑا درجہ ہے اور حضرت فاطمہؓ کی فضیلت ذاتی اور اتصالی ہے اور اسی طرح سے حضور ﷺ کی باقی اولاد کی۔

حضرت فاطمہؓ کی شان

(حدیث ۲۱۵) حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَحَبُّ أَهْلِیْ إِلَیَّ فَاطِمَةُ -(ت،ک) عن أسامة (صح). (۲۱۵)

(ترجمہ) میرے اہل بیت میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب (میری بیٹی) فاطمہ ہے۔

(لطائف ومعارف)

حضور ﷺ نے آپ کا نام فاطمہ اس لئے رکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کی اولاد کو اور ان سے محبت کرنے والوں کو جہنم سے دور کر دیا جیسا کہ ایک ضعیف حدیث میں ہے۔

یزید کی ہلاکت خیزیاں

(حدیث ۲۱۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

هَلَاكُ أُمَّتِیْ عَلٰی یَدَیْ غِلْمَةٍ مِنْ قُرَیْشٍ -(حم،خ) عن ابی هریرة. (۲۱۶)

---

۲۱۵ (الجامع الصغیر: ۲۰۳) ـــ تفسیر ابن کثیر (۴:۴۱۹)، درمنثور (۵: ۲۰۱)، الترمذی حسنه، والحاکم صححه، والطیالسی، والطبرانی، والدیلمی وغیرهم.

۲۱۶ (الجامع الصغیر: ۹۵۹۳) ـــ رواه احمد (۲:۳۲۴) والبخاری فی الفتن وغیرها (۴:۳۲۴)

(ترجمہ) میری امت کی ہلاکت قریش کے لونڈوں کے ہاتھوں پر ہوگی۔

(لطائف ومعارف)

علامہ قرطبیؒ وغیرہ فرماتے ہیں: ان قریش میں سے یزید بن معاویہؓ اور اس طرح کے بنو امیہ کے نوعمر بادشاہ ہیں۔ ان کے ہاتھوں اہل بیت کا اور مکہ اور مدینہ کے مہاجرین وانصار میں سے بڑے مرتبہ کے حضرات کا قتل ہوا اور اہل بیت کو لونڈیاں اور غلام بنایا گیا۔

اور علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں اور یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ بنو امیہ اور ان کے حجاج سے قتل وغارت گری اور جائیدادوں کی ہلاکت، لوگوں کی ہلاکتیں، حجاز، عراق وغیرھما میں کتنا ہوئی ہیں۔ بنو امیہ نے اہل بیت اور آپ کی امت کے متعلق جناب نبی کریم ﷺ کی وصیت کا مخالفت اور نافرمانی کے ساتھ مقابلہ کیا اور ان کے خون بہائے اور ان کی عورتوں کو لونڈیاں بنایا اور ان کے بچوں کو قید کیا اور ان کے گھروں کو ویران کیا اور ان کے شرف وفضیلت کا انکار کیا اور ان کے بچوں اور عورتوں کو مباح سمجھا اور ان کو برا بھلا کہا۔ اس طرح سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی وصیت کی خلاف ورزی کی اور حضور ﷺ کی قصد وخواہش کے برعکس مقابلہ کیا پس ان کو کتنی بڑی رسوائی ہوگی، جب وہ حضور ﷺ کے سامنے پیش ہوں گے اور کتنی بڑی شرمندگی ہوگی ان کو جس دن وہ حضور ﷺ کے سامنے آئیں گے۔

یہ حدیث حضور ﷺ کے معجزات میں سے ہے۔ جس میں آپؐ نے مستقبل کے ہونے والے اس واقعہ کے متعلق خبر فرمائی۔ حافظ ابن حجرؒ اور علامہ قسطلانیؒ نے لکھا ہے کہ ابن بطالؒ کے کلام میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان لونڈوں میں سے پہلا لونڈا یزید تھا جو ۶۰ھ میں ہوا، حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: واقعی ایسا ہی ہے کیونکہ یزید بن معاویہ اسی سن میں خلیفہ ہوا اور ۶۴ھ میں فوت ہوا۔ اس کے بعد یزید کا لڑکا حضرت معاویہ تخت نشین ہوا جو کچھ مہینوں کے بعد فوت ہوگیا۔

علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ان کو خواب میں دیکھا کہ وہ آپ کے منبر پر کھیل رہے ہیں۔

آپ ﷺ نے اس حدیث میں اپنی امت کے ہلاک ہونے کا جو ذکر کیا ہے اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو ان لوگوں کے زمانہ خلافت میں موجود تھے اس پر عرب میں ایک مثال ہے الباروخ علی الیافوخ اھون من ولایة بعض الفروخ.

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں: میں نے صادق ومصدوق ﷺ سے یہ حدیث سنی کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے لونڈوں کے ہاتھوں ہوگی یہ حدیث آپؐ نے مروان بن حکم کے سامنے سنائی تھی تو مروان نے کہا: اللہ تعالیٰ ایسے لونڈوں پر لعنت کرے تو حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا: اگر میں چاہوں کہ یہ کہوں کہ وہ فلاں اور فلاں کی اولاد ہیں تو بتا سکتا ہوں۔ اور بہت سی احادیث میں مروان کے والد حکم اور اسکی اولاد پر بھی لعنت مروی ہے۔

نوٹ:۔ اس حدیث کی شرح میں ہم نے جو کچھ عرض کیا ہے یہ سب علامہ مناوی نے اکابر محققین اہل سنت سے نقل کیا ہے۔ اس کے متعلق علامہ مناویؒ کی اصل عبارت ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

قال جمع منهم القرطبی منهم یزید بن معاویة وأضرابه من أحداث ملوک بنی أمیة فقد کان منهم ما کان من قتل اهل البیت وخیار المهاجرین والأنصار بمکة والمدینة وسبي اهل البیت قال القرطبی وغیر خاف ماصدر عن بنی أمیة وحجاجهم من سفک الدماء وإتلاف الأموال وإهلاک الناس بالحجاز والعراق وغیر هما قال وبالجملة فبنو أمیة قابلوا وصیة المصطفیٰ صلی الله علیه وسلم فی أهل بیته وأمته بالمخالفة والعقوق فسفکوا دماء هم وسبوا نساء هم وأسروا صغارهم وخربوا دیارهم وجحدو اشرفهم وفضلهم واستباحوا نسلهم وسبیهم وسبهم فخالفوا رسول الله صلی الله علیه وسلم فی وصیته وقابلوه بنقیض قصده وأمنیته. فیا خجلهم إذا التقوا بین یدیه ویا فضیحتهم یوم یعرضون علیه وهذا الخبر من المعجزات : وقال ابن حجر وتبعه القسطلانی وفی کلام ابن بطال إشارة إلی أن أول الأغیلمة

یزید کان فی سنة ستین قال وهو کذلک فان یزید بن معاویة استخلف فیها و بقی إلی سنة أربع وستین فمات، ثم ولی ولده معاویة ومات بعد أشهر قال الطیبی رآهم المصطفیٰ صلی الله علیه وسلم فی منامه یلعبون علی منبره والمراد بالأمة هنا من کان فی زمن ولا یتهم (تتمة) من أمثالهم الباروخ علی الیافوخ أهون من ولایة بعض الفروخ.

یزید کی مغفرت کا مسئلہ

(حدیث ۲۱۷) حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَوَّلُ جَیْشٍ مِنْ اُمَّتِیْ یَرْکَبُوْنَ الْبَحْرَ قَدْ اَوْ جَبُوْا، وَاَوَّلُ جَیْشٍ مِنْ اُمَّتِیْ یَغْزُوْنَ مَدِیْنَةَ قَیْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَهُمْ—(خ)عن ام حرام بنت ملحان—(صح). (۲۱۷)

(ترجمہ) میری امت کا سب سے پہلا لشکر جو جہاد کے لئے سمندر کا سفر کرے گا ان کے لئے جنت واجب ہوگی اور میری امت میں سے پہلا لشکر جو قیصر کے شہر میں جہاد کرے گا ان کے گناہ بخش دئے جائیں گے۔

(لطائف ومعارف)

قیصر کے شہر سے مراد روم کے بادشاہ کا شہر قسطنطنیہ یا وہ شہر مراد ہے جس میں وہ حضور ﷺ کے ارشاد کے وقت موجود تھا اور وہ حمص ہے اور یہی شہر حضور ﷺ کے ارشاد کے وقت ملک روم کا دارالحکومت تھا۔

حدیث کے لفظ مغفور لهم سے بعض لوگوں نے یزید بن حضرت معاویہؓ کی مغفرت کا استدلال کیا ہے جبکہ اس سے اس کی مغفرت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ مغفرت کے لئے شرط ہے کہ انسان مغفرت کا اہل ہو اور یزید ایسا نہیں تھا (مناویؒ)

محقق العصر مولانا عبدالرشید نعمانیؒ ''یزید کی شخصیت اہل سنت کی نظر میں'' ص ۳۰

---

۲۱۷ (الجامع الصغیر: ۲۸۱۱) ــــ رواه البخاری (۴: ۵۱)، البدایة والنهایة (۶: ۲۵۳)، مستدرک حاکم (۴: ۵۵۶)

تا۴۴ میں لکھتے ہیں۔

''جنگ قسطنطنیہ'' کے سلسلہ میں بخاری شریف میں حسب ذیل دو روایتیں مذکور ہیں۔

(الف) اول جیش من اُمّتی یغزون مدینة قیصر مغفور لهم.

(ترجمہ) میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر پر حملہ آور ہوگا اس کی مغفرت کردی گئی ہے۔

(ب) قال محمود بن الربیع فحدثتها قوماً فیهم ابو ایوب الانصاری صاحب رسول الله صلی الله علیه وسلم فی غزوة التی توفی فیها ویزید بن معاویة علیهم بارض الرّوم.

(ترجمہ) محمود بن ربیع کا بیان ہے کہ پھر میں نے اس کا ذکر کچھ لوگوں کے سامنے کیا جن میں آنحضرت ﷺ کے صحابی حضرت ابو ایوب انصاریؓ بھی تھے۔ یہ اس غزوہ کا واقعہ ہے کہ جس میں حضرت ابو ایوب انصاریؓ کی وفات ہوئی اور یزید بن معاویہ روم میں اس وقت فوج کا امیر تھا۔

غرض یزید جس لشکر کا کمانڈر تھا اس لشکر کے لئے مغفرت کی بشارت ہے۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے

کہ اگر مستفتی دوسری حدیث پر غور کرتے تو سرے سے یہ اشکال ہی پیش نہ آتا کیونکہ اس حدیث میں یہ بھی وارد ہے کہ:

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فان الله قد حرَّمَ عَلَی النَّار من قال لا اله الا الله یبتغی بذلک وجه الله.

(ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر دوزخ کو حرام کردیا ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے ''لا الہ الا اللہ'' کہا۔

اب ظاہر ہے کہ یہ حدیث اسی صورت پر محمول ہے کہ صدق دل سے ''لا الہ الا اللہ'' کہنے کے بعد اس کے تقاضے بھی پورے کرے۔ یہ نہیں کہ بس ایک مرتبہ اخلاص سے کلمہ

طیبہ پڑھ لیا تو سو خون معاف ہو جائیں' اب جو چاہے کرتا پھرے تعجب ہے کہ مستفتی نے یزید کی منقبت میں اس حدیث کو کیوں نہیں پیش کیا۔ حالانکہ غزوہ قسطنطنیہ کی حدیث میں تو صرف "مغفور لھم" کے الفاظ ہیں اور اس حدیث میں صراحۃً دوزخ کے حرام ہونے کی تصریح ہے۔ پس جو تاویل یا تشریح حدیث مذکور (ب) کی ہوگی وہی تشریح حدیث مذکور (الف) کی ہونی چاہئے۔

احادیث کے تتبع سے پتہ چلتا ہے کہ بہت سے اعمال خیر پر مغفرت کی بشارت ہے اور اس کا مطلب آج تک کسی عالم کے ذہن میں یہ نہیں آیا کہ بس اس عمل خیر کے بعد جنتی ہونا لازمی ہے اور اب ظلم کی کھلی چھٹی ہے۔ جو چاہے کرے جنت اس کے لئے واجب ہے۔

خوب سمجھ لیجئے۔ کسی شخص کا نام لے کر اسے جنتی کہنا اور بات ہے اور کسی عمل خیر پر جنت یا مغفرت کی بشارت دینا الگ چیز ہے۔ حضرات عشرہ مبشرہ اور سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم کا نام لے کر آنحضرت ﷺ نے ان کو جنتی فرمایا ہے لیکن یزید کا نام لے کر اس کو جنتی ہونے کی بشارت کہیں نہیں دی گئی۔ کسی روایت کے عموم میں داخل ہونا اور چیز ہے اور کسی بشارت میں مخصوص طور پر نامزد ہونا اور بات ہے۔ بیشک اس حدیث میں غازیان مدینہ قیصر کے لئے مغفرت کی بشارت ہے جیسا کہ غازیان ہند کے لئے لیکن اس سے ہر غازی کا اس وقت تک جنتی ہونا لازم نہیں آتا جب تک کہ اس کی زندگی اعمال خیر پر ختم نہ ہو۔ یہ صحیح ہے یزید غزوہ قسطنطنیہ میں شریک ہوا لیکن اس غزوہ میں شرکت کے بعد جب اس کو اقتدار نصیب ہوا تو اس کے بیشتر اعمال ایسے تھے جو لعنت ہی کے موجب تھے۔

البتہ خود یزید نے اپنی خوش فہمی سے حدیث کا یہی مطلب سمجھا تھا کہ جب کلمہ طیبہ پڑھ لیا گیا تو پھر گناہوں کی کھلی چھٹی ہے اور جس طرح کفر کے بعد کوئی طاعت مقبول نہیں اسی طرح ایمان کے بعد پھر کوئی معصیت مضر نہیں ہوتی۔ یہی "مرجئہ" کا مذہب ہے جو ایک گمراہ فرقہ ہے چنانچہ حافظ ابن کثیرؒ نے "البدایہ والنہایہ" میں جہاں مسند احمد کی یہ دو روایتیں نقل کی ہیں۔

(۱) یزید بن معاویہ اس لشکر کا امیر تھا۔ جس کے غازیوں میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ شامل تھے اور جب حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو یزید ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؓ نے یزید سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ "جب میں مرجاؤں تو لوگوں کو میرا اسلام کہنا اور ان کو یہ بتا دینا کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ:

من مَّات لا یشرک باللہ شیئًا دخل الجنَّة.

جس شخص کی موت اس حال میں واقع ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ممدوح نے وفات کے وقت فرمایا۔

قد کنت کتمت عنکم شیئاً.

(ترجمہ) میں نے تم سے ابھی تک ایک حدیث چھپا رکھی تھی۔

سمعته من رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم سمعته یقول: لولا انکم تذنبون لخلق اللہ قوماً یذنبون فیغفرلهم.

(ترجمہ) جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔ میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ اگر تم گناہ نہ کرتے ہوتے تو البتہ حق تعالیٰ ایسی قوم پیدا کرتا کہ جو گناہ کرتی اور پھر حق تعالیٰ ان کی مغفرت فرماتا۔

وہاں ان دونوں حدیثوں کو نقل کرنے کے بعد حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

ان هذا الحدیث والذی قبله هو الذی حمل یزید بن معاویة علٰی طرف من الارجاء ورکب بسببه افعالاً کثیرةً انکرت علیه کما سنذکرهٗ فی ترجمته واللہ تعالٰی اعلم [۱]

(ترجمہ) یہ حدیث اور اس سے پہلے والی حدیث جو گزری، اسی نے یزید بن معاویہ کو ارجاء کی طرف ڈال دیا۔ اور اس کے باعث اس نے ایسے بہت سے کام کر ڈالے جن کی بناء پر اس پر نکیر کی گئی جیسا کہ ہم اس کے تذکرہ میں

[۱] البدایة و النهایة ۸: ۵۹.

عنقریب ذکر کریں گے آگے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

اب اگر سائل بھی یزید کی طرح اہل سنت کے زمرہ سے خارج اور مرجئہ کے مذہب میں داخل ہے تو اس کو دوسری حدیث ہی یزید کی فضیلت کے لئے کافی ہے کہ چونکہ وہ کلمہ گو تھا۔ اس لئے ایمان لانے کے بعد اب کسی گناہ پر اس کی پکڑ نہیں ہو سکتی۔ سب گناہ معاف ہیں' شیعان بنی امیہ کا بھی یہ مذہب تھا کہ ''امام اور خلیفہ کے حسنات مقبول ہیں اور گناہ سب معاف' اس کی اطاعت طاعت و معصیت دونوں میں واجب ہے'' اور اگر سائل اہل سنت میں داخل ہے تو جو تاویل اس حدیث کی ہوگی وہی حدیث غزوہ قسطنطنیہ کی ہوگی۔

پھر حدیث اول میں غور کرنے کی سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ جہاد کے لئے تصحیح نیت ضروری ہے۔ یعنی جو جہاد بھی کیا جائے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ہو اور اپنے ذوق و شوق سے ہو' یہ نہیں کہ دوسرے کے دباؤ میں آ کر نا خوش دلی سے جنگ میں شریک ہو جائے اور صرف امارت کے خیال سے روانہ ہو جائے۔ یزید کے ساتھ یہی صورت ہوئی کہ وہ اس جہاد میں شریک ہونے کے لئے بالکل تیار نہ تھا اور جہاں تک بن سکا اس نے ٹال مٹول کی کوشش کی بلکہ جب مجاہدین کرام محاذ پر تھے اور وہاں مختلف قسم کی مشقتیں برداشت کر رہے تھے' وبا اور قحط میں مبتلا تھے' تو یہ بڑے ٹھاٹھ سے اپنے عشرت کدہ میں بیٹھا ہوا اپنی بیوی کے ساتھ داد عیش دے رہا تھا اور مجاہدین کا مذاق اڑا رہا تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب اس کی اس حرکت کی خبر ہوئی تو آپؓ نے سختی کے ساتھ حکم دے کر بجبر اس کو محاذ پر روانہ کیا۔ اس سارے واقعہ کی تفصیل تاریخ ابن خلدون (ج ۳' ص ۲) اور کامل ابن اثیر میں موجود ہے چنانچہ حافظ مورخ ابن الاثیر ۴۹ھ کے واقعات کو ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فی هذه السنة وقیل سنة خمسین سیر معاویة جیشاً کثیفاً الی بلاد الرُّوم للغزاة وجعل علیهم سفیان بن عوف وامر ابنه یزید بالغزاة معهم فتثاقل واعتل فامسک عنه ابوه فاصاب الناس فی غزاتهم جوع ومرض شدیدٌ فانشد یزید یقول:

اور اسی سنہ میں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ۵۰ھ میں حضرت معاویہؓ نے جہاد کے لئے ایک بڑا بھاری لشکر بلاد روم کی طرف روانہ کیا اور اس لشکر کا امیر سفیان بن عوفؓ کو مقرر کیا اور اپنے بیٹے یزید کو بھی اس غزوہ میں شرکت کا حکم دیا مگر یزید نے تعمیل حکم میں گرانی محسوس کی اور بہانہ کر دیا سستی کی اور معذرت کر دی۔ یہ دیکھ کر اس کے والد نے بھی اس کو رہنے دیا' وہاں جنگ میں لوگ بھوک اور شدید مرض کا شکار ہوئے تو یزید نے یہ شعر کہے:

ما ان ابالی بما لاقت جموعهم
بالغذقدونة من حمّی ومن موم'
إذا اتکأتُ علی انماطٍ مرتفعاً
بدیرمرّان عندی أم کلثوم

(ترجمہ) مجھے کچھ پرواہ نہیں کہ غذقدونہ (روم میں مسلمانوں کا فوجی کیمپ) میں مسلم مجاہدین کے دستہائے فوج کو بخار اور چیچک کا سامنا ہے جبکہ میں دیر مران میں گدوں پر اونچے اونچے تکیوں کے سہارے بیٹھا ہوں اور میرے سامنے اُمِ کلثوم ہے۔

وام کلثوم امرأته هی ابنة عبدالله بن عامر فبلغ معاویة شعرهٗ فاقسم علیه لیلحِقَنَّ بسفیان فی ارض الرّوم لیصیبه ما اصاب الناس فسار ومعه جمع کثیرا ضافهم الیه ابوه وکان فی هٰذا الجیش ابن عباسؓ و ابن عمرؓ وابن الزُّبیرؓ وابو ایوب الانصاریؓ وغیرهم' وعبدالعزیز بن زُرارة الکلابی فاوغلوا فی بلاد الرّوم حتی بلغوا القسطنطینیه.[1]

(ترجمہ) ام کلثوم یزید کی بیوی عبداللہ بن عامر کی بیٹی تھی۔ حضرت معاویہؓ کو جب اس کے ان اشعار کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے اس کو قسم دے کر بتاکید کہا کہ اسے روم میں سفیان کے پاس پہنچنا ضروری ہے تاکہ وہ لوگ جس مصیبت میں گرفتار ہیں یہ بھی گرفتار ہو' اب جو یہ روانہ ہوا تو اس کے والد ماجد نے ایک

[1] کامل ابن اثیر ۳: ۱۸۱' ۱۸۲.

انبوہ کثیر کا اس کے ساتھ اور اضافہ کر دیا۔ اسی لشکر میں حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابن عمرؓ حضرت ابن زبیرؓ اور حضرت ابوایوبؓ انصاری وغیرہ بھی تھے اور عبدالعزیز بن زُرارہ کلابی بھی، چنانچہ یہ لوگ بلاد روم میں گھستے ہی چلے گئے تا آنکہ تیزی کے ساتھ یلغار کرتے ہوئے قسطنطنیہ تک جا پہنچے۔

یہ ہے یزید کے غزوۂ قسطنطنیہ میں شرکت کی حقیقت، واقعہ یہ ہے کہ یزید سیر وشکار، شعروشاعری، غنا اور موسیقی کا متوالا تھا۔ وہ جہاد کے جھنجھٹ میں نہ اپنے والد ماجد کی زندگی میں پڑنا چاہتا تھا اور نہ اپنے ایامِ خلافت میں، چنانچہ عہدہ خلافت کے سنبھالنے پر سب سے پہلا خطبہ جو اس نے دیا وہ یہ تھا:

ان معاوية كان يغزيكم في البحر وانى لست حاملاً احداً من المسلمين في البحر و إن معاوية كان يشتيكم بارض الروم ولست مشتيًا احداً بارض الرُّوم. وانّ معاوية كان يخرج لكم العطاء أثلاثا وانا اجمعه لكم كلّه. ۱؎

(ترجمہ) بیشک معاویہؓ تم کو بحری جہاد کی مہم پر بھیجا کرتے تھے، مگر میں کسی مسلمان کو بحری مہم پر بھیجنے کا روادار نہیں اور بے شک معاویہؓ تم کو روم میں موسم سرما میں جہاد پر روانہ کیا کرتے تھے مگر میں کسی کو سردیوں میں روم کی سرزمین پر جہاد کرنے کے لئے نہیں بھیجوں گا اور بے شک معاویہؓ کو تمہیں تمہارا وظیفہ سال میں تین قسطوں میں دیا کرتے تھے میں تم کو اکٹھا یکبارگی دیا کروں گا۔

بس پھر کیا تھا یہ خوشخبری سن کر حاضرین دربار یزید سے اس حال میں لوٹے کہ:

وهم لا يفضلون عليه احداً. ۲؎

وہ یزید سے بڑھ کر کسی کو نہیں سمجھتے تھے۔

اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ یزید کی شرکت غزوہ قسطنطنیہ میں کس بناء پر تھی۔ تاہم تھوڑی دیر کیلئے مان لیا جائے کہ وہ خالصاً مخلصاً اپنے شوق سے بغیر اپنے والد ماجد

۱؎ (البداية والنهاية: ص ۱۴۳، ج ۸)

۲؎ (البدایہ والنہایہ، جلد ۸، صفحہ ۱۴۳۔)

کے حکم کے اس غزوہ میں شریک ہوا تب بھی یہ بشارت مغفرت اس شرط کے ساتھ مخصوص ہوگی کہ پھر اس سے زندگی میں ایسے افعال سرزد نہ ہوئے ہوں کہ جن سے مغفرت کی بجائے الٹا لعنت خداوندی میں گرفتار ہو جائے کیونکہ شریعت کا قاعدہ ہے کہ "العبرة بالخواتیم" یعنی اعتبار خاتمہ کا ہے۔

اسی لئے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے "تراجم ابواب بخاری" میں فرمایا ہے کہ:

قولہٗ مغفورلھم" تمسک بعض الناس بھذا الحدیث فی نجاۃ یزید لانّہ کان من جملۃ ھذا الجیش الثانی بل کان رأسھم ورئیسھم علی ما یشھد بہ التواریخ والصحیح انّہٗ لا یثبت بھذا الحدیث الا کونہ مغفوراً لہ ما تقدم من ذنبہ علٰی ھٰذا الغزوۃ لان الجھاد من الکفارات وشأن الکفارات ازالۃ اٰثار الذنوب السّابقۃ علیھا لا الواقعۃ بعدھا نعم لو کان مع ھذا الکلام انّہ مغفرلہ إلی یوم القیٰمہ لدل علٰی نجاتہ واذ لیس فلیس بل امرہٗ مفوّض الی اللہ تعالٰی فیما ارتکبہ من القبائح بعد ھٰذہ الغزوۃ من قتل الحسین علیہ السلام وتخریب المدینۃ والاصرار علٰی شرب الخمر ان شاء عفاعنہ و ان شآء عذّبہ کما ھو مطرد فی حق سائر العصاۃ علی انّ الاحادیث الواردۃ فی شان من استخف بالعترۃ الطاھرۃ والملحد فی الحرم والمبدّل للسُّنۃ تبقی مخصصات لھذا العموم لو فرض شمولہ لجمیع الذنوب[1]۔

(ترجمہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس حدیث میں "مغفور لھم" فرمانے سے بعض لوگوں نے یزید کی نجات پر استدلال کیا ہے کیونکہ وہ بھی اس دوسرے لشکر میں نہ صرف شریک بلکہ اس کا افسر و سربراہ تھا جیسا کہ تاریخ شہادت دیتی ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ اس حدیث سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ اس غزوہ سے پہلے جو اس نے گناہ کئے تھے وہ بخش دئے گئے کیونکہ جہاد کفارات میں

---

[1] شرح تراجم ابواب البخاری (ص ۳۲،۲۱)

سے ہے اور کفارات کا کام یہ ہے کہ وہ سابقہ گناہوں کے اثر کو زائل کر دیتے ہیں، بعد میں ہونے والے گناہوں کے اثر کو نہیں ہاں اگر اسی کے ساتھ یہ بھی فرما دیا ہوتا کہ قیامت تک کے لئے اس کی بخشش کر دی گئی ہے تو بے شک یہ حدیث اس کی نجات پر دلالت کرتی اور جب یہ صورت نہیں تو نجات بھی ثابت نہیں بلکہ اس صورت میں اس کا معاملہ حق تعالیٰ کے سپرد ہے اور اس غزوہ کے بعد جن جن برائیوں کا وہ مرتکب ہوا ہے یعنی حضرت حسینؓ کو قتل کرنا، مدینہ طیبہ کو تاراج و برباد کرنا، مے خواری پر اصرار کرنا، ان سب گناہوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہے۔ وہ چاہے تو معاف کر دے اور چاہے تو عذاب دے جیسا کہ تمام گناہ گاروں کے بارے میں یہی طریقہ جاری ہے۔ علاوہ ازیں وہ احادیث جو ان لوگوں کے بارے میں آئی ہیں کہ جو حضور ﷺ کی عترت طاہرہ کی ناقدری کرتے اور حرم کی حرمت کو پامال کرتے اور سنت نبوی ﷺ کو بدل ڈالتے ہیں وہ سب حدیثیں، بالفرض اس حدیث میں اگر ''مغفرت عام'' بھی مراد لی جائے جب بھی اس کے عموم کی تخصیص کے لئے باقی رہیں گی۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جس حدیث کا ذکر فرمایا ہے وہ درج ذیل ہے:

ستة لعنتهم ولعنهم اللهُ وكل نبى مجاب، الزائد فى كتاب الله، والمكذب بقدر الله تعالىٰ والمتسلّط بالجبروت فيعزبذالك من اذل الله، ويذل من اعزالله والمستحل لحرم الله، والمستحل من عترتى ما حرم الله والتارك لِسُنتى (ت، ك. عن عائشه ك عن ابن عمرؓ)[1]

(ترجمہ) چھ اشخاص ہیں جن پر میں نے لعنت کی ہے۔ اور حق تعالیٰ نے بھی ان پر لعنت کی ہے اور ہر نبی مستجاب الدعوات ہے۔ (۱) کتاب اللہ میں زیادتی کرنے والا (۲) تقدیر الٰہی کی تکذیب کرنے والا (۳) جبر و زور سے تسلط حاصل کر کے جس کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا ہے اسے اعزاز بخشنے والا اور جسے اللہ

[1] الفتح الكبير فى ضم الزيادة الى الجامع الصغير ۲:۱۵۵

تعالیٰ نے عزت دی ہے اسے ذلیل کرنے والا (۴) حرم الٰہی کی حرمت کو پامال کرنے والا (۵) میری عترت کی جو حرمت اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے اس کو حلال کر دینے والا (۶) میری سنت کا تارک' اس حدیث کو امام ترمذی نے حاکم نے مستدرک میں حضرت عائشہؓ سے روایت کیا نیز حاکم نے اس کو حضرات ابن عمرؓ کی روایت سے بھی نقل کیا ہے۔

اسی حدیث کو مشکوٰۃ شریف میں بھی ''باب الایمان بالقدر'' کی ''فصل ثانی'' میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے نقل کر کے لکھا ہے کہ:

رواہ البیھقی فی المدخل و رزین فی کتابہ.

اس حدیث کو بیہقی نے المدخل میں اور رزین نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے۔

(۱) وہ دھونس دباؤ اور جبر وزور سے امت مسلمہ پر مسلط تھا۔ اہل بیت نبوی' صحابہ کرامؓ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک معزز ترین خلائق ہیں۔ ان کی توہین وتذلیل کرنے میں اس نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی مفسدین اور شریر لوگ جنہوں نے حرمین محترمین پر چڑھائی کی اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا جیسے عبید اللہ بن زیاد' عمر بن سعد' شمر بن ذی الجوشن' مجرم بن عقبہ' حصین بن نمیر وغیرہ ایسے خبیث اور ظالم افراد اس کے نزدیک معزز ومحترم تھے۔

(۲) اس نے حرم الٰہی کی حرمت کا کوئی پاس ولحاظ نہیں رکھا۔

(۳) عترت پیغمبر ﷺ کی عزت کو خاک میں ملایا اور

(۴) تارکِ سنت تو تھا ہی۔

بہر حال یہ اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یزید اس بشارت میں شامل تھا جو غزوہ قسطنطنیہ میں شرکت کرنے والوں کے حق میں وارد ہے' تب بھی حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی تحقیق کے مطابق زیادہ سے زیادہ یہ ماننا پڑے گا کہ اس کے اب تک کے گناہ معاف کر دئے گئے تھے۔ یہ غزوہ مؤرخین کے بیان کے مطابق ۴۹ھ یا بعض کی تصریح کے مطابق ۵۰ھ یا ۵۱ھ میں ہوا تھا۔ اس غزوہ کے بعد یزید تقریباً ۱۲۔۱۴ سال تک زندہ رہا اور اس مدت میں اس نے جو جو برائیاں کیں اور جن جن قبائح

کا ارتکاب کیا ہے ان میں اس کی مے نوشی، شہدائے کربلا کا بے دردانہ قتل، مدینہ منورہ کی تاراجی اور بربادی اور وہاں صحابہ کرامؓ اور تابعین عظام کا قتل عام اور پھر حرم بیت اللہ پر اس کی فوجوں کی چڑھائی وغیرہ۔ ان سب گناہوں کے کفارہ کی آخر کیا صورت ہوگی۔ غزوہ قسطنطنیہ کے بعد یزید سے جو حرکات ناشائستہ سرزد ہوئی ہیں ان کا مختصر سا جائزہ امام ابن حزم ظاہری کے الفاظ میں پیش خدمت ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:۔

ویزید امیر المؤمنین وکان قبیح الآثار فی الاسلام قتل اهل المدینة وافاضل الناس وبقیة الصحابة رضی الله عنهم یوم الحرّة فی آخر دولته، وقتل الحسین رضی الله عنه واهل بیته فی اول دولته، وحاصر ابن الزبیر رضی الله عنه فی المسجد الحرام واستخف بحرمة الکعبة والاسلام فاماته الله فی تلک الایام وقد کان غزا فی ایام ابیه القسطنطینیة وحاصرها۔[1]

''یزید امیر المومنین'' یہ اسلام میں برے کرتوتوں کا کرنے والا رہا ہے۔ اس نے اپنے اقتدار کے آخری دور میں حرہ [1] کے دن اہل مدینہ کا قتل عام کیا۔ ان کے بہترین افراد اور بقیہ صحابہ کرامؓ کو (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو) قتل کیا اور اپنی سلطنت کے اوائل میں حضرت حسینؓ اور ان کے اہل بیت کو قتل کیا اور مسجد حرام، حضرت ابن زبیرؓ کا محاصرہ کیا، کعبہ شریف، اسلام کی بے حرمتی کی، پھر حق تعالیٰ نے ان دنوں اس کو مار ڈالا۔ اس نے اپنے والد کے زمانہ خلافت میں قسطنطنیہ پر جنگ بھی کی اور اس کا محاصرہ بھی کیا تھا۔

اور اپنی دوسری تصنیف ''اسماء الخلفاء والولاة وذکر مددهم'' میں ارقام فرماتے ہیں:

وبویع یزید بن معاویة: اذمات ابوه: یکنی ابا خالد وامتنع من بیعته الحسین بن علی بن ابی طالب وعبدالله بن الزبیر بن العوام: فاما الحسین علیه السلام والرحمة فنهض الی الکوفة فقتل قبل دخولها،

---

[1] حرہ اس مقام کا نام ہے جہاں انصار مدینہ اور یزیدی لشکر کے درمیان معرکہ آرائی ہوئی۔

وهو ثالثة مصائب الاسلام بعد امير المومنين عثمان أورابعها بعد عمر بن الخطاب رضى الله عنه وخرومه لانّ المسلمين استضيموا فى قتله ظلماً علانية واما عبدالله بن الزبير فا ستجار بمكة فبقى هنالک إلى ان اغزى يزيد الجيوش الى المدينه حرم رسول الله صلى الله عليه وسلم والٰى مكة حرم الله تعالىٰ فقتل بقايا المهاجرين والانصار يوم الحرّة وهى أيضاً اكبر مصائب الاسلام وخرومه لان افاضل المسلمين وبقية الصحابة وخيار المسلمين من جلّة التابعين قتلواجهراً ظلماً فى الحرب وصبراً و جالت الخيل فى مسجد رسول الله ﷺ وراثت وبالت فى الروضة بين القبر والمنبر ولم تصل جماعة فى مسجد النبى ﷺ ولا كان فيه احد حاشا سعيد بن المسيب فانّه لم يفارق المسجد، ولو لا شهادة عمرو بن عثمان بن عفان ومروان بن الحكم عند مجرم بن عقبة المرى بانه مجنون لقتله— واكره الناس علٰى ان يبايعوا يزيد بن معاوية علٰى انهم عبيدلهٗ، ان شاء باع وان شاء اعتق، وذكرله بعضهم البيعة على حكم القرآن وسنة رسول الله ﷺ فامربقتله فضرب عنقه صبراً وهتک مسرقٌ او مجرم الاسلام هتكاً وانهب المدينة ثلاثاً واستخف باصحاب رسول الله ﷺ ومدت الايدى اليهم وانتهبت دورهم وانتقل هٰؤلاء إلٰى مكة شرفها الله تعالٰى فحوصرت ورومى البيت بحجارة المنجنيق تولٰى ذالک الحصين بن نمير السكونى فى جيوش اهل الشام وذالک لان مجرم بن عقبة المرى مات بعد وقعة الحرة بثلاث ليال وولى مكانهٗ الحصين بن نمير، واخذ الله تعالٰى يزيد اخذ عزيز مقتدر فمات بعد الحرة باقل من ثلاثة اشهر وازيد من شهرين وانصرفت الجيوش عن مكة — ومات يزيد فى نصف ربيع الاول سنة اربع وستين وله نيف وثلاثون سنة امه ميسون بنت بحدل الكلبية وكانت مدتهٗ ثلاث سنين وثمانية اشهر وايام فقط.

۱؎ (اسماء الخلفاء والولاة وذكر مددهم ص۳۵۷، ۳۵۸ طبع مصر ملحقه بجوامع السيرة لا بن حزم)

یزید بن معاویہؓ سے اس کے والد کے انتقال ہونے پر بیعت کی گئی۔ اس کی کنیت ابو خالد تھی۔ حضرت حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب اور عبداللہ بن زبیر بن العوامؓ نے اس کی بیعت سے انکار کیا پھر حضرت حسین علیہ السلام والرحمتہ تو کوفہ کی طرف نہضت فرما ہو گئے اور کوفہ میں داخل ہونے سے پہلے ہی آپؓ کو شہید کر ڈالا گیا۔ آپؓ کی شہادت امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد اسلام میں تیسری مصیبت اور حضرت عمرؓ بن الخطاب کی شہادت کے بعد چوتھی مصیبت اور اسلام میں رخنہ اندازی ہے کیونکہ حضرت حسینؓ کی شہادت سے مسلمانوں پر علانیہ ظلم توڑا گیا۔ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے مکہ معظمہ جا کر جوارِ الٰہی میں پناہ لی اور وہیں مقیم ہو گئے تا آنکہ یزید نے مدینہ نبوی حرم رسول اللہ ﷺ اور مکہ معظمہ کی طرف جو اللہ تعالیٰ کا حرم ہے اپنی فوجیں لڑنے کے لئے بھیجیں، چنانچہ حرّہ کی جنگ میں مہاجرین اور انصار جو باقی رہ گئے تھے ان کا قتل عام کیا۔ یہ حادثہ فاجعہ بھی اسلام کے بڑے مصائب اور اس میں رخنہ اندازی میں شمار ہوتا ہے۔ کیونکہ افاضل مسلمین، بقیہ صحابہؓ اور اکابر تابعین میں بہترین مسلمان اس جنگ میں کھلے دہاڑے ظلماً قتل کر دئے گئے اور گرفتار کر کے ان کو شہید کر دیا گیا۔ یزیدی لشکر کے گھوڑے رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں جولانی دکھاتے رہے اور ''ریاض الجنہ'' میں آنحضرت ﷺ کی قبر اور آپؐ کے منبر مبارک کے درمیان لید کرتے اور پیشاب کرتے رہے۔ ان دنوں مسجد نبوی میں کسی ایک نماز کی بھی جماعت نہ ہو سکی اور نہ بجز حضرت سعید بن المسیبؒ کے وہاں کوئی فرد موجود تھا۔ انہوں نے مسجد نبوی کو بالکل نہ چھوڑا۔ اگر عمرو بن عثمان بن عفان اور مروان بن الحکم (یزید کے سالار لشکر) مجرم (مسلم) بن عقبہ کے سامنے یہ شہادت نہ دیتے کہ یہ تو دیوانہ ہے۔ تو وہ ان کو بھی ضرور مار ڈالتا اور اس نے اس حادثہ میں لوگوں کو اس پر مجبور کیا کہ وہ یزید بن معاویہؓ سے اس شرط پر بیعت کریں کہ وہ اس کے غلام ہیں چاہے وہ ان کو بیچے چاہے ان کو آزاد کرے اور جب اس کے سامنے ایک صاحب نے یہ بات رکھی کہ ہم قرآن اور سنت رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق بیعت کرتے ہیں تو اس نے ان کے قتل کا حکم دیا اور ان کو گرفتار کر کے فوراً قتل کر دیا گیا۔ اس مسرف یا مجرم (مسلم بن عقبہ) نے

اسلام کی بڑی بے عزتی کی۔ مدینہ منورہ میں تین دن برابر لوٹ مار کا سلسلہ جاری رہا' رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو ذلیل کیا گیا ان پر دست درازی کی گئی ان کے گھروں کو لوٹا گیا (مدینہ طیبہ کو تباہ و تاراج کرنے کے بعد) یہ فوج مکہ معظّمہ شرفہا اللہ تعالیٰ کی طرف چل پڑی' وہاں جا کر مکہ معظّمہ کا محاصرہ کیا گیا اور بیت اللہ پر ''منجنیق'' سے سنگ باری کی گئی۔ یہ کام حصین بن نمیر کی سرکردگی میں شام کے لشکروں نے انجام دیا' جس کی وجہ یہ تھی کہ مجرم بن عقبہ مری کو تو جنگ حرّہ کے تین بعد ہی موت نے آدبوچا تھا اور اب اس کی جگہ سالار لشکر حصین بن نمیر ہو گیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے یزید کو بھی اسی طرح دھر پکڑا جس طرح وہ غالب قدرت والا پکڑا کرتا ہے' چنانچہ وہ بھی واقعہ حرہ کے بعد تین ماہ سے کم اور دو ماہ سے زائد کی مدت میں موت کے منہ میں چلا گیا اور یزیدی لشکر مکہ معظّمہ سے واپس چلے گئے۔ یزید کی موت ۱۵ ربیع الاول ۶۴ھ کو واقع ہوئی۔ اس وقت اس کی عمر کچھ اوپر تیس سال تھی اس کی ماں کا نام میسون بنت بحدل کلبیہ تھا۔ یزید کی مدتِ حکمرانی کل تین سال آٹھ ماہ اور کچھ دن تھی۔

(یہاں تک مولانا عبدالرشید نعمانیؒ کی کتاب کا اقتباس ختم ہوا۔ امداد اللہ انور)

تابعین کرامؒ

تابعین کرامؒ

تین بہتر زمانے

(حدیث ۲۱۸) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِيْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَجِيْءُ اَقْوَامٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ اَحَدِهِمْ يَمِيْنَهُ، وَيَمِيْنُهُ شَهَادَتَهُ۔ (حم، ق، ت) عن ابن مسعود. (۲۱۸)

(ترجمہ) لوگوں میں سے سب سے بہترین میرا زمانہ ہے پھر ان لوگوں کا جو ان کے بعد آئیں گے پھر ان لوگوں کا جو ان کے بعد آئیں گے پھر کچھ ایسی اقوام آئیں گی جن کی گواہی ان کی قسم سے پہل کر رہی ہوگی اور ان کی قسم ان کی گواہی سے پہل کر رہی ہوگی۔

(لطائف ومعارف)

خیر الناس قرنی سے مراد صحابہ کا زمانہ ہے اس کے بعد تابعین کا زمانہ ہے' اس کے بعد تبع تابعین کا زمانہ ہے' صحابہ کا زمانہ حضور ﷺ کی بعثت کے شروع سے ایک سو بیس سال تک بنتا ہے اور تابعین کا زمانہ سن ایک سو ہجری سے ایک سو نوے ہجری تک ہے اور تبع تابعین کا زمانہ اس کے بعد سے دو سو بیس ہجری تک ہے۔ اس کے بعد بدعتیں نمودار ہوئیں' معتزلیوں نے زبانیں کھولیں' فلاسفہ اٹھ کھڑے ہوئے اور خلق قرآن کے فتنہ میں اہل علم پر آزمائش آئی اور یہ معاملہ اسی طرح سے گھٹتا چلا آرہا ہے۔

تابعین میں سب سے افضل کون ہیں؟

(حدیث ۲۱۹) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۲۱۸ (الجامع الصغیر: ۴۰۳۳) ــــ رواہ احمد والبخاری والترمذی

خَيْرُ التَّابِعِيْنَ أُوَيْسٌ -(ک)عن علی-(صح)(۲۱۹)

(ترجمہ) تمام تابعین سے افضل اویس قرنی ہوں گے۔

(لطائف ومعارف)

اویس سے مراد حضرت اویس بن عامر قرنی ہیں۔امام احمد بن حنبلؒ نے جو یہ فرمایا ہے کہ افضل التابعین ابن المسیب، تابعین میں سب سے افضل حضرت سعید بن المسیب ہیں اور دیگر حضرات نے کہا ہے کہ تابعین میں سے افضل حضرت علقمہ اور حضرت اسود ہیں اور بعض نے کہا کہ حضرت ابوعثمان النہدی ہیں یہ اقوال حضور ﷺ کے مذکورہ ارشاد کے منافی نہیں امام نوویؒ نے تہذیب الاسماء واللغات میں اس کو تطبیق یوں دی ہے کہ باقی حضرات تابعین میں علومِ ظاہرِ شرع میں افضل ہیں اور ان میں سے درجہ اور بڑے ثواب کے اعتبار سے اللہ کے نزدیک حضرت اویس افضل ہیں۔

امام مالکؒ نے تو اویس قرنیؓ کے وجود کا ہی انکار کیا ہے لیکن ابن حجر عسقلانیؒ نے الاصابہ میں لکھا ہے کہ ان کی اور ان کے احوال کی شہرت اس بات کا پتہ دیتی ہے کہ ان کے وجود میں کوئی شک نہیں ہے۔ابن جوزیؒ نے لکھا ہے کہ حضرت اویس قرنیؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ملاقات کا قصہ باطل ہے، علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں میرے نزدیک اس قصہ کو من گھڑت کہنے کی بجائے اس کے بارے میں خاموشی اختیار کرنا بہتر ہے۔

صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے بعد کے زمانہ کی حالت

(حدیث ۲۲۰) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خَيْرُكُمْ قَرْنِيْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ يَكُوْنُ

---

۲۱۹ (الجامع الصغیر: ۴۰۰۳) ــــ رواه الحاكم فی الفضائل (۳: ۴۰۲) وعزاه الديلمی وغيره لمسلم ولفظه خير التابعين رجل من القرن يقال له اويس القرنی وله والدة وكان بيده بياض فدعا الله فأذهبه عنه إلا موضع الدرهم من سرته اه وفی مسلم ايضا ان خير التابعين رجل يقال له اويس وكان له والدة، وكان به بياض فمروه فليستغفر لكم، كنز العمال (۳۴۰۵۶).

بَعْدَهُمْ قَوْمٌ يَخُونُونَ وَلَا يُؤْتَمَنُونَ، وَيَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ، وَيَنْذِرُونَ وَلَا يُوفُونَ، وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ- (ق، ۳) عن عمران بن حصين-(صح). (۲۲۰)

(ترجمہ) سب سے بہتر میرا (یعنی میرے صحابہ کا) زمانہ ہے پھر ان لوگوں کا جو ان کے بعد ہوں گے پھر ان لوگوں کا جو ان کے بعد ہوں گے پھر ان کے بعد ایسی قوم آئے گی کہ وہ خیانت کریں گے اور امانت کے قابل نہیں ہوں گے اور گواہی دیں گے جبکہ ان سے شہادت طلب نہیں کی جائے گی اور نذر مانیں گے لیکن نذر کو پورا نہیں کریں گے اور ان میں کھانے پینے میں توسع ظاہر ہوگا۔

(لطائف ومعارف)

حضور ﷺ نے خیر کم قرنی میں صحابہ کے زمانہ کو اپنا زمانہ قرار دیا جس میں صحابہ کرامؓ کی بہت بڑی منقبت ہے۔

---

۲۲۰ (الجامع الصغير: ۴۱۰۶) ــــ رواه البخاری (۳:۲۲۴، ۸:۱۱۳، ۱۷۶) ومسلم فی فضائل الصحابة (۲۱۴) والنسائی (۷:۱۷، ۱۸) و ابو داؤد والترمذی و احمد (۱:۴۳۸، ۲:۴۱۰) والبیهقی (۱۰:۷۴، ۱۲۳) والطبرانی فی الکبیر (۱۸: ۲۳۳).

فضائل مُسلِم

فضائل مسلم

حالتِ اسلام میں بوڑھا ہونا نور اور وقار ہے

(حدیث ۲۲۱) حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ كَانَتْ لَهُ نُوْرًا، مَالَمْ يُغَيِّرْهَا - الحاكم في الكنى عن ام سليم - (ح). (۲۲۱)

(ترجمہ) جو شخص حالت اسلام میں بوڑھا ہو یہ بڑھاپا اس کے لئے (قیامت کے دن) نور ہوگا جب تک کہ وہ اس کو سیاہی سے تبدیل نہ کرلے۔

(لطائف ومعارف)

امام احمدؒ کی روایت میں ہے کہ جب تک کہ وہ ان سفید بالوں پر خضاب نہ کرلے یا ان کو نہ اکھیڑ لے اور ابوالشیخ کی روایت میں ہے من شاب شيبة في سبيل الله كانت له نورا تضيء مابين السماء والأرض إلى يوم القيامة. (جو شخص اللہ کے راستہ میں (نیکی کرتے کرتے حالت ایمان میں) بوڑھا ہوگیا تو یہ بڑھاپا اس کے لئے نور ہوگا قیامت تک کے لئے آسمان وزمین کے درمیانی حصہ کو روشن کرے گا) اور معجم کبیر اور اوسط میں طبرانی نے روایت کیا ہے من شاب شيبة في الاسلام كانت له نورا يوم القيامة فقال له رجل فان رجالا ينتفون الشيب قال من شاء فلينتف نوره. (جو شخص حالت اسلام میں بوڑھا ہوگیا تو یہ اس کے لئے قیامت کے دن نور ہوگا ایک شخص نے عرض کیا: (یارسول اللہ) کچھ لوگ ایسے ہیں جو سفید بالوں کو اکھیڑ دیتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا: جو چاہے اپنے نور کو اکھیڑ لے)۔

سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی داڑھی سفید ہوئی تھی جب انہوں نے دیکھا تو عرض کیا: یا اللہ یہ کیا ہے؟ فرمایا: وقار ہے، عرض کیا: اگر وقار ہے تو اس کو اور بڑھا دیں۔

---

۲۲۱ (الجامع الصغير: ۸۷۶۴) ــــ الحاكم في الكنى والألقاب ورمز السيوطي لحسنه

ہمیں حیرت ہے ان لوگوں پر جو اس وقار کو بڑھانے کی بجائے اس پر سیاہی مل دیتے ہیں، بڑھاپے سے تو اللہ بھی شرماتا ہے۔ اگرچہ دو چار بال بھی سفید ہو جائیں تو ان کو بھی نہیں اکھیڑنا چاہئے، ہوسکتا ہے بالوں کی یہ سفیدی انسان کی مغفرت کا سبب بن جائے۔

صحبت کے لائق حضرات

(حدیث ۲۲۲) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خِيَارُكُمْ مَنْ ذَكَّرَكُمْ بِاللهِ رُؤيَتُهُ، وَزَادَ فِي عِلْمِكُمْ مَنْطِقُهُ ،وَرَغَّبَكُمْ فِي الْآخِرَةِ عَمَلُهُ -الحكيم عن ابن عمرو - (صح). (۲۲۲)

(ترجمہ) تم میں سے بہتر شخص وہ ہے جس کی زیارت تمہیں خدا کی یاد دلا دے اور اس کی گفتگو تمہارے علم میں اضافہ کر دے اور اس کا عمل تمہیں آخرت کی طرف راغب کر دے۔

(لطائف ومعارف)

حضور ﷺ کا یہ ارشاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ارشاد کے موافق ہے جیسا کہ ابن عیینہؒ فرماتے ہیں: حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا اے روح اللہ! ہم کس کی مجلس میں بیٹھیں، فرمایا: جس کی گفتگو تمہارے علم میں اضافہ کرے اور زیارت خدا کی یاد دلائے اور عمل آخرت کی طرف راغب کرے۔ (أخرجه العسكري)۔

برکت بڑوں کے ساتھ ہے

(حدیث ۲۲۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الْبَرَكَةُ مَعَ أَكَابِرِكُمْ -(حب ،حل،ک ،هب)عن ابن عباس-

۲۲۲ (الجامع الصغير: ۳۹۹۵) ــــ رواه الحكيم الترمذي عن ابن عمرو ورواه العسكري من حديث ابن عباس

(ض). (۲۲۳)

(ترجمہ) برکت تمہارے بڑوں کے ساتھ ہے۔

(لطائف ومعارف)

پس ان کے ساتھ بیٹھا کروتا کہ تم ان کی رائے کی اقتداء کرو اور رہنمائی کی پیروی کرو یا یہ مراد ہے کہ جس شخص کا کوئی علمی منصب ہو۔ اگرچہ اس کی عمر کم ہو تو اللہ تعالیٰ نے اس کو جو مرتبہ عطاء کیا ہے اس کے تحفظ کے لئے اس کی تعظیم ضروری ہے۔

خیر اکابر کے ساتھ ہے

(حدیث ۲۲۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْخَیْرُ مَعَ اَکَابِرِکُمْ—البزار عن ابن عباس—(ح). (۲۲۴)

(ترجمہ) خیر تمہارے بڑوں کے ساتھ ہے۔

اور مسند الفردوس میں ایک روایت ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے البرکة مع أکابرکم (برکت تمہارے بڑوں کے ساتھ ہے) اس حدیث میں اکابر سے مراد علماء واولیاء ہیں اگرچہ ان کی عمر کم ہو یا معاملات کا تجربہ رکھنے والے لوگ مراد ہیں۔

عمر رسیدہ حضرات کے فضائل

(حدیث ۲۲۵) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت

۲۲۳؎ (الجامع الصغیر: ۳۲۰۵) ــــ رواه ابن حبان وصححه وابو نعیم فی الحلیة والحاکم والبیهقی فی الشعب والبزار والطبرانی وقال الحاکم علی شرط البخاری وقال الدیلمی صحیح وقال البغدادی حسن لکن قال الهیثمی فیه نعیم بن حماد وثقه جمع وضعفه جمع وبقیة رجاله رجال الصحیح انتهی. وصححه فی الاقتراح، قال الزرکشی وفی صحته نظر وله علة ثم اطال فی بیانها وقال لم یقف علی هذه العلة تقی الدین فصححه قال لکن له شواهد منها خبر الصحیح کبر کبر ای لیتکلم الاکبر، کنز العمال (۲۸۹۰۵، ۲۸۹۰۶، ۲۸۹۰۶) الترغیب والترهیب (۱: ۱۱۳) تاریخ بغداد للخطیب (۱۱: ۱۶۵).

۲۲۴؎ (الجامع الصغیر: ۴۱۵۱) ــــ رواه البزار فی مسنده والدیلمی فی الفردوس، مجمع الزوائد (۸: ۱۵) کنز العمال (۶۰۱۶)، کشف الخفاء للعجلونی (۳: ۳۳۶).

ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قال اللہ تعالی : اِذَا بَلَغَ عَبْدِی اَرْبَعِیْنَ سَنَةً عَافَیْتُهٗ مِنَ الْبَلَایَا الثَّلَاثِ: مِنَ الْجُنُوْنِ، وَالْبَرَصِ، وَالْجُذَامِ، وَاِذَا بَلَغَ خَمْسِیْنَ سَنَةً حَاسَبْتُهٗ حِسَابًا یَّسِیْرًا، وَاِذَا بَلَغَ سِتِّیْنَ سَنَةً حَبَّبْتُ اِلَیْهِ الْاِنَابَةَ، وَاِذَا بَلَغَ سَبْعِیْنَ سَنَةً اَحَبَّتْهُ الْمَلَائِکَةُ، وَاِذَا بَلَغَ ثَمَانِیْنَ سَنَةً کُتِبَتْ حَسَنَاتُهٗ وَاُلْقِیَتْ سَیِّئَاتُهٗ، وَاِذَا بَلَغَ تِسْعِیْنَ سَنَةً قَالَتِ الْمَلَائِکَةُ : اَسِیْرُ اللہِ فِی اَرْضِهٖ، فَغُفِرَ لَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ، وَیَشْفَعُ فِی اَهْلِهٖ-الحکیم عن عثمان-(ض).(۲۲۵)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جب میرا بندہ چالیس سال کی عمر کو پہنچ جاتا ہے میں اس کو تین قسم کی بلاؤں سے عافیت دیتا ہوں: جنون سے، برص سے اور جزام سے اور جب پچاس سال کو پہنچتا ہے تو میں اس کا آسان حساب لیتا ہوں اور جب ساٹھ سال کو پہنچتا ہے تو میں اس کے نزدیک اپنی طرف متوجہ ہونے کو محبوب بنا دیتا ہوں اور جب ستر سال کا ہوتا ہے تو اس سے فرشتے محبت کرتے ہیں اور جب اسی سال کو پہنچتا ہے تو اس کی نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور گناہ نہیں لکھے جاتے اور جب نوے سال کو پہنچتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں: یہ شخص زمین میں اللہ کا اسیر ہے اور اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں اور اس کے اہل خانہ کے لئے اس کو شفاعت کی اجازت دی جاتی ہے۔

(لطائف ومعارف)

یہ حدیث عمر رسیدہ لوگوں کے لئے فضیلت اور ترغیب رکھتی ہے اور یہ فضیلتیں ان لوگوں کو حاصل ہوں گی جو اللہ کے فرمانبردار ہوں گے اور جتنی جتنی عمر بڑھتی جائے گی اس اس طرح سے ان کو یہ مراتب ملتے جائیں گے۔

کتبت حسناته و القیت سیئاته سے یہ اشکال نہ جائے کہ یہ حدیث گناہ گار

---

۲۲۵ (الجامع الصغیر: ۶۰۴۲) ــــ رواه الحکیم الترمذی وفیه مجهول وضعیف، الجامع الکبیر (۲:۲۵).

کے لئے بھی فضیلت رکھتی ہے کیونکہ اس سے وہ مسلمان مراد ہیں جو صغیرہ گناہوں کے مرتکب ہوں اور کبیرہ سے بچتے ہوں یا گناہ کے ارتکاب کے بعد توبہ کر لیتے ہوں' لہٰذا جن لوگوں کی عمریں بدعملی میں گزرتی ہیں وہ اس حدیث کا مصداق نہیں ہیں۔

اگر اس حدیث کو ہر نیک و بد عمر رسیدہ کے معنوں میں لیا جائے تو یہ حدیث اپنے بعض راویوں کے ضعیف ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے کیونکہ ایک راوی اس میں مجہول الحال ہے اور ایک ضعیف ہے۔ (واللہ اعلم)

عمر رسیدہ سے اللہ تعالیٰ حیا کرتا ہے

(حدیث ۲۲۶) حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُحِبُّ اَبْنَاءَ السَّبْعِيْنَ، وَيَسْتَحِيْ مِنْ اَبْنَاءِ الثَّمَانِيْنَ — (حل) عن علی — (ح). (۲۲۶)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ ستر سال کی عمر والوں سے محبت کرتا ہے اور اسی سال والوں سے حیا کا معاملہ کرتا ہے۔

---

۲۲۶ (الجامع الصغیر: ۱۸۹۱) ــــ رواہ ابو نعیم فی الحلیة (۳: ۲۰۰) وفیه محمد بن خلف القاضی' قال الذهبی عن ابن المناوی فیه لین وابان بن تغلب: قال ابن عدی غال فی التشیع لا بأس به' جمع الجوامع (۱۸۹۱).

علم اور علماء

۱ - علم کی فضیلت

۲ - علماء دین کی شان

۳ - طلباء علم کے فضائل

علم اور علماء

کعبہ، سمندر، عالم اور والدین کی طرف دیکھنا عبادت ہے

(حدیث ۲۲۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

النَّظَرُ اِلَی الْکَعْبَۃِ عِبَادَۃٌ۔(ابو الشیخ عن عائشۃ۔ (ض). (۲۲۷)

(ترجمہ) کعبہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ (جس پر ثواب ملے گا)

(لطائف ومعارف)

مروی ہے کہ کعبہ کی طرف دیکھنا ایک سال کی عبادت کے برابر ہے اور یہ بھی مروی ہے کہ جو اس کی طرف دیکھے گا اس کے گناہ ختم ہو جائیں گے جیسا کہ اس کی ماں نے اسی دن اس کو جنا ہو۔

کوئی آسمان اور کوئی زمین ایسی نہیں جس میں کعبہ کے بالمقابل کوئی کعبہ نہ ہو اور ہر کعبہ کی طرف نماز پڑھنے والے اور اس کی زیارت کرنے والے ہوتے ہیں، پس کل چودہ یا پندرہ کعبے ہیں جیسا کہ کئی روایات میں مروی ہے: اگرچہ لوگوں کے ذہن میں یہ بات نہ آئے کیونکہ فَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ (ہر عالم سے بڑا عالم ہوتا ہے)۔

حکیم ترمذیؒ نے کہا ہے کہ ایک حدیث میں آیا ہے سمندر کی طرف دیکھنا عبادت ہے، عالم کی طرف دیکھنا عبادت ہے، کعبہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے اور والدین کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ یہ اس لئے عبادت ہے کہ اس نگاہ سے اس نے اللہ کی عبادت کی ہے کیونکہ سمندر کو اللہ کی قدرت اور اس کی وسعت اور اس کی چوڑائی اور اس کی امواج کے ساتھ دیکھا اور عبرت حاصل کی اور عالم کی طرف اور اس شخصیت کی طرف دیکھا جس کو نور علم کا لباس پہنایا گیا پس دیکھ کر اس کی تکریم کی اور اس کو وقار دیا اور کعبہ کی طرف اپنے رب کا شوق کرتے ہوئے لذت حاصل کر کے دیکھا اور اپنے

۲۲۷ (الجامع الصغیر: ۹۳۲۰) ــــ رواہ ابو الشیخ وابن حبان فی کتاب الثواب

والدین کو ان کے سامنے تواضع کی نظر سے اور ان کی تربیت کی وجہ سے اللہ کے شکر کے لئے اور ان کی تعظیم حرمت کے لئے دیکھا۔

زمین کے علماء آسمان کے ستاروں کی مثل ہیں

(حدیث ۲۲۸) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ مَثَلَ الْعُلَمَاءِ فِی الْاَرْضِ کَمَثَلِ النُّجُوْمِ فِی السَّمَاءِ یُهْتَدٰی بِهَا فِی ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ فَاِذَا انْطَمَسَتِ النُّجُوْمُ اَوْشَکَ اَنْ تَضِلَّ الْهُدَاةُ . (حم) عن أنس.. (ح)(۲۲۸)

(ترجمہ) زمین میں علماء کی مثال ایسے ہے جیسے آسمان میں ستارے ہیں جن کے ساتھ بر و بحر کی تاریکیوں میں رہنمائی حاصل کی جاتی ہے پس جب ستارے بے نور ہو جائیں تو سیدھی راہ چلنے والے بھی بھٹک جائیں (پس اسی طرح سے علماء کی شان ہے کہ گمراہی اور جہالت کی تاریکیوں میں بھٹکنے والوں کو ان کے پاس سے ہی ہدایت ملتی ہے)۔

علماء کی عزت و تکریم

(حدیث ۲۲۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَکْرِمُوا الْعُلَمَاءَ : فَاِنَّهُمْ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ – ابن عساکر عن ابن عباس – (ض). (۲۲۹)

(ترجمہ) علماء کی عزت و اکرام کرو کیونکہ یہ انبیاء کرام کے وارث ہیں۔

---

۲۲۸ (الجامع الصغیر: ۲۴۴۱) ـــ رواہ احمد (۳:۵۷) مجمع الزوائد (۱: ۱۲۱، ۲۰۲) وھو حدیث حسن وعزا السیوطی لحسنه.

۲۲۹ (الجامع الصغیر: ۱۴۲۷) ـــ رواہ ابن عساکر فی التاریخ بسند ضعیف تاریخ بغداد للخطیب (۴: ۴۳۸)

(لطائف ومعارف)

یہ منصب اس عالم کو حاصل ہوگا جو اپنے علم پر عمل بھی کرتا ہوگا' اس علم پر عمل کرنے والے ہی اکرام واعظام کے مستحق ہیں کیونکہ یہ مخلوق میں اللہ کا سر ہیں اور زمین میں اس کا نور ہیں اور دین کے اوتاد ہیں اور دشمنان خدا کے خلاف لشکر ہیں اور یہ اللہ کے اولیاء 'انبیاء کے خلفاء اور اللہ کا حزب ہیں۔

بعض عارفین فرماتے ہیں کہ علوم تین چیزوں میں منحصر ہیں۔(۱) ایک علم دنیا' اس کے اسباب اور جو چیزیں اس کی اصلاح وفلاح کے لئے ہیں' کے متعلق ہے (۲) اور ایک علم آخرت کے متعلق ہے اور ان چیزوں کے متعلق ہے جو آخرت تک پہنچاتی ہیں۔ (۳) اور ایک علم حق سے متعلق ہے یہ علم ذوق وشرب ہے' حضرات انبیاء علیہم السلام نے ان سب علوم کو جمع کیا ہے اور پھر ان حضرات کے وارث وہ لوگ ہوئے ہیں جو وراثت کے اس رتبہ کے لائق تھے اور یہ خال خال ہیں۔

عالم کے اپنے علم میں غور کی فضیلت

(حدیث ۲۳۰) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سَاعَةٌ مِنْ عَالِمٍ مُتَّكِئٍ عَلٰى فِرَاشِهٖ يَنْظُرُ فِي عِلْمِهٖ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ الْعَابِدِ سَبْعِيْنَ عَامًا۔(فر)عن جابر۔(ض). (۲۳۰)

(ترجمہ) عالم کا اپنے بستر کی ٹیک لگا کر ایک گھڑی اپنے علم میں غور وفکر کرنا عابد کی ستر سال کی عبادت سے افضل ہے۔

(لطائف ومعارف)

علم میں دیکھنے سے مراد یہ ہے کہ وہ مطالعہ کرے یا پڑھائے یا تالیف کرے یا فتویٰ دے اور یہاں عالم سے مراد وہ عالم ہے جو اپنے علم پر عمل بھی کرتا ہو۔

---

۲۳۰ (الجامع الصغیر: ۴۶۲۲) ــــ رواه الديلمي في الفردوس وأبو نعيم في الحلية' كنز العمال (۲۸۷۸۹)

عالم اور علم جنت میں اور بدعمل عالم جہنم میں جائیگا

(حدیث ۲۳۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الْعَالِمُ وَالْعِلْمُ فِی الْجَنَّةِ، فَإِذَا لَمْ يَعْمَلِ الْعَالِمُ بِمَا يَعْلَمُ كَانَ الْعِلْمُ وَالْعَمَلُ فِی الْجَنَّةِ، وَكَانَ الْعَالِمُ فِی النَّارِ – (فر) عن ابی هريرة – (ض). (۲۳۱)

(ترجمہ) عالم اور علم جنت میں جائیں گے، پس جب عالم اپنے علم پر عمل نہیں کرتا تو علم اور عمل جنت میں جائیں گے اور عالم جہنم میں۔

(لطائف ومعارف)

ایسا عالم جاہل کی طرح ہے بلکہ جاہل اس سے بہتر ہے۔ حضرت سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں: اگر میں اپنے علم پر عمل کروں تو میں لوگوں میں بڑا عالم ہوں اور اگر اس پر عمل نہ کروں تو دنیا میں مجھ جیسا کوئی جاہل نہیں ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: آدمی عالم نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنے علم پر عمل کرنے والا نہ ہو۔

لیکن اس سے یہ مراد نہیں کہ عالم ایسا عالم ہو کہ اس سے گناہ ہی سرزد نہ ہو کیونکہ عصمت انبیاء کرام کا مقام ہے یہ ہوسکتا ہے کہ عالم گناہوں سے محفوظ ہو یا گناہ پر مصر نہ ہو۔ اگرچہ اس سے ہفوات اور زلات سرزد ہو جاتے ہوں۔ وہ مقام عالمیت سے خارج نہیں ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو دوبارہ فوراً انابت اور توجہ الی اللہ کی توفیق دے دیتے ہیں۔ پس عالم باعمل گناہ پر مصر نہیں ہوتا کیونکہ نور ربانی اس کے قلب میں پیوست ہوتا ہے جو اس کو اس سے روکتا رہتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے: إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ. یعنی جب شیطان ان کو اچکتا ہے تو وہ استغفار، مسکنت، خضوع اور افتقار، غفلت سے بیداری، افتخار، بصیرت

---

۲۳۱ (الجامع الصغير: ۵۶۵۹) ـــ رواه الديلمی فی الفردوس وابو نعيم ومن طريقه تلقاه الديلمی مصرحا، كنز العمال (۲۸۶۷۴، ۲۹۱۱۰) وزاد لفظ (العمل)

کی روشنی جیسے لشکروں کے ساتھ فراست پر فائز ہوتے ہوئے شیطان سے دور ہو جاتے ہیں اور ان کا تقویٰ ان کو مخالفت خداوندی پر مصر نہیں چھوڑتا بلکہ معصیت کے بعد وہ سابقہ حالت سے بھی زیادہ کامل ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ گناہ کے بعد وہ اللہ کے سامنے اپنی کمزوری، انکساری، التجاء اور افتقار کا اظہار کرتا ہے۔ یہی وہ حکمت خداوندی ہے جو حکم خداوندی کی مخالفت کے بعد اس پر طاری ہوتی ہے۔ اسی لئے بعض عارفین فرماتے ہیں: جس شخص کی طرف اللہ کی توجہ سبقت کر جائے اس کو گناہ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

انبیاء، علماء اور شہداء کی شفاعت

(حدیث ۲۳۲) حضرت عثمانؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةٌ : الْأَنْبِيَاءُ، ثُمَّ الْعُلَمَاءُ، ثُمَّ الشُّهَدَاءُ. (۵) عن عثمان . (ح). (۲۳۲)

(ترجمہ) قیامت کے دن تین قسم کے حضرات شفاعت کریں گے۔ (۱) حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام (۲) پھر علماء کرام (۳) پھر شہداء عظام۔

عالم کی نماز غیر عالم سے کیوں افضل ہے؟

(حدیث ۲۳۳) حضرت محمد بن علی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

رَكْعَتَانِ مِنْ عَالِمٍ أَفْضَلُ مِنْ سَبْعِينَ رَكْعَةً مِنْ غَيْرِ عَالِمٍ — ابن النجار عن محمد بن علي مرسلا (ح). (۲۳۳)

(ترجمہ) عالم کی دو رکعات غیر عالم کی ستر رکعات سے افضل ہیں۔

(لطائف و معارف)

کیونکہ غیر عالم سے بعض ارکان، شروط یا مکملات کے چھوٹ جانے کا خدشہ ہے۔

---

۲۳۲ (الجامع الصغير: ۱۰۰۱۱) — رواه ابن ماجة ورمز السيوطي لحسنه وجزم العراقي بضعف الخبر.

۲۳۳ (الجامع الصغير: ۴۴۷۶) — رواه ابن النجار في تاريخ بغداد عن محمد (الباقر) بن علي (زين العابدين) مرسلاً.

بخلاف عالم کے کہ اس کا علم ہی عمل کی بنیاد ہے لیکن جو شخص اپنے عبادت کے لوازمات کو نہیں جانتا اور اس کے واجبات شرعیہ کے احکام اور شروط سے واقف نہیں ہے لیکن پھر بھی نماز ادا کرتا ہے تو وہ شخص حیرت اور گمراہی میں ہے۔ وہ کئی کئی سال تک ایسے عمل پر قائم رہتا ہے کہ وہ عمل اس کی نماز یا طہارت کے فساد کا سبب ہوتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے میں جو کچھ کر رہا ہوں سنت کے مطابق کر رہا ہوں لیکن اس کو شعور نہیں ہوتا کہ وہ سنت کے خلاف کر رہا ہے۔

عالم کی عابد پر فضیلت کا اندازہ

(حدیث ۲۳۴) حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِيْ عَلٰى اَدْنَاكُمْ، اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَمَلَائِكَتَهٗ وَاَهْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِيْنَ حَتَّى النَّمْلَةَ فِيْ جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوْتَ لَيُصَلُّوْنَ عَلٰى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ—(ت)عن ابی امامة—(صح). (۲۳۴)

(ترجمہ) عالم کی عابد پر ایسی فضیلت ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے ایک ادنیٰ آدمی پر ہے، بلاشبہ اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے اور آسمانوں اور زمینوں کی مخلوقات حتیٰ کہ اپنے بل میں موجود چیونٹی اور حتیٰ کہ مچھلی (سب کے سب) لوگوں کو خیر (دین) کی تعلیم دینے والے پر رحمت کی دعا کرتے ہیں۔

(لطائف ومعارف)

علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں: عالم عابد سے افضل ہے کیوں کہ عالم اگر عابد نہ ہو تو اس کا علم اس پر وبال ہے اور عابد اگر فقیہ نہ ہو تو وہ بہت سے ایسے فقہاء سے افضل ہے جو عبادت نہیں کرتے وہ فقیہ جس کی سوچ اور فکر سربراہی کے شغل تک محدود ہے۔

---

۲۳۴ (الجامع الصغیر: ۵۸۵۹) ــــ رواه الترمذی فی العلم وقال غریب وفی نسخة حسن صحیح وقال الصدر المناوی وفیه الولید بن الجمیل لینه ابو زرعة.

وارثین نبوت اور ان کیلئے مخلوقات کا استغفار

(حدیث ۲۳۵) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ تُحِبُّهُمْ اَهْلُ السَّمَاءِ، وَتَسْتَغْفِرُ لَهُمُ الْحِيْتَانُ فِي الْبَحْرِ اِذَا مَاتُوا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ (ابن النجار عن انس۔ (ض). (۲۳۵)

(ترجمہ) علماء انبیاء کے وارث ہیں، آسمان والے بھی ان سے محبت کرتے ہیں اور جب یہ فوت ہوں تو قیامت تک کے لئے سمندر کی مچھلیاں ان کے لئے استغفار کرتی رہیں گی۔

(لطائف ومعارف)

علماء انبیاء کے وارث ہیں اس لئے کہ وراثت زیادہ قریبی کی طرف منتقل ہوتی ہے۔ دین کی نسبت سے امت میں سے انبیاء کے قریب تر وہ علماء ہیں جنہوں نے دنیا سے اعراض کیا اور آخرت کی طرف متوجہ ہوئے۔ یہ امت کے لئے انبیاء کا بدل ہیں۔ یہی وہ حضرات ہیں جو علم وعمل کی دونوں خوبیوں پر فائز ہیں اور کمال اور تکمیل کی دونوں فضیلتوں کو طے کیا ہے۔

قطب زمان شیخ الاسلام حضرت ابو حفص سہروردی رحمتہ اللہ علیہ نے امام رازیؒ کی طرف لکھا جب آپ مصادر علم اور موارد خواہشات کے اوصاف بیان کریں تو ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے ان کلمات سے امداد حاصل کریں کہ سمندر تو خشک ہو سکتے ہیں مگر وہ کلمات خشک نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح سے علم بھی اپنی کمال قوت کے ساتھ باقی رہتا ہے جس کو افکار کی اتھاہ گہرائیاں کمزور نہیں کر سکتیں، اسی علم کی قوت سے افہام مستقیمہ ترقی

---

۲۳۵ (الجامع الصغیر: ۵۷۰۵) ــــ رواه ابن النجار فی تاریخه ضعفه جمع وقال ابن حجر له طرق وشواهد یعرف بها أن للحدیث اصلا اهـ وأخرجه أبو نعیم والدیلمی والحافظ عبدالغنی وغیرهم باللفظ المذکور بعضهم من حدیث أنس وبعضهم من حدیث البراء 'ابن ماجة (۳۲۳)' التاریخ الکبیر (۸: ۳۳۷)

پاتی ہیں اور یہی ان راسخین فی العلم کا مرتبہ ہے جو عمل کی صورت سے بھی موصوف ہیں یہی انبیاء کے وارث ہیں۔ ان کو علم پر عمل نے اور ان کے علم نے اس پر عمل کرنے نے بڑا بنایا ہے جس سے ان کے اعمال نکھر کر لطیف ہو گئے اور یہ مخفی افکار و اوراد بن گئے اور روح کے محاورات بن گئے اور اعمال نے اپنی لطافت کی وجہ سے علوم کی شکل اختیار کر لی اور علوم نے اپنی قوت فعل اور استعدادات کی طرف سرایت سے اعمال کی شکل اختیار کر لی اور یہی سب سے بڑی میراث ہے۔

سمندر کی مچھلیاں بھی علماء کے لئے قیامت تک استغفار کریں گی' اس لئے کہ یہ علماء لوگوں کو دین پر عمل کرنے اور اس کے مسائل سکھانے کی تعلیم کے وارث ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کو علماء کے لئے استغفار کرنے کا الہام کیا ہے تا کہ مکافات جزاء ہو سکے۔ (ذکرہ الخطابی)۔

ابن جماعہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مخلوقات کے علماء کے لئے استغفار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ دین کی تعلیم اللہ کے بندوں کی ضروریات اور ان کے منافع کے لئے ہے اور علماء دین کی تعلیم میں حلال و حرام چیزوں کی وضاحت کرنے والے ہیں اور وہ لوگوں کو دین پر عمل کرنے پر برانگیختہ کرتے ہیں اور ان کی کوشش ہوتی ہے کہ لوگوں کو آخرت کی مضرت نہ پہنچے۔

سید سمہودی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس سے کوئی بڑا مرتبہ نہیں جو فرشتے اور دیگر مخلوقات کو اپنے لئے استغفار اور دعا میں قیامت تک کے لئے مشغول کر دے۔

مخلوقات کا قیامت تک کے لئے مغفرت کی دعا کرنے کی وجہ یہ ہے کہ علم سے بھی عالم کی موت کے بعد سے لے کر قیامت تک نفع اٹھایا جاتا ہے' اس لئے عالم کا ثواب اس کی موت پر بند نہیں ہوتا بلکہ قیامت تک جاری رہے گا۔

طلب علم دین ہر مسلمان پر فرض ہے

(حدیث ۲۳۶) حضرت انس اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ—(عد،هب) عن انس (طص،خط)عن الحسين بن علي(طس)عن ابن عباس، تمام عن ابن عمر(طب) عن ابن مسعود(خط)عن علي(طس، هب) عن ابي سعيد—(صح). (۲۳۶)

(ترجمہ)علم (دین) کی طلب ہر مسلمان پر فرض ہے۔

(لطائف ومعارف)

علم کتنا فرض ہے؟ اس کے متعلق بیس قول ہیں اور ہر قائل اپنے علم کے مطابق اس کے دلائل دیتا ہے لیکن قاضی عیاضؒ نے سب سے اچھا قول اختیار کیا ہے کہ اتنا علم سیکھو جس کے سوا کوئی چارہ نہ ہو جیسے اللہ تعالیٰ کی معرفت' اس کے انبیاء کی نبوت کی معرفت اور نماز پڑھنے کا طریقہ وغیرہ کیونکہ اتنا علم سیکھنا فرض عین ہے۔

امام غزالیؒ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کے علم سے مراد وہ علم ہے جس سے معارف قلبیہ پھوٹتے ہوں اور یہ علم (علم کلام) سے حاصل نہیں ہوتا (جس میں فلسفیانہ طرز تکلم سے صفات باری تعالیٰ کے متعلق کلام کیا جاتا ہے) بلکہ یہ علم بندہ کے سامنے اللہ کے علم کے متعلق حجاب اور مانع بن جاتا ہے۔ اس علم تک پہنچنے کا طریقہ مجاہدہ ہے پس مجاہدہ کر کے خود ہی مشاہدہ کرلو۔

حدیث کے لفظ کل مسلم میں مرد اور عورت دونوں شامل ہیں اور دین کا بنیادی علم دونوں پر حاصل کرنا فرض ہے۔

فرشتے طالبعلم دین کی تعظیم کرتے ہیں

(حدیث ۲۳۷) حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

---

۲۳۶ (الجامع الصغير: ۵۲۶۴) ــــ رواه ابن عدى والبيهقى فى الشعب عن أنس والطبرانى فى الصغير والخطيب فى التاريخ عن حسين بن على والطبرانى فى الأوسط عن ابن عباس وتمام فى فوائد عن ابن عمر والطبرانى فى الكبير عن ابن مسعود (۱۰: ۲۴۰) والخطيب فى تاريخ بغداد عن على والطبرانى فى الاوسط والبيهقى فى الشعب عن ابى سعيد قال السيوطى جمعت له خمسين طريقا و حكمت بصحته لغيره ولم اصحح حديثا لم اسبق لتصحيحه سواه وقال السخاوى له شاهد عند ابن شاهين بسند رجاله ثقاة عن أنس ورواه عنه نحو عشرين تابعيا.

جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْمَلَائِکَۃَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَطْلُبُ۔ الطيالسی عن صفوان بن عسال۔(ح). (۲۳۷)

(ترجمہ) فرشتے طالب علم دین کے لئے اس کی طلب (علم دین) کی خوشنودی کے لئے اپنے پر بچھاتے ہیں۔

(لطائف ومعارف)

علامہ زمخشریؒ نے پر بچھانے کا معنی پر جھکانے سے کیا ہے اور علامہ مناویؒ نے پر بچھانے کا معنی یہ کیا ہے کہ فرشتے اس کی مجلس میں حاضر ہوتے ہیں اور اس کی توقیر و تعظیم کرتے ہیں، اس کے مقاصد تک پہنچنے میں اس کی مدد کرتے ہیں، اس کے دشمنوں کی ایذاء سے اس کو محفوظ کرتے ہیں اور ان کے شر سے بچاتے ہیں یا یہ معنی ہے کہ فرشتے اس کے سامنے تواضع کرتے ہیں اور اس کے لئے دعا کرتے ہیں۔

حکایت:

علامہ نووی بستان العارفین میں اپنی سند کے ساتھ حضرت زکریا ساجی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا ہے کہ ہم ایک محدث کی خدمت میں حاضری کے لئے بصرہ کی گلیوں میں تیزی کے ساتھ جا رہے تھے ہمارے ساتھ ایک لاپرواہ سا آدمی بھی چل رہا تھا اس نے مذاق کی شکل میں کہا کہ اپنے پیروں کو فرشتوں کے پروں سے اٹھالو وہ ٹوٹ نہ جائیں۔ وہ ابھی یہ بات کہہ کر اپنی جگہ سے ہٹا ہی نہ تھا کہ اس کے پاؤں وہیں خشک ہو گئے اور گر پڑا۔ حافظ عبدالقادر رہاویؒ فرماتے ہیں کہ اس حکایت کے سب راوی بڑے درجہ کے ہیں اور اس کو نقل کرنے والے امام (نوویؒ) ہیں اور یہ حکایت آنکھوں سے مشاہدہ کے درجہ میں ہے۔

دوسری حکایت:

علامہ نوویؒ نے یہاں ایک اور حکایت حافظ محمد بن طاہر مقدسی کے واسطہ سے ابو

---

۲۳۷ (الجامع الصغیر: ۲۱۲۳) ــــ رواہ ابو داؤد الطیالسی (ب ا) واحمد (۴: ۲۳۹) وابن حبان والحاکم وابن ماجۃ (۲۲۳)

داؤد سے نقل کی ہے کہ طلبہء حدیث میں ایک آزاد منش شخص تھا اس نے جب یہ حدیث سنی کہ فرشتے طالب علم کے نیچے اپنے پر بچھاتے ہیں تو اس نے اپنے جوتوں میں لوہے کی میخیں ڈال دیں اور کہا کہ میں (ان سے) فرشتوں کے پروں کو روندوں گا تو اس کے پاؤں میں ایک پھوڑا پیدا ہو گیا اور امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن محمد بن فضل تیمی نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ اس کے ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء شل ہو گئے۔

کلمۂ حکمت مؤمن کی گمشدہ متاع ہے

(حدیث ۲۳۸) حضرت ابوہریرہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ، فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا۔

(ت،ه) عن ابی هريرة، ابن عساكر عن علی — (ح). (۲۳۸)

(ترجمہ) کلمہ حکمت مومن کی گمشدہ پونجی ہے پس جہاں بھی وہ اس کو ملے اس کا وہ زیادہ حق دار ہے۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ حکمت کا کلمہ بعض دفعہ ایسا شخص بھی بول دیتا ہے جو اس کا اہل نہیں ہوتا، پھر وہ کلمہ ایسے شخص کے پاس پہنچ جاتا ہے جو اس کا زیادہ حق دار ہوتا ہے جیسا کہ وہ شخص جس کا سامان گم ہو گیا ہو وہ یہ نہیں دیکھتا کہ میرا سامان کتنے گھٹیا آدمی کے ہاتھوں مجھے پہنچا ہے بلکہ اس کا مقصود اس کا گمشدہ سامان ہوتا ہے۔

حکایت:

حجاج بن یوسف نے ایک دفعہ خطبہ میں کہا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں آخرت کی طلب کا حکم دیا ہے اور دنیا کی مشقت میں ہماری کفایت کی ہے پس کاش کہ وہ ہماری آخرت کی مشقت کی کفایت کر دیتا اور ہمیں دنیا کی طلب کا حکم دے دیتا تو حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا: اس فاسق سے اس بات کو یاد کر لو کیونکہ حکمت مومن کی گمشدہ متاع ہے۔

---

۲۳۸ (الجامع الصغير: ۶۴۶۲) ـــ رواه الترمذی وابن ماجة عن ابی هريرة وابن عساكر عن علی وكذا القضاعی فی مسند الشهاب وقال الترمذی والعامری غريب مشكوة (۲۱۶)

حکایت:

ایک شخص کو دیکھا گیا کہ وہ ایک ہیجڑے سے کوئی بات لکھ رہا ہے تو اس کو برا بھلا کہا گیا تو اس نے کہا: نفیس جوہر کو بدشکل غوطہ خور اور گھٹیا درجہ کا بیچنے والا عیب نہیں لگا سکتا۔

جو شخص کوئی ایسی بات سنے اور اس کا معنی نہ سمجھتا ہو یا اس کی حقیقت کو نہ پہنچ سکے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس کو ضائع نہ کرے بلکہ اپنے سے زیادہ سمجھ دار کی طرف اس کو پہنچا دے ہوسکتا ہے کہ وہ اس کو سمجھ لے اور اس سے کوئی ایسی بات نکال لے جس کو وہ نہیں نکال سکتا تھا' جیسا کہ کوئی کسی بھی گمشدہ چیز کو پائے تو وہ اسے ضائع نہ کرے بلکہ لے کر اس کے مالک کی تلاش کرے' جب مالک مل جائے تو اس کو لوٹا دے۔

دنیا کا عالم آخرت کا جاہل مبغوض ہے

(حدیث ۲۳۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُبْغِضُ کُلَّ عَالِمٍ بِالدُّنْیَا جَاھِلٍ بِالْاٰخِرَۃِ۔(ک)فی تاریخ عن ابی ھریرۃ۔(ح). (۲۳۹)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ ہر اس شخص سے بغض رکھتے ہیں جو دنیا داری سے واقف ہو اور آخرت سے غافل ہو۔

کیونکہ جس شخص نے ابدالآباد کی نعمت و شرافت کو چھوڑا اور خسیس و فانی پر راضی ہو گیا وہ اس قابل ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ بغض رکھے' اگر کوئی آخرت کا علم نہ بھی رکھتا ہو تب بھی اس نے آخرت کی طلب کی ہو تو آخرت کی فضیلت کے لئے اتنا کافی ہے کہ اس تک چوروں کا ہاتھ نہیں پہنچتا اور نہ ہی بادشاہوں کا ہاتھ پہنچتا ہے کہ وہ اس کو جنت سے معزول کر دیں یہ تو فضیلت الگ رہی آخرت کا علم تو دنیا و آخرت دونوں کا شرف رکھتا ہے۔

قرآن کی تعلیم اور تعلم کی فضیلت

(حدیث ۲۴۰) حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ

---

۲۳۹ (الجامع الصغیر: ۱۸۵۶) ــــ رواہ الحاکم فی تاریخہ وفیہ ابوبکر النھشلی شیخ صالح تکلم فیہ ابن حبان' جمع الجوامع للیسوطی (۱۸۵۶).

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ-(خ،ت) عن علی (حم، د، ت، ہ)عن عثمان-(صح).(۲۴۰)

(ترجمہ) تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن کو سیکھتا ہے اور اسے سکھاتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی بہترین معلمین اور بہترین متعلمین وہ ہیں جن کا تعلیم وتعلم قرآن کا ہو نہ کہ کسی اور چیز کا کیونکہ سب سے بہتر کلام اللہ کا کلام ہے اسی طرح سے انبیاء کے بعد سب سے بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآن کے ساتھ مشغول ہیں یا یہ معنی ہے کہ بہترین معلمین وہ ہیں جو دوسروں کو قرآن کی تعلیم دیتے ہیں نہ یہ کہ اپنے تک محدود رکھتے ہیں یا یہ معنی ہے کہ علم حاصل کرنے کے بعد تعلیم قرآن کی اشاعت میں کوشش کرتے ہیں تاکہ قرآن کا نفع لوگوں تک پھیلے۔

اور بعض محققین فرماتے ہیں: جس شخص نے قرآن کو سیکھا' یاد کیا اور اسکی فقہ حاصل کی تو یہ سب معلمین اور متعلمین سے افضل ہے۔ علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں: یہاں یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ تعلیم وتعلم کیساتھ اخلاص بھی شرط ہے اور جس شخص نے تعلیم وتعلم قرآن میں اخلاص پیدا کیا اور اخلاص سے موصوف ہوا تو اس کو انبیاء کی جماعت میں شامل کیا جائیگا۔

لوگوں کو علم کی روشنی پہنچانے والا اور خود کو بدعملی سے جلانیوالا عالم

(حدیث ۲۴۱) حضرت سلیک غطفانیؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا عَلِمَ الْعَالِمُ فَلَمْ يَعْمَلْ كَانَ كَالْمِصْبَاحِ يُضِيءُ، لِلنَّاسِ وَيُحْرِقُ نَفْسَهُ-ابن قانع فی معجمه عن سلیک الغطفانی-(ض).(۲۴۱)

---

۲۴۰ (الجامع الصغیر: ۴۱۱۱)۔ رواه البخاری (۶: ۲۳۶) والترمذی عن علی (۷: ۲۹۰) واحمد (۱: ۵۸) وابو داؤد (۱۴۵۲) والترمذی وابن ماجة عن عثمان (۲۱۱)' مسند دارمی (۲: ۴۳۷)

۲۴۱ (الجامع الصغیر: ۷۶۱)۔ رواه ابن قانع فی معجم الصحابة بسند ضعیف

(ترجمہ) جب عالم علم سیکھ لے اور اس پر عمل نہ کرے تو وہ اس چراغ کی مثل ہے جو لوگوں کو روشنی پہنچائے اور خود کو جلائے۔

(لطائف ومعارف)

حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں: علم کیلئے حکم یہ ہے کہ اس پر عمل کیا جائے۔ پس جب تم اس پر فی الحال عمل نہیں کرو گے تو وہ مستقبل میں تم پر ہلاکت لائے گا۔ آپؒ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ دنیا میں دو قسم کی سرکشیاں ہیں ایک علم کی سرکشی اور ایک مال کی سرکشی، پس علم کی سرکشی سے عمل نجات دلاتا ہے اور مال کی سرکشی سے زہد (یعنی دنیا سے بے رغبتی)۔

امام راغب اصفہانیؒ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے علم حاصل کیا اور اس سے خود بھی نفع اٹھایا اور دوسرے مستحقین کو بھی نفع پہنچایا وہ ایسے سورج کی مانند ہے جو خود بھی روشن ہو اور دوسروں کو بھی روشنی پہنچائے اور اس مشک کی مانند ہے جو خوشبو پھیلاتی ہے اور خود بھی خوشبو ہے اور یہ سب سے اشرف مرتبہ ہے اور جو شخص دوسروں کو علم سے فائدہ پہنچائے مگر اس سے مستفید نہ ہو وہ اس کتاب کی مثل ہے جو دوسرے کو تو علم وحکمت کا فائدہ پہنچاتی ہے مگر خود فائدہ نہیں اٹھا سکتی یا اس سوت کاٹنے والے کی مثل ہے جو دوسرے کے لئے بُنتا ہے مگر خود ننگا رہتا ہے یا چراغ کی بتی کی طرح ہے جو لوگوں کو روشنی پہنچاتی ہے اور خود جلتی رہتی ہے۔

علماء کا حکمرانوں کے پاس جانا

(حدیث ۲۴۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا رَأَيْتَ الْعَالِمَ يُخَالِطُ السُّلْطَانَ مُخَالَطَةً كَثِيرَةً فَاعْلَمْ أَنَّهُ لِصٌّ –

(فر) عن أبي هريرة –(ح). (۲۴۲)

(ترجمہ) جب تو (کسی) عالم کو کسی حکمران کے پاس کثرت سے آتا جاتا ہوا دیکھے تو جان لے کہ وہ چور ہے (حیلہ سے حرام دنیا جمع کرنا چاہتا ہے)۔

---

۲۴۲ (الجامع الصغیر: ۶۲۸) ــــ رواہ الدیلمی فی الفردوس واسنادہ جید، کنز العمال (۲۸۹۷۳)

(لطائف ومعارف)

ایسے لوگ دین کا لیبل لگا کر حکمرانوں کو راضی کرنے کے لئے پسندیدہ باتیں گھڑتے ہیں تاکہ ان کا قرب حاصل ہو اور دنیا کی وجاہت ملے۔

قیامت کی پانچ علامات

(حدیث ۲۴۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ، وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ، وَيَفْشُوَ الزِّنَا، وَيُشْرَبَ الْخَمْرُ وَيَذْهَبَ الرِّجَالُ، وَتَبْقَى النِّسَاءُ، حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ امْرَاَةً قَيِّمٌ وَاحِدٌ۔ (حم، ق، ت، ن، ہ) عن انس۔ (صح). (۲۴۳)

(ترجمہ) (حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مصاحبین کو ایک دفعہ فرمایا: کیا تمہیں ایسی حدیث نہ سناؤں جس کو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ اس حدیث کو میرے بعد تمہیں ایسا کوئی شخص بیان نہیں کرے گا جس نے حضور ﷺ سے یہ حدیث سنی ہوگی۔ وہ حدیث یہ ہے)۔

''قیامت کی علامات میں سے ہے کہ علم کو اٹھالیا جائے گا اور جہالت ظاہر ہوگی، زنا عام ہو جائے گا اور شرابیں پی جائیں گی، مرد ختم ہو جائیں گے اور عورتیں باقی رہ جائیں گی حتیٰ کہ پچاس پچاس عورتوں کے لئے ایک ایک مرد ازدواجی ضرورت پوری کرے گا (چاہے حلال صورت میں یا حرام میں)''۔

(لطائف ومعارف)

(۱) علم سے مراد علم دین ہے اور اس کا اٹھایا جانا اکابر علماء کے اٹھ جانے سے واقع ہوتا ہے اور ایسا ہو چکا ہے کہ اسلاف میں بڑے بڑے اکابر، بڑے بڑے حافظہ والے چلتے پھرتے کتب خانے موجود ہوتے تھے جس کا اندازہ ان کی کتابوں کو دیکھنے

۲۴۳ (الجامع الصغیر: ۲۴۷۴) ــــ رواہ احمد والبخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجة

سے ہوسکتا ہے آج ویسے علماء نہیں ملتے اور علماء کی بتدریج قلت ہوتی جارہی ہے اور اسی مقدار میں شریعت سے ناواقفیت اور جہالت کا زور ہے۔

(۲) زنا اتنا عام ہے کہ دنیا کے اکثر ممالک میں اس کے ارتکاب کو جرم ہی شمار نہیں کیا جاتا' باقاعدہ اس کی انجمنیں اور کلب بنے ہوئے ہیں' غیرت نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہی' اب رہی سہی کسر ٹی وی' وی سی آر' ڈش انٹینا اور انٹرنیٹ نے نکال دی ہے اور تہذیب کے نام پر گھر گھر میں بے حیائی اور فحاشی کا دور دورہ ہے اور انٹرنیٹ وغیرہ کی یہ بے حیائی مسلمان ملکوں میں بھی عام ہو چکی ہے۔ جس سے دیکھنے والوں کے خیالات فاسد ہو گئے ہیں اور برائے نام ایسے لوگ رہ گئے ہیں جو ٹی وی اور انٹرنیٹ سے ڈسے ہوئے نہ ہوں اور ان کی آنکھوں نے زنا کی حرکات نہ دیکھی ہوں اور زنا میں ملوث نہ ہوئے ہوں۔ بدنظری تو اس سے زیادہ عام ہے کہ ہزاروں میں ہی کوئی ایک بچتا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کی نگاہوں اور شرم گاہوں اور قلوب واذہان کو اس لعنت سے محفوظ رکھے۔

(۳) شراب کا عام ہونا بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ زنا کا عام ہونا ہے۔

(۴) یہاں مردوں سے مراد یا تو یہ ہے کہ قرب قیامت جنگیں ہوں گی مرد جنگوں میں کام آجائیں گے اور ان کی عورتیں باقی رہ جائیں گی' ان کو اپنی جنسی خواہش کی تکمیل کے لئے جائز طریقہ سے مرد نہیں ملیں گے تو وہ ناجائز طریقوں سے ایک مرد سے اپنی خواہش کی تکمیل کرائیں گی یا یہ معنی ہے کہ رجال سے مراد متقی حضرات ہیں اور عورتوں سے مراد فاحشہ عورتیں ہیں کہ متقی لوگ تو دنیا سے رخصت ہو جائیں گے اور باقی جو لوگ بچیں گے وہ جنسی طاقت میں بے راہ روی کی وجہ سے کمزور یا نامرد ہو چکے ہوں گے' اس لئے کثرت سے عورتیں گناہ کے لئے مردوں کو تلاش کریں گی اور ایک ایک مرد کے پاس پچاس پچاس کے قریب عورتیں رجوع کریں گی اور یہ معنی بھی ہوسکتا ہے کہ کثرت سے جنگیں ہوں گی اور ان جنگوں میں کثرت سے عورتیں باندیاں بنائی جائیں گی اور ایک ایک مرد کے پاس

پچاس پچاس عورتیں ہوں گی اور یہ معنی بھی ہوسکتا ہے کہ قرب قیامت نرینہ اولاد بہت کم ہوگی اور لڑکیوں کی شرح پیدائش بہت زیادہ ہوگی۔

بعض تقاریر کا جادو اور اشعار کی حکمت

(حدیث ۲۴۴) حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ سِحْرًا، وَاِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِکَمًا — (حم، د) عن ابن عباس. (۲۴۴)

(ترجمہ) بعض گفتگو میں جادو (کا سا اثر) ہوتا ہے اور بعض شعر حکمت (پر مشتمل) ہوتے ہیں۔

(لطائف ومعارف)

یعنی بعض باتیں عقل اور دل پر ایسا اثر کرتی ہیں جس طرح سے جادو اثر کرتا ہے اور جس طرح سے ساحر اپنے سحر کے ساتھ مسحور کی آنکھ میں باطل کو مزین کرتا ہے حتیٰ کہ وہ اس کو حق دیکھنے لگتا ہے۔ اسی طرح سے گفتگو میں مہارت رکھنے والا متکلم اور بلاغت میں تفنن رکھنے والا اور مربوط کلام کے ساتھ مدعا پیش کرنے والا سننے والے کی عقل کو سلب کر لیتا ہے اور اس میں سوچنے کا بھی موقع نہیں دیتا حتیٰ کہ باطل اس کو حق نظر آتا ہے اور حق باطل نظر آتا ہے۔

شعر میں حضور ﷺ نے حکمتوں کے ہونے کا جو ارشاد فرمایا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض اشعار میں سچی اور حق کے مطابق اور واقعہ کے موافق بات موجود ہوتی ہے اور یہ اس وقت ہوتی ہے جب اشعار مواعظ کے قبیل سے ہوں یا مذمت دنیا اور دنیا سے دھوکہ نہ کھانے کے متعلق ہوں۔

اس حدیث میں اس شخص پر رد ہے جو مطلقاً شعر کہنے کو برا کہتا ہے یہ اور بات ہے کہ شعر کے اشعار عموماً اچھے نہیں ہوتے۔

---

۲۴۴ (الجامع الصغیر: ۲۴۵۷) — رواہ احمد (۱: ۲۶۹) وابو داؤد (۵۰۱۱) والجملة الثانية فی البخاری بلفظ. إن من الشعر لحكمة من حديث أبی، طبرانی فی الکبیر (۱: ۲۳۳)

اجتماعی تلاوت اور تدریس قرآن

(حدیث ۲۴۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِی بَیْتٍ مِنْ بُیُوْتِ اللّٰہِ یَتْلُوْنَ کِتَابَ اللّٰہِ وَیَتَدَارَسُوْنَہٗ بَیْنَھُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَیْھِمُ السَّکِیْنَۃُ، وَغَشِیَتْھُمُ الرَّحْمَۃُ، وَحَفَّتْھُمُ الْمَلَائِکَۃُ، وَذَکَرَھُمُ اللّٰہُ فِیْمَنْ عِنْدَہٗ –

(د) عن ابی ھریرۃ– (صح). (۲۴۵)

(ترجمہ) جو قوم بھی اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتی ہے اور ایک دوسرے سے پڑھتی پڑھاتی ہے تو اس پر سکینت نازل ہوتی ہے اور ان کو رحمت چھا جاتی ہے اور ان کو فرشتے گھیرے میں لے لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنے مقرب فرشتوں میں کرتے ہیں۔

(لطائف ومعارف)

علامہ نوویؒ فرماتے ہیں: اس حدیث میں قرآن کریم کی تلاوت کے لئے اکٹھے ہونے کی فضیلت موجود ہے حتیٰ کہ مسجد میں بھی۔

حضرت خضر کا علم لدنی

(حدیث ۲۴۶) حضرت اُبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْنَا وَعَلٰی مُوْسٰی، لَوْ صَبَرَ لَرَاٰی مِنْ صَاحِبِہِ الْعَجَبَ–

(د، ن، ک) عن اُبیّ، زاد الباوردی العجاب، –(صح). (۲۴۶)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ رحمت فرمائے ہم پر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اگر وہ صبر کرتے تو وہ اپنے صاحب (خضر علیہ السلام) سے عجیب چیزیں دیکھتے۔

---

۲۴۵ (الجامع الصغیر: ۷۷۷۶) ــــ رواہ ابو داؤد.

۲۴۶ (الجامع الصغیر: ۴۴۴۶) ــــ رواہ ابو داؤد (۳۹۸۴) والنسائی والحاکم وھو حدیث صحیح

(لطائف ومعارف)

حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں: میں ایک دفعہ سمندر میں تھا کہ کشتی گرداب میں آ گئی اور آندھی تیز ہوگئی' اسی حالت میں آسمان کھلا اور دو فرشتے نازل ہوئے' ایک ان میں سے کہہ رہا تھا موسیٰؑ خضر سے بڑے عالم ہیں اور دوسرا کہتا تھا خضر بڑے عالم ہیں پھر ایک اور فرشتہ نازل ہوا اور کہا: خدا کی قسم! خضر کا علم موسیٰؑ کے علم کے مقابلہ میں ایسے ہے جیسے ہدہد کا علم سلیمان علیہ السلام کے علم کے سامنے۔

حضرات اسلاف میں حیاتِ خضر میں اختلاف پایا جاتا ہے' محققین محدثین کا قول یہ ہے کہ آپ فوت ہو چکے ہیں اور اولیاء وصوفیاء کا قول یہ ہے کہ آپ زندہ ہیں۔ محققین کی دلیل یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ بھی اس وقت تک زندہ ہیں اس صدی تک فوت ہو جائیں گے تو اگر حضرت خضر زندہ تھے تو وہ بھی اس ارشاد کے بموجب فوت ہو گئے اور اولیاء کی دلیل یہ ہے کہ ہماری ان سے ملاقات ہوتی ہے اور استفادہ کرتے ہیں اور اولیاء سے ملاقات کی حکایات حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔ اسی اختلاف کے پیش نظر حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا کہ حضرت خضر زندہ ہیں یا فوت ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں آپ کے پاس خضر اور الیاس کو بھیج دیتا ہوں۔ آپ خود ہی پوچھ لیں' چنانچہ ان دونوں حضرات سے ملاقات ہوئی اور آپ نے پوچھا تو ان دونوں حضرات نے فرمایا: حقیقت یہ ہے کہ ہم فوت ہو چکے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہماری ارواح کو یہ طاقت عطاء فرمائی ہے کہ ہماری روحیں بعض کاموں میں امداد کے لئے جسم کی شکل اختیار کر کے جاتی ہیں اور اسی شکل میں اولیاء سے ملاقات ہوتی ہے۔ اسی ملاقات کی وجہ سے اولیاء سمجھتے ہیں کہ ہم زندہ ہیں۔ (التفسیر المظہری سورۃ کہف)۔

ہر صدی میں مجدد کا وجود

(حدیث ۲۴۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ

یُجَدِّدُلَهَا دِیْنَهَا۔(د،ک) والبیهقی فی المعرفة عن ابی هریرة۔ (صح). (۲۴۷)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کی ابتداء میں ایک ایسے شخص کو اٹھائیں گے جو اس کے لئے اس کے دین کا احیاء کرے گا۔

(لطائف ومعارف)

تجدید کا معنی کتاب وسنت کے عمل کو اور ان کے مقتضاء کے حکم کو زندہ کرنے کا آتا ہے، مجدد کی تعیین قرائن وعلاماتِ احوال سے اور اس کے علم سے استفادہ سے ہوتی ہے (کذا قالہ العلقمی)

لہٰذا مجدد کا کام یہ ہے کہ وہ سنت کو بدعت سے علیحدہ کرے، علم دین کی خوب اشاعت کرے، اہل علم کی مدد کرے، اہل بدعت کی بیخ کنی کرے اور دین کی خوب اشاعت کرے اور مجدد وہی ہوسکتا ہے جو علوم دینیہ ظاہرہ وباطنہ کا عالم ہو۔

علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ بہت سے حضرات نے اپنے بڑوں کے بارے میں دعویٰ کیا ہے کہ اس سے ان کے یہ حضرات مراد ہیں، ظاہر یہ ہے کہ ہر طبقہ اور ہر قسم کے اکابر جو چاہے وہ مفسر ہوں یا محدث یا فقیہ یا نحوی یا لغوی وغیرہ سب مراد ہوسکتے ہیں اور ہر مجدد کی تعیین بھی کی جاچکی ہے۔اھ

علامہ سیوطیؒ نے خود کو نویں صدی کا مجدد فرمایا ہے۔ جس کا ذکر ان کے ایک قصیدہ میں ہے اس میں انہوں نے جن حضرات کو بطور مجدد ذکر کیا ہے وہ یہ ہیں۔

(۱) پہلی صدی میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ (۲) دوسری صدی میں امام شافعیؒ (۳) تیسری صدی میں ابن سریجؒ اور ابوالحسن اشعریؒ (۴) چوتھی صدی میں ابوبکر باقلانیؒ یا سہیل یا اسفرائینیؒ (۵) پانچویں صدی میں امام غزالیؒ (۶) چھٹی صدی میں امام رازیؒ اور رافعیؒ (۷) ساتویں صدی میں ابن دقیق العیدؒ (۸) آٹھویں صدی میں بلقینیؒ یا زین الدینؒ (۹) نویں صدی میں علامہ سیوطیؒ۔

---

۲۴۷ (الجامع الصغیر: ۱۸۴۵) ــــ رواہ ابو داؤد فی الملاحم (۴۲۹۱) والحاکم فی الفتن وصححه (۴:۵۲۲) والبیهقی فی کتاب المعرفة له وقال الزین العراقی وغیره سنده صحیح ومن ثم رمز السیوطی لصحته.

یہ وہ تعیین ہے جو علامہ سیوطیؒ نے کی ہے چونکہ آپؒ شافعی مسلک رکھتے تھے اس لئے اس فہرست میں شوافع کو ہی مجدد کی فہرست میں لکھا ہے جبکہ ان صفات کے علماء احناف، حنابلہ اور مالکیہ میں بھی بکثرت ہوتے ہیں، بہت سے حضرات نے اپنی اپنی تحقیق کے اعتبار سے مجددین حضرات کی تعیین کی ہے۔

دسویں صدی کے مجدد حضرت خواجہ احمد سرہندیؒ ہیں جو مجدد الف ثانی کے لقب سے مشہور ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے چودھویں صدی میں اکابر علماء دیوبند کو بھی مجموعی طور پر مرتبہ تجدید پر فائز فرمایا تھا، ان سے اللہ تعالیٰ نے خدمت دین کا وہ کام لیا ہے جو کسی مجدد سے لیا جاتا ہے۔

دینی خدمات پر اجرت لینا

(حدیث ۲۴۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَكَلَ بِالْعِلْمِ طَمَسَ اللّٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ، وَرَدَّهٗ عَلٰى عَقِبَيْهِ، وَكَانَتِ النَّارُ اَوْلٰى بِهٖ- الشیرازی عن ابی هریرة-(ض)(۲۴۸)

(ترجمہ) جس شخص نے علم دین بیچ کر کھایا، اللہ تعالیٰ اس کے چہرہ کو بگاڑ دیں گے اور اس کو اس کی ایڑیوں کے بل لوٹا دیں گے اور جہنم اس کی زیادہ حق دار ہوگی۔

(لطائف ومعارف)

جو علماء مساجد، مدارس وغیرہ دینی کاموں کی ڈیوٹی دیتے ہیں ان کا بقدرِ ضرورت تنخواہ لینا درست ہے، یہ تنخواہ بطور وظیفہ کے ہے، شروع زمانہ میں علماء کو حکومت کی طرف سے وظائف دیئے جاتے تھے لیکن آج کل حکومتیں علماء کی سرپرستی نہیں کرتیں، اس لئے ان کا خدمت دین پر تنخواہ لینا درست ہے۔

جس شخص نے علم کو حصول مال کا ذریعہ بنالیا ہوتا کہ وہ دنیا حاصل کرے اور اچھی زندگی گزارے، اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو اور ایک روایت میں ہے کہ اس کی آنکھوں کو مسخ

۲۴۸ (الجامع الصغیر: ۸۵۱۶) ــــ رواه الشیرازی عن ابی هریرة فی الألقاب وابو نعیم والدیلمی

کردے گا۔ ایسا شخص جہنم کا زیادہ حق دار ہے اگرچہ لوگ اس کے علم سے نفع اٹھائیں کیونکہ اس نے اپنے علم کے ساتھ جو بگاڑ پیدا کیا ہے وہ اس کے قول کی اصلاح سے زیادہ ہے اور اس طرز عمل سے آدمی توبہ سے محروم ہو جاتا ہے اور اس پر سوء خاتمہ کا ڈر ہے۔

حجۃ الاسلام امام غزالیؒ فرماتے ہیں: علم نافع وہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کا خوف بڑھے، نفس کے عیوب پر بصیرت حاصل ہو اور دنیا کی رغبت کم ہو اور آخرت کی زیادہ، شیطان کی مکاریوں اور اس کے دھوکوں پر مطلع ہو اور یہ جانے کہ علماء پر شر کی کیسی تلبیس کرتا ہے اور ان کو اللہ کے انتقام کے مقابلہ میں کیسے کھڑا کرتا ہے جبکہ انہوں نے دین کے بدلہ میں دنیا کھائی ہو اور علم کو سلاطین سے حصول اموال کا ذریعہ بنایا ہو اور اوقاف یتامیٰ اور مساکین کے اموال کھائے ہوں۔

مقابلہ اور حصول مال و جاہ کیلئے علم حاصل کرنیوالا جہنم میں

(حدیث ۲۴۹) حضرت کعب سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُجَارِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ اَوْلِيُمَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ اَوْ يَصْرِفَ بِهِ وُجُوْهَ النَّاسِ اِلَيْهِ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ۔(ت) عن كعب بن مالك۔(ح). (۲۴۹)

(ترجمہ) جس شخص نے اس لئے علم حاصل کیا کہ وہ اس سے علماء کے ساتھ مناظرہ اور جدال کرے گا (تاکہ وہ بطور ریا اور صنع کے اپنے علم کا اظہار کرے) یا اس سے کم عقلوں پر فخر کرے گا یا اس علم کے ساتھ اپنی طرف لوگوں کے چہرے پھیرے گا (یعنی اس نیت سے علم طلب کرے کہ مال اور جاہ حاصل ہوگی اور لوگ اس کی طرف متوجہ ہوں گے) اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں داخل کریں گے۔

(لطائف و معارف)

امام غزالیؒ فرماتے ہیں: حضرت معاذؓ سے مروی ہے کہ علماء میں سے بعض ایسے

---

۲۴۹ (الجامع الصغیر: ۸۸۴۰) ــــ رواه الترمذی فی العلم (۲۵۴) الکامل لابن عدی (۱: ۳۲۶) وحسنه السیوطی رمزا وقال الترمذی غریب وفیه اسحق بن یحییٰ بن طلحة، قال الذهبی فی الکبائر واه.

ہیں جو علم کو اپنے پاس جمع کر لیتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ یہ علم غیر کے پاس نہ جائے تو یہ جہنم کے پہلے درجہ میں داخل ہوں گے اور جو شخص اپنے علم میں بڑائی کا درجہ رکھتا ہو اگر اس کے علم کا جواب دیا جائے تو یہ غضبناک ہو جائے تو یہ جہنم کے دوسرے درجہ میں داخل ہوگا اور جو شخص اپنے علم کو اور غیر معروف احادیث کو اہل شرف اور دولتمندوں کے لئے مخصوص کرے گا وہ جہنم کے تیسرے درجے میں جائے گا اور جو شخص اپنے آپ کو مفتی بنائے اور غلط فتوے دے تو وہ جہنم کے چوتھے درجے میں جائے گا اور جو شخص دین میں یہود و نصاریٰ کی باتیں کرے گا وہ جہنم کے پانچویں درجے میں جائے گا اور جو شخص اپنے علم کو لوگوں میں چرچا کا ذریعہ بنائے تو وہ چھٹے درجہ میں جائے گا اور جو شخص اپنے علم میں غرور اور خود پسندی رکھتا ہو اگر اس کو نصیحت کی جائے تو ناک بھوں چڑھائے تو وہ جہنم کے ساتویں درجے میں داخل ہوگا حدیث شریف میں ہے۔

إن العبد ينشر له لوآء من الثناء مابين المشرق والمغرب وما يزن عندالله جناح بعوضة.

(آدمی کے لئے بسا اوقات مشرق سے مغرب تک تعریف کی شہرت ہوتی ہے لیکن اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی اس کا وزن نہیں ہوتا) اللہ محفوظ رکھے۔ (آمین)

سب سے برے لوگ علماء سوء

(حدیث ۲۵۰) حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

شِرَارُ النَّاسِ شِرَارُ الْعُلَمَاءِ فِي النَّاسِ — البزار عن معاذ — (ح) (۲۵۰)

(ترجمہ) سب سے برے لوگ لوگوں میں سے شریر علماء ہیں۔

(لطائف و معارف)

شریر لوگوں میں علماء زیادہ شریر اس لئے ہیں کہ انہوں نے جانتے ہوئے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی اور علم کے باوجود گناہ کیا جو جہالت کی حالت میں کئے ہوئے گناہ سے زیادہ قوی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں: علمائے سوء کی مثال اس

۲۵۰ (الجامع الصغير: ۴۸۶۴) — رواه البزار في مسنده وابو نعيم والديلمي في الترغيب و الترهيب (۱: ۱۲۶)

چٹان کی طرح ہے جو نہر کے دہانے پہ پڑی ہو نہ تو خود پانی پیتی ہے اور نہ پانی کو چھوڑتی ہے جو کھیت تک پہنچ سکے اور گند کی ٹوکری ہے جس کا باہر کا حصہ ستھرا ہے اور اس کے اندر بدبو ہے اور ان قبور کی طرح ہے جن کا ظاہر آباد ہے اور اندر مردوں کی ہڈیاں ہیں۔

حدیث کا شانِ ورود

حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں: میں حضور ﷺ سے ملا جبکہ آپؐ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے تھے، میں نے عرض کیا: لوگوں میں سے زیادہ برا کون ہے؟ فرمایا: یہ بات چھوڑو بلکہ فرمایا: اے اللہ! میں آپ سے بخشش طلب کرتا ہوں، تم خیر کے متعلق پوچھو شر کے متعلق نہ پوچھو پھر یہ حدیث ارشاد فرمائی۔

فقہاء دین

۱ - فقہ

۲ - فقہاء و مجتہدین

۳ - امام ابوحنیفہ

۴ - قاضی اور فقیہ

فقہائے دین

انبیاء وفقہاء کی شان

(حدیث ۲۵۱) حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْاَنْبِيَاءُ قَادَةٌ، وَالْفُقَهَاءُ سَادَةٌ، وَمُجَالَسَتُهُمْ زِيَادَةٌ – القضاعی عن علی –(ض). (۲۵۱)

(ترجمہ) انبیاءؑ قائد ہیں اور فقہاء سردار ہیں اور ان کی مجالس (خیر، علم اور تفقہ فی الدین میں) اضافہ (کا سبب) ہیں۔

(فائدہ) انبیاء کرامؑ لوگوں کی علم اور موعظت کی قیادت کرتے ہیں اور فقہاء اللہ کے دین کے معاملہ میں دیگر لوگوں سے خیر وشرف میں مقدم ہیں۔

فقہاء کا وجود خیر ہے

(حدیث ۲۵۲) حضرت حبان بن أبی جبلہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ خَيْرًا أَكْثَرَ فُقَهَاءَ هُمْ، وَأَقَلَّ جُهَّالَهُمْ، فَإِذَا تَكَلَّمَ الْفَقِيْهُ وَجَدَ أَعْوَاناً، وَإِذَا تَكَلَّمَ الْجَاهِلُ قُهِرَ، وَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ شَرًّا أَكْثَرَ جُهَّالَهُمْ، وَاَقَلَّ فُقَهَاءَ هُمْ فَإِذَا تَكَلَّمَ الْجَاهِلُ وَجَدَ اَعْوَاناً، وَإِذَا تَكَلَّمَ الْفَقِيْهُ قُهِرَ – ابو نصر السجزی فی الإبانة عن حبان بن ابی جبلة ، (فر) عن ابن عمر –(ض). (۲۵۲)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کسی قوم سے خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو ان میں کثرت سے فقہاء پیدا کرتے ہیں اور جہال کم کر دیتے ہیں، پس جب فقیہ بات کرتا ہے تو بہت سے اعوان وانصار پاتا ہے اور جب جاہل بات کرتا ہے تو مقہور ہوتا ہے

---

۲۵۱ (الجامع الصغیر: ۳۰۹۰) ــــ رواه القضاعی وسنده ضعیف کما رمزله السیوطی

۲۵۲ (الجامع الصغیر: ۳۸۹) ــــ أبو نصر السجزی فی الإبانة عن أصول الدیانة عن حبان بن أبی جبلة، والدیلمی فی الفردوس عن ابن عمر، وهو حدیث ضعیف.

اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم سے شر کا ارادہ کرتے ہیں تو ان میں جہال کی کثرت کر دیتے ہیں اور فقہاء کو کم کر دیتے ہیں پس جب جاہل بات کرتا ہے تو اعوان وانصار پاتا ہے اور جب فقیہ بات کرتا ہے تو مقہور ہو جاتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

جب قیامت قریب ہوگی تو فقہاء دین کم اور مقہور ہوں گے اور جہال کے بکثرت اعوان وانصار ہوں گے جیسے آج کل کے زمانہ میں بہت سے لوگ فقہاء کو گالیاں دیتے ہیں اور ان کے مقلدین کو مشرک کہتے ہیں اور تقلید کو شرک جبکہ خود قال اللہ وقال الرسول کی حقیقت وحکمت وفقہ سے جاہل ہیں' شریعت کا کچی پہلی کا قاعدہ بھی نہیں آتا پھر بھی اپنے آپ کو فقیہ کہلاتے ہیں۔ فقہ کا انکار کر کے عمل بالحدیث کا دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ جب حدیث کی سمجھ نہیں ہوگی تو حدیث پر عمل کرنا ناممکن ہوگا یہ فقہاء ہی تھے جنہوں نے علوم اجتہاد بڑی محنت سے بڑے بڑے علماء سے سیکھ کر مجتہد فیہ مسائل کا قرآن وحدیث سے استنباط کیا اور ان کے دلائل جمع کئے اور کچھ لوگ وہ ہیں جو سرے سے ہی حدیث کا انکار کرتے ہیں اور اپنے آپ کو اہل قرآن کہلاتے ہیں یہ ان سے بھی زیادہ جاہل اور گمراہ ہیں کیونکہ کوئی آسمانی کتاب بغیر تشریح بیان کرنے والے نبی کے نازل نہیں ہوئی' اسی طرح سے قرآن حضور ﷺ کی تفسیر بالسنۃ کے ساتھ نازل ہوا ہے اور سنت کا لفظ حضور ﷺ کے ان اقوال وافعال اور تقریرات پر مشتمل ہے جس کا کوئی ناسخ نہ ہو' اسی موقف پر کاربند رہنے والے کو اہل سنت والجماعت کہتے ہیں' اہل قرآن نہ حدیث کے قائل ہیں اور نہ سنت کے' بلکہ یہ درحقیقت قرآن کے بھی قائل نہیں قرآن کی من مانی تفسیرات کرتے اور قرآن کے نام پر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں جاہل سے مراد علوم آخرت (دینی علوم) کا جاہل ہے اگرچہ وہ دنیاوی علوم کا عالم ہو (جیسے آج کل دنیاوی پڑھے لکھوں کو لوگ ترجیح دیتے ہیں اور علماء کی باتوں اور دینی سیاست کی طرف توجہ نہیں دیتے) اور علماء سوء اور قراء سوء بھی زمین پر اللہ کے مبغوض لوگ ہیں۔

فقیہ ہدایت یافتہ کا اللہ تعالیٰ خیر خواہ ہے

(حدیث ۲۵۳) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدٍ خَیْراً فَقَّھَہٗ فِی الدِّیْنِ، وَاَلْھَمَہٗ رُشْدَہٗ – البزار عن ابن مسعود –(ح). (۲۵۳)

(ترجمہ) جب اللہ کسی بندے سے خیر کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کو دین کی سمجھ دے دیتے ہیں اور اس کے لئے دل میں ہدایت ڈال دیتے ہیں۔

(لطائف ومعارف)

علامہ سمہودی فرماتے ہیں: اس حدیث کا مفہوم بتاتا ہے کہ جس شخص کو دین کی سمجھ نہ ہو اور ہدایت کی رہنمائی نہ ہو اس سے اللہ تعالیٰ نے خیر کا ارادہ نہیں فرمایا جیسا کہ اس حدیث کو ابونعیم اور ابویعلی نے ذکر کرنے کے بعد یہ الفاظ بھی بڑھائے ہیں "ومن لم یفقھہ فی الدین لم یبال اللہ بہ" (اور جو دین کی سمجھ حاصل نہ کرے اللہ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے)۔

فقہاء من جانب اللہ خیر پر ہیں

(حدیث ۲۵۴) حضرت معاویہ، حضرت ابن عباس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ یُرِدِاللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ وَیُلْھِمْہُ رُشْدَہٗ– (حل) عن ابن مسعود–(ح). (۲۵۴)

---

۲۵۳ (الجامع الصغیر: ۳۸۶) ـــ بخاری (۴:۹۲)، مجمع الزوائد (۱:۱۲۱) حلیۃ الاولیاء (۵:۱۴۷) رواہ الترمذی والبزار والطبرانی فی الکبیر کلھم باللفظ المزبور قال المنذری إسنادہ لاباس بہ وقال الھیثمی رجالہ موثقون.

۲۵۴ (الجامع الصغیر: ۹۱۰۳) ـــ رواہ احمد (۱:۳۰۶) والبخاری (۱:۲۷) ومسلم فی الزکوۃ (۹۸، ۱۰۰) والامارۃ (۱۷۵) عن معاویۃ واحمد والترمذی (۲۶۴۵) عن ابن عباس وابن ماجۃ (۲۲۰، ۲۲) عن ابی ھریرۃ

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں اس کو دین کی سمجھ عطاء کردیتے ہیں۔

(لطائف ومعارف)

یعنی اللہ تعالیٰ جس کو تمام قسم کی بھلائیاں عطاء کرنا چاہتا ہے یا بہت بڑی خیر یا بہت زیادہ خیر عطاء کرنا چاہتے ہیں تو اس کو دین کی سمجھ عطاء کردیتے ہیں اور دین کی سمجھ سے مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ کے حکم اور آپؐ کے منع کرنے کے اسرار کی فہم عطاء کردیتے ہیں اور یہ فہم اس نور ربانی کے ساتھ حاصل ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں ڈال دیتے ہیں۔

امام غزالیؒ سے منقول ہے کہ دین کی سمجھ کی حقیقت اولاً دل پر ظاہر ہوتی ہے پھر زبان پر ظاہر ہوتی ہے اور اس سے عمل کی توفیق ہوتی ہے پھر خوف خدا حاصل ہوتا ہے پھر تقویٰ حاصل ہوتا ہے اور جو لوگ دین کے مسائل پڑھتے پڑھاتے ہیں تاکہ وہ دوسروں سے ممتاز مرتبہ حاصل کریں تو ایسے مرتبہ کے حصول سے بھی آدمی کو اجتناب کرنا چاہئے اور جو شخص حصول علم سے اللہ کی معرفت اس کی صفات کی معرفت حاصل کرنا چاہتا ہے یہ قابل تعریف ہے اور جو شخص احکام شرعیہ کی معرفت حاصل کرلیتا ہے وہ شیطان سے محفوظ ہوجاتا ہے۔

جو لوگ دین کی فقہ حاصل کرتے ہیں وہ اس حدیث کے بموجب اللہ تعالیٰ سے خیر کے طالب ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو خیر کے عطاء کرنے کا خواہاں ہے اور جو لوگ فقہ کے دشمن بن کر غیر مقلدین بن جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کو ان کی خیر مطلوب نہیں اس لئے فقہ کا منکر بن کر غیر مقلد نہیں بننا چاہئے کیونکہ غیر مقلد صرف قرآن وحدیث پر عمل کا دعویٰ کرتے ہیں اور اجتہاد کے منکر ہیں جبکہ اجتہاد فقہ ہی کا نام ہے۔

سب سے بہترین لوگ

(حدیث ۲۵۵) حضرت درہ بنت ابی لھب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خَيْرُ النَّاسِ اَقْرَؤُهُمْ ،وَاَفْقَهُهُمْ فِىْ دِيْنِ اللّٰهِ، وَاَتْقَاهُمْ لِلّٰهِ،

وَآمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ، وَاَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاَوْصَلُهُمْ لِلرَّحِمِ – (حم، طب) عن درة بنت ابی لهب – (صح). (۲۵۵)

(ترجمہ) لوگوں میں سے سب سے بہتر قرآن کے زیادہ پڑھنے والے ہیں اور ان میں سے اللہ کے دین کی زیادہ سمجھ رکھنے والے ہیں اور ان میں سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے ہیں اور ان کو زیادہ نیکی کا حکم کرنے والے ہیں اور ان کو زیادہ برائی سے روکنے والے ہیں اور ان سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔ (لطائف ومعارف)

دین کی زیادہ سمجھ رکھنے والے لوگ دوسرے لوگوں پر اس لئے زیادہ افضل ہیں کہ دین کی سمجھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صنعت ہے یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ورثہ ہے اور علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

صلہ رحمی سے مراد رشتہ داری کا پاس لحاظ کرنے والے ہیں۔

سب سے بڑے مرتبہ کے لوگ

(حدیث ۲۵۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَكْرَمُ النَّاسِ اَتْقَاهُمْ – (ق) عن ابی هريرة (صح). (۲۵۶)

(ترجمہ) (عرض کیا گیا یا رسول اللہ! لوگوں میں سے سب سے زیادہ شان والا کون ہے؟ فرمایا) جو ان میں سے زیادہ متقی ہو۔ (صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہم اس کے متعلق آپ سے نہیں پوچھ رہے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: تو تم اللہ کے نبی یوسف بن نبی اللہ بن نبی اللہ بن خلیل اللہ کے متعلق پوچھتے ہو؟ عرض کیا: ہم آپ سے ان کے متعلق بھی نہیں پوچھ رہے تو آپؐ نے فرمایا: کہ تم عرب کے بہترین قبیلوں کی بابت پوچھ رہے ہو؟ ان قبائل کے قبل از اسلام کے اچھے لوگ اسلام لانے کے بعد ان قبائل کے بہترین لوگ ہیں جب وہ دین کی سمجھ حاصل کرلیں)۔

---

۲۵۵ (الجامع الصغیر: ۴۰۳۲) ــــ رواه احمد والطبرانی فی الکبیر

۲۵۶ (الجامع الصغیر: ۱۴۱۶) ــــ رواه البخاری ومسلم. جامع بیان العلم و فضله (۱: ۱۸) کنز العمال (۵۶۲۶)

(لطائف ومعارف)

کرم کا اصل معنی کثرت خیر ہے پس جب متقی دنیا میں کثیر الخیر وکثیر الفائدہ ہوا اور آخرت میں اس کے عالی درجات ہوئے تو وہ مقام ومرتبہ باقی لوگوں سے زیادہ مرتبہ کا ہوا' یہاں ظاہری صورتوں کا اعتبار نہیں ہے بلکہ دل کا تقویٰ مراد ہے کہ اس کے دل میں شعائر اللہ کی عظمت ہو اور دل سے حرام سے بچتا ہو اور ظاہر سے اس کے دلی تقویٰ کا عملی اظہار ہوتا ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"ومن يعظم شعائر الله فإنها من تقوى القلوب".

إن أكرمكم عند الله أتقاكم.

پس لوگوں میں سے بہت سے حقیر اللہ کے نزدیک بڑے بڑے عظماء سے قدر ومنزلت میں زائد ہوتے ہیں۔

اچھے اور برے فقہاء کی پہچان

(حدیث ۲۵۷) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الْفُقَهَاءُ أُمَنَاءُ الرُّسُلِ، مَالَمْ يَدْخُلُوْا فِي الدُّنْيَا، وَيَتْبَعُوا السُّلْطَانَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ فَاحْذَرُوهُمْ - (العسكرى عن على - (صح) (۲۵۷)

(ترجمہ) فقہاء رسولوں کے امین ہیں جب تک کہ وہ دنیاداری میں داخل نہ ہوں اور حکمرانوں کی پیروی نہ کریں پس جب وہ ایسا کرنے لگیں تو تم ان سے بچ کر رہنا۔

قاضی اور فقیہ کے اجتہاد کا مرتبہ

(حدیث ۲۵۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَأَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ، وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ فَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ وَاحِدٌ - (حم، ق، د، ن، ٥) عن عمرو بن العاص،

---

۲۵۷ (الجامع الصغير: ۵۹۸۹) ـــ رواه العسكرى فى الأمثال ورمز السيوطى لصحته تذكره الموضوعات (۲۵) كنز العمال (۲۸۹۳).

(حم ق ۴) عن أبی هریرة. (۲۵۸)

(ترجمہ) جب کوئی حاکم (یعنی قاضی اور فقیہ) کوئی فیصلہ کرتے وقت اجتہاد کرتا ہے اور اس کا اجتہاد درست واقع ہوتا ہے تو اس کا دہرا اجر ملے گا اور اگر کوئی حاکم فیصلہ کرتے وقت اجتہاد میں خطا کرتا ہے تو اس کے لئے ایک اجر ہے۔

(لطائف ومعارف)

قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں: کسی نو وارد مسئلہ میں فیصلہ کے لئے حق کی طلب میں کوشش کرنا اجتہاد کہلاتا ہے۔

اجتہاد میں درستگی کا مطلب یہ ہے کہ اس کا اجتہاد اللہ کی مرضی کے مطابق ہو جائے تو اس کو دہرا ثواب ہے ایک ثواب اس کے اجتہاد کرنے کا اور ایک اصابت رائے کا۔

نوٹ:۔ اجتہادی مسائل میں اللہ کے نزدیک حق ایک کے پاس ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے امت کے لئے وسعت فرمائی ہے اور مجتہدین کے اختلاف کو رحمت قرار دیا ہے اور مجتہد کبھی خطا کرتا ہے اور کبھی درستگی کو پہنچتا ہے۔

ملا جیونؒ نے اپنی کتاب تفسیرات احمدیہ میں

ففهمناها سليمن و كلا اتينا حكما و علما کے تحت اس پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

دینی معاملات کا نااہلوں کے سپرد ہونا قیامت کی علامت ہے

(حدیث ۲۵۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلٰی غَیْرِ اَهْلِهٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ—(خ)عن ابی هریرة (صح)(۲۵۹)

---

۲۵۸ (الجامع الصغیر: ۵۶۵) ــــ (مسند احمد، بخاری، مسلم، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجة، عن عمرو بن العاص، مسند احمد(۴:۱۹۸)، بخاری، مسلم، نسائی، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجة عن ابی هریرة)

۲۵۹ (الجامع الصغیر: ۸۸۷) ــــ رواه البخاری فی العلم والرقائق وغیرهما، کنز العمال (۱۸۹۲۴، ۲۰۰۸۴)

(ترجمہ) جب دینی معاملہ (خلافت، قضاء، افتاء اور تدریس وغیرہ) نااہل کے سپرد کیا جانے لگے تو قیامت کا انتظار کرو۔

(لطائف ومعارف)

جب امر و نہی میں کمزوری آ جائے اور دین میں کمزوری اور اسلام میں ضعف پیدا ہو اور جہالت کا غلبہ ہو اور علم اٹھ جائے اور اہل حق اس کی نصرت سے عاجز آ جائیں تو یہ قیامت کی علامات میں سے ہے۔ قیامت کی دیگر چھوٹی بڑی اور بھی کئی علامات ہیں، یہ ان میں سے ایک علامت ہے۔

اس حدیث کا ابتدائی حصہ اس طرح سے ہے کہ آنحضرت ﷺ صحابہ کرامؓ سے گفتگو فرما رہے تھے کہ ایک دیہاتی شخص حاضر ہوا اور سوال کیا کہ قیامت کب قائم ہو گی؟ لیکن حضور اکرم ﷺ گفتگو فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ حاضرین میں یہ بات چلی کہ حضور ﷺ نے اس کی یہ بات سن لی ہے اور اس کے سوال کو پسند نہیں کیا اور بعض نے کہا کہ آپؐ نے اس کی بات سنی ہی نہیں، حتیٰ کہ آنحضرت ﷺ نے جب اپنی بات پوری کر لی تو پوچھا: سوال کرنے والا کہاں ہے؟ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! یہ ہے، تو آپؐ نے فرمایا: ''جب امانت کو ضائع کر دیا جائے تو قیامت کا انتظار کرنا'' اس نے عرض کیا: اس کو ضائع کرنا کیسے ہوگا؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''جب کام نااہل کے سپرد کیا جائے تو قیامت کا انتظار کرو''۔

امام ابوحنیفہؒ کی فضیلت

(حدیث ۲۶۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهُ رِجَالٌ مِنْ فَارِسٍ — (ق،ت)عن ابی هريرة. (۲۶۰)

(ترجمہ) اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہو تو اس کو فارس کے کچھ لوگ حاصل کر

۲۶۰ (الجامع الصغیر: ۷۴۵۹) — رواہ البخاری ومسلم والترمذی، فتح الباری (۸: ۶۴۱)

لیں گے۔

(لطائف ومعارف)

یہاں ایمان سے مراد علم دین کے مشکل مسائل ہیں اور رجال فارس سے مراد عراق کے فقہاء ہیں جیسے امام ابوحنیفہ اور امام محمدؒ امام ابو یوسف وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جیسا کہ اس کی تعیین علامہ سیوطیؒ نے "تبییض الصحیفۃ فی مناقب ابی حنیفہ" میں کی ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ تابعی ہیں

بے شک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا شمار تابعین میں ہے اور آپ کا اندراج اللہ عزوجل کے فرمان والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ (اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے) میں ہے۔

(۱) ملا علی قاری طبقات میں لکھتے ہیں ان کا بعض صحابہ کو دیکھنا ثابت ہے لیکن ان سے روایت کرنا مختلف فیہ ہے مگر معتمد یہ ہے کہ یہ بھی ثابت ہے (سند الانام شرح مسند الامام)۔

(۲) امام ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں آپ کا حفاظ میں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں آپ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور انس بن مالکؓ کو کئی بار دیکھا ہے۔

(۳) امام جلال الدین السیوطیؒ تبییض الصحیفۃ فی مناقب الامام ابی حنیفۃ میں رقم طراز ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کے تابعی ہونے کا سوال حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کے سامنے پیش کیا گیا آپ نے فرمایا امام ابوحنیفہؒ نے صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کو پایا تھا جن میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ حضرت انس بن مالکؓ شامل ہیں اور ابن سعد نے طبقات میں مسند روایت سے ذکر کیا ہے کہ آپ نے حضرت انسؓ کو دیکھا تھا پس اس اعتبار سے امام صاحبؒ کا شمار تابعین کرام میں ہے اور یہ خصوصیت باقی ائمہ مثلاً امام اوزاعی۔ حماد بن ابی سلیمان، امام ثوری، امام مالک، امام لیث بن سعد کو حاصل نہیں ہو سکی اور امام شافعیؒ اور امام احمدؒ تو امام صاحب کے شاگردوں کے

شاگرد ہیں۔

بہر حال حضرت انس بن مالکؓ کی رویت کو امام صاحب کیلئے محدثین کی بہت بڑی جماعت نے اور اہل علم نے ثابت مانا ہے جن میں امام ابن سعد (۱) امام ذہبی (۲) ابن حجر (۳) حافظ عراقی (۴) امام دار قطنی (۵) امام سیوطی (۶) امام مزنی (۷) امام نووی (۸) حافظ ابن الجوزی (۹) حافظ خطیب بغدادی (۱۰) ابن عبدالبر مالکی (۱۱) امام جزری (۱۲) امام یافعی (۱۳) ابن حجر مکی (۱۴) مکی قسطلانی شارح البخاری (۱۵) علامہ عینی حنفی (۱۶) سمعانی (۱۷) عبدالغنی المقدسی (۱۸) وغیرہ علماء کبار شامل ہیں۔ ان مذکورۃ الصدر محدثین علماء کے ارشادات سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ آپ یقیناً تابعی ہیں اور آپ نے حضرت انسؓ کو دیکھا ہے۔ ان کے علاوہ بھی جن صحابہ کے دیکھنے کا روایات میں ذکر ہے انکو حافظ ابن حجر نے ضعیف قرار دیا ہے۔ مگر محدثین کی اصطلاح میں ضعیف متروک کے درجہ میں نہیں ہوتی بلکہ صحیح اور حسن احادیث کے بعد یہ بھی قابل قبول ہوتی ہے۔ چنانچہ شریعت کے بہت سے مسائل کا مدار انہیں ضعیف روایات پر بھی ہے پس اس اعتبار سے یہ روایات ساقط الاعتبار نہیں جبکہ حضرت انسؓ کے علاوہ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین امام صاحب کی ولادت مشہور قول ۸۰ھ کے بعد (۱) ایک سو یا ۱۱۱ھ تک حیات رہے۔ اس لئے امام صاحب کا امکان روایت ان صحابہ سے بھی ہے جبکہ امام بخاری کے علاوہ باقی محدثین کے نزدیک ثبوت لقاء کے بغیر صرف امکان لقاء بھی روایت حدیث کیلئے کافی ہے اور عقل اس بات کو باور نہیں کرتی کہ اتنے بڑے امام ہونے والے صحابہ کرامؓ کے دیدار کا شوق نہ رکھتے ہوں اور انہوں نے ان صحابہؓ کو دیکھنے کیلئے سفر نہ کیا ہو نیز امام صاحب کے دادا خود ایک ممتاز دینی فرد تھے اور صحابہ کرامؓ حضرت علیؓ وغیرہ کے ہاں حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور ہدایا بھی پیش کرتے تھے (۲) اور ایک روایت میں علامہ خوارزمی نے جامع المسانید ص..... ج ۱ میں ذکر کیا ہے کہ امام صاحب ۹۳ھ میں حج پر تشریف لے گئے تو آپ نے حضرت عبداللہ بن الحارث بن جزءؓ کی زیارت فرمائی اور حافظ عسقلانی نے فرمایا ہے کہ امام صاحب نے صحابہ کی ایک جماعت کو جو کوفہ میں رہتی تھی پایا ہے۔ جن صحابہ سے روایت کی ہے

ان کے اسماء گرامی یہ ہیں (۱) حضرت انس بن مالکؓ المتوفی ۹۳ھ، (۲) عبداللہ بن ابی اوفی ۸۶ھ (۳) واثلۃ بن الاسقع المتوفی ۸۶ھ (۴) عبداللہ بن جزءؓ المتوفی ۸۶ھ ہے (۵) حضرت عائشہ بنت عجرہ رضی اللہ عنہا (۶) سہیل بن سعد المتوفی ۸۸ھ (۷) محمود بن ربیع ۹۹ھ اگرچہ ان سے مروی روایات میں ضعف ہے مگر مثبت نافی پر مقدم ہوتی ہے اگر یہ کہا جائے کہ امام اعظمؒ کم سن تھے اس لئے ان کی تابعیت مخدوش ہے تو جواب یہ ہے کہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ جو صغیر السن تھے۔ ان کو محدثین نے صحابی تسلیم کیا ہے تو امام اعظمؒ نے کیا قصور کیا ہے کہ وہ تابعی نہ ہوسکیں۔ بہرحال جو آدمی اب بھی امام صاحب کے تابعی ہونے کا اقرار نہیں کرتا یا تو حقیقت سے بے خبر ہے یا متعصب ہے۔

(۱) ایک قول کے مطابق امام صاحب کی ولادت ۸۰ھ ہجری ہو تو پھر بھی تو آپ کے تابعی ہونے کا شرف مسلم ہے کیونکہ ۸۰ھ ہجری میں سینکڑوں صحابہ رضی اللہ عنہم بقید حیات تھے۔

(۲) تاریخ ابن خلکان، خطیب، شامی ص ۶۳، ج ۱، (۲) شامی ۱: ۶۴ ص، ج ۱، (۳) درمختار ص ۱: ۶۴

محدثین احناف

از: مولانا مفتی امداد اللہ انور دامت برکاتہم

محدثین احناف

امام اعظم ابوحنیفہؒ المتوفی ۱۵۰ھ

آپ ائمہ احناف کے سرخیل و پیشوا ہیں آپ کی کتب حدیث پندرہ مسانید پر مشتمل ہیں جن کو علامہ ابوالمؤید خوارزمیؒ نے جامع المسانید میں دو جلدوں میں جمع کیا ہے ان مسانید میں چار کتابیں زیادہ معروف ہیں۔ ۱: کتاب الآثار بروایت امام محمد۔ ۲: کتاب الآثار بروایت امام ابو یوسف۔ ۳: کتاب الآثار بروایت امام حسن بن زیاد لؤلؤی۔ ۴: کتاب الآثار بروایت امام زفر۔

امام ابوحنیفہؒ کی مرویات حدیث کی تخریج علامہ مرتضی زبیدی بلگرامی نے عقود الجواد المنیفہ میں صحاح ستہ سے بھی نقل کی ہے۔

ان کتابوں کے علاوہ امام ابوحنیفہؒ کی مرویات حدیث تاریخ دمشق ابن عساکر میں کثرت سے موجود ہیں

۱۔ امام زفر بن ہذیل بصری المتوفی ۱۵۸ھ

انہوں نے بیس سال مسند حدیث پر بیٹھ کر حدیث کی روایت کی، پھر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے شرف تلمذ حاصل کیا ان کی ایک کتاب ہے جس کا نام کتاب الآثار ہے اس کو انہوں نے امام ابوحنیفہؒ کی سند سے روایت کیا ہے۔

۲۔ امام حافظ ابراہیم بن طہمان المتوفی ۱۶۳ھ

ان کا تعلق ہرات سے تھا۔ طبقات الحفاظ میں ان کے ترجمے میں لکھا ہے "کان صحیح الحدیث مکثرا".

۳۔ امام لیث بن سعد المتوفی ۱۷۵ھ

بہت سارے اہل علم نے ان کو حنفی شمار کیا ہے۔ قاضی زکریا الانصاری نے شرح بخاری میں اسی کو درست کہا ہے۔

ابن ابی العوام نے اپنی سند کے ساتھ حضرت لیث سے روایت کیا ہے کہ وہ مکہ میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کی مجلس میں شریک ہوئے۔ ان سے ایک لڑکے کے بارے میں پوچھا گیا جس کا باپ کثیر دولت خرچ کر کے اس کی شادی کرتا ہے' مگر لڑکا اس کو طلاق دے دیتا ہے اور اگر اس کے لئے لونڈی خرید کر دیتا ہے تو اس کو آزاد کر دیتا ہے تو امام ابو حنیفہؒ نے سائل کو فرمایا کہ وہ ایسی لونڈی خریدے' جس پر اس کے بیٹے کی نگاہ پڑ چکی ہو پھر وہ اس سے اس کی شادی کر دے لیکن ملکیت کا اختیار اپنے پاس رکھے۔ اگر وہ اس کو طلاق دے گا تو لونڈی اس کے باپ کی مملوک ہونے کی وجہ سے اس کی ملکیت ہی میں رہے گی اور اگر لڑکا اس کو آزاد کرے گا تو آزاد نہیں کر سکے گا۔ امام لیث نے یہ واقعہ بیان کر کے فرمایا: خدا کی قسم! مجھے ان کے درست جواب دینے نے اتنا تعجب میں نہ ڈالا جتنا ان کے فوراً جواب دینے نے مجھے تعجب میں ڈالا۔ یہ حضرت لیث ائمہ مجتہدین میں سے تھے۔

۴۔ امام حافظ قاسم بن معن المسعودی المتوفی ۱۷۵ھ

یہ محدثین اور شعراء میں حدیث اور اشعار کو سب سے زیادہ روایت کرنے والے تھے اور فقہ اور عربی زبان کے بھی ان سے زیادہ واقف تھے۔ امام محمد بن الحسن الشیبانی بھی ان سے عربی کے متعلق سوال کیا کرتے تھے۔ آپ امام ابو حنیفہؒ کے اکابر شاگردوں میں سے تھے۔ تفصیل کے لئے ذہبی کی طبقات الحفاظ اور قرشی کی ''الجواہر المضیئۃ'' ملاحظہ فرمائیں۔

۵۔ امام قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیمؒ

سب سے پہلے امام احمد بن حنبلؒ نے ان سے حدیث پڑھی تھی۔ ابن جریر فرماتے ہیں ''کان فقیھا عالما حافظا و کان یعرف بحفظ الحدیث کان یحضر المحدث فیحفظ خمسین و ستین حدیثا ثم یقوم فیملیھا علی الناس و کان کثیر الحدیث اھ (آپ فقیہ' عالم' حافظ حدیث تھے' حفظ حدیث کے ساتھ معروف تھے۔ محدث کے پاس حاضر ہوتے اور پچاس ساٹھ حدیثیں یاد کر کے ان کا لوگوں کو املاء کراتے تھے۔ آپ کثیر الحدیث تھے) ابن الجوزی نے ان کو اخبار الحفاظ میں انتہاء درجہ کے حافظہ کے ساتھ متصف فرمایا ہے۔ ان سے پہلے ابن حبان نے

''کتاب الثقات'' میں ایسا ہی لکھا ہے۔ سن وفات ۱۸۲ھ ہے۔ انہوں نے ''کتاب الامالی'' لکھوائی جو حدیث کی تین سو جلدوں پر مشتمل ہے اور ان کے علم حدیث کے لئے یہ دلیل کافی ہے۔ خراج کے مسائل پر ایک حدیث کی کتاب تصنیف کی ہے محدثین کے ہاں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

۶۔ امام یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہؒ الحافظ الثبت الفقیہ سن وفات ۱۸۲ھ۔

ان سے امام احمد بن حنبل، امام یحییٰ بن معین، امام قتیبہ، امام ابوبکر بن ابی شیبہ اور حسن بن عرفہ نے حدیث کی روایت کی۔

۷۔ امام عبداللہ بن المبارک المتوفی ۱۸۱ھ۔

ان کی حدیث کی کتابیں بیس ہزار احادیث پر مشتمل ہیں۔ محدث ابن مہدی ان کو امام سفیان ثوریؒ پر فضیلت دیتے تھے۔ یہ امام ابوحنیفہؒ کے مخصوص ترین شاگردوں میں سے تھے۔

۸۔ امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ المتوفی ۱۸۹ھ۔

امام ابوحنیفہؒ کے تیسرے درجہ کے بڑے شاگرد ہیں، موطا امام مالک کے راوی بلکہ مصنف ہیں۔ حدیث کی اور بھی بہت ساری کتابیں تصنیف کیں۔ مثلاً کتاب الآثار، کتاب الحجۃ علی اہل المدینہ وغیرہ۔

فرماتے ہیں: امام مالکؒ کے پاس تین سال رہ کر سات سو سے زائد احادیث روایت کیں۔ امام شافعیؒ بھی ان سے حدیث کی روایت کرتے ہیں۔

۹۔ قاضی حفص بن غیاثؒ سن وفات ۱۹۴ھ

امام ذہبی میزان میں فرماتے ہیں: احد الثقات (ثقہ راویوں میں سے ایک ہیں) خطیب بغدادی لکھتے ہیں کان حفص کثیر الحدیث حافظا له ثبتا فیه ..... (حفص کے پاس حدیث کا بڑا ذخیرہ تھا اور حدیث کے معتمد حافظ بھی تھے۔ جن مشائخ سے لوگوں نے حدیث سنی ہے ان کی روایت میں یہ مقدم سمجھے جاتے تھے، یحییٰ بن معینؒ وغیرہ نے ان کو ثقہ لکھا ہے۔

۱۰۔امام وکیع بن الجراح المتوفی ۱۹۷ھ

امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد ہیں اور امام شافعیؒ کے استاذ ہیں۔امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ وکیعؒ کی تصنیفات کو اپنے لئے لازم کرلو۔انہوں نے کثرت سے حدیث کی کتابیں لکھی تھیں لیکن امام ابوحنیفہؒ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے۔

۱۱۔امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن سعید لقطانؒ البصری سن وفات ۱۹۸ھ

امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام ابن عیینہ کے حدیث میں شاگرد ہیں اور ابن عیینہ، شعبہ، امام احمد بن حنبل، ابن المدینی اور امام ابن معین کے استاذ ہیں۔امام احمد اور امام یحییٰ بن معین ان سے حدیث کے متعلق اپنے پاؤں پر کھڑے کھڑے پوچھا کرتے تھے۔امام یحییٰ بن سعید ان میں سے کسی کو یہ نہیں کہتے تھے کہ بیٹھ جاؤ اور یہ حضرات خود بھی ان کی عظمت وہیبت کی وجہ سے نہیں بیٹھ سکتے تھے۔امام بخاریؒ کے استاذ علی بن المدینی وغیرہ ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرتے تھے۔

یہ امام یحییٰ بن سعید القطان بھی امام ابوحنیفہؒ کی فقہ پر فتویٰ دیتے تھے۔

۱۲۔الحافظ القدوۃ الحسن بن زیاد اللؤلؤی المتوفی ۲۰۴ھ

آپ فرماتے ہیں میں نے ابن جریج سے بارہ ہزار احادیث لکھی ہیں، جن کے فقہاء محتاج ہیں۔طبقات القاری میں ان کو دوسری صدی کا مجدد قرار دیا گیا ہے۔

۱۳۔الحافظ معلیٰ بن منصور الرازی المتوفی ۲۱۱ھ

یہ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کی کتابوں اور امالی اور نوادر کے راوی ہیں۔علامہ قرشی لکھتے ہیں کہ ورع، دین اور فقہ وحدیث میں بڑا مرتبہ رکھتے تھے۔امام مالکؒ، لیثؒ، حمادؒ اور ابن عیینہؒ کے شاگرد تھے۔امام ابن المدینی، امام ابوبکر بن ابی شیبہؒ، امام بخاریؒ وغیرہ کے استاذ تھے۔ابن معین وغیرہ نے ان کو ثقہ لکھا ہے۔ان کی حدیثیں ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ وغیرہ میں مروی ہیں۔

۱۴۔الحافظ عبداللہ بن داؤد الخریبی المتوفی ۲۱۳ھ

امام سفیان ثوری اور امام اوزاعی کے شاگرد ہیں اور محمد بن بشار اور محمد بن مثنی ان

سے روایت کرتے ہیں۔ مسلم کے علاوہ ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ وغیرہ نے ان کی روایات لی ہیں۔

۱۵۔ امام ابوعبدالرحمٰن المقری عبداللہ بن یزید الکوفی المتوفی ۲۱۳ھ

امام ابوحنیفہؒ سے کثرت سے روایت کرتے ہیں۔ امام ذہبی نے ان کو حفاظ حدیث کے طبقات میں لکھا ہے۔

۱۶۔ امام اسد بن فرات القیروانی المتوفی ۲۱۳ھ

یہ ان حضرات ائمہ میں سے ہیں جنہوں نے عراق اور حجاز کی فقہ اور حدیث کو جمع کیا تھا۔

۱۷۔ امام مکی بن ابراہیم حنظلی شیخ خراسان المتوفی ۲۱۵ھ

امام ابوحنیفہ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے۔ امام بخاریؒ نے بخاری شریف میں اسی محدث سے کثرت سے وہ احادیث ثلاثیات ذکر کی ہیں جن پر امام بخاریؒ کو ناز ہے۔ یہ امام بخاریؒ کے استاذ ہیں۔

۱۸۔ مندل بن علی العنزی

امام ابوحنیفہؒ کی تدوین فقہ کے رکن تھے۔ یحییٰ بن معین اور ابن المدینی ان کو روایت حدیث میں ضعیف قرار دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ فاضل اور صدوق تھے۔ ان کی احادیث کو امام ابوداؤد اور امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

۱۹۔ ابونعیم فضل بن دکین المتوفی ۲۱۹ھ

یہ بھی امام ابوحنیفہؒ سے کثرت سے اقوال لیتے ہیں۔ امام ذہبی نے ان کو بھی حفاظ محدثین کے طبقات میں لکھا ہے۔

۲۰۔ امام عیسیٰ بن ابان البصری المتوفی ۲۲۱ھ

انہوں نے کتاب الحج الکبیر اور کتاب الحج الصغیر لکھی، جس سے ان کی واقفیت حدیث کا علم ہوتا ہے۔ انہوں نے امام محمد بن حسن الشیبانی سے فقہ حاصل کی۔ ابن سماعہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث میں بہترین حافظہ کے مالک تھے۔

۲۱۔امام علی بن جعد المتوفی المتوفی ۲۳۰ھ

یہ فقہ اور حدیث کے جلیل القدر امام ہیں۔حدیث میں ان کی ''کتاب الجعدیات ''معروف ہے۔جس کا علامہ سیوطی اور مناوی جیسے محدثین تخریج حدیث میں حوالہ دیتے ہیں۔یہ امام ابو یوسف کے شاگرد ہیں اور حدیث میں شعبہ اور امام ابن ابی ذئب اور انہی کے طبقہ کے محدثین کے شاگرد ہیں۔ساٹھ یا ستر سال ایک دن کے وقفہ سے روزہ رکھتے رہے۔بخاریؒ نے اپنی صحاح میں اور ابو داؤد نے اپنی سنن میں ان سے روایت کی۔امام شعبہ سے بارہ سو احادیث روایت کی تھیں۔

۲۲۔یحییٰ بن معینؒ امام الجرح والتعدیل المتوفی ۲۳۳ھ۔

انہوں نے امام محمدؒ سے ان کی فقہ کی کتاب الجامع الصغیر کی سماعت کی اور ان سے فقہ سیکھی اور امام ابو یوسف سے حدیث کا سماع کیا۔امام علی بن المدینی، امام احمد، امام ابن ابی شیبہ اور امام اسحاق بن راہویہ ان کے ساتھ ادب سے بیٹھتے تھے اور ان کی فضیلت کا اقرار کرتے تھے۔انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے ہاتھ سے چھ لاکھ احادیث لکھیں۔ امام احمد بن حنبل فرماتے تھے ہر وہ حدیث جس کو امام یحییٰ بن معین نہ پہچانیں وہ حدیث نہیں ہے۔ذہبیؒ نے ان کو اپنی اس کتاب میں ذکر کیا ہے جس میں انہوں نے ثقہ راویوں کے بارے میں جرح نقل کی ہے۔لکھتے ہیں کہ پکے حنفی تھے بلکہ اپنے مذہب میں سخت تھے۔

۲۳۔قاضی القضاۃ امام یحییٰ بن اکثم

ان سے بخاری نے صحیح بخاری کے علاوہ میں اور ترمذی نے اپنی سنن میں روایت لی ہے۔امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے عبداللہ فرماتے ہیں: میں نے یحییٰ بن اکثم کے بارے میں اپنے والد کے سامنے ذکر کیا تو فرمایا میں نے ان میں کوئی بدعت نہیں دیکھی اور لوگ ان کے بارے میں جو تہمت لگاتے ہیں اس کے بارے میں امام احمد بن حنبل نے فرمایا: سبحان اللہ ایسی بات کون کہہ سکتا ہے اور شدت سے اس تہمت کا انکار کیا۔ان کا سن وفات ۲۴۳ھ ہے۔

۲۴۔ امام محمد بن سماعہؒ المتوفی ۲۳۳ھ

عیون التواریخ میں ہے کہ یہ حدیث کے حفاظِ ثقات میں سے تھے۔ ابن معین فرماتے ہیں اگر محدثین کی تصدیق ایسی ہوتی جیسی ابن سماعہ کی اجتہاد میں ہوتی ہے تو یہ نہایت اونچے مقام پر ہوتے۔ صاحب ہدایہ نے کتاب البیوع میں ان کو الامام احد الثقات الاثبات لکھا ہے۔ یہ روزانہ ایک دن میں دوسو رکعت نفل پڑھا کرتے تھے۔ ایک دن ان کی تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز قضاء ہوئی تو انہوں نے پچیس نمازیں پڑھیں تاکہ ان کی وہ نماز پچیس گنا ثواب کی حامل ہو جائے۔ چالیس سال تک انہوں نے نماز کی اقامت کہی تھی۔

۲۵۔ محدث کبیر امام ابراہیم بن یوسف بلخی الباھلی الماکیانیؒ سن وفات ۲۳۹ھ

آپ بلخ کے شیخ تھے اور اپنے زمانہ کے اس علاقہ کے بڑے عالم تھے۔ محدث سفیان بن عیینہؒ امام اسماعیل بن علیہؒ امام حماد بن زید اور ان کے طبقہ کے محدثین سے روایت کرتے ہیں۔ نسائی نے ان کی ایک روایت لی ہے۔ ابن حبان نے ان کو ثقات میں لکھا ہے۔

۲۶۔ محدث ابواللیث عبداللہ بن سرتج بن حجر بخاریؒ المتوفی ۲۵۸ھ

یہ امام ابوحفص کبیر بخاری کے شاگردوں میں سے ہیں۔ دس ہزار احادیث کے حافظ تھے۔ غنجار نے تاریخ بخارا میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ذہبی نے طبقات الحفاظ میں ان کو شامل کیا ہے۔

۲۷۔ امام محمد بن شجاع ثلجیؒ

یہ عصر کی نماز میں سجدہ کی حالت میں ۲۶۶ھ میں فوت ہوئے۔

امام حسن بن زیاد لؤلؤی کے شاگردوں میں سے ہیں۔ فقہ اور حدیث کے امام ہیں۔ موفق مکی لکھتے ہیں انہوں نے ستر ہزار سے زائد احادیث اپنی کتابوں میں نقل کیں ان کی ایک کتاب ''المناسک'' حج کے متعلق ہے جو ساٹھ سے زائد اجزاء پر مشتمل ہے۔ حدیث میں ''تصحیح الآثار'' بھی بڑی کتاب ہے ''الرد علی المشبہۃ'' بھی لکھی ہے۔

ذہبی نے سیر اعلام النبلاء میں لکھا ہے۔ کان من بحور العلم (آپ علم کے سمندروں میں سے تھے) بعض راویوں نے تعصب کی وجہ سے ان میں کلام کیا ہے۔

۲۸۔ محدث ابوالعباس احمد بن محمد بن عیسیٰ البرتی المتوفی ۲۸۰ھ۔

ان کی حدیث میں ''مسند ابی ہریرۃ'' کے نام سے ایک کتاب ہے۔ امام عقبی اور امام مسدد بن مسرہد اور امام ابن ابی شیبہ سے حدیث کی روایت کرتے ہیں ان سے ابو عبداللہ محاملی وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ خطیب بغدادی نے لکھا ہے کان ثقة حجة (آپ حدیث میں ثقہ تھے حجت تھے)۔

دارقطنی نے آپ کو ثقہ لکھا ہے' امام احمدؒ نے صدوق فرمایا ہے۔

۲۹۔ ابوالفضل عبیداللہ بن واصل البخاری المتوفی شہیداً ۲۸۲ھ۔

یہ بخارا کے محدث تھے۔ ان سے حارثی نے حدیث کی روایت کی۔

۳۰۔ محدث ابراہیم بن معقل النسفی المتوفی ۲۹۵ھ

انہوں نے امام بخاریؒ سے بخاری شریف کو روایت کیا ہے حدیث میں مسند کبیر اور ایک تفسیر کی کتاب کے مصنف ہیں۔ نسف کے قاضی تھے۔

۳۱۔ امام ابویعلیٰ موصلی احمد بن علی بن المثنی المتوفی ۳۰۷ھ۔

یہ حدیث کی مشہور کتاب مسند یعلیٰ کے مصنف ہیں اور حدیث میں معجم بھی ان کی کتاب ہے۔ انہوں نے امام علی بن الجعد اور ان کے طبقہ سے احادیث لی ہیں۔ ابوعلی حافظ فرماتے ہیں اگر امام ابویعلیٰ بشر بن ولید کے سامنے' امام ابو یوسف کی کتابوں میں مشغول نہ ہوتے تو بصرہ میں محدث سلیمان بن حرب اور محدث ابوداؤد الطیالسی کی صحبت حاصل کرتے۔ (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ابو یوسفؒ کی کتابیں بہت کثرت سے تھیں' جن میں مشغولیت کی وجہ سے اس زمانہ کے بڑے محدثین کے پاس نہ جاسکے)۔

۳۲۔ امام ابوبشر الدولابی محمد بن احمد بن حماد المتوفی ۳۱۰ھ۔

اسماء الرجال میں ''الکنیٰ'' نام کی مشہور کتاب انہی کی تصنیف ہے اور بھی بہت سی کام کی کتابیں انہوں نے تالیف کی تھیں۔ دارقطنی فرماتے ہیں کہ لوگوں نے ان کے

بارے میں کلام کیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان میں خیر ہی خیر تھی۔ ابن عدی نے ان کو نعیم کے متعلق متہم کیا ہے لیکن ان کی یہ بات سراسر زیادتی ہے جیسا کہ ان کی عادت ہے کہ وہ احناف کے رجال کو ضعیف کرتے رہتے ہیں امام ذہبیؒ نے ان کو طبقات الحفاظ میں لکھا ہے۔

۳۳۔ امام ابو جعفر طحاوی احمد بن محمد المتوفی ۳۲۱ھ۔

بہت وسیع حافظہ تھا۔ اسماء الرجال اور فقہ میں بڑی مہارت تھی۔ امام طحاوی کے تین بڑے استاذ بکار بن قتیبہ' ابن ابی عمران اور ابو حازم سب بڑے حفاظ حدیث میں سے تھے۔ آپ نے حدیث میں منفرد قسم کی تالیفات فرمائی ہیں۔ مشکل الآثار پندرہ جلدوں میں چھپ کر آئی ہے۔ شرح معانی الآثار چار جلدوں میں' احکام القرآن کی تقریباً بیس جلدیں ہیں۔ جس میں انہوں نے فقہی تفسیر کو اپنی سند سے روایت ذکر کر کے مدلل کیا ہے۔ فقہ میں بھی بے مثال کتابیں چھوڑی ہیں۔ امام ابن تیمیہ المتوفی ۶۵۲ھ نے اپنے فتاوی میں لکھا ہے کہ آثار (اقوال' فتاویٰ وغیرہ) صحابہؓ کے امام طحاوی سب سے بڑے عالم تھے۔

۳۴۔ حافظ ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن ابی العوام السعدی المتوفی فی حدود ۳۳۵ھ۔

طبقات الذہبی میں امام نسائی کے ترجمہ (حالات) میں ان کا ذکر ہے۔ انہوں نے علم حدیث امام نسائی' امام طحاوی اور امام ابو بشر دولابی سے حاصل کیا۔ فضائل ابی حنیفہ پر بھی ضخیم جلد میں ان کی ایک تالیف ہے۔ انہوں نے امام ابو حنیفہ کی ایک مسند حدیث لکھی ہے جو امام ابو حنیفہ کی سترہ مسانید حدیث میں سے اہم کتاب شمار ہوتی ہے۔

۳۵۔ حافظ ابو محمد عبد اللہ بن محمد حارثی بخاری المتوفی ۳۴۰ھ۔

ان کی مناقب ابی حنیفہ اور حدیث میں مسند ابی حنیفہ معروف ہے۔ جس میں انہوں نے ایک ایک حدیث کی کئی سندیں ذکر کی ہیں۔ محدث ابن مندہ ان سے کثرت سے روایت کرتے ہیں اور ان کے بارے میں اچھی رائے رکھتے ہیں' کچھ لوگوں نے

ان میں تعصب کی وجہ سے کلام کیا ہے۔ ان کا سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ وہ تجیر می اباء بن جعفر سے مسند ابی حنیفہ میں روایت کرتے ہیں حالانکہ ان کو یہ پتہ نہ چلا کہ یہ ان سے روایت کرنے میں متفرد نہیں ہیں بلکہ وہی روایات دوسروں سے بھی روایت کرتے ہیں جیسا کہ ترمذی نے محمد بن سعید مصلوب اور کلبی کے بارے میں کیا ہے۔ خدا تعصب کو قتل کرے یہ اندھا اور بہرا کر دیتا ہے۔

۳۶۔ حافظ ابوالحسین عبدالباقی بن قانع ابوالحسین

امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کان واسع الرحلة كثير الحديث بصيرا به (سیر اعلام النبلاء ج ۱۵ ص ۵۲۷) (طلب حدیث میں بہت اسفار کئے بڑی تعداد میں احادیث کو روایت کرتے تھے احادیث سے خوب واقف تھے)۔

ان کے اساتذہ میں حارث بن اسامہ، محمد بن مسلمہ واسطی وغیرہ ہیں۔ شاگردوں میں امام دارقطنی، امام ابوعبداللہ حاکم اور بے شمار ہیں۔

خطیب بغدادی ابوالحسن بن فرات کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ابن قانع کو موت سے دو سال پہلے حافظہ میں اختلاط ہو گیا تھا۔ خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ ہمارے عام شیوخ ان کی توثیق کرتے ہیں۔

۳۷۔ حافظ امام ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاصؒ

یہ اصول فقہ، فقہ اور حدیث میں امام تھے۔ ابوداؤد بن ابی شیبہ، عبدالرزاق اور طیالسی کی کتب حدیث کا ان کو بہترین استحضار تھا۔ جب چاہتے جہاں چاہتے ان کی اسناد کو سنا دیتے تھے اور احادیث کو اپنی سند سے بھی روایت کرتے تھے۔ ان کی معروف کتاب ''احکام القرآن'' اس کی شاہد ہے۔ احکام القرآن کے موضوع پر یہ کتاب اپنی مثال آپ ہے۔ فقہ میں بھی انتہائی اونچا مقام تھا بلکہ اپنے زمانہ کے سب سے بڑے حنفی عالم تھے۔ احکام القرآن میں اکثر حدیث کی روایت عبدالباقی بن قانع سے کرتے ہیں۔

۳۸۔ حافظ محمد بن المظفر بن موسیٰ البغدادی المتوفی ۳۷۹ھ۔

یہ بھی امام ابوحنیفہؒ کی مسند کے مؤلف ہیں۔ امام دارقطنی ان کو بڑی عظمت دیتے تھے۔

یہ بڑے حفاظِ حدیث میں سے ہیں، تفصیل کے لئے دیکھئے: امام ذہبی کی طبقات الحفاظ۔

۳۹۔ حافظ ابوالنصر احمد بن محمد الکلابازی المتوفی ۳۷۸ھ

انہوں نے رجال بخاری پر ایک کتاب لکھی ہے ان کے زمانہ میں ماوراء النہر کے علاقہ میں جتنے محدث تھے یہ ان سب سے زیادہ حافظ الحدیث تھے۔ (طبقات الحفاظ ذہبی)۔

۴۰۔ امام ابوحامد احمد بن حسین المروزی المعروف بابن الطبری المتوفی ۳۷۶ھ۔

یہ حدیث وروایت میں متقن (اعتماد والے آدمی) تھے۔ ان سے ابوبکر البرقی اور قاضی ابوالعلاء واسطی نے حدیث کی روایت کی ہے۔ حاکم نے لکھا ہے کہ بخارا میں انہوں نے احادیث کا املاء کرایا اور معرفت حدیث میں محدثین ان کی طرف رجوع کرتے تھے۔ خطیب نے ان کو حافظ الحدیث کہا ہے۔ دارقطنی نے ثقہ لکھا ہے۔

۴۱۔ حافظ ابوالقاسم طلحہ بن محمد بن جعفر المعدل البخاری المتوفی ۳۸۰ھ۔

انہوں نے امام ابوحنیفہؒ کی ایک مسند لکھی ہے۔

۴۲۔ حافظ ابوالفضل السلیمانی احمد بن علی البیکندی سن وفات ۴۰۲ھ

یہ ماوراء النہر کے شیخ تھے۔ محمد بن حمدویہ بن سہل مروزی وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا۔ انہوں نے بہت بڑی بڑی تصنیفات لکھی ہیں، ہر جمعہ ایک کتاب لکھتے تھے پھر بیکند بستی سے نکل کر بخارا جاتے تھے اور اس میں جو احادیث لکھی ہوتی تھیں بیان کرتے تھے۔ ان سے حافظ جعفر بن محمد مستغفری اور ان کے صاحبزادے ابوذر محمد بن جعفر نے روایت کی۔ ایک کتاب ان کی اسماء الرجال میں ہے جس سے کتاب الانساب کے مصنف علامہ سمعانی نے استفادہ کیا ہے۔

۴۳۔ غنجار الحافظ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن محمد البخاری المتوفی ۴۱۲ھ۔

علامہ ذہبی نے ان کو محدث ماوراء النہر لکھا ہے یہ تاریخ بخارا کے مصنف ہیں۔ بہت سے محدثین سے حدیث کو لیا اور بہت سے محدثین نے ان سے حدیث کو روایت کیا۔ (تذکرۃ الحفاظ ص ۱۰۵۲)

۴۴۔حافظ ابوالعباس جعفر بن محمد المستغفری المتوفی ۴۳۲ھ

الحافظ العلامة المحدث صاحب التصانیف کے الفاظ سے ذہبی نے ان کو ذکر کیا ہے۔انہوں نے ابن ضریس کے شاگرد ابوسعید عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب الرازی اور دیگر محدثین سے روایت لی ہے۔یہ موضوع روایات بھی بیان کر دیتے تھے لیکن ان کا ضعف بیان نہیں کرتے تھے۔انہوں نے درج ذیل کتابیں تصنیف کیں۔ معرفۃ الصحابہ' تاریخ نسف' تاریخ کش' کتاب الدعوات' کتاب المنامات' الخطب النبویہ' دلائل النبوۃ' فضائل القرآن' کتاب الشمائل۔

۴۵۔الامام ابوعبداللہ حسین بن علی بن محمد الصیمری المتوفی ۴۳۶ھ

علامہ ذہبی ان کے القاب میں لکھتے ہیں شیخ الحنفیة العلامة المحدث (تذکرۃ الحفاظ ص ۱۱۰۹)

۴۵۔ابوسعد اسماعیل بن علی بن الحسین الرازی المتوفی ۴۴۵ھ۔

علامہ ذہبی ان کو الحافظ الکبیر المتقن کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔خطیب بغدادی جیسے محدثین ان کے شاگرد ہیں۔علامہ کتانی کہتے ہیں کہ یہ حفاظ کبار میں سے تھے۔تین ہزار چھ سو اساتذہ سے علم حاصل کیا' بہت سی کتابیں لکھیں۔عقیدۃً معتزلی تھے اور فروعاً حنفی۔

۴۶۔ابوالقاسم عبیداللہ بن عبداللہ بن احمد بن محمد القرشی النیشابوری الحاکم معروف بہ ابن الحذاء المتوفی ۴۹۰ھ۔

علامہ ذہبی ان کے بارے میں لکھتے ہیں القاضی المحدث الحافظ شیخ متقن ذو عنایة تامة بعلم الحدیث۔ مشہور محدث امام ابوعبداللہ حاکم مصنف مستدرک علی الصحیحین وغیرہ کے شاگرد ہیں۔محدث عبدالغافر بن اسماعیل فارسی نے ان سے کثرت سے روایت کیا ہے۔(تذکرۃ الحفاظ صفحہ ۱۲۰۰)۔

۴۷۔الحافظ ابومحمد الحسن بن احمد بن محمد سمرقندی

علامہ ذہبی لکھتے ہیں الحافظ الامام الرحال ۔انہوں نے محدث جعفر بن محمد

المستغفری کی صحبت میں رہ کر کثرت سے حدیث کا علم سیکھا اور بھی کئی محدثین سے حدیث پڑھی۔ بہت سی تصانیف لکھی ہیں۔ عمر بن محمد نسفی کتاب القند میں فرماتے ہیں: **الامام الحافظ قوام السنة ابو محمد السمرقندی نزیل نیسابور لم یکن فی زمانه فی فنه مثله فی الشرق والغرب له کتاب بحر الاسانید فی صحاح المسانید جمع فیه مائة الف حدیث لو رتب وهذب لم یقع فی الاسلام مثله وهو ثمان مائة جزء** (ان کے زمانہ میں ان جیسا مشرق ومغرب میں نہ تھا۔ انہوں نے ایک کتاب ''بحر الاسانید فی صحاح المسانید'' تالیف کی جس میں ایک لاکھ احادیث درج فرمائیں۔ اگر ان احادیث کو مرتب اور مہذب کر دیتے تو اور اسلام میں اس جیسی کتاب نہ ہوتی۔ یہ کتاب آٹھ سو اجزاء پر مشتمل تھی) امام عبد الغافر فارسی لکھتے ہیں یہ اپنے حافظہ میں عدیم النظیر تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ ص ۱۲۳۰)۔

۴۸۔ مسند ہرات نصر بن احمد بن ابراہیم بقیۃ المسندین
المتوفی ۵۱۰ھ (تذکرۃ الحفاظ صفحہ ۱۲۶۲)۔

۴۹۔ مسند سمرقند اسحاق بن محمد بن ابراہیم التنوخی النسفی
المتوفی ۵۱۸ھ (تذکرۃ الحفاظ صفحہ ۱۲۷۰)۔

۵۰۔ ابو عبد اللہ الحسین بن محمد بن خسرو البلخی المتوفی ۵۲۲ھ
انہوں نے بھی امام ابو حنیفہؒ کی ایک مسند (حدیث کی کتاب) لکھی ہے۔

۵۱۔ حافظ ابو حفص ضیاء الدین عمر بن بدر بن سعید الموصلی
المتوفی ۶۲۲ھ

۵۲۔ ابو الفضائل الحسن بن محمد الصغانی المتوفی ۶۵۰ھ
آپ لغت، فقہ اور حدیث میں امام تھے۔ ان کی کتابیں یہ ہیں: العباب، المحکم، مشارق الانوار۔

۵۳۔ المحدث الجوال ابو محمد عبد الخالق بن اسد الدمشقی
المعجم کے نام سے ان کی ایک کتاب ہے۔

۵۴۔ مسند الشام تاج الدین ابوالیمن زید بن الحسن الکندی
المتوفی ۶۱۳ھ۔
۵۵۔ الامام المسند ابوعلی الحسن بن المبارک الزبیدی
المتوفی ۶۲۹ھ۔
۵۶۔ امام محدث جمال ابوالعباس احمد بن محمد الظاہری
المتوفی ۶۹۶ھ۔
انہوں نے پانچ اجزاء میں فخر البخاری کی ''المشیخۃ'' کی تخریج کی ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے ''تذکرۃ الحفاظ'' اور ''الجواہر المضیئۃ''۔
۵۷۔ محدث ابومحمد علی بن زکریا بن مسعود المنبجی المتوفی ۶۹۸ھ۔
مؤلف کتاب ''اللباب فی جمع بین السنۃ والکتاب'' اور شارح ''شرح معانی الآثار امام طحاوی'' تفصیل کے لئے دیکھئے ''الجواہر المضیئۃ'' اور ''الدرر الکامنۃ للعسقلانی''
۵۸۔ الشمس السروجی احمد بن ابراہیم بن عبدالغنی شارح
''ہدایہ'' المتوفی ۷۱۰ھ۔
۵۹۔ علاء الدین علی بن بلبان الفارسی متوفی ۷۳۱ھ
انہوں نے ''تلخیص الخلاطی'' کی شرح لکھی ہے اور حدیث کی مشہور کتاب ''صحیح ابن حبان'' کو فقہی ترتیب سے مرتب کیا ہے جس کا نام ''الاحسان فی ترتیب صحیح ابن حبان'' ہے۔ یہ تقریباً بیس جلدوں میں چھپی ہوئی عام مل جاتی ہے۔ حدیث کی مشہور کتاب ہے۔
۶۰۔ محدث کبیر ابن المہندس محمد بن ابراہیم بن غنائم الشروطی
متوفی ۷۳۵ھ۔
۶۱۔ حافظ قطب الدین عبدالکریم بن عبدالنور الحلبی
المتوفی ۷۳۵ھ

انہوں نے بیس جلدوں میں بخاری کی شرح لکھی ہے اور ''الاہتمام تبلخیص الالمام'' اور ''القدح المعلی فی الکلام علی بعض احادیث المحلی'' تفصیل کے لئے دیکھئے تذکرۃ الحفاظ کا ذیل ص ۱۳ جس کو حسینی نے لکھا ہے۔ اس میں ہے "الحافظ المتقن المقرئ السجید ابو علی الحلبی ثم المصری مفید الدیار المصریۃ۔" انہوں نے اربعین التساعیات' اربعین متباینات' اربعین بلدانیات اور کئی جلدوں میں صحیح بخاری کی شرح لکھی ہے۔ معرفت رجال اور نقد حدیث میں بڑا ملکہ تھا۔

۶۲۔ حافظ امین الدین محمد بن ابراہیم الوانی المتوفی ۷۳۵ھ۔

تفصیل کے لئے دیکھو تذکرۃ الحفاظ کا ذیل جس کو علامہ سیوطی نے لکھا ہے۔

۶۳۔ حافظ شمس سروجی محمد بن علی بن ایبک المتوفی ۷۴۴ھ۔

حوالہ کے لئے دیکھئے تذکرۃ الحفاظ کے ذیول۔

۶۴۔ حافظ علاء الدین علی بن عثمان الماردینی ابن الترکمانی المتوفی ۷۴۹ھ۔

امام بیہقی نے اپنے شافعی مسلک کی تائید اور حنفی مسلک کی تضعیف کے لئے ''سنن کبریٰ'' کی تالیف کی تھی۔ جس میں جابجا احناف کے دلائل کا رد ہے۔ علامہ ماردینی نے اس کا ذیل لکھا جس میں جابجا امام بیہقی پر لاجواب گرفت کی ہے۔ یہ گرفت اتنا مضبوط اور اصول حدیث اور اصول فقہ کے مطابق ہے کہ آج تک شوافع میں سے کوئی اس کا جواب نہیں لکھ سکا۔ اس کا نام ''الجوہر النقی'' ہے۔ جس کو حیدر آباد دکن سے سنن کبریٰ بیہقی کے ساتھ صفحہ بصفحہ طبع کیا گیا تھا۔ آج کل نئے ناشرین نے بیہقی کو الگ طبع کیا ہے۔ پاکستان میں اس کی جدید اشاعت ملتان کے ادارہ تالیفات اشرفیہ نے دکن کے مطبوعہ کا عکس در عکس لے کر کی ہے۔ اس لئے طباعت تو عمدہ نہیں ہے لیکن اہل ضرورت کی ضرورت پوری ہو سکتی ہے۔ انہیں کے پاس ''نصب الرایہ لاحادیث الہدایہ'' کے مصنف علامہ جمال الدین زیلعی نے حدیث میں مہارت حاصل کی۔ اسی طرح زین الدین عراقی اور عبد القادر قرشی نے بھی ان سے علوم حدیث میں تبحر حاصل کیا۔

۶۵۔ حافظ ابن الوانی عبداللہ بن محمد بن ابراہیم المتوفی ۷۴۹ھ
تفصیل کے لئے دیکھئے ذیل تذکرۃ الحفاظ حسینی۔

۶۶۔ حافظ جمال الدین عبداللہ بن یوسف زیلعی متوفی ۷۶۲ھ۔
فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ میں صاحب ہدایہ نے جو احادیث ذکر کی تھیں ان کی تخریج اور مزید احادیث کا اندراج بلکہ ائمہ اربعہ کے دلائل کا مجموعہ انہوں نے بنام ''نصب الرایہ'' تیار کیا تھا۔ یہ حدیث میں اتنا ماہر تھے کہ محقق علی الاطلاق شیخ ابن الہمام فتح القدیر شرح ہدایہ میں علامہ زیلعی کی بیان کردہ احادیث سے صرف تین احادیث زیادہ لا سکے ہیں اور حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی ہدایہ کی تخریج الدرایہ میں نصب الرایہ سے زائد کوئی حدیث ذکر نہ کر سکے حالانکہ ابن حجر عسقلانی اپنے زمانہ کے حدیث کے سب سے بڑے امام تسلیم کئے جاتے ہیں۔ اس سے نصب الرایہ کی قدر و قیمت کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہ کتاب چار جلدوں میں چھپی ہوئی ہے ہندوستان ڈابھیل سے اس کو مجلس علمی نے اکابر علماء کی تعلیقات اور حواشی کے ساتھ چھاپا تھا۔ اب بھی پاکستان میں بعض مکتبوں نے اس کو چھاپا ہے اور بعض نے ہدایہ پر اس کو چڑھا کر طبع کیا ہے۔

۶۷۔ حافظ علاء الدین مغلطائی البکجری المتوفی ۷۶۲ھ
تفصیل کے لئے دیکھو تذکرۃ الحفاظ کا ذیل ابن فہد۔

۶۸۔ حافظ عبدالقادر القرشی المتوفی ۷۷۵ھ۔
انہوں نے طبقات احناف کی مشہور کتاب ''الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ'' تالیف کی تھی جو اپنے فن کی سب سے مستند کتاب ہے تفصیل کے لئے دیکھئے ذیول تذکرۃ الحفاظ حسینی والسیوطی وابن الفہد۔

۶۹۔ المجد اسماعیل البلبیسی المتوفی ۸۰۲ھ
مصنف ''مختصر انساب الرشاطی''۔

۷۰۔ علامہ جمال الدین یوسف بن موسیٰ الملطی
المتوفی ۸۰۳ھ

انہوں نے امام طحاوی کی مشکل الآثار کے اختصار یعنی مختصر مشکل الآثار کا اختصار کیا تھا۔ جس کا نام ''المعتصر من المختصر'' ہے۔ اس کو بھی حیدر آباد دکن والوں نے چار جلدوں میں چھاپا تھا۔

۷۱۔ علامہ شمس الدین محمد بن عبداللہ الدیری متوفی ۷۲۸ھ

مؤلف ''المسائل الشریفۃ فی ادلۃ مذہب الامام ابی حنیفۃ''

۷۲۔ محدث ابوالفتح احمد بن عثمان بن محمد الکلوتاتی الکرمانی متوفی ۷۳۵ھ۔

بڑی بڑی کتابوں کے بہت زیادہ روایت کرنے والے تھے ان کا سماع بھی کرتے تھے اور لوگوں کو خود بھی سناتے تھے۔ تفصیل کے لئے دیکھو شوکانی کی ''الضوء اللامع''۔

۷۳۔ محدث عزالدین عبدالرحمٰن بن محمد بن الفرات متوفی ۸۵۱ھ۔

یہ بھی مکثرین محدثین میں سے تھے اور عالی اسانید کے ساتھ روایت کرتے تھے۔ دیکھو ''الضوء اللامع''۔

۷۴۔ حافظ بدرالدین محمود بن احمد العینی متوفی ۸۵۵ھ۔

ان کے حالات عمدۃ القاری شرح بخاری مطبوعہ منیریہ میں تفصیل سے موجود ہیں۔ انہوں نے بخاری کی تیس جلدوں میں مشہور زمانہ شرح لکھی ہے۔ حافظ ابن الحجر کی فتح الباری کے بعد محدثین کے نزدیک ان کی شرح کا مرتبہ ہے۔ انہوں نے کنز کی شرح بھی لکھی ہے اور ہدایہ کی شرح ''بنایہ'' بھی تصنیف کی جو تقریباً بیس جلدوں میں بیروت سے چھپی اور آج کل ملتان کے مشہور شیخ الحدیث راقم الحروف کے استاذ مولانا فیض احمد صاحب اور ان کے صاحبزادے مولانا مسعود احمد صاحب اس کی تحقیق اور حواشی لکھ رہے ہیں۔ تقریباً اس کی دس جلدیں چھپ چکی ہیں اور تقریباً آدھی باقی ہیں۔ اس میں سابقہ مطبعوں کی اغلاط کی بڑی محنت سے اصلاح کی جارہی ہے اور شرح معانی الآثار للطحاوی کے رواۃ پر بھی ان کی بہترین کتاب ہے اور ابوداؤد کی بھی ایک شرح انہوں

نے تصنیف فرمائی تھی یہ سب کتابیں بھی چھپی ہوئی مل جاتی ہیں۔

۷۵۔ کمال الدین ابن الہمام محمد بن عبدالواحد المتوفی ۸۶۱ھ۔

انہوں نے فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ کی شرح فتح القدیر کے نام سے لکھی ہے اور اس میں تخریج حدیث کا بڑا کام کیا ہے۔ اپنے وقت کے بڑے محدث تھے اور علامہ سیوطی کے استاذ تھے۔

۷۶۔ سعدالدین بن الشمس الدیری المتوفی ۷۶۸ھ۔

انہوں نے محدث سروجی کی شرح الہدایہ کا تکملہ لکھا ہے۔

۷۷۔ تقی الدین احمد بن محمد الشمنی متوفی ۸۷۲ھ۔

انہوں نے وقایہ کی شرح لکھی ہے۔ جس کا نام "کمال الدرایہ" ہے جس سے ان کا احادیثِ احکام پر بڑا عبور معلوم ہوتا ہے۔

۷۸۔ محدث علامہ قاسم بن قطلو بغا المتوفی ۸۷۹ھ۔

انہوں نے الاختیار اور اصول بزدوی کی احادیث کی تخریج کی ہے اور بھی حدیث اور فقہ کی کتابیں لکھی ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھو الضوء اللامع۔

۷۹۔ شمس الدین محمد بن علی المعروف بابن طولون الدمشقی متوفی ۹۵۳ھ۔

یہ حدیث اور فقہ میں کثرت سے روایت کرنے والے تھے۔ ان کی تالیفات تقریباً پانچ سو کتابوں پر مشتمل ہیں۔

۸۰۔ امام علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین الہندی برہان پوری المتوفی ۹۷۵ھ۔

انہوں نے حدیث کی مشہور زمانہ کتاب کنز العمال کو مرتب کیا جس میں ساڑھے پینتالیس ہزار احادیث موجود ہیں۔ اس میں انہوں نے علامہ سیوطیؒ کی تین کتابوں کی احادیث کو مرتب کیا ہے وہ تین کتابیں یہ ہیں:۔

(۱) الجامع الکبیر (۲) الجامع الصغیر (۳) زیادات علی الجامع الصغیر

علماء فرماتے ہیں کہ علامہ سیوطیؒ کا مسلمانوں پر احسان ہے اور علامہ سیوطیؒ پر علی المتقی کا احسان ہے۔

۸۱۔ ملک المحدثین شیخ محمد بن طاہر پٹنی گجراتی۔

انہوں نے حدیث کی لغات پر مجمع بحار الانوار پانچ جلد اور موضوع احادیث پر تذکرۃ الموضوعات' اسماء الرجال پر المغنی اور اس کے علاوہ اور کتابیں حدیث وغیرہ کے فن میں تالیف کی ہیں۔ یہ ۹۸۷ھ میں شہید ہوئے۔

۸۲۔ محدث ملا علی بن سلطان محمد القاری الہروی المکی متوفی ۱۰۱۴ھ۔

انہوں نے مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ دس جلدوں میں لکھی ہے اور مختصر الوقایہ پر بھی ان کی شرح ہے اور بھی اہم کتابوں پر احادیث احکام لکھی ہیں۔ انہوں نے قطب نہروالی اور عبداللہ سندھی سے علم حاصل کیا تھا۔

۸۳۔ محدث احمد بن محمد بن احمد بن یونس الشلبیؒ متوفی ۱۰۲۷ھ۔

۸۴۔ محدث الہند شیخ عبدالحق دہلوی بن سیف الدینؒ متوفی ۱۰۵۲ھ۔

یہ شیخ عبدالوہاب المتقی کے شاگرد ہیں۔ کنز العمال کے مصنف شیخ علی متقی کے شاگرد ہیں اور شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ' ملا علی قاریؒ کے بھی شاگرد ہیں۔ شیخ کے شاگردوں میں محمد حسین الخافی اور حسن عجیمی ہیں۔ انہوں نے مشکوٰۃ کی دو شرحیں لکھی ہیں۔ (۱) لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح (۲) اشعۃ اللمعات شرح المشکوٰۃ فارسی۔ (۳) دلائل فقہ حنفیہ پر فتح المنان فی ادلۃ مذہب الامام ابی حنیفہ النعمان۔

۸۵۔ شیخ نور الحق محدث دہلویؒ۔

یہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے صاحبزادے تھے۔ انہوں نے بخاری شریف کی تیسیر القاری کے نام سے ایک ضخیم شرح فارسی زبان میں لکھی ہے۔

۸۶۔ محدث ایوب بن احمد بن ایوب الخلوتی دمشقی متوفی ۱۰۷۱ھ۔

۸۷۔ محدث حسن بن علی العجیمی المکی متوفی ۱۱۱۳ھ۔

ان کی مرویات کی اسانید دو جلدوں میں کفایۃ المستطلع میں موجود ہیں۔

۸۸۔ابوالحسن الکبیر ابن عبدالہادی السندی متوفی ۱۱۳۹ھ۔

انہوں نے صحاح ستہ اور مسند احمد پر حواشی تحریر کئے تھے۔ یہ حواشی صحاح ستہ وغیرہ پر حاشیۃ السندی کے نام سے معروف ہیں۔

۸۹۔شیخ عبدالغنی بن اسماعیل النابلسی متوفی ۱۱۴۵ھ

مؤلف ''ذخائر المواریث فی اطراف الاصول السبعۃ''۔

۹۰۔محدث محمد بن احمد عقیلۃ مکی متوفی ۱۱۵۰ھ۔

ان کی کتابیں یہ ہیں: ''المسلسلات وعدۃ اثبات'' اور ''الدر المنظوم'' یہ پانچ جلدوں میں قرآن کریم کی تفسیر بالماثور ہے۔ ''الزیادۃ والاحسان فی علوم القرآن'' اس میں علامہ سیوطیؒ کی ''الاتقان'' کی تہذیب کی ہے۔ ان کی اکثر تالیفات استنبول میں مکتبہ علی پاشا الحکیم میں موجود ہیں۔ انہوں نے علم حدیث حسن بن علی عجیمی مکی حنفی سے حاصل کیا جن کا ابھی چند نام اوپر ذکر آ چکا ہے۔

۹۱۔شیخ عبداللہ بن محمد اماسی متوفی ۱۱۶۷ھ۔

انہوں نے بخاری شریف کی تیس جلدوں میں نجاح القاری کے نام سے شرح لکھی ہے اور مسلم کی سات جلدوں میں اس کا نام عنایت المنعم بشرح صحیح مسلم۔ یہ شرح آدھی مسلم تک ہی لکھ سکے تھے۔

۹۲۔محمد بن الحسن المعروف بابن ہمات متوفی ۱۱۷۵ھ

مؤلف تحفۃ الراوی فی تخریج احادیث البیضاوی۔

۹۳۔سید محمد المرتضیٰ الزبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ۔

مؤلف عقود الجواہر المنیفۃ فی ادلۃ مذہب الامام ابی حنیفہؒ۔

اتحاف السادۃ المتقین شرح احیاء علوم الدین۔

انہوں نے حدیث میں اور بھی کتابیں لکھی ہیں اگرچہ اتحاف السادۃ تصوف میں امام غزالی کی معروف کتاب احیاء علوم الدین کی شرح ہے لیکن مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مستقل ایک حدیث کی تفصیلی کتاب ہے جس میں زہد ورقائق وغیرہ کی احادیث کو

بڑی تحقیق سے بڑی قدیم نادر ونایاب کتب احادیث سے جمع کرتے ہیں۔اس کتاب کا نام اتحاف السادۃ المتقین بشرح احیاء علوم الدین ہے۔یہ چودہ جلدوں میں چھپ کر آئی ہے جبکہ احیاء العلوم چار جلدوں میں کتاب ہے۔لغت میں بھی ان کی ایک مشہور کتاب ہے جس کا نام ''تاج العروس'' ہے جو چالیس جلدوں میں بیروت سے چھپی ہے۔یہ اصل میں یعقوب فیروز آبادی کی لغت کی مشہور کتاب القاموس المحیط کی شرح ہے۔

۹۴۔المحدث الفقیہ محمد ہبۃ اللہ البعلی المتوفی ۱۲۲۴ھ

مؤلف ''حدیقۃ الریاحین فی طبقات مشائخنا المسندین'' مؤلف ''التحقیق الباہر فی شرح الاشباہ والنظائر'' اس کی پانچ ضخیم جلدیں ہیں۔

۹۵۔صاحب ردالمحتار علامہ محمد امین بن سید عمر المشہور بابن عابدین متوفی ۱۲۵۲ھ۔

بہت سی مشہور ومعروف کتابوں کے مصنف ہیں ان کی اسانید اور مرویات ان کی کتاب ''عقود اللآلی فی الاسانید العوالی'' میں موجود ہیں۔

۹۶۔شیخ محمد عابد سندھیؒ متوفی ۱۲۵۷ھ۔

مولف حصر الشارد طوالع الانوار علی الدر المختار۔یہ سولہ ضخیم جلدوں میں ہے مسند ابی حنیفۃ کی بھی کئی جلدوں میں شرح لکھی ہے اس کا نام ''المواہب اللطیفۃ'' ہے۔

۹۷۔شیخ عبدالغنی مجددی متوفی ۱۲۹۶ھ۔

ان کی اسانید حدیث ''الیانع الجنی'' میں موجود ہیں۔

۹۸۔شیخ محمد عبدالحی لکھنوی متوفی ۱۳۰۴ھ۔

احادیث احکام کے اپنے زمانہ کے سب سے بڑے عالم تھے لیکن بعض آراء ان کی شاذ ہیں جو مذہب میں قبول نہیں اور کتب جرح وتعدیل میں انہوں نے جو کچھ تالیف کیا ہے اس میں بھی مطالعہ کرنے والے کو احتیاط کی ضرورت ہے۔

۹۹۔شیخ مشائخنا الشیخ المحدث احمد ضیاء الدین بن مصطفیٰ الکمشخانوی متوفی ۱۳۱۱ھ

انہوں نے ضخیم جلد میں ''راموز احادیث الرسول'' لکھی ہے اور اس کی شرح ''لوامع العقول'' پانچ جلدوں میں لکھی ہے۔ ان کے علاوہ پچاس کے قریب ان کی اور بھی کتابیں ہیں۔

۱۰۰۔ علامہ توربشتی متوفی ..... ھ۔

انہوں نے مشکوٰۃ کا حاشیہ لکھا ہے۔

نوٹ:۔ یہاں تک جتنے نام ذکر کئے گئے ہیں ان میں سے اکثر نام علامہ زاہد الکوثری کے مقدمہ نصب الرایہ سے لئے گئے ہیں۔ چند ایک نام راقم الحروف (امداد اللہ انور) نے اضافہ کئے ہیں۔ مزید حوالہ جات اور تفصیلات بھی ناچیز نے بڑھائے ہیں۔ اگر کوئی علامہ کوثری کے اصل مضمون کی طرف مراجعت کرنا چاہے تو وہ نصب الرایہ کا مقدمہ ج ۱ ص ۴۰ تا ۴۹ ملاحظہ کرے۔

اضافات از محدث العصر شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف بنوری

۱۔ المحدث الشیخ محمد حیات سندھی المتوفی ۱۱۶۳ھ۔

آپ کا مزار مبارک جنت البقیع مدینہ منورہ میں ہے۔

۲۔ محدث محقق شیخ ہاشم بن عبد الغفور سندھی۔

ان کی کئی تالیفات میں مثلاً فاکھۃ البستان، ترتیب صحیح بخاری علی ترتیب الصحابۃ وغیرہ۔

۳۔ شیخ محدث ابو طیب سندھی المتوفی ۱۱۴۰ھ تقریباً۔

انہوں نے صحاح ستہ پر حواشی لکھے تھے۔ یہ شیخ ابو الحسن سندھی کے معاصر ہیں۔

۴۔ شیخ محمد معین سندھی المتوفی ۱۱۸۰ھ تقریباً۔

یہ امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے شاگردوں میں سے ہیں۔

شیخ ہاشم اور شیخ محمد حیات کے بڑے اساتذہ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

۵۔ امام محدث شاہ ولی اللہ الدہلوی المتوفی ۱۱۷۶ھ۔

یہ ہندوستان میں حدیث کی ترویج کے امام ہیں۔ حجۃ اللہ البالغۃ' ازالۃ الخفاء' الانصاف' عقد الجید' المصفی' المسوی (یہ دونوں موطا امام مالک کی شرحیں ہیں) الارشاد الی مہمات علم الاسناد' شرح تراجم صحیح البخاری اور الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ وغیرہ کے مصنف ہیں۔

محدثین علماء دیوبند کی احادیث کی سندیں انہی تک پہنچتی ہیں۔

۶۔ محدث شیخ افضل سیالکوٹی ثم دہلوی۔

یہ حدیث میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے استاذ ہیں اور محدث شیخ عبداللہ بن سالم بصری مکی کے شاگرد ہیں۔

۷۔ محدث شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ۔

انہوں نے محدثین کے حالات اور ان کی تصنیفات پر ''بستان المحدثین'' لکھی اور علم احادیث کے اہم مسائل پر ''العجالۃ النافعۃ'' لکھا اور تحفہ اثنا عشریہ شیعہ کے رد میں فارسی میں لکھی جس کا اردو اور عربی وغیرہ میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

۸۔ محدث کبیر شیخ قاضی ثناء اللہ مظہری پانی پتی۔

یہ بھی امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے شاگردوں میں سے ہیں۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ان کو بیہقی وقت کہا کرتے تھے۔ انہوں نے عربی میں التفسیر المظہری دس جلدوں میں لکھی ہے۔ احادیث احکام میں اس تفسیر کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ ان کی ایک کتاب ''منار الاحکام'' اور فارسی میں ''مالا بد منہ'' ہے۔

۹۔ شاہ عبدالقادر بن شاہ ولی اللہ دہلوی متوفی ۱۲۳۰ھ تقریباً۔

۱۰۔ شاہ رفیع الدین بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۵ھ۔

۱۱۔ محدث شیخ عبدالحئی بڈھانوی

رفیق تحریک مجاہدین سید احمد شہیدؒ۔

شیخ عبدالحئی بڈھانوی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے اکابر شاگردوں میں سے ہیں۔ ان کا مزار مردان کے قریب ہے۔

۱۲۔ مسند الہند شیخ محدث محمد اسحاق بن بنت شاہ عبدالعزیز

محدث دہلوی متوفی ۱۲۶۲ھ۔

۱۳۔ شیخ محمد یعقوب برادر شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی ۱۲۸۲ھ۔

۱۴۔ شیخ عبدالقیوم بن بنت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

المتوفی ۱۲۹۹ھ

تلمیذ شاہ اسحاق محدث دہلوی۔

۱۵۔ شیخ محدث شاہ محمد اسماعیل دہلوی۔

یہ سکھوں کے ساتھ جہاد میں ۱۲۴۶ھ میں شہید ہوئے۔ ان کا مزار بالاکوٹ پاکستان میں ہے۔

۱۶۔ محدث شیخ احمد علی سہارنپوری متوفی ۱۲۹۷ھ۔

انہوں نے بخاری شریف کی حاشیہ پر بہترین شرح لکھی ہے اور ترمذی اور مشکوٰۃ پر بھی ان کے حواشی ہیں اور یہ اکابر علماء دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا محمد رشید احمد گنگوہی کے حدیث کے استاذ ہیں۔

۱۷۔ شیخ عارف محدث حجۃ الاسلام محمد قاسم نانوتوی دیوبندی

متوفی ۱۲۹۷ھ بانی دارالعلوم دیوبند۔

اپنے مضامین میں بڑی عمدہ کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔

۱۸۔ شیخ محدث قطب الارشاد رشید احمد گنگوہی دیوبندی

متوفی ۱۳۲۳ھ۔

مختلف مضامین پر بڑی قابل قدر تصانیف لکھی ہیں۔

۱۹۔ شیخ محدث محمد یعقوب نانوتوی دیوبندیؒ المتوفی ۱۳۰۰ھ تقریباً۔

۲۰۔ شیخ فخر الحسن گنگوہی دیوبندی۔

انہوں نے حضرت رشید احمد گنگوہیؒ سے علم حدیث حاصل کیا اور سنن ابی داؤد پر بہترین حاشیہ تحریر فرمایا۔

۲۱۔ شیخ احمد حسن امروہی دیوبندیؒ۔

یہ حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے شاگرد تھے۔

۲۲۔ محدث استاذ العالم شیخ محمود حسن دیوبندی

مشہور بشیخ الہند متوفی ۱۳۳۹ھ۔

انہوں نے حدیث اور تفسیر قرآن میں بہت بہترین کتابیں تصانیف فرمائی ہیں۔

۲۳۔ شیخ محدث ظہیر احسن نیمویؒ۔

انہوں نے بہت سے مسائل حدیث پر کئی عمدہ رسائل لکھے ہیں اور فقہ حنفی کے دلائل کو آثار السنن کی شکل میں مرتب کیا اور اس کا حاشیہ ''التعلیق الحسن'' کے نام سے لکھا ہے۔ یہ دونوں کتابیں عربی میں ہیں۔

۲۴۔ محدث کبیر امام عصر علامہ محمد انور شاہ کشمیری دیوبندیؒ

المتوفی ۱۳۵۲ھ۔

انہوں نے حدیث کے فن پر بڑی اہم تالیفات اور تشریحات فرمائی ہیں۔ مثلاً

فصل الخطاب، نیل الفرقدین، کشف الستر اور العرف الشذی، تعلیقات آثار السنن، فیض الباری شرح بخاری (درسی افادات) وغیر ذلک۔

۲۵۔ شیخ محدث حکیم الامت محمد اشرف علی تھانویؒ۔

ان کی تصنیفات کی تعداد ایک قول کے مطابق پانچ سو اور ایک قول کے مطابق تیرہ سو ہے۔

۲۶۔ محدث شیخ حسین علی میانوالی واں بھچراںؒ

یہ قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے شاگرد تھے۔ تفسیر میں بڑے بڑے اکابرین علماء پاکستان کے استاذ تھے۔ راقم الحروف بھی مولانا سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم کے واسطہ سے ان کا شاگرد ہے۔

۲۷۔ محدث محقق العصر علامہ شبیر احمد عثمانیؒ۔

کئی ضخیم جلدوں میں انہوں نے فتح الملہم کے نام سے مسلم شریف کی شرح لکھی۔ ستر سال کے قریب ان کی عمر ہوئی۔

۲۸۔ محدث شیخ العصر مولانا سید حسین احمد مدنیؒ۔

یہ دار العلوم دیوبند کی مسند حدیث کے اکابر شیوخ حدیث میں سے ہیں اپنے زمانہ کے سب سے بڑے اولیاء میں سے تھے۔ ان کا زمانہ تدریس حدیث بہت طویل تھا۔ اس لئے ان سے کثیر تعداد میں بڑے بڑے علماء نے شرف تلمذ حاصل کیا اٹھارہ سال انہوں نے مسجد نبوی میں درس حدیث دیا ہے۔

۲۹۔ محدث محقق مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ دہلویؒ۔

یہ مدرسہ امینیہ دہلی کے شیخ الحدیث تھے۔

۳۰۔ محدث شیخ عبد العزیز پنجابیؒ۔

انہوں نے اطراف بخاری اور تخریج زیلعی پر کتاب الحج تک حاشیہ لکھا اور بھی حدیث پر ان کی تحقیقات ہیں اور رجال اور طبقات میں مہارت رکھتے تھے۔

۳۱۔ محدث شیخ مفتی مہدی حسن شاہ جہاں پوریؒ

انہوں نے بھی فن حدیث پر مفید تالیفات فرمائیں۔ ان کی سب سے بڑی تالیف امام محمدؒ کی مشہور "کتاب الآثار" کی شرح ہے۔

اضافات (محدثین احناف)

از امداد اللہ انور

۱۔ علامہ علاء الدین ابوبکر بن مسعود الکاسانی الحنفی الملقب بملک العلماء المتوفی ۵۸۷ھ۔

استنباطات فقہیہ کے دلائل حدیثیہ اور اقوال صحابہؓ پر ان کو بڑا عبور تھا۔ جس کی جھلک ان کی مشہور فقہی کتاب بدائع الصنائع میں دیکھی جاسکتی ہے۔

ایک مرتبہ کاسانی دمشق گئے وہاں کے فقہاء (شافعیہ) ان کے پاس تشریف لائے اور تقاضا کیا کہ کسی مسئلہ میں ہمارے ساتھ مناظرہ کریں۔ انہوں نے فرمایا: میں اس مسئلہ میں آپ کے ساتھ مناظرہ نہیں کروں گا جس میں ہمارے احناف میں سے کسی نے اس قول کو لیا ہو۔ تم ایسا مسئلہ متعین کرو جو صرف تمہاری فقہ میں ہو ہمارے فقہاء میں سے کسی کا وہ قول نہ ہو تو انہوں نے بہت سارے مسائل متعین کئے تو علامہ کاسانی نے ان کے تمام مسائل میں سے ہر ہر مسئلہ کو ذکر کیا اور فرمایا: اس مسئلہ کی طرف ہمارے فقہاء میں سے فلاں فقیہ گئے ہیں اور اس مسئلہ کی طرف فلاں فقیہ، وہ اسی طرح سے ان کے مسائل کا جواب دیتے رہے حتیٰ کہ شوافع حضرات کو کوئی ایسا مسئلہ نہ ملا جس کا امام ابوحنیفہ کے مذاہب کے مجتہدین نے قول نہ کیا ہو اسی پر مجلس تمام ہوگئی۔ (الجواہر

المضیئۃ ۲/۲۴۵)۔

۲۔ شیخ الاسلام برہان الدین علی بن ابی بکر المرغینانی المتوفی ۵۹۳ھ۔

۳۔ شمس الدین یوسف بن فرغلی المعروف بسبط ابن الجوزی

المتوفی ۶۵۴ھ۔

انہوں نے اپنے نانا مشہور محدث اور مصنف امام ابن جوزیؒ کے ہاں پرورش پائی تھی پھر یہ حنبلی مذہب چھوڑ کر حنفی بنے۔ انہوں نے انتیس جلدوں میں تفسیر القرآن العزیز لکھی اور صحیح مسلم کی شرح لکھی اور ایثار الانصاف فی آثار الخلاف فقہی دلائل پر بہترین کتاب ہے۔

۴۔ محمد بن محمود بن محمد بن حسن الامام ابو المؤید الخوارزمی المتوفی ۶۵۵ھ۔

انہوں نے امام ابو حنیفہؒ کی پندرہ مسانید حدیث کو جمع کیا ہے اور اس کا نام جامع المسانید رکھا ہے جو دو جلدوں میں دکن سے شائع ہوئی ہے اب بھی عام مل جاتی ہے۔

انہوں نے امام ابو حنیفہؒ کی جن پندرہ مسانید کو جمع کیا ہے ان کے نام یہ ہیں:

(۱) مسند امام حافظ ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب ابن الحارث الحارثی البخاریؒ ان کی کتاب مسند حارثی کے نام سے معروف ہے۔

(۲) مسند امام حافظ ابو القاسم طلحہ بن محمد بن جعفرؒ۔

(۳) مسند امام حافظ ابو الخیر محمد بن المظفر بن موسیٰ بن عیسیٰ بن محمدؒ۔

(۴) مسند امام حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد الاصفہانیؒ۔

(۵) مسند شیخ امام ابو بکر محمد بن عبد الباقی بن محمد الانصاریؒ۔

(۶) مسند امام حافظ ابو احمد عبد اللہ بن عدی الجرجانیؒ۔

(۷) مسند امام الحسن بن زیاد اللؤلؤیؒ۔

(۸) مسند امام حافظ عمر بن الحسن الاشنانیؒ۔

(۹) مسند حافظ امام ابوبکر احمد بن محمد بن خالد خلی الکلاعیؒ۔
(۱۰) مسند امام حافظ ابوعبداللہ الحسین بن محمد ابن خسرو البلخیؒ۔
(۱۱) مسند امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم الانصاریؒ یہ نسخہ ابی یوسف کے نام سے موسوم ہے۔
(۱۲) مسند امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ یہ نسخہ محمد کے نام سے موسوم ہے۔
(۱۳) مسند امام حماد بن ابی حنیفہ۔
(۱۴) مسند امام محمد بن الحسن۔ اس کا نام الآثار ہے۔
(۱۵) مسند امام حافظ ابوالقاسم عبداللہ بن محمد ابن ابی العوام السعدیؒ

۵۔ محدث العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ

مدفون جنت البقیع

یہ شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلویؒ کے استاذ ہیں اور ابوداؤد شریف کی مشہور ضخیم شرح بذل المجہود فی شرح ابی داؤد تصنیف فرمائی ہے۔ جو بیس جلدوں میں عرب سے چھپی ہے۔

۶۔ محدث وقت محقق العصر مولانا ظفر احمد العثمانیؒ

یہ حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے بھانجے تھے اور دلائل فقہ حنفیہ پر مشہور عالم کتاب ''اعلاء السنن'' اٹھارہ ضخیم جلدوں میں بیس سال کے عرصہ میں تالیف فرمائی اور اس کا دو ضخیم جلدوں میں مقدمہ لکھا اور بھی ان کی حدیث، تفسیر، فقہ پر مشہور تصنیفات ہیں۔ قیام پاکستان کے وقت انہوں نے مشرقی پاکستان کا جھنڈا لہرایا تھا۔

۷۔ محدث شہیر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی ہندیؒ

انہوں نے حدیث کی مشہور زمانہ کتاب مصنف عبدالرزاق جو امام بخاری کے استاذ کی تصنیف ہے گیارہ جلدوں میں اپنی تحقیق اور تعلیق کے ساتھ دنیا میں سب سے پہلی

مرتبہ ڈابھیل سے طبع کرائی اور امام بخاری کے استاذ امام حمیدی کی مسند کے نسخہ کی تحقیق اور ایڈیٹنگ فرمائی اور مسند بزار کے زوائد کی بھی جن کو علامہ نورالدین ہیثمی نے ''کشف الاستار'' کے نام سے تحریر فرمایا تھا۔ اس کی اسی طرح تحقیق کی یہ سب کتابیں محقق ہو کر سب سے پہلے ان کی خدمات سے طبع ہوئیں اور عرب دنیا میں ان کی تحقیق کا طوطی بولتا ہے۔ راقم الحروف نے اپنے استاذ حضرت مولانا ابوالزاہد محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم سے سنا تھا کہ مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلویؒ سے حدیث کے فن میں زیادہ ماہر ہیں۔ کئی سال ہوئے مولانا اعظمی بھی فوت ہو گئے ہیں۔

۸۔ محدث العصر الشیخ المحقق محمد زاہد بن الحسن بن علی الکوثری المتوفی ۱۳۷۱ھ۔

انہوں نے حدیث اور رجال اور اصول حدیث کے فن پر بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں اور بہت سی کتابوں کی تصنیفات اور حواشی لکھے اور بعض کے مقدمے لکھے۔ بعض کے نام یہ ہیں:

۱۔ النکت الطریفۃ فی التحدث عن ردود ابن ابی شیبہ علی ابی حنیفہ

۲۔ اقوم المسالک فی اخذ مالک عن ابی حنیفۃ واخذ ابی حنیفۃ عن مالک۔

۳۔ تانیب الخطیب علی ما ساقہ فی ترجمۃ ابی حنیفہ من الاکاذیب۔

تعلیقات میں بعض کتابوں کے نام یہ ہیں:

۱۔ الغرۃ المنیفۃ للسراج الغزنوی الہندی فی تحقیق نحو مائۃ وسبعین مسئلۃ۔ اس میں امام رازی کی حنفیہ کے خلاف کتاب ''الطریقۃ البہائیۃ'' کا رد ہے۔

۲۔ مناقب ابی حنیفۃ وصاحبیہ للذہبی۔

۳۔ ذیول تذکرہ الحفاظ للحسینی وابن فہد والسیوطی۔

۴۔ تبیین کذب المفتری فی الذب عن الامام الاشعری لابن عساکر۔

۵۔ شروط الائمۃ الستۃ لمحمد بن طاہر المقدسی وشروط الائمۃ الخمسہ للحازمی۔

۶۔ اختلاف الموطات للدارقطنی۔ وغیر ذلک۔

۹۔ محدث مولانا ابوالوفاء افغانیؒ

انہوں نے حیدرآباد دکن کے ادارہ احیاء معارف نعمانیہ میں حدیث ورجال وغیرہ کی کتابوں کی تصحیح، تعلیق اور تشریح کی قابل قدر خدمات انجام دیں۔ ان کا بھی امام محمدؒ کی کتاب الآثار پر بہترین حاشیہ ہے۔

۱۰۔ محدث شیخ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ شیخ الحدیث

جامعہ اشرفیہ لاہور۔

پانچ جلدوں میں مشکوٰۃ کی شرح ''التعلیق الصبیح'' لکھی اور بخاری کی شرح ''تحفۃ القاری'' بیس جلدوں میں لکھی اور شرح ابواب وتراجم بخاری تقریباً آٹھ جلدوں میں لکھی ہے اور بھی حدیث کے کئی مختلف فیہ مسائل پر محققانہ تصانیف فرمائی ہیں۔ پانچ جلدوں میں معروف تفسیر ''معارف القرآن'' بھی تحریر فرمائی تھی۔

۱۱۔ محدث الشیخ محمد زکریا کاندھلویؒ سابق شیخ الحدیث

مظاہر علوم سہارن پور مدفون جنت البقیع

انہوں نے موطا مالک کی شرح ''اوجز المسالک'' پندرہ ضخیم جلدوں میں تصنیف فرمائی اور حضرت گنگوہیؒ کی لامع الدراری شرح بخاری کے اضافات ضخیم جلدوں میں لکھے اور اپنے شیخ محدث مولانا خلیل احمد سہارن پوری کی ابوداؤد کی مشہور شرح ''بذل المجہود'' کی تصنیف میں بڑی معاونت فرمائی تھی۔ فضائل اعمال کی احادیث پر ان کا مجموعۂ کتب ''فضائل الاعمال'' کے نام سے دنیا بھر میں مقبول ہے۔ اردو میں ان کے بخاری شریف کے درسی افادات تقریر بخاری شریف کے نام سے ایک ضخیم جلد میں ملتے ہیں۔

۱۲۔ محدث محقق شیخ عبدالفتاح ابوغدہ۔

انہوں نے خصوصاً اصول حدیث اور علم الجرح والتعدیل پر بہت سی اہم کتابوں پر

حواشی تحریر فرمائے ہیں۔ مثلاً مولانا عبدالحیٔ لکھنوی کی ''الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل'' کی تعلیق، اعلاء السنن کے مقدمہ حدیث کی تعلیقات، مولانا لکھنوی کی دیگر کئی کتابوں کے حواشی اور دیگر بہت سی کتاب کی تعلیقات اور حواشی لکھے ہیں۔

۱۳۔ محدث محقق مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ

انہوں نے امام طحاوی کی مشہور کتاب شرح معانی الآثار کی عربی میں کئی ضخیم جلدوں میں ''مجانی الاثمار'' اور مشہور زمانہ کتاب ''حیاۃ الصحابہؓ'' تین جلدوں میں تالیف فرمائی ہے۔

۱۴۔ محدث محقق شارح حدیث مولانا محمد یوسف بنوریؒ

شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ کراچی۔

انہوں نے ترمذی شریف کی کئی جلدوں میں شرح معارف السنن لکھی لیکن تکمیل سے پہلے وفات پائی۔ ان کے داماد ڈاکٹر حبیب اللہ مختار اس کی تکمیل کرنا چاہ رہے تھے یہ بھی شہید ہوگئے۔ معلوم نہیں کہ اس کی تکمیل کا کام کہاں تک پہنچا تھا۔

۱۵۔ محدث العصر مولانا بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنیؒ

مدفون جنت البقیع شیخ الحدیث ٹنڈو الہ یار سندھ۔

انہوں نے بخاری شریف کی مشہور شرح فیض الباری تین ضخیم جلدوں میں اپنے شیخ امام العصر حافظ الحدیث علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ کے درسی افادات عربی زبان میں قلمبند کئے تھے ترجمان السنۃ کی بھی کئی جلدیں بہترین شرح اور تعلیقات کے ساتھ تصنیف فرمائی تھیں لیکن تکمیل سے پہلے ہی اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔

۱۶۔ محدث شارح حدیث علامہ مولانا احمد رضا بجنوریؒ۔

انہوں نے بخاری شریف کی اردو میں تقریباً بائیس ضخیم جلدوں میں شرح لکھی ہے۔ ایک

جلد میں تذکرۃ المحدثین اور ایک جلد میں امام بخاری اور ان کی صحیح بخاری کے متعلق تصنیف فرمایا ہے۔ اس شرح میں بعض درسی افادات علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے بھی شامل ہیں۔

(تنبیہ) یاد رہے کہ یہ مولانا احمد رضا بجنور کے رہنے والے ہیں اور علماء دیوبند کے بزرگوں میں سے ہیں۔ بریلوی حضرات کے مولوی احمد رضا اور ہیں وہ بریلی کے رہنے والے تھے۔

۱۷۔ محدث جلیل، العلامۃ، محقق العصر مولانا ابوالزاہد محمد سرفراز

خان صاحب صفدر سابق شیخ الحدیث جامعہ نصرت العلوم گوجرانوالہ۔

فقہ حنفی وغیرہ کے اختلافی مباحث پر نابغہ روزگار ہستی ہیں۔ بہت سے موضوعات پر لاجواب کتب تحریر فرمائی ہیں۔ مثلاً

۱۔ احسن الکلام فی ترک القراءۃ خلف الامام۔
۲۔ الکلام المفید فی مسئلۃ التقلید۔
۳۔ طائفہ منصورہ۔
۴۔ مقام اعظم امام ابوحنیفہ۔

۱۸۔ محدث جلیل مولانا فضل اللہ جیلانیؒ استاذ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن

انہوں نے امام بخاری کی مشہور کتاب الادب المفرد کو کئی نسخوں کا تقابل کر کے اس کی تعلیقات، حواشی، حل مشکلات اور اسماء الرجال کی تعیین و تحقیق کے ساتھ دو ضخیم جلدوں میں لکھا تھا۔

۱۹۔ المحدث المفتی الشیخ محمد شفیع دیوبندیؒ بانی دارالعلوم کراچی

مفتی اعظم پاکستان سابق مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند۔

انہوں نے حدیث میں ''التصریح بما تواتر فی نزول المسیح'' تصنیف فرمائی یہ کتاب

لکھ کر انہوں نے قادیانیوں اور نزول مسیح کے منکرین کی زبان بند کر دی اس کو ان کے استاذ علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی تائید اور تصدیق حاصل ہے اور اردو میں قرآن کریم کی آٹھ ضخیم جلدوں پر مشتمل مشہور و مقبول تفسیر معارف القرآن بھی لکھی ہے۔

۲۰۔ مترجم حدیث مولانا عبدالدائم جلالی

انہوں نے بخاری، مسلم اور صحاح ستہ کی کئی کتابوں کا اردو میں برصغیر کے مسلمانوں کے لئے ترجمہ کیا۔

۲۱۔ حافظ الحدیث شیخ التفسیر حضرت مولانا عبداللہ درخواستی

شیخ المشائخ شیخ الحدیث مخزن العلوم خانپور پنجاب پاکستان

ایک قول کے مطابق ان کو اسی ہزار احادیث یاد تھیں۔

۲۲۔ محقق العصر حافظ الحدیث ماہر جرح وتعدیل واسماء الرجال

استاذ المناظرین مولانا محمد امین اوکاڑویؒ

انہوں نے امام بخاریؒ کی طرف منسوب رسالہ جزء رفع الیدین کا ترجمہ اور ان کے مستدلات کا حدیث اور اصول حدیث اور علم الجرح والتعدیل کے آئینہ میں جواب لکھا ہے اور بھی مختلف اختلافی مسائل پر مولانا نے محدثانہ گفتگو فرمائی ہے۔ تفصیل کے لئے ان کی تحقیقات کا مجموعہ تجلیات صفدر اور فتوحات صفدر اور خطبات صفدر ملاحظہ کیا جائے۔

۲۳۔ محدث محقق مولانا عبدالرشید نعمانی ماہر حدیث وعلوم حدیث

یہ جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں تخصص فی الحدیث پڑھاتے تھے حدیث میں انہوں نے ''امام ابن ماجہؒ اور حدیث'' تصنیف کی اور ''دراسات اللبیب فی اسوۃ الحسنۃ بالحبیب'' پر مفصل مقدمہ اور حواشی لکھے ہیں۔ اس کتاب کے صفحات نو سو چوراسی ہیں۔ کتاب کے اصل مصنف ملا معین سندھی المتوفی ۱۱۶۱ھ ہیں اور ''ذب ذبابات

الدراسات عن المذاہب الاربعۃ المتناسیات'' یہ بھی عربی میں ہے اس کو مخدوم عبداللطیف بن مخدوم محمد ہاشم سندھی المتوفی ۱۱۸۹ھ نے تالیف کیا تھا۔ اس پر بھی مولانا کے قیمتی حواشی ہیں۔ تعداد صفحات دو ہزار سے زیادہ ہے اور بھی کئی تالیفات ہیں۔

۲۴۔ محقق حدیث ڈاکٹر حبیب اللہ مختار مہتمم جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

انہوں نے ترمذی کی ان احادیث کی تخریج کی ہے جن کا امام ترمذی وفی الباب کے بعد صحابہؓ کے نام ذکر کر کے ان کی احادیث کا اشارہ کر دیتے ہیں۔ ان سب احادیث کو ڈاکٹر صاحب نے سینکڑوں کتب احادیث سے تخریج کیا ہے۔ یہ کتاب ''کشف النقاب'' کے نام سے تقریباً پانچ جلدوں میں چھپی تھی لیکن ابھی کام مکمل نہ ہوا کہ ڈاکٹر صاحب کی شہادت ہوگئی۔ انہوں نے اور کئی کتابوں کے ترجمے اور تالیف فرمائی تھی حدیث میں ان کی کتاب ''المختار'' ترجمہ ''کتاب الآثار للامام محمدؒ'' بھی پاکستان میں معروف ہے۔

۲۵۔ محدث محقق شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی شیخ الحدیث دارالعلوم کراچی۔

مسلم شریف کی جو شرح علامہ محدث شبیر احمد عثمانیؒ نے تصنیف فرمائی تھی اس کا کچھ حصہ باقی رہ گیا تھا۔ اس کو مولانا نے ''تکملہ فتح الملہم بشرح صحیح مسلم'' کے نام سے کئی جلدوں میں تصنیف فرمایا ہے۔ ترمذی شریف کے درسی افادات بھی ان کے کئی جلدوں میں چھپ چکے ہیں۔

۲۶۔ مولانا محمد شریف کشمیریؒ شیخ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان پاکستان

انہوں نے سالہا سال خیر المدارس میں بخاری شریف کی تدریس فرمائی۔ اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے تو بخاری کو یاد سے پڑھایا کرتے تھے۔

۲۷۔ محدث محقق مولانا خیر محمد جالندھری بانی جامعہ خیر المدارس ملتان پاکستان

انہوں نے بھی عمر بھر میں سالہا سال سنن ترمذی کی تدریس فرمائی۔ ان کے بعض

افادات چھپ چکے ہیں اور مسئلہ تقلید اور مسئلہ تراویح پر بھی ان کے مدلل، مفصل رسائل ہیں۔ اصول حدیث میں انہوں نے مختصر رسالہ خیر الاصول تحریر فرمایا جو پاکستان کے مدارس میں وفاق المدارس کے تحت داخل نصاب ہے۔

پاکستان کے مشہور علمائے حدیث

۱۔ مولانا شمس الحق افغانیؒ
۲۔ مولانا مفتی محمودؒ سابق شیخ الحدیث جامعہ قاسم العلوم ملتان۔
۳۔ مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم شیخ الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی۔
۴۔ مولانا عبدالقدیر خانؒ راولپنڈی۔
۵۔ مولانا سبحان محمودؒ سابق شیخ الحدیث دارالعلوم کراچی۔
۶۔ مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ استاذ الحدیث جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی
۷۔ مولانا محمد اکبر خان صاحب دامت برکاتہم شیخ الحدیث جامعہ قاسم العلوم ملتان۔
۸۔ مولانا محمد موسیٰ خان روحانی بازیؒ جامعہ اشرفیہ لاہور۔
۹۔ خادم حدیث شریف مولانا مفتی امداد اللہ انور دامت برکاتہم
صدر شعبہ تحقیق وتصنیف، جامعہ قاسم العلوم ملتان وصدر شعبہ تخصص فی الفقہ جامعہ قاسم العلوم ملتان

خدمات حدیث
مفتی امداد اللہ انور دامت برکاتہم

حضرت مولانا امداد اللہ انور دامت برکاتہم جنہوں نے یہ محدثین احناف کا مضمون لکھا ہے۔ انہوں نے بھی فن حدیث میں حدیث اور کتب حدیث کی مختلف صورتوں میں خدمت فرمائی ہے۔

ان کی بعض کتابوں کے نام اور ان کی خدمات کا ذیل میں تذکرہ کیا جاتا

ہے۔(محمد حماد القاسمی: مصحح معارف الاحادیث):

(۱) اسماء النبی الکریمؐ:

قرآن اور احادیث میں موجود اور ان سے ماخوذ حضور ﷺ کے ایک ہزار اسماء گرامی پر محیط ایک جامع کتاب، اسماء نبویہ مع اردو ترجمہ وتشریح، اور فضائل و برکات اسماء نبویہ اور فضائل ''اسم محمدؐ''

(۲) اسرار کائنات:

اللہ کی عظمت کے دلائل عرش و کرسی، حجابات خداوندی، لوح وقلم، آسمان زمین سورج چاند ستارے، بادل، بارش، کہکشاں، آسمانی اور زمینی مخلوقات اور تحت الثری اور اس سے نیچے کی مخلوقات، تسبیحات حیوانات، مراحل تخلیق کائنات، سمندری مخلوقات عالم حیوانات اور عجائبات انسان، قرآن، حدیث، صحابہ تابعین، محدثین اور مفسرین کی بیان کردہ حیرت انگیز تفصیلات انسانی عقل اور سائنسی آلات سے ماوراء مخلوقات اسلامی سائنس اور دیگر بہت سے عنوانات پر مشتمل اردو زبان میں پہلی کتاب۔

(۳) امتوں پر عذاب الٰہی کے حالات وواقعات:

ترجمہ '' العقوبات للامام ابن ابی الدنیا'' دوسو سے زائد کتب کے مصنف اور قدیم محدث امام ابن الدنیا کی نادر تصنیف، عذاب الٰہی کے حالات وواقعات، گناہوں کے آثار، اسباب عذاب الٰہی، تین سو ساٹھ روایات پر مشتمل سابقہ نافرمان اقوام کی تباہی کی داستان عبرت پر انوکھی کتاب۔

(۴) تفسیر ام المؤمنین عائشۃ الصدیقہؓ:

قرآن کریم کی سینکڑوں آیات سے متعلق حضرت ام المؤمنین عائشہ الصدیقہ کی تفسیری روایات پر مشتمل ایک نادر تفسیر جو ۲۲۵ مراجع ومصادر سے باحوالہ جمع کر کے مرتب کی گئی ہے۔ اور ام المؤمنینؓ کی تفسیر دانی کی شاہکار اور ہر مسلمان کی عقیدت کا مظہر ہے آیات کی بہت سی ایسی تفاسیر جو اس سے پہلے اردو تفاسیر میں موجود نہیں ہیں۔

(۵) جواہر الاحادیث:

ترجمہ ''کنوز الحقائق من حدیث خیر الخلائق'' محدث عبدالرؤف مناوی

شافعی (م ۱۰۳۱ھ)، ۶۷۴۴۷) احادیث نبویہ پر مشتمل آدھی آدھی سطر کی احادیث، علوم نبویہ کا گوہر بے بہا خزانہ، ان احادیث کے علوم کو دیکھنے سے انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے، ہر عنوان پر مختصر احادیث یاد کرنا بہت آسان، من گھڑت احادیث سے خالی، مختصر احادیث نبویہ کا سب سے بڑا ذخیرہ۔

(۶) جنت کے حسین مناظر:

قرآن پاک، کتب حدیث، امام عبدالملک بن حبیب قرطبی، امام ابن ابی الدنیا، امام بیہقی، امام ابونعیم اصبہانی، امام ابن کثیر، امام ابن قیم، امام جلال الدین سیوطی اور امام قرطبی کی جنت کے موضوع پر تحریر کردہ بے مثال کتابوں کا جامع شہ پارہ، ہر مضمون عجائبات جنت اور حسین مناظر کا مرقع، تمام مسلمانوں کے لئے نادر تحفہ۔

(۷) جہنم کے خوفناک مناظر:

اردو زبان میں اپنے موضوع کی پہلی مستند اور تفصیلی کتاب، امام ابن رجب حنبلی (وفات 795ھ) کی "التخویف من النار" کا اردو ترجمہ، جو دوزخ اور دوزخیوں کے حالات کا مکمل آئینہ دار، دیدہ و دل کیلئے عبرت اور نہایت ہی اصلاحی کتاب ہے۔

(۸) رحمت کے خزانے:

امام ابن کثیر کے استاذ محدث عظیم شرف الدین دمیاطیؒ کی تالیف المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح کا اردو ترجمہ مع تشریحات اسلاف محدثین نے ہر قسم کے نیک اعمال کے ثواب و انعامات کے متعلق جو کتب تصنیف فرمائی ہیں تقریباً ان سب کو اس کتاب میں انتہائی شاندار طریقہ سے مرتب کیا گیا ہے، ہر حدیث کے مطالعہ سے گناہگار مسلمانوں کی تسلی کے اسباب اور نیک اعمال کے بدلہ میں خدا کی رحمت کے لٹائے جانے والے خزانوں کی بیش بہا تفصیلات اور شوق عمل صالح اس کتاب کا سرمایہ ہیں۔

(۹) شرح و خواص اسماء حسنیٰ

قرآن کریم میں موجود اللہ تعالیٰ کے تقریباً پانچ سو اسماء حسنیٰ کا مجموعہ، ترجمہ، تشریحات، فوائد، خواص، حل مشکلات میں ان کی تاثیر، اکابر کے مجرب طریقوں کے مطابق ان کے وظائف، اپنے خاص مضامین کے ساتھ پہلی بار اردو زبان میں۔

(۱۰) فرشتوں کے عجیب حالات:

محدث عظیم امام جلال الدین سیوطی کی کتاب ''الحبائک فی اخبار الملائک'' کا سلیس اردو ترجمہ، جس میں مشہور اور غیر مشہور فرشتوں کے احوال اور اللہ کی قدرت وعظمت کی تقریباً 404 احادیث مبارکہ اور 395 ارشادات صحابہ و تابعین وغیرہ کو بڑی عرق ریزی سے یکجا کیا گیا ہے، آخر میں فرشتوں کے متعلق عقائد و احکام کو بھی جامع شکل میں مزین فرمایا ہے۔ مترجم نے احادیث کے حوالہ جات کے ساتھ دوسری بہت سی خوبیاں ترجمہ میں جمع کردی ہیں انتہائی قابل دید کتاب ہے۔

(۱۱) فضائل حفظ القرآن:

فضائل حفاظ، فضائل اساتذہ حفظ اور حفاظ کے والدین اور تلاوت کے فضائل کو مدلل طریقہ سے سینکڑوں کتب حدیث کے حوالہ سے مستند کرکے جمع کیا ہے اس کتاب کی خوبیاں اس کتاب کے ملاحظہ کرنے کے بعد ہی معلوم ہوسکتی ہیں۔

(۱۲) فضائل شادی

''الافصاح فی احادیث النکاح'' حافظ ابن حجر مکیؒ کا ترجمہ مع اضافات

شادی اور نکاح کے متعلق تمام کتب حدیث میں موجود اکثر احادیث کا مجموعہ جن میں نکاح اور شادی کے فضائل، آداب، اہمیت، طریقہ ازدواجیت اور شادی کے ظاہر اور پوشیدہ موضوعات اور مسائل پر حاوی دلچسپ اور ضروری کتاب۔

(۱۳) فضائل شکر

ترجمہ ''الشکر اللہ عزوجل للامام ابن ابی الدنیا'' مع اضافات کثیرہ از مترجم، اللہ کی نعمتوں کا بیان، انبیاء کرامؑ کے کلمات شکر، صحابہ وتابعین اور اکابرین امت کے حالات وواقعات شکر، شکر کے عجیب مضامین وتفصیلات، ہر ہر سطر دلوں کو معطر کرنے اور راحت پہنچانے والی اکابر کے کلمات سے لبریز۔

(۱۴) فضائل صبر

ترجمہ ''الصبر والثواب علیہ'' امام ابن ابی الدنیا کی اہم کتاب، غمگین اور پریشان مسلمانوں کیلئے باعث تسلی آیات، احادیث اور صحابہ کرامؓ کے ارشادات اولیاء

اور امت کے افراد کے حالات، مصائب اور مشکلات کی تصویر، مشکلات پر صبر کے ثواب کی اور انعامات کی تفصیلات۔

(۱۵) فضائل شہادت:

کتب احادیث میں موجود حقیقی اور حکمی شہداء کی اقسام، فضائل، اور دنیوی اور اخروی درجات و مناقب پر مشتمل نہایت جامع کتاب، علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی کتاب ابواب السعادة فی اسباب الشهادة کا مکمل ترجمہ مع اضافات از کتب حدیث۔

(۱۶) قبر کے عبرتناک مناظر:

علامہ سیوطیؒ کی شرح الصدور بـا حوال الموتی و القبور کا اردو ترجمہ بنام نور الصدور از حضرت مولانا محمد عیسی صاحب، موت، شدت موت، عالم ارواح، احوال اموات، ارواح کی باہمی ملاقات، قبر کی گفتگو، قبر میں سوال جواب، عذاب قبر، قبر میں مؤمن کے انعامات، قبر اور مردوں کے متعلق مستند عبرتناک حکایات۔

(۱۷) قیامت کے ہولناک مناظر:

علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی احوال قیامت کے متعلق جامع تصنیف البدور السافرہ فی امور الآخرة کا اردو ترجمہ، دنیا کی تباہی، میدان محشر، اعمال کی شکلیں، وزن اعمال شفاعت، حوض، پل صراط، نیک مسلمان گناہگاروں اور کافروں منافقوں کے تفصیلی حالات، قیامت کی ہولناکیاں، قیامت کے انعامات، حساب، بخشش، رحمت، عذاب، انتقام وغیرہ کی تفصیل پر سب سے زیادہ مستند مجموعہ احادیث۔

(۱۸) مستند نماز حنفی

طہارت، نماز، وتر، نوافل، جمعہ، نماز سفر، نماز جنازہ، نماز عیدین وغیرہ کے متعلق جتنے مسائل پر غیر مقلد ہم پر اعتراض کرتے ہیں سب کے متعلق قرآن و حدیث اور صحابہ کرامؓ سے بحوالہ مستند اور ضروری دلائل کو اس کتاب میں یکجا کر دیا گیا ہے اب نماز سے متعلق کوئی مسئلہ اس سے باہر نہیں ہے اور بعض اہم مسائل کے دلائل تفصیل سے جمع کر دیئے ہیں اور بعض جگہ غیر مقلدین کے حوالوں کے جوابات بھی لکھ دیئے گئے ہیں، دلائل کو سمجھانے والی نہایت آسان کتاب نیز ''غیر مقلدین کی غیر مستند نماز'' بھی اس

میں شامل کردی گئی ہے۔

(۱۹) معارف الاحادیث:

حدیث کی سینکڑوں کتب میں موجود صحیح احادیث کا شاندار مجموعہ، احادیث کے جملہ مضامین کا انتخاب جوروری احکام، فضائل، ترغیب، تہدید، اسرار احکام شریعت، اصلاح نفس، تزکیہ نفس، سیرت وکردار اور معاشرت احادیث وغیر پر مشتمل ہیں۔ احادیث کے ترجمہ کے ساتھ ساتھ ان کی تشریح بھی قلم بند کی گئی ہے، احادیث پر اعراب لگا دیئے گئے۔ اور احادیث کے ایسے عالمانہ لطائف و معارف تحریر کئے گئے ہیں جن کو پڑھ کر انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے اور یہ معارف اردو کی حدیث کی کتابوں میں نہیں ملتے۔ اگر کوئی شخص اس کتاب کا مطالعہ کرے تو اس کی دل کشی کے سبب اس سے دل نہیں بھرتا۔ مساجد میں سلسلہ درس کیلئے اچھوتی شرح حدیث۔

(۲۰) ترجمہ موطا امام مالک (زیر تکمیل)

(۲۱) ترجمہ مفید الطالبین (زیر تکمیل)

(۲۲) تکمیل ترجمہ اعلاء السنن آٹھ جلد

(۲۳) رکعتین بعد الوتر

(۲۴) فضائل شب قدر

(۲۵) وجوب الاضحیۃ

(۲۶) وراثۃ الانبیاء

(۲۷) حکم الدعوات عقب الصلوات

فتویٰ اور قضاء

۱ - فتویٰ
۲ - آدابِ فتویٰ
۳ - قضاء
۴ - آدابِ قضاء

فتویٰ اور قضاء

فتویٰ کے اصول وضوابط

(حدیث ۲۶۱) حضرت عبداللہ بن ابی جعفرؒ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا:

أَجْرَؤُكُمْ عَلَى الْفُتْيَا أَجْرَؤُكُمْ عَلَى النَّارِ . الدارمی عن عبدالله بن أبی جعفر مرسلا .(۲۶۱)

(ترجمہ) تم میں سے فتویٰ دینے پر سب سے زیادہ جری تم میں سے سب سے زیادہ جہنم میں جانے پر جری ہے۔

(لطائف ومعارف)

حضرت ابن المنقد رفرماتے ہیں:

مفتی اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان میں واسطہ ہے اس کو چاہئے کہ غور سے دیکھے کہ وہ کیسا عمل کرتا ہے (اس کے عمل کو دیکھ کر ہی لوگ دین سیکھتے ہیں)۔

حضرت ابن عمرؓ سے جب کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تھا تو آپ فرماتے: اس امیر کی طرف چلے جاؤ جو لوگوں کے معاملات کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے اور یہ مسئلہ جا کر اس کی گردن میں ڈال دو پھر فرماتے تھے کہ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ جہنم پر ہمیں پل بنا دیں۔ پس جس شخص سے بھی فتویٰ پوچھا جائے تو چاہئے کہ وہ خاموش رہے اور پوچھنے والے کو اپنے سے زیادہ جاننے والے کی طرف بھیج دے کہ یہ مسئلہ جا کر اس سے پوچھ لے اسلاف کا یہی طریقہ رہا ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص ہر مسئلہ کا جواب دے جو کچھ بھی اس سے پوچھا جائے تو وہ مجنون ہے۔

حکماء فرماتے ہیں: علم یہ ہے کہ آدمی جس چیز کے بارے میں علم نہ رکھتا ہو اس میں گفتگو نہ کرے ورنہ اس کو شرمندگی ہوگی اور اپنی عقل کو اس چیز سے روک کر رکھے جس کو

---

۲۶۱ (الجامع الصغیر: ۱۸۳)__ سنن دارمی (۱:۵۷) وسنده صحیح.

وہ سمجھتا نہ ہو اور جس چیز کو نہ جانتا ہو تو صاف کہہ دے کہ مجھے معلوم نہیں۔

امام ابن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک سو بیس صحابہ کرامؓ کی زیارت کی ہے جب بھی کوئی مسئلہ ان میں سے کسی کے سامنے پیش کیا جاتا تھا تو وہ اس کو دوسرے کی طرف بھیج دیتے تھے حتیٰ کہ وہ اسی پہلے صحابی کی طرف ہی لوٹ آتا تھا' حجۃ الاسلام امام غزالیؒ فرماتے ہیں: دیکھ لو آج حالت کتنا الٹ ہوگئی ہے کہ جس چیز سے ڈرنا چاہئے تھا وہ مطلوب بن گئی ہے اور جس چیز کو مطلوب بنانا تھا اس کو چھوڑ بیٹھے ہیں یعنی علم حاصل نہیں کرتے اور بغیر علم کے ہی فتویٰ دے دیتے ہیں۔

فتویٰ دینے میں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ مفتی کو چستی سے کام لینا چاہئے اور درست جواب دینا چاہئے جہاں مسئلہ کی تفصیل بیان کرنی ہو وہاں اختصار سے کام نہ لے اور جب کوئی سوال کئی شقوں کا محتمل ہو تو مفتی کو چاہئے کہ اس طرح سے جواب دے کہ اگر سائل کے سوال کا یہ مقصود ہے تو یہ جواب ہے اور اگر یہ مقصود ہے تو یہ جواب ہے اور جب کوئی ذہن کو مشغول رکھنے والی حالت ہو تو اس وقت بھی فتویٰ نہ دے۔

آداب قضاء

(حدیث ۲۶۲) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا ابْتُلِيَ أَحَدُكُمْ بِالْقَضَاءِ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَلَا يَقْضِ وَهُوَ غَضْبَانٌ، وَلْيُسَوِّ بَيْنَهُمْ فِي النَّظَرِ وَالْمَجْلِسِ وَالْإِشَارَةِ - (ع) عن أم سلمة. (۲۶۲)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی ایک مسلمانوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں مبتلا کر دیا جائے تو وہ غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ کرے اور ان میں دیکھنے میں بھی مساوات کرے اور بٹھانے میں بھی اور اشارہ میں بھی۔

(لطائف ومعارف)

ایسا نہ ہو کہ ان دونوں میں سے کسی ایک کو اشارہ کے لئے مخصوص کرے اور

۲۶۲ (الجامع الصغیر: ۳۳۶) ــــ مسند ابی یعلیٰ موصلی قال الهيثمي فيه عباد بن كثير الثقفي وهو ضعيف.

دوسرے کو چھوڑ دے پس ایسا کرنا حرام ہے کیونکہ اس سے کسی ایک فریق کی طرف میلان کی تخصیص کا وہم ہوتا ہے اور دوسرے کا دل توڑنا ہے۔

غصہ کی حالت میں فیصلہ کرنا مکروہ ہے' ایسا غصہ جو اس کے اخلاق اور فیصلے کو بگاڑ دے اور سخت بھوک' پیاس اور زیادہ سیر ہو کر کھانا کھانے کے بعد' حالت مشقت میں یا حالت خوشی میں یا حالت غم میں یا حالت اونگھ میں یا بول و براز کو دبا کو یا تکلیف دہ مرض کی حالت میں یا گرمی میں یا سردی میں یا خوف کی حالت میں جس سے شرعی فیصلہ متاثر ہوتا ہو فیصلہ نہ کرے اور اگر ان حالتوں میں سے کسی حالت میں فیصلہ کیا تو فیصلہ نافذ ہو گا لیکن قاضی کا ایسی حالت میں فیصلہ کرنا مکروہ ہوگا۔

دونوں فریقین کے درمیان دخول میں' قیام میں' سلام کے جواب دینے میں' دیکھنے میں' استفادہ میں اور خوش روئی وغیرہ میں قاضی کو چاہئے کہ مساوات قائم رکھے۔

دین کا مسئلہ نہ بتانے پر وعید

(حدیث ۲۶۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ اَلْجَمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ — (حم، ۴، ک) عن ابی هريرة — (صح). (۲۶۳)

(ترجمہ) جس شخص سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا اور اس نے اس کو چھپا دیا تو اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جہنم کی لگام پہنائیں گے۔

(لطائف و معارف)

یہاں مسئلہ سے مراد دین کا مسئلہ ہے جس کی کسی شخص کو دین کے معاملہ میں احتیاج ہو اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو شخص اسلام لانے کا ارادہ رکھتا ہو اس حدیث میں اس کو دین کی تعلیم دینے کا حکم ہے جب وہ کہے کہ مجھے اسلام کی تعلیم دو' اس پر لازم ہے

---

۲۶۳ (الجامع الصغير: ۸۷۳۲) ـــ رواه احمد وابو داؤد والنسائی والترمذی وابن ماجة والحاكم وقال الترمذی حسن وقال المنذری فی طرقه كلها مقال إلا أن طريق أبی داؤد حسن وقال الذهبی فی الكبائر إسناده صحيح.

کہ وہ اس کو اسلام کی تعلیم دے اور جس مفتی سے حلال یا حرام کا مسئلہ پوچھا گیا اور اس نے نہ بتایا اس پر بھی یہی وعید ہے اور اس حدیث کی تشریح میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہاں مسئلہ سے مراد توحید اور رسالت کی شہادتوں کی تعلیم ہے۔

جس شخص نے طلب کے باوجود دین کی تعلیم نہ کی اس کے منہ میں جہنم کی لگام ڈالی جائے گی تاکہ اس کے عمل کی مکافات ہو جائے کہ وہ بولنے کے موقع پر خاموش ہوا تھا تو اب بھی اس کو خاموش کر دیا جائے گا۔

اس حدیث میں علم دین کی تعلیم کی ترغیب اور تحریص ہے کیونکہ علم دین پھیلانے اور مخلوق کو حق کی طرف دعوت دینے کے لئے آیا ہے اور جو شخص علم دین کو چھپاتا ہے وہ حکمت کو زائل کرتا ہے۔

عالم کا لاعلمی کا اظہار بھی علم ہے

(حدیث ۲۶۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْعِلْمُ ثَلَاثَةٌ: كِتَابٌ نَاطِقٌ، وَسُنَّةٌ مَاضِيَةٌ، وَلَا اَدْرِىْ، — (فر) عن ابن عمر — (ض). (۲۶۴)

(ترجمہ) علم تین چیزیں ہیں۔ کتاب ناطق، سنت ماضیہ اور لاادری

(لطائف ومعارف)

کتاب ناطق سے مراد واضح مسائل ہیں اور سنت ماضیہ سے مراد جاری استمراری سنت ظاہرہ ہے اور لاادری کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی عالم سے مسئلہ پوچھے جس کا حکم وہ نہیں جانتا تو وہ لاادری کہہ دے یعنی مجھے معلوم نہیں ہے۔

امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ میں جس کو اپنے جیسا یا اپنے سے بڑا عالم دیکھتا ہوں تو اس سے ملاقات کرتا ہوں۔ امام شعبی کی یہ بات اپنی ذات کی فضیلت جتلانے کے

---

۲۶۴ (الجامع الصغیر: ۵۷۱۰) ـــ رواه الديلمي في الفردوس موقوفا وأبو نعيم ايضا والطبراني في الاوسط والخطيب في رواة مالك والدار قطني في غرائب مالك وقال الحافظ ابن حجر والموقوف حسن الإسناد.

لئے نہیں بلکہ علم کی تعظیم کے لئے ہے کہ اس کو جمع کیا جائے۔

علماء فرماتے ہیں کہ علم کی تین بالشتیں ہیں۔ پس جو شخص علم کی ایک بالشت حاصل کر لیتا ہے تو وہ فخر کرنے لگتا ہے کہ میں بہت کچھ ہو گیا ہوں یہ ایک بالشت والا عالم ہے اور جس کو دو بالشت علم حاصل ہو جائے اس کے سامنے اس کی ذات معمولی ہو جاتی ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ میں نے ابھی تک علم حاصل نہیں کیا۔ اور تیسری بالشت کا علم تو شاذ و نادر ہی کسی کو حاصل ہوتا ہے۔

علامہ ماوردی فرماتے ہیں کہ میری اپنی یہ حالت ہوئی کہ میں نے خرید و فروخت پر ایک کتاب لکھی اور مصنفین کی کتابوں سے اپنی حسب استطاعت بہت کچھ جمع کیا اور اپنے نفس کو تھکا دیا اور میرا جی اکتا گیا۔ یہ کتاب تہذیب اور تکمیل کے مراحل میں تھی قریب تھا کہ میں اس کی وجہ سے خود پسندی اور تکبر میں مبتلا ہو جاتا اور یہ دعویٰ کر بیٹھتا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ بیوع کے متعلق علم رکھتا ہوں کہ دو دیہاتی میرے پاس آئے اور مجھ سے اپنی اس بیع کے متعلق پوچھا جو انہوں نے کچھ شروط پر طے کی جو چار مسائل پر مشتمل تھی۔ میں ان میں سے کسی کا بھی جواب نہ دے سکا تو میں نے اپنا سر فکر میں جھکا لیا اور اپنی حالت سے عبرت پکڑنے لگا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے؟ حالانکہ آپ جماعت علماء کے پیشوا ہیں۔ میں نے کہا نہیں کوئی جواب نہیں ہے تو انہوں نے مجھ پر افسوس کیا اور چلے گئے اور ایک ایسے شخص سے جا کر مسئلہ پوچھا کہ میرے بہت سے شاگرد بھی اس سے زیادہ عالم تھے تو اس نے فوراً جواب دے دیا اور وہ اس کے جواب کو سن کر راضی ہو کر اس کے علم کی تعریف کرتے ہوئے چلے گئے اور میں حیران رہ گیا اور مجھے نصیحت ہو گئی۔ اھ

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عالم کے لئے ضروری ہے کہ جب اس سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے اور وہ اس کو نہ آتا ہو تو وہ کہہ دے کہ مجھے معلوم نہیں یا مجھے تحقیق نہیں یا علم نہیں یا اللہ جانتا ہے۔

عالم کا اپنی لاعلمی کو ظاہر کرنا اس کی قدر و منزلت کو کم نہیں کرتا جیسا کہ بعض جاہل سمجھتے ہیں، کیونکہ پختہ عالم کے لئے بعض مسائل سے ناواقفیت کوئی ضرر نہیں پہنچاتی بلکہ

اس کی لاعملی کا اظہار اس کو اور بڑھا دیتا ہے کیونکہ یہ اس کی دینداری، تقویٰ، طہارت قلبی، کمال معرفت اور حسن نیت کی دلیل ہے، ایسے جواب سے وہ شخص گھبراتا ہے جس کی دینداری کمزور اور معرفت مسائل کم ہو کیونکہ وہ حاضرین کی نگاہوں سے گرنے سے ڈرتا ہے اور وہ شخص گرنے سے نہیں ڈرتا جس کی نگاہ رب العالمین پر ہو، جبکہ لاعلمی اور لاادری کا اظہار ائمہ اربعہ، خلفاء اربعہ بلکہ جناب محمد ﷺ اور جناب جبرئیل سے بھی منقول ہے جیسا کہ ایک یہودی نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ زمین کے بہترین ٹکڑے کون سے ہیں اور بدترین ٹکڑے کون سے ہیں؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں، پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا تو انہوں نے بھی فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں پھر اللہ تعالیٰ سے پوچھ کر جواب دیا گیا جیسا کہ اس کی تفصیل ہماری اس کتاب میں اسی حدیث کے تحت موجود ہے۔

بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص کوئی مسئلہ جانتا ہے تو وہ بتا دے اور جو نہیں جانتا تو کہہ دے واللہ اعلم (اللہ کو معلوم ہے) کیونکہ یہ بھی آدمی کا علم ہے کہ کہہ دے میں نہیں جانتا اور ہروی نے حضرت ابن مسعودؓ سے نقل کیا ہے کہ جب تم میں سے کسی شخص سے کوئی ایسا مسئلہ پوچھا جائے جس کو وہ نہیں جانتا تو کہہ دے کہ میں نہیں جانتا، یہ جواب بھی تہائی علم ہے۔

اس ضمن میں اور بھی احادیث واقوال ہیں، میں نے یہاں پر اس لئے کچھ طویل بات کی ہے تاکہ ان لوگوں کی فہمائش ہو جائے جو زبانی یا تحریری طور پر فوراً جواب دے دیتے ہیں۔

بغیر علم کے فتویٰ دینا

(حدیث ۲۶۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اُفْتِیَ بِغَیْرِ عِلْمٍ کَانَ اِثْمُهٗ عَلٰی مَنْ اَفْتَاهُ، وَمَنْ اَشَارَ عَلٰی اَخِیْهِ بِاَمْرٍ یَعْلَمُ اَنَّ الرُّشْدَ فِیْ غَیْرِهٖ فَقَدْ خَانَهٗ۔ (د، ک) عن ابی

هریرة—(صح). (۲۶۵)

(ترجمہ) جس شخص نے بغیر علم کے فتویٰ دیا تو اس کا گناہ اس کے فتویٰ دینے والے پر ہوگا اور جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کو کسی معاملہ کا مشورہ دیا جس میں وہ سمجھتا تھا کہ درستگی اس کی دوسری سمت میں ہے تو اس نے خیانت کی۔

جاہل کا فتویٰ دینا موجب لعنت ہے

(حدیث ۲۶۶) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَفْتٰی بِغَیْرِ عِلْمٍ لَعَنَتْهُ مَلَائِکَةُ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ — ابن عساکر عن علی—(ح). (۲۶۶)

(ترجمہ) جس شخص نے بغیر علم کے فتویٰ دیا اس پر آسمان اور زمین کے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔

(لطائف ومعارف)

محدث ابن لال اور محدث دیلمی کی روایت میں "السماء" کی بجائے "السماوات" کا لفظ ہے، جس کا معنی یہ ہے کہ بغیر علم کے فتویٰ دینے والے پر تمام آسمانوں اور زمین کے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔

دعویٰ کا ثبوت اور تردید کا طریقہ

(حدیث ۲۶۷) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول امین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

۲۶۵ (الجامع الصغیر: ۸۴۹۰) ـــ رواه ابو داؤد فی العلم والحاکم واورده عبدالحق فی الأحکام ساکتا علیه قال ابن القطان ولاأدری کیف سکت ولعله اعتقد اعتقادا أخطأ فیه کیف وهو یسمع تأثیم من أفتی بغیر علم والخبر ضعیف لأمور ثم اندفع فی توجیهه وأطال.

۲۶۶ (الجامع الصغیر: ۸۴۹۱) ـــ رواه ابن عساکر فی تاریخه والدیلمی وابن لال وغیره السماوات بلفظ الجمع.

اَلْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِيْ، وَالْيَمِيْنُ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ—(ت)عن ابن عمرو(ض).(۲۶۷)

(ترجمہ) گواہ پیش کرنا مدعی کے ذمہ ہے اور (اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں تو) قسم اٹھانا مدعی علیہ کے ذمہ ہے۔

---

۲۶۷ (الجامع الصغیر: ۳۲۲۵) ــــ رواه الترمذی فی الاحکام قال ابن حجر واسناده ضعیف وفی الباب عن ابن عباس وابن عمر وغیرهما.

امت محمدیہ

علی صاحبہا الصلوۃ والسلام

۱ - فضائل امت محمدیہ

۲ - خصوصیات امت محمدیہ

امت محمدیہ

اشراف امت محمدیہ

(حدیث ۲۶۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَشْرَافُ اُمَّتِیْ حَمَلَةُ الْقُرْآنِ ' وَاَصْحَابُ اللَّیْلِ – (طب هب) عن ابن عباس – (ض). (۲۶۸)

(ترجمہ) میری امت کے بلند مرتبہ والے قرآن کے حفاظ اور راتوں کو عبادت کرنے والے ہیں۔

(لطائف ومعارف)

یہاں حفاظ سے وہ حضرات مراد ہیں جنہوں نے قرآن کریم کو سینوں میں محفوظ کیا ہو' تلاوت میں مشغول رہتے ہوں اور اس کے مقتضاء پر عمل کرتے ہوں ورنہ یہ ان لوگوں کی طرح ہوں گے جن کے حق میں قرآن کریم کہتا ہے: "کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا" جیسے گدھے نے کتابوں کا بوجھ اٹھا رکھا ہو۔

اور "اصحاب اللیل" سے مراد وہ حضرات ہیں جو رات کو اقسام عبادت میں سے کسی قسم کی عبادت میں مصروف ہوتے ہوں مثلاً نماز ہو یا ذکر یا تلاوت یا استغفار یا تضرع اور دعا کیونکہ یہ اللہ کی بارگاہ قدسی میں مناجات ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی شرف نہیں ہے۔

حضور ﷺ کی آل پر بھی اشراف کا اطلاق کیا گیا ہے اور یہاں آل سے مراد اولاد عقیل' اولاد جعفر' اولاد عباس اور اولاد علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ کذا مصطلح السلف (السیوطی فی الخصائص)

---

۲۶۸ (الجامع الصغیر: ۱۰۶۳) ـــ رواه الطبرانی فی الکبیر والبیهقی فی شعب الایمان والخطیب فی تاریخ بغداد والدیلمی وقال الهیثمی فیه سعد بن سعید الجرجانی ضعیف اهـ' سند الدارمی (۱: ۷۳)' مستدرک حاکم (۲: ۲۰۸)

امت محمدیہ کی سابقہ امتوں پر فضیلت

(حدیث ۲۶۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا اَجَلُکُمْ فِیْمَا خَلَا مِنَ الْاُمَمِ کَمَا بَیْنَ صَلَاۃِ الْعَصْرِ اِلَی مَغَارِبِ الشَّمْسِ، وَاِنَّمَا مَثَلُکُمْ وَمَثَلُ الْیَھُوْدِ وَالنَّصَارٰی کَمَثَلِ رَجُلٍ اُسْتَاْجَرَ اُجَرَاءَ فَقَالَ: مَنْ یَعْمَلُ مِنْ غُدْوَۃٍ اِلٰی نِصْفِ النَّھَارِ عَلٰی قِیْرَاطٍ، فَعَمِلَتِ الْیَھُوْدُ، ثُمَّ قَالَ: مَنْ یَعْمَلُ مِنْ نِصْفِ النَّھَارِ اِلٰی صَلَاۃِ الْعَصْرِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ، فَعَمِلَتِ النَّصَارٰی، ثُمَّ قَالَ: مَنْ یَعْمَلُ مِنَ الْعَصْرِ اِلٰی اَنْ تَغِیْبَ الشَّمْسُ عَلٰی قِیْرَاطَیْنِ قِیْرَاطَیْنِ فَاَنْتُمْ ھُمْ، فَغَضِبَتِ الْیَھُوْدُ وَالنَّصَارٰی وَقَالُوْا: مَالَنَا اَکْثَرُ عَمَلًا وَاَقَلُّ عَطَاءً؟ قَالَ: ھَلْ ظَلَمْتُکُمْ مِنْ حَقِّکُمْ شَیْئًا؟ قَالُوْا: لَا، قَالَ: فَذٰلِکَ فَضْلِیْ اُوْتِیْہِ مَنْ اَشَاءُ — مالک (حم، خ، ت) عن ابن عمر — (صح). (۲۶۹)

(ترجمہ) تمہاری مدت سابقہ امتوں کے مقابلہ میں اتنا ہے جتنا عصر سے غروب آفتاب تک کا وقت ہوتا ہے اور تمہاری مثال اور یہود و نصاریٰ کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے کئی مزدور اجرت پر رکھے اور کہا: کون شخص ہے جو صبح سے لے کر دوپہر تک مزدوری کرے اس کو ایک ایک قیراط دیا جائے تو ایسی مزدوری یہود نے کی پھر اس شخص نے کہا: کون شخص ہے جو دوپہر سے لے کر نماز عصر تک ایک ایک قیراط پر مزدوری کرے تو ایسی مزدوری عیسائیوں نے کی پھر اس شخص نے کہا: کون شخص ہے جو عصر سے لے کر غروب آفتاب تک دو دو قیراط کے عوض مزدوری کرے تو وہ (اے امت محمدیہ) تم ہی ہو۔ پس یہود و نصاریٰ غضبناک ہوئے اور کہنے لگے ہمارا کیا قصور ہے کہ ہم نے زیادہ محنت کی اور تھوڑی مزدوری

۲۶۹ (الجامع الصغیر: ۲۵۶۸) — رواہ احمد والبخاری (۴: ۲۰۷) والترمذی (۲۸۷۱) ومالک فی المؤطا وفی الباب عن انس وابی ھریرۃ وغیرھما.

ملی تو اس (مالک) نے کہا: کیا میں نے تمہارے حق میں کوئی ظلم کیا ہے۔ انہوں نے کہا: نہیں تو اس نے کہا: یہ میرا فضل ہے، میں جس کو چاہتا ہوں دیتا ہوں۔

(لطائف ومعارف)

جو مثال اس حدیث میں حضور ﷺ نے بیان کی ہے ایسی ہی مثال موجودہ انجیل میں بھی موجود ہے۔ اس مثال میں حضور ﷺ کی امت کی سابقہ امتوں پر فضیلت کا بیان ہے کہ اس امت کو سابقہ امتوں کے مقابلہ میں تھوڑی عمر دی گئی اور انہوں نے اس مختصر سی عمر میں مختصر سے نیک اعمال کئے لیکن ان کی زیادہ محنت وعبادت کے مقابلہ میں اس امت کو بیش بہا ثواب عطاء کیا گیا حتیٰ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس امت کے نبی ہونے کی خواہش ظاہر کی تھی لیکن یہ خواہش قبول نہ ہوئی تو آپ علیہ السلام نے اس امت کے ایک فرد ہونے کی ہی خواہش فرمائی، حالانکہ آپؑ اولوالعزم نبی تھے حتیٰ کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مبدأ ومعاد میں لکھا ہے کہ سب سے بڑی شان حضرت محمد ﷺ کو حاصل ہے، آپؐ کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو، پھر حضرت نوح علیہ السلامؑ کو، پھر حضرت آدم علیہ السلام کو حاصل ہے۔

امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ ہر نبی کے معجزات خوب کھلے ہوئے تھے لیکن ان کی امت کا ثواب بہت کم تھا مگر اس امت کی یہ حالت ہے کہ اس کے نبی کے معجزات بھی کھلے ہوئے ہیں اور اس کا ثواب بھی بہت زیادہ ہے۔

ضعفاء کی برکت

(حدیث ۲۷۰) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا یَنْصُرُ اللّٰہُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃَ بِضَعِیْفِھَا ،بِدَعْوَتِھِمْ،وَصَلَاتِھِمْ وَاِخْلَاصِھِمْ—(ن)عن سعد—(صح).(۲۷۰)

۲۷۰ (الجامع الصغیر: ۲۶۲۰) ـــ رواہ النسائی والطبرانی وابو نعیم والدیلمی ورمز السیوطی لصحتہ ' الترغیب والترھیب (۱: ۵۴)' السلسلۃ الصحیحۃ (۲: ۴۲۳)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ اس امت کی اس کے ضعیفوں کے ساتھ ان کی دعا' ان کی نماز اور ان کے اخلاص کی برکت سے (ان کے دشمنوں پر) مدد کرتا ہے۔

اس امت کے اول و آخر افضل حضرات

(حدیث ۲۷۱) حضرت انس' حضرت عمار' حضرت علی' حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَثَلُ اُمَّتِیْ مَثَلُ الْمَطَرِ: لَایُدْرٰی اَوَّلُہٗ خَیْرٌ، اَمْ آخِرُہٗ۔ (حم،ت)عن انس(حم)عن عمار(ع)عن علی(طب)عن ابن عمر،و عن ابن عمرو۔(ح). (۲۷۱)

(ترجمہ) میری امت کی مثال بارش کی سی ہے معلوم نہیں اس کا اول بہتر ہے یا اس کا آخر۔

(لطائف و معارف)

کیونکہ اس امت کے اولین حضرات وہ ہیں جو معجزات کا مشاہدہ کر کے ایمان لائے اور رسول خدا ﷺ کی دعوت کو قبول کیا اور امت کے آخری افراد وہ ہیں جو ایمان بالغیب سے متصف ہوئے' اس وجہ سے کہ ان کے پاس کثرت سے آیات خداوندی ظاہر ہوئیں اور اپنے اسلاف کی صحیح پیروی کی پس یہ سب لوگ مغفور ہیں اور ان کی سعی قابل قدر ہے اور اجر بے شمار ہے۔

ایک حدیث میں یہ ہے کہ سب سے بہتر میرا زمانہ ہے' اس کے بعد ان لوگوں کا جو میرے زمانہ کے بعد ہیں پھر ان لوگوں کا جو ان کے بعد' اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس امت کا اول زمانہ افضل ہے آخر زمانہ سے۔

علامہ ابن صلاحؒ نے اس کا یہ جواب دیا ہے نفس امر میں اول زمانہ ہی افضل ہے

---

۲۷۱ (الجامع الصغیر: ۸۱۶۱) ــــ رواہ أحمد والترمذی عن أنس وأحمد عن عمار وابو یعلی عن علی والطبرانی فی الکبیر عن ابن عمر وابن عمرو قال ابن حجر فی الفتح هو حدیث حسن له طرق قدیر تقی إلی الصحة وصححه ابن حبان من حدیث عمار' تاریخ جرجان (۴۳۰)' الدرر المنتثرہ (۱۴۰)

لیکن یہ حدیث جس میں آخر زمانہ کی بھی فضیلت معلوم ہوتی ہے اس سے مراد امام مہدی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھ کے لوگ ہیں لیکن صحیح بات یہ ہے کہ امام مہدی کے ساتھی صحابہ کرامؓ کے ساتھ مساوات نہیں کر سکتے۔

شیخ ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ انبیاء کے بعد سب سے افضل خلفائے اربعہ ہیں، پھر عشرہ مبشرہ میں سے باقی ماندہ چھ حضرات، پھر عام صحابہؓ پھر فقہائے تابعین، پھر باقی تابعین، پھر باقی فقہاء اتقیاء پھر تمام مسلمان۔

اعمال کی کثرت اور مشقت اگرچہ بعد کے بہت سے حضرات نے صحابہ کرامؓ سے زیادہ جھیلی ہوگی لیکن شیخ ابو طالب مکیؒ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی فتوحات صرف ان کے اپنے اعمال کی بنیاد پر نہیں تھیں بلکہ حضور ﷺ کی ہم نشینی کی برکت سے تھیں، ان کو ایک ہی صحبت سے معارف اور علوم کے غرائب حاصل ہو جاتے تھے جو کہ دوسرے لوگوں کو کثیر خلوتوں کے بعد بھی حاصل نہیں ہوتے۔

بعد میں آنیوالے مسلمانوں سے حضورؐ کی ملاقات کی خواہش

(حدیث ۲۷۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَدِدْتُ أَنِّي لَقِيتُ إِخْوَانِي الَّذِينَ أَمَنُوا بِي وَلَمْ يَرَوْنِي (حم) عن أنس. (ح)(۲۷۲)

(ترجمہ) میں پسند کرتا ہوں کہ میں اپنے ان مسلمان بھائیوں سے ملاقات کروں جو مجھ پر ایمان لے آئیں گے جبکہ انہوں نے مجھے نہیں دیکھا۔

(لطائف ومعارف)

جب حضور ﷺ نے ایسے مسلمانوں سے ملاقات کی خواہش کا اظہار فرمایا تو صحابہ

---

۲۷۲ (الجامع الصغیر: ۹۶۱۷) ــــ رواه احمد وابو يعلى قال الهيثمي وفي رجال ابي يعلى محتسب ابو عائذ وثقه ابن حبان وضعفه غيره وبقية رجاله رجال الصحيح غير افضل بن الصباح وهو ثقة وفي إسناد أحمد حسن وهو ضعيف اهـ ورمز السيوطي لحسنه.

نے عرض کیا: السنا اخوانک (کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں) فرمایا: نہیں، تم میرے اصحاب ہو میرے بھائی تو وہ ہیں جو مجھ پر ایمان لائیں گے لیکن انہوں نے مجھے نہیں دیکھا ہوگا۔ شاید کہ حضورؐ کی اس ارشاد سے مراد یہ ہے کہ آپؐ اپنے اصحاب کو علم الیقین سے عین الیقین کی طرف لے جانا چاہتے ہیں کہ حضورؐ ان کو دیکھیں جبکہ یہ صحابہؓ بھی حضورؐ کے ساتھ ہوں۔

ہوسکتا ہے حضور ﷺ کی یہ خواہش حجاج اور معتمرین کی شکل میں روضہ اقدس پر سلام پیش کرنے کی حالت میں پوری ہوجاتی ہو اور جو لوگ حج اور عمرہ نہیں کر سکتے ان سے ملاقات کی خواہش قیامت کے دن پوری ہوگی۔

اس امت کیلئے خطاء نسیان اور جبر معاف ہے

(حدیث ۲۷۳) حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

رُفِعَ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَأُ وَالنِّسْیَانُ، وَمَااسْتُکْرِهُوْا عَلَیْهِ—(طب) عن ثوبان—(صح). (۲۷۳)

(ترجمہ) میری امت سے خطا، نسیان اور جبراً کرایا ہوا (گناہ اور) عمل معاف ہے۔

(لطائف ومعارف)

(۱) امت سے خطاء کی معافی کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی سے غلطی سے کوئی گناہ سرزد ہوجائے تو اس پر گناہ نہیں ہوگا لیکن اس پر اس کا حکم ضرور لگے گا جیسا کہ کسی نے اگر کسی کی کوئی چیز غلطی سے تلف کردی تو اس پر اس کی ضمان آئے گی۔

(۲) اگر کوئی شخص کسی عمل میں اپنے اسباب کے تحت نسیان کا موجب بنے تو ایسا نسیان معاف نہیں ہوگا اس کا گناہ بھی ہوگا اور اگر اسباب سے بالا بالا نسیان واقع ہو

---

۲۷۳ (الجامع الصغیر: ۴۴۶۱) ــــ رواه الطبرانی فی الکبیر صححه السیوطی وضعفه الهیثمی بأن فیه یزیدبن ربیعة الرجی وهو ضعیف وحسنه النووی وقال ابن نصر هذا الحدیث لیس له سند یحتج بمثله.

جائے وہ معاف ہے لیکن جب یاد آ جائے تو حسب موقع اس پر عمل کرنا چاہئے۔
(۳) اگر کسی نے جان جانے کے خوف سے کلمہ کفر یا شرک ادا کر دیا لیکن اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن تھا تو اس کا یہ کلمہ کفر بھی معاف ہوگا لیکن اس کو اگر کسی نے زنا کرنے کرانے اور قتل پر جبر و اکراہ کیا تو یہ حلال نہیں ہوگا۔ اگر اکراہ سے زنا کا حمل وجود میں آ گیا تو عورت کو زنا کی حد نہیں لگے گی اور اگر اغواء و اکراہ کے بعد بغیر جبر کے اس نے مطاوعت اور تمکین کا ارتکاب کیا تو گناہ اور سزا دونوں ہوں گی۔ اسی طرح اگر کئی عورتیں کسی مرد کو اغواء کر کے لے جائیں اور ایسے کام کے لئے ایسا جبر و اکراہ کریں تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

ایک آیت یا مسئلہ سکھانے کا قیامت تک اجر

(حدیث ۲۷۴) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ عَلَّمَ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللهِ اَوْ بَابًا مِنْ عِلْمٍ اَنْمَى اللهُ اَجْرَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ—ابن عساكر عن ابى سعيد. (۲۷۴)

(ترجمہ) جس شخص نے کتاب اللہ کی کوئی آیت تعلیم کی یا علم دین کا کوئی مسئلہ سکھایا اللہ تعالیٰ اس کا اجر قیامت تک بڑھاتے رہیں گے۔

(لطائف و معارف)

اس حدیث کو ابو الشیخ اور دیلمی نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:

من علم آية من كتاب الله أو سنة فى دين الله هيّأله الله من الثواب يوم القيامة مالايكون ثواب افضل مما تهيّأله.

(ترجمہ) جس شخص نے کتاب اللہ کی کوئی آیت یا اللہ کے دین کا کوئی مسئلہ تعلیم کیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے قیامت کے دن ایسا ثواب عطا کریں گے کہ اس سے بہتر کوئی ثواب نہیں۔

---

۲۷۴ (الجامع الصغير: ۸۸۶۴) ــــ رواه ابن عساكر فى تاريخه، حلية الاولياء (۸: ۲۲۴)

کسی آیت یا دینی مسئلہ کی تعلیم پر قیامت تک اجر اس لئے ہوگا کہ وہ تعلیم آگے چلتی رہے گی اور متعدی تعلیم کا یہ ثواب ہوگا۔

قرآنی تعلیمات

(حدیث ۲۷۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَعْظَمُ آیَةٍ فِی الْقُرْآنِ آیَةُ الْکُرْسِیِّ، وَاَعْدَلُ آیَةٍ فِی الْقُرْآنِ (إِنَّ اللّٰهَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ إِلٰی آخِرِهَا) وَاَخْوَفُ آیَةٍ فِی الْقُرْآنِ (فَمَنْ یَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَرَهُ، وَمَنْ یَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَرَهُ) وَاَرْجٰی آیَةٍ فِی الْقُرْآنِ (یَاعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ) – الشیرازی فی الالقاب، وابن مردویه، والهروی فی فضائله عن ابن مسعود – (ض). (۲۷۵)

(ترجمہ) قرآن میں (ثواب کے اعتبار سے) سب سے بڑی آیت "آیت الکرسی" ہے اور قرآن میں سب سے بڑی عدل کی آیت "ان اللہ یامر بالعدل والاحسان ..... ہے (بے شک اللہ انصاف کرنے کا اور بھلائی کرنے کا اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم کرتا ہے اور بے حیائی اور بری بات اور ظلم سے منع کرتا ہے تمہیں سمجھاتا ہے تاکہ تم سمجھو) اور قرآن میں سب سے زیادہ خوف دلانے والی آیت فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یره . ومن یعمل مثقال ذرة شرا یره. (پھر جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہے وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہے وہ اس کو دیکھ لے گا) اور قرآن میں سب سے پرامید آیت یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله (اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو)۔

---

۲۷۵ (الجامع الصغیر: ۱۱۸۸) ــــ رواه الشیرازی فی الالقاب وابن مردویه فی تفسیره والهروی فی فضائل القرآن کلهم عن ابن مسعودؓ وضعفه السیوطی، تفسیر ابن کثیر (۱: ۴۵۴)

(لطائف ومعارف)

عدل کا معنی: اعتقاد میں توسط اختیار کرنا مثلاً توحید کا عقیدہ رکھنا نہ کہ شرک کا یا محض انکار الوہیت کا' اسی طرح سے عمل میں عبادت کا راستہ اختیار کرنا نہ کہ بالکل عبادت چھوڑ دینے یا رہبانیت اختیار کرنے کا اور اخلاق میں سخاوت کا مظاہرہ کرنا نہ کہ بخل کا یا فضول خرچی کا۔

اور احسان کا معنی: مخلوق کے ساتھ عمدہ سلوک سے پیش آنا' یا عدل سے فعل میں عدل قائم رکھنا مراد ہے اور احسان سے قول میں احسان کا رویہ اپنانا مراد ہے۔

علامہ عزالدین بن عبدالسلام نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ''الشجرۃ'' رکھا تھا۔ اس میں انہوں نے تمام احکام شریعت کو اس آیت کی طرف راجع کیا ہے اور اسی پر تمام ابواب فقہ کو جاری کیا ہے۔ اگر کسی شخص نے ذرہ برابر گناہ کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس کا وہ گناہ معاف نہیں کیا تھا تو وہ گناہ بھی وہ شخص اپنے اعمال نامہ میں دیکھ لے گا۔

مشہور عربی شاعر فرزدق کے دادا حضرت صعصعہ بن ناجیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے اس آیت مذکورہ کو سن کر عرض کیا: مجھے یہ آیت نصیحت حاصل کرنے کے لئے کافی ہے' یہ اس اعتبار سے قرآن کی محکم آیت ہے' اس آیت کا نام ''الجامعۃ الفاذۃ'' بھی ہے۔

اور مذکورہ آیت ''یا عبادی الذین اسرفوا'' مؤمنین کے حق میں نجات اور مغفرت کے لحاظ سے بہت امید دلانے والی ہے۔

جیسا کہ اس حدیث میں ہے کہ پہلی آیت زیادہ عدل والی ہے اور دوسری زیادہ خوف والی اور تیسری زیادہ امید والی' اس حدیث کی بنیاد پر سلف وخلف کی بہت سی جماعت نے یہ مؤقف اختیار کیا ہے اور بہت سے حضرات نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ سب سے زیادہ عدل' زیادہ خوف اور زیادہ امید والی آیات اور بھی ہیں اور انہوں نے اس کے لئے بہت سے ارشادات اور آثار صحابہ سے استدلال کیا ہے چنانچہ ''الاتقان'' میں ہے کہ قرآن میں سب سے زیادہ امید دلانے والی آیات کے متعلق تیرہ سے زائد قول ہیں لیکن علامہ سیوطیؒ نے ایسا کوئی قول بیان نہیں کیا جو مندرجہ بالا

مشروح حدیث کے مقابل ہو سکے' یہ حدیث اس مضمون کی سب سے احسن درجہ کی حدیث ہے' اگرچہ سند کے اعتبار سے ضعیف ہے اسی لئے علامہ سیوطیؒ نے اپنی کتاب الجامع الصغیر میں اسی حدیث کے ذکر کرنے کو ترجیح دی ہے۔

اس حدیث میں اس بات کی دلیل بھی ملتی ہے کہ قرآن کا بعض حصہ بعض سے افضل ہے جبکہ اس کی تفصیل سے امام اشعری' امام باقلانی اور ایک جماعت نے منع کیا ہے' ان کی دلیل یہ ہے کہ بعض کو بعض پر فضیلت دینے سے مفضول (جس پر فضیلت دی گئی) پر نقص لازم آتا ہے اور اللہ کے کلام میں نقص نہیں ہے اور دیگر علماء کی جماعت نے فضیلت دینے کو جائز قرار دیا اور کہا ہے کہ یہ فضیلت تلاوت کرنے والے کے ثواب کے زیادہ ہونے کے متعلق ہے اور علامہ ابن عبدالسلام نے ایک درمیانہ بات کہی ہے کہ اللہ کا کلام جو اس کے اپنے متعلق ہے وہ اس کے اس کلام سے افضل ہے جو اس نے اپنے غیر کے متعلق فرمایا ہے جیسا کہ "قل هو الله احد" افضل ہے "تبت يدا ابى لهب" سے اور اسی پر امام غزالیؒ نے اپنی کتاب "جواہر القرآن" کی بنیاد رکھی ہے۔

نماز جمعہ کے بعد کا خاص عمل

(حدیث ۲۷۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَرَأَ بَعْدَ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ ((قُلْ هُوَ اللّٰه أَحَدٌ)) وَ ((قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ)) وَ ((قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ)) سَبْعَ مَرَّات أَعَاذَهُ اللّٰهُ بِهَا مِنَ السُّوءِ إِلَى الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى . ابن السنى عن عائشة (ح) (۲۷۶)

(ترجمہ) جس شخص نے نماز جمعہ کے بعد قل هو الله أحمد' قل اعوذ

۲۷۶ (الجامع الصغير: ۸۹۵۴) ــــ رواه ابن السنى فى عمل اليوم والليلة قال ابن حجر سنده ضعيف وله شاهد من مرسل مجهول أخرجه سعيد بن منصور فى سننه عن فرج بن فضالة وزاد فى أوله فاتحة الكتاب وقال فى آخره كفر الله عنه مابين الجمعتين وفرج ضعيف.

برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس (یہ تینوں مکمل سورتیں) سات مرتبہ پڑھیں اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے اس کو اگلے جمعہ تک ہر قسم کی تکلیف سے محفوظ رکھیں گے۔

اس حدیث کو امام سعید بن منصور نے سنن میں حضرت فرج بن فضالہ کی روایت سے نقل کیا ہے جس میں سورۂ فاتحہ کا اضافہ بھی ہے کہ شروع میں فاتحہ پڑھے اور آخر میں یہ ہے کہ جو شخص ان چاروں کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے دو جمعوں کے درمیان کے گناہ معاف کر دیں گے لیکن حدیث کا یہ راوی فرج ضعیف ہے۔

امام غزالیؒ نے اس حدیث کی بنیاد پر اپنی کتاب بدایۃ الہدایۃ میں لکھا ہے کہ جب تو نماز جمعہ سے سلام پھیر کر فارغ ہو جائے تو کسی قسم کی بات کرنے یا بولنے سے پہلے سات مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھ اور سات مرتبہ سورۂ اخلاص اور سات سات مرتبہ آخری دونوں قل پڑھ اب یہ عمل تجھے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک گناہوں سے محفوظ رکھے گا اور شیطان سے تجھے بچائے گا۔

فضائل القرآن

۱ - قرآن
۲ - تفسیر القرآن
۳ - تلاوت القرآن
۴ - حقوق القرآن
۵ - آداب القرآن
۶ - تدریس القرآن
۷ - ایصال ثواب

قرآن - تفسیر - تلاوت

اشراف امت محمدیہ

(حدیث ۲۷۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَشْرَافُ اُمَّتِیْ حَمَلَةُ الْقُرْآنِ ، وَاَصْحَابُ اللَّیْلِ – (طب هب) عن ابن عباس – (ض). (۲۷۷)

(ترجمہ) میری امت کے بلند مرتبہ والے قرآن کے حفاظ اور راتوں کو عبادت کرنے والے ہیں۔

(لطائف ومعارف)

یہاں حفاظ سے وہ حضرات مراد ہیں جنہوں نے قرآن کریم کو سینوں میں محفوظ کیا ہو، تلاوت میں مشغول رہتے ہوں اور اس کے مقتضاء پر عمل کرتے ہوں ورنہ یہ ان لوگوں کی طرح ہوں گے جن کے حق میں قرآن کریم کہتا ہے: "کمثل الحمار یحمل اسفارا" جیسے گدھے نے کتابوں کا بوجھ اٹھا رکھا ہو۔

اور اصحاب اللیل سے مراد وہ حضرات ہیں جو رات کو اقسام عبادت میں سے کسی قسم کی عبادت میں مصروف ہوتے ہوں مثلاً نماز ہوئی یا ذکر یا تلاوت یا استغفار یا تضرع اور دعا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ قدسی میں مناجات ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی شرف نہیں ہے۔

حضور ﷺ کی آل پر بھی اشراف کا اطلاق کیا گیا ہے اور یہاں آل سے مراد اولاد عقیل، اولاد جعفر اولاد عباس اور اولاد علی رضی اللہ عنہم ہیں کذا مصطلح السلف (السیوطی فی الخصائص)۔

---

۲۷۷ (الجامع الصغیر: ۱۰۶۳) ـــ رواه الطبرانی فی الکبیر (۱۲: ۱۲۵) والبیهقی فی شعب الایمان والخطیب فی تاریخ بغداد (۴: ۱۲۴) والدیلمی وقال الهیثمی فیه سعد بن سعید الجرجانی ضعیف اهـ

ماہر قرآن مقرب فرشتوں کیساتھ ہوگا

(حدیث ۲۷۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ، وَالَّذِیْ يَقْرَءُهٗ وَيَتَتَعْتَعُ فِيْهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهٗ اَجْرَانِ۔ (ق، د، ٥) عن عائشة۔ (صح). (۲۷۸)

(ترجمہ) جس نے قرآن میں مہارت حاصل کرلی ہو (اور اس کی وجہ سے حفظ یا ناظرہ) بہتر اور رواں پڑھتا ہے وہ معزز فرشتوں کے ساتھ ہوگا جو میر منشی ہیں اور نیکوکار ہیں اور جو شخص قرآن شریف کو اٹکتا ہوا پڑھتا ہے اور اس میں دقت اٹھاتا ہے اس کو دہرا اجر ملتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

ماہر قرآن سے وہ شخص مراد ہے جسے تلاوت قرآن کے وقت کہیں رکاوٹ پیش نہیں آتی اور نہ مشقت پیش آتی ہے اس وجہ سے کہ اس کا حافظہ عمدہ ہے اور تلاوت میں بھروسہ ہے اور مخارج میں بسہولت رعایت کرتا ہے ایسا شخص ان فرشتوں کے ساتھ ہوگا جو لوح محفوظ کے اٹھانے والے ہیں۔

ایسی تلاوت کرنے والوں کو ان فرشتوں کے ساتھ ذکر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ فرشتے کتب الٰہیہ کو انبیاء کی طرف نقل کرتے ہیں تو یہ حضرات بھی اللہ کے کلام کو لوگوں کی طرف پہنچانے والے ہیں۔

بعض احادیث میں مروی ہے کہ فرشتوں کو حفظ قرآن کی فضیلت عطاء نہیں کی گئی اور یہ انسانوں سے قرآن پاک سننے کے حریص ہیں۔

مشقت کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرنے والے کو ایک اجر تو اس کی تلاوت کی

---

۲۷۸ (الجامع الصغیر: ۹۱۶۵) ــــ رواه البخاری (۹: ۱۹۳) ومسلم فی صلوة المسافرین (۲۴۴) وابو داؤد وابن ماجة والنسائی والترمذی، مسند احمد (۶: ۹۸، ۱۷۰، ۲۳۹).

وجہ سے ہے اور ایک تلاوت میں مشقت اٹھانے کی وجہ سے ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ مشقت سے پڑھنے والا مہارت سے پڑھنے والے سے افضل ہے کیونکہ ماہر لوح محفوظ سے کتب الٰہیہ کو نقل کرنے والے فرشتوں کے ساتھ ہوں گے جو کہ اس دہرے ثواب سے افضل ہے بلکہ کبھی ایک اجر بہت سے اجور سے افضل ہوتا ہے۔

سب سے بہترین لوگ

(حدیث ۲۷۹) حضرت درہ بنت ابی لھب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خَيْرُ النَّاسِ اَقْرَؤُهُمْ ،وَاَفْقَهُهُمْ فِيْ دِيْنِ اللهِ، وَاَتْقَاهُمْ لِلّٰهِ، وَآمَرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ، وَاَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاَوْصَلُهُمْ لِلرَّحِمِ

– (حم، طب)عن درة بنت ابی لهب – (صح). (۲۷۹)

(ترجمہ) لوگوں میں سے سب سے بہتر قرآن کے زیادہ پڑھنے والے ہیں اور ان میں سے اللہ کے دین کی زیادہ سمجھ رکھنے والے ہیں اور ان میں سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے ہیں اور ان کو زیادہ نیکی کا حکم کرنے والے ہیں اور ان کو زیادہ برائی سے روکنے والے ہیں اور ان سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔

(لطائف ومعارف)

دین کی زیادہ سمجھ رکھنے والے لوگ دوسرے لوگوں پر اس لئے زیادہ افضل ہیں کہ دین کی سمجھ حضور ﷺ کی صنعت ہے یہی حضور ﷺ کا ورثہ ہے اور علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

صلہ رحمی سے مراد رشتہ داری کا پاس لحاظ کرنے والے ہیں۔

بلا علم تفسیر کرنا

(حدیث ۲۸۰) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اتَّقُوا الْحَدِيْثَ عَنِّيْ إِلَّا مَا عُلِمْتُم : فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَمَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ

۲۷۹ (الجامع الصغیر: ۴۰۳۲) ــــ رواه أحمد (۱: ۳۷۸، ۴۳۴) والطبرانی فی الکبیر (۳: ۳۲۰)

مِنَ النَّارِ – (حم ت) عن ابن عباس –(ح) (۲۸۰)

(ترجمہ) جب تک تمہیں یقین نہ ہو میری طرف منسوب کر کے حدیث بیان نہ کرو جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے (۱) اور جس نے اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کی وہ بھی اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے (۲)۔

(لطائف ومعارف)

(۱) حضور ﷺ پر جھوٹ بولنا ہلاکت خیز کبیرہ گناہ ہے کیونکہ اس سے دین کو ضرر پہنچتا ہے اور ایمان کی بنیاد فاسد ہوتی ہے لیکن پھر بھی حضورؐ پر جھوٹ بولنے والے بکثرت ہیں مگر ان کا طریقہ کار مختلف ہوتا ہے۔

(۲) جو شخص لغت عرب اور اس کے وجوہ استعمالات جیسے حقیقت مجاز، مجمل، مفصل، عام خاص وغیرہ اور علوم قرآن اور متعلقات تفسیر اور قوانین تاویل سے ناواقفیت کے باوجود تفسیر میں رائے زنی کرے گا وہ بھی دوزخ میں اپنا ٹھکانا سمجھ لے۔

اگر ایسے کسی کی رائے قرآن کی مراد کے مطابق ہو جائے تب بھی وہ بہت خطرناک امر کا مرتکب ہوا ہے کہ اس نے بغیر صلاحیت اور اذن شارع کے اس میں تکلم کیا ہے اگرچہ رائے درست ہو پھر بھی اس نے خطا کی ہے۔

نااہل کا تفسیر کرنا یا لکھنا

(حدیث ۲۸۱) حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهٖ فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ –(۳)عن جندب– (ح).(۲۸۱)

---

۲۸۰ (الجامع الصغیر: ۱۳۳)۔ مسند احمد، ترمذی، وابن ابی شیبة وسند ابن ابی شیبة صحیح.

۲۸۱ (الجامع الصغیر: ۸۹۰۰) ــــ مسند احمد (۱: ۲۳۳)، رواه ابو داؤد والنسائی والترمذی (۲۹۵۰، ۲۹۵۱) ورمز السیوطی لحسنه ولعله لاعتضاده وإلا ففیه سهیل بن عبدالله بن ابی حزم تکلم فیه احمد والبخاری والنسائی وغیرهم.

(ترجمہ) جس شخص نے اپنی رائے سے قرآن کریم کی تفسیر کی اور اس کی رائے درست ہوگئی تو بھی اس نے خطا کی۔

(لطائف ومعارف)

یعنی کسی شخص نے اپنی رائے سے قرآن کی کسی آیت کی تفسیر کی اور وہ اس کی خواہش کے موافق درست ہوگئی اس نے اس کی تفسیر کرتے ہوئے علماء کے کلام کو نہ دیکھا اور علمی قوانین کی طرف مراجعت نہ کی اور لغت عرب سے بھی اس کو واقفیت نہیں تھی اور نہ ہی اس کے حقیقت اور مجاز کے وجوہِ استعمال کا علم تھا نہ ہی مجمل و مفصل کا، نہ ہی عام وخاص اور اسباب نزول اور ناسخ ومنسوخ کا علم تھا اور نہ ہی قرآن کی تفسیر جاننے والے ائمہ کے اقوال اور ان کی تاویلات کا علم تھا اگرچہ اس سے صحیح تفسیر صادر ہوگئی مگر چونکہ وہ تفسیر کرنے کا اہل نہیں، اس لئے اس نے تفسیر کر کے بھی خطا کی اور اس کو تفسیر کرنے کا گناہ بھی ہوگا اور جس نے کسی صحیح دلیل کی بنیاد پر تفسیر کی اور تفسیری اقوال کی روشنی میں کسی آیت کی وضاحت کی تو یہ اس حدیث کی وعید میں داخل نہیں ہے۔

آج کل جو لوگ تفسیر کا علم نہ ہونے کے باوجود قرآن کی تفسیریں لکھ رہے ہیں اور علمائے تفسیر ان کی تفاسیر کی تائید نہیں کرتے، یہ سب تفسیریں غلط ہیں اور ان کے مصنفین گنہگار ہیں، عوام کو بھی چاہئے کہ وہ مستند علماء ومفسرین کی تفاسیر کی طرف رجوع کریں اردو میں مستند تفاسیر کچھ یہ ہے: معارف القرآن مفتی محمد شفیعؒ، معارف القرآن مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ تفسیر مظہری (اردو) تفسیر بیان القرآن، تفسیر عثمانی، تفسیر حقانی، تفسیر کشف الرحمٰن۔

مقدس کتابوں کا افتتاحیہ

(حدیث ۲۸۲) حضرت ابو جعفرؒ سے معضلاً مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، مِفْتَاحُ كُلِّ كِتَابٍ — (خط) فی الجامع عن ابی جعفر معضلاً. (۲۸۲)

۲۸۲ (الجامع الصغیر: ۱۱۱۳) — رواه الخطیب فی الجامع بین آداب القاری والسامع عن ابی جعفر معضلاً.

(ترجمہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم ہر (آسمانی) کتاب کا افتتاحیہ ہے۔

(لطائف ومعارف)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جتنے انبیاء ورسولوں پر آسمانی کتب وصحائف نازل ہوئے ہیں وہ سب بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ شروع ہوتی تھیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص بھی کوئی خط یا تحریر یا تصنیف لکھنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ اس کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھے۔

مروی ہے کہ جب بسم اللہ الرحمن الرحیم نازل ہوئی تو پہاڑ کانپ اٹھے اور جہنم کے فرشتوں نے کہا کہ جو اس کو پڑھے گا جہنم میں داخل نہ ہوگا۔ جس طرح جہنم کے فرشتوں کی تعداد انیس ہے اسی طرح سے بسم اللہ کے حروف کی تعداد بھی انیس ہے، پس جو شخص کثرت سے اس کا ورد رکھے گا اس کو عالم سفلی وعلوی میں ہیبت عطاء کی جائے گی۔

بسم اللہ وہ تحریر ہے جس کو لوح کی تختی پر قلم علوی کے ساتھ تحریر کیا گیا اور یہ وہ تختی تھی جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کے ملک کو قائم رکھا۔

پس جو شخص چھ سو مرتبہ لکھ کر اپنے پاس رکھے گا مخلوقات کے دلوں میں اس کی ہیبت قائم ہوگی اور جو شخص اس کو اس کی عظمت کا لحاظ کرتے ہوئے خوشخط لکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنے ہاں متقین میں سے لکھ دیں گے۔

حالت جنابت اور حیض میں تلاوت ممنوع ہے

(حدیث ۲۸۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا يَقْرَأُ الْجُنُبُ وَلَا الْحَائِضُ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ — (حم، ت، ٥) عن ابن عمر — (ح). (۲۸۳)

(ترجمہ) حالت جنابت اور حالت حیض میں قرآن کریم کی کچھ بھی تلاوت نہ کی جائے۔

۲۸۳ (الجامع الصغیر: ۹۹۸۳) ــــ رواہ احمد والترمذی (۱۳۱) وابن ماجۃ، تاریخ بغداد للخطیب (۲: ۱۴۵)

(لطائف ومعارف)

ایسی حالت میں قرآن کی تلاوت حرام ہے۔

اور جنابت کا معنی یہ ہے کہ جب آدمی کو نیند میں احتلام ہو جائے یا حالت بیداری میں صحبت وغیرہ سے منی خارج ہو، ہاں اگر اونچی جگہ سے اچانک نیچے اترنے میں یا بیماری وغیرہ کی وجہ سے منی کا خروج ہو تو اس سے جنابت لاحق نہیں ہوتی، استنجاء اور وضو ہی کافی ہے۔

بلا طہارت قرآن کو ہاتھ لگانا

(حدیث ۲۸۴) حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا تَمَسَّ الْقُرْآنَ اِلَّا وَاَنْتَ طَاهِرٌ۔ (طب، قط، ک) عن حکیم بن حزام۔ (صح). (۲۸۴)

(ترجمہ) قرآن کریم کو ہاتھ نہ لگاؤ مگر جبکہ تم پاک ہو۔

(لطائف ومعارف)

چھوٹی اور بڑی دونوں قسم کی حدث سے پاک ہونے کے بعد قرآن یا قرآن کی کسی آیت یا قرآن کی کسی چیز کو ہاتھ لگائے۔

حالت جنابت اور حالت حیض میں تو قرآن کریم کو ہاتھ لگانا قطعاً حرام ہے، حالت عدم وضو میں بھی احتیاط کرنی چاہئے۔

قرآن کریم کی وہ تفسیر جس کے متن پر قرآن اور اس کا ترجمہ ہو اور حاشیہ پر تفسیر ہو یا صفحہ بہ صفحہ حسب ضرورت تھوڑا سا متن اور ترجمہ اور باقی تفسیر لگی ہوئی ہو تو اس کو بغیر وضو کے چھونا درست ہے۔

دو شفاؤں: شہد اور قرآن کو لازم کرلو

(حدیث ۲۸۵) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

---

۲۸۴ (الجامع الصغیر: ۹۸۶۶) ــــ رواہ الطبرانی فی الکبیر (۳: ۲۳۰) والدارقطنی فی المناقب (۱: ۱۲۳) قال الحاکم صحیح واقرہ الذہبی (۳: ۴۸۵)

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِالشِّفَاءَيْنِ: الْعَسَلِ ،وَالْقُرْآنِ- (ه، ك) عن ابن مسعود-(بمح).(۲۸۵)

(ترجمہ) اپنے اوپر دو شفاؤں شہد اور قرآن کو لازم کرلو۔

(لطائف ومعارف)

شہد کے شفاء ہونے کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے (فیه شفاء للناس). یہ ہر طرح کی بیماری میں کس طرح شفاء بنتی ہے' مقدار کیا ہے' طریقہ کیا ہے؟ اس کو روحانی اور جسمانی اطباء نے اپنی اپنی کتابوں میں ذکر کردیا ہے اور قرآن کریم کے شفاء ہونے کا ذکر بھی قرآن کریم میں موجود ہے۔ "وننزل من القرآن ماهو شفاء ورحمة للمؤمنين".

نبی کریم ﷺ نے اس حدیث میں شہد اور قرآن کا ذکر کرکے طب انسانی اور طب الٰہی دونوں کو جمع کردیا ہے۔ اسی طرح سے فاعل طبعی اور فاعل روحانی اور طب اجساد اور طب ارواح اور سبب ارضی اور سبب سماوی کو بھی جمع کردیا ہے۔

علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں حضور ﷺ نے جنس شفاء کو دو قسموں شفاء حقیقی اور شفاء غیر حقیقی پر تقسیم کیا ہے۔

علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ امراض قلبیہ کا مجموعہ شبہات اور خواہشات ہیں اور قرآن کریم ان دونوں کے لئے شفا ہے کیونکہ اس میں براہین قطعیہ بھی ہیں اور مطالب عالیہ پر دلالت بھی جو قرآن کریم کے سوا کسی اور کتاب میں نہیں ملتے۔

خوبصورت آواز کا قرآن وغیرہ میں استعمال

(حدیث ۲۸۶) حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حَسِّنُوا الْقُرْآنَ بِاَصْوَاتِكُمْ،فَاِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ يَزِيْدُ الْقُرْآنَ

---

۲۸۵ (الجامع الصغير: ۵۵۳۴) ــــ رواه ابن ماجة رواه الحاكم فى الطب وقال على شرطهما وقال البيهقى فى الشعب الصحيح موقوف على ابن مسعود .

حُسِّنُوا-الدارمی وابن نصر فی الصلاۃ(ک)عن البراء-(ح). (۲۸۶)

(ترجمہ) قرآن کریم کو اپنی آواز کے ساتھ خوبصورت کر کے پڑھا کرو کیونکہ خوبصورت آواز قرآن کے حسن کو بڑھا دیتی ہے۔

(لطائف ومعارف)

علامہ قشیریؒ فرماتے ہیں اس حدیث میں خوبصورت آواز کی فضیلت معلوم ہوتی ہے اس لئے خوبصورت آواز سننے میں کوئی حرج نہیں لیکن ابن تیمیہؒ نے اس پر لکھا ہے کہ یہ حدیث کتاب اللہ کی تلاوت کو خوبصورت آواز میں پڑھنے کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے نہ کہ گانے کی آواز میں، لیکن جو شخص ان چیزوں کو خلط ملط کرے گا وہ حق کو باطل کے مشابہ کرے گا۔

کتاب اللہ کے علاوہ اگر حمد نعت میں خوبصورت آواز کو استعمال کیا جائے تو یہ بھی محمود ہے اور مباح اشعار میں مباح ہے، غیر مباح اور غیر شرعی اشعار میں مذموم ہے۔ خصوصاً عورتوں کا فی زمانہ گانے کے ساتھ خوبصورت آواز کا استعمال کرنا پھر کیسٹوں، ریڈیو، ٹی وی، کمپیوٹر کے ذریعے اس کی تشہیر کرنا سب حرام ہے جو عورتیں آج کل میلاد یا محرم وغیرہ کے موقعوں پر نعت اور غزل کے اشعار ریڈیو یا ٹی وی پر سرعام آ کر پڑھتی ہیں نامحرم ان کی خوبصورت آواز سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور ان کی تصویر دیکھتے ہیں تو یہ سب بھی حرام ہے بلکہ وہ نعت کی بھی توہین کر رہی ہوتی ہیں۔ ایسے گانے والے اور ان کے گانے سننے والے سب گناہ میں شریک ہیں جس جس کا گناہ میں جتنا جتنا حصہ ہو گا وہ اتنا گناہ گار ہوگا۔

بہترین تلاوت کا طریقہ

(حدیث ۲۸۷) حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

۲۸۶ (الجامع الصغیر: ۳۷۲۶) ــــ رواہ الحاکم فی مستدرکہ والدارمی فی مسندہ وابن نصر محمد فی کتاب الصلوٰۃ تالیفہ، مجمع الزوائد (۶: ۱۷۰).

أَحْسَنُ النَّاسِ قِرَاءَةً الَّذِی إِذَا قَرَأَ رَأَیْتَ أَنَّهُ یَخْشَی اللّٰهَ ــ محمد بن نصر فی کتاب الصلاة (هب خط) عن ابن عباس، السجزی فی الإبانة (خط) عن ابن عمر (فر) عن عائشة (ض) وابن ماجة والبزار والهیثمی. (۲۸۷)

(ترجمہ) لوگوں میں سب سے بہترین تلاوت کرنے والا وہ شخص ہے جب وہ تلاوت کرے تو تو اس کو اس حالت میں دیکھے کہ وہ اللہ سے ڈر رہا ہے۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ تلاوت کی ایک حالت ہے جو جلال خداوندی اور اس کے عرفان صفات کے مطالعہ کا تقاضا کرتی ہے' اس حالت کے کئی آثار ہیں جن سے اللہ کی وعید اور زواجر تذکیر سے خشیت پیدا ہوتی ہے۔ پس جس شخص پر یہ حالت طاری ہوگئی اور ہیبت جلال ظاہر ہوگئی وہ شخص سب سے بہتر تلاوت کرنے والا ہے کیونکہ اس کی حالت غافل دل کی حالت نہیں ہے وہ اپنے رب کے مواعظ میں اپنے دل میں نور یقین کے داخل ہونے اور کلام رب العالمین کے ساتھ تلذذ کے ساتھ تدبر اور اللہ کا خوف وخشیت رکھتا ہے' اگر تلاوت میں یہ حالت نہ ہو تو قرآن اس کے حلق سے نیچے نہیں اترا۔

ایک کامل شخص نے بیان کیا کہ ایک لڑکا ایک نیک آدمی کے پاس قرآن پڑھتا تھا۔ اس نیک آدمی نے اس لڑکے کو دیکھا کہ اس کا رنگ پیلا پڑ گیا ہے۔ اس کے بارے میں لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یہ ہر رات میں ایک قرآن کی تلاوت کرتا ہے۔ جب اس لڑکے سے اس نیک آدمی کی ملاقات ہوئی تو فرمایا کہ آج رات مجھے اپنے سامنے موجود سمجھ کر نماز میں تلاوت کرو اور میری موجودگی کو کبھی نہ بھولو' چنانچہ اس نے صبح کی تو پوچھا کیا تم نے اپنی حسب عادت پورا قرآن پڑھا ہے؟ عرض کیا:

---

۲۸۷ (الجامع الصغیر: ۲۵۲) ــ اتحاف السادة (۴: ۵۲۱)' کنز العمال (۲۷۴۹)' محمد بن نصر فی کتاب الصلوٰة' بیهقی فی شعب الایمان' خطیب فی تاریخ بغداد عن ابن عباس . السجزی فی الابانة . خطیب فی تاریخ بغداد عن ابن عمر . دیلمی فی الفردوس عن عائشة . ورواه ابن ماجة . والهیثمی عزاه الی البزار وقال رجاله رجال الصحیح.

نہیں۔ نصف قرآن سے زیادہ نہیں پڑھ سکا فرمایا کہ آج رات حضور ﷺ کے ان صحابہ میں سے کسی ایک کے موجود ہونے کا تصور کرنا جس نے حضور ﷺ سے قرآن سنا ہے۔ ان کو قرآن سناؤ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا تو چوتھائی قرآن سے زیادہ نہ پڑھ سکا' پھر فرمایا: آج رات اس ذات کے سامنے قرآن پڑھنے کی نیت رکھو جس پر قرآن کریم نازل ہوا ہے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا تو ایک پارہ سے زیادہ نہ پڑھ سکا فرمایا: کہ آج رات حضرت جبرائیل علیہ السلام کے سامنے قرآن پڑھنے کا تصور باندھو جن کے ذریعے سے قرآن اترا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کی قدر پہچان کر تلاوت کرنا تو وہ صرف ایک سورت کی ہی تلاوت کر سکا تو ان بزرگ نے فرمایا کہ اللہ سے توبہ کرو اور اس سے ڈرو۔ پھر فرمایا: یہ بھی ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ نمازی اپنے رب کے ساتھ مناجات کرتا ہے۔ اس کے سامنے کھڑا ہوتا ہے' اس کو قرآن سے اپنا نصیب حاصل کرنے کی اور اس پر غور و فکر کرنے کی کوشش کرنی چاہئے کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے' قرآن پڑھنے سے مقصد صرف حروف کو جمع کرنا نہیں ہے بلکہ معانی پر غور کرنا مقصود ہے' چنانچہ اس نے اسی طرح سے تلاوت اور نماز پڑھنا شروع کر دی صبح کو مریض ہو کر نماز سے فارغ ہوا اس کے استاذ نے اس کی عیادت لی' جب لڑکے نے اپنے استاذ کو دیکھا تو رو پڑا اور کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو میری طرف سے جزائے خیر عطاء کرے۔ مجھے رات ہی معلوم ہوا کہ میں غلطی پر تھا۔ جب میں نے حق سبحانہ وتعالیٰ کا استحضار کیا اور خود کو اس کے سامنے کھڑا کیا اور اس کے سامنے اس کا کلام پڑھنا شروع کیا تو صرف ایاک نعبد تک ہی پہنچ سکا' مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ میرے نفس نے سچ کہا ہے یا نہیں پس مجھے حیاء آئی کہ میں ایاک نعبد (میں خاص تیری ہی عبادت کرتا ہوں) کہوں جبکہ وہ میرے جھوٹ کو جانتا ہے پس میں سورۂ فاتحہ کو "مالک یوم الدین" تک دہراتا رہا حتیٰ کہ صبح ہو گئی اور میرا جگر پھٹ گیا بس اب تو دنیا سے رخصت ہونے کا وقت ہی آ گیا ہے پھر وہ فوت ہو گیا۔ اس کا استاذ اس کے پاس آیا اور اس کو پکارا تو اس نے قبر کے اندر سے جواب دیا "اے استاذ! میں زندہ ہوں' زندہ کے پاس پہنچ گیا ہوں' مجھ سے اس نے کسی چیز کا حساب نہیں لیا پھر وہ استاذ اس کی قبر کے پاس سے جب اٹھا تو مریض ہو کر اٹھا بالآخر وہ بھی اسی حالت میں فوت ہو گیا۔

اللہ سے ہم کلام ہونے کا طریقہ

(حدیث ۲۸۸) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا اَحَبَّ اَحَدُكُمْ اَنْ يُحَدِّثَ رَبَّهُ فَلْيَقْرَإِ الْقُرْآنَ۔ (خط، فر) عن أنس –(ض). (۲۸۸)

(ترجمہ) تم میں سے جب کوئی پسند کرے کہ وہ اپنے رب سے ہم کلام ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ قرآن کی تلاوت کرے۔

(لطائف ومعارف)

یہ اللہ سے ہم کلام ہونا اشارہ بالکنایہ کے قبیل سے ہے کیونکہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندوں کے لئے پیغام ہے گویا کہ تلاوت کرنے والا عرض کرتا ہے کہ یارب آپ نے یہ اور یہ ارشاد فرمایا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ مجاز تشبیہ ہو اور اس میں یہ ارشاد ہو کہ پڑھنے والا ظاہراً اور باطناً پاکیزہ رہے اور حضور قلب کے ساتھ تدبر کرے اور جب کسی آیت رحمت سے گزر ہو تو اس کا سوال کرے اور جب کسی آیت عذاب سے گزر ہو تو اس سے پناہ مانگے۔

قاری قرآن کا جنت میں مرتبہ علیا

(حدیث ۲۸۹) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ عَدَدَ دَرَجِ الْجَنَّةِ عَدَدُ الْقُرْآنِ، فَمَنْ دَخَلَ الْجَنَّةِ مِمَّنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ لَمْ يَكُنْ فَوْقَهُ اَحَدٌ–ابن مردويه عن عائشة–(صح). (۲۸۹)

(ترجمہ) جنت کے درجات کی تعداد قرآن کریم کے درجات کی تعداد کے برابر ہے پس جو شخص قراء قرآن میں سے جنت میں داخل ہوگا تو اس سے اوپر درجہ میں کوئی نہ ہوگا۔

---

۲۸۸ (الجامع الصغير: ۳۶۰) ــــ تاريخ بغداد للخطيب ' مسند الفردوس وهو حديث ضعيف.

۲۸۹ (الجامع الصغير: ۲۲۹۶) ــــ رواه ابن مردويه في تفسيره ورمز السيوطي لحسنه.

(لطائف ومعارف)

قاریٔ قرآن سے مراد مکمل قرآن کا قاری اور حافظ ہونا ہے' اس کے ساتھ عمل بھی شرط ہے نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جنت کے درجات سو سے زائد ہیں' جس حدیث میں جنت کے درجات کی تعداد سو آئی ہے تو شاید یہ جنت کے مجموعی درجات کی تعداد ہے اور یہ قرآن کی آیات کے درجات کی تعداد انہیں سو درجات کی مزید تفصیل ہے کہ ان سو درجوں میں مراتب کے لحاظ سے قرآن کریم کی آیات کی تعداد کے برابر درجات ہیں۔

آخرت میں قرآن کریم کی تلاوت نہ ہوگی اور جو ہوگی وہ ملائکہ کی تسبیح کی طرح ہو گی جوان کو جنت کی لذتوں سے بے پرواہ نہ کرے گی بلکہ یہ تمام لذتوں سے بڑی لذت کی طرح ہوگی باقی لذتیں اس سے ہیچ ہوں گی۔

اکابر کی کثرتِ تلاوت میں روحانیت کی تاثیر

(حدیث ۲۹۰) حضرت سعید بن المنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِقْرَإِالْقُرْآنَ فِی ثَلَاثٍ إِنِ اسْتَطَعْتَ – (حم طب) عن سعید بن المنذر – (ض). (۲۹۰)

(ترجمہ) قرآن کو تین دنوں میں پڑھ اگر تجھ میں طاقت ہو۔

(لطائف ومعارف)

علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں: مجھے شیخ الاسلام برہان ابن ابی شریف نے بتایا کہ وہ ایک دن رات میں پندرہ قرآن کریم ختم کرتے ہیں اور کتاب الارشاد میں لکھا ہے کہ شیخ نجم اصبہانی نے یمن کے ایک شخص کو دیکھا جس نے طواف کے ایک چکر میں یا سات چکروں میں قرآن کو ختم کیا اور یہ نعمت (انسانی کوششوں سے باہر ہے) صرف فیضِ ربانی اور مدد رحمانی سے ہی حاصل ہوسکتی ہے۔اھ

۲۹۰ (الجامع الصغیر: ۱۳۳۲) ــــ رواہ احمد والطبرانی فی الکبیر 'کنز العمال (۲۷۷۵)

علامہ نوویؒ فرماتے ہیں: مجھے بعض معتمد آدمیوں نے بتایا کہ ہمارے شیخ عارف ربانی، عبدالوہاب شعرانیؒ نے مغرب اور عشاء کے درمیان دو ختم کئے پھر میں نے آپ کی کتاب، کتاب الاخلاق میں یہ بات پڑھی کہ:

"بعض حضرات کا عمل جسمانیت پر غلبۂ روحانیت کے مقام کے حصول کی بناء پر ہوتا ہے حتیٰ کہ آدمی اس درجہ پر فائز ہوتا ہے کہ وہ ایک دن اور رات میں اتنا اور اتنا ختم کرسکتا ہے۔ اس درجہ کے آدمی کے لئے ضرورت ہے کہ وہ شدید درجہ کا متقی اور کثرت سے اطاعت شعار ہوتا کہ اس کو ایسے کشفی مراتب حاصل ہوں ورنہ کسی شخص میں یہ مجال نہیں ہے کہ وہ قرآن کریم کو اتنا تیزی سے اتنے مختصر سے وقت میں پڑھ سکے بلکہ اس کی یہ حالت ہوگی کہ کوئی پرندہ زمین پر کسی چٹان کو گھسیٹ رہا ہے پس جو شخص حضور ﷺ کے لئے قرآن کی ترتیل کے متعلق اللہ تعالیٰ کے حکم کے راز کو پہچان لے گا اس کی روحانیت اس کی جسمانیت پر غالب آجائے گی اور جب یہ تلاوت کرے گا تو کوئی شخص بھی اس کی مقدارِ تلاوت کو نہیں پہنچ سکے گا کیونکہ یہ الفاظ کو زبانِ روح کے ساتھ لپیٹ کر پڑھ رہا ہوگا اور شیخ علی المرصفیؒ نے اپنے ایام سلوک میں ایک دن اور رات میں تین لاکھ ساٹھ ہزار ختم کئے، ہر درجہ ایک ہزار درجہ پر ختم ہوتا تھا اور ہمارے شیخ، شیخ الاسلام زکریا بھی اسی مرتبہ پر فائز تھے جب ہم آپ کے ساتھ مل کر قرآن پڑھنا چاہتے تو ان سے نہیں مل پاتے تھے اور اسی طرح سے شیخ نور الدین شونی بھی ایسے ہی مقام پر تھے، ان دونوں حضرات کی روحانیت بھی ان کی جسمانیت پر غالب تھی" اھ

نوٹ: ایک دن رات میں تین لاکھ ساٹھ ہزار مرتبہ قرآن کریم کا ختم ظاہری طور پر عقل میں نہیں آتا، اس کی اصل صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے اوقات کے عرض میں برکت ڈال دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ بظاہر ایک دن اور رات کے ختم ہیں لیکن عرض کی طوالت کی وجہ سے وہ وقت ایک دن سے کہیں زیادہ طویل ہوتا ہے اور اگر دن رات کے عرض کی برکت کی تاویل نہ کی جائے تو پھر اسی حسی ایک دن رات میں اتنی زیادہ تعداد میں ان کا قرآن کریم کے ختم کرنا ان کی کرامت پر محمول ہے اور کرامت اسی خرق عادت کا نام ہے جو بظاہر عقل میں آنے والی نہیں ہوتی اور عوام اس

جیسے عمل سے عاجز ہوتے ہیں۔

اسی طرح کی ایک روایت حضرت علیؓ کے متعلق بھی ہے کہ آپؓ جب گھوڑے پر سوار ہوتے تھے تو ایک پائیدان پر جب ایک پاؤں رکھتے تو تلاوت شروع کر دیتے اور جب دوسرے پائیدان میں دوسرا پاؤں رکھتے تو قرآن کریم کا مکمل ختم فرما چکے ہوتے تھے۔

زیادہ سے زیادہ چالیس دنوں میں ایک ختم کرنا چاہئے

(حدیث ۲۹۱) حضرت ابن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِقْرَإِ الْقُرْآنَ فِیْ اَرْبَعِیْنَ — (ت) عن ابن عمر — (ح). (۲۹۱)

(ترجمہ) قرآن کریم کو چالیس دنوں میں تلاوت کر۔

(لطائف ومعارف)

تاکہ روزانہ دوسو پچاس آیات کی تلاوت ہو جائے۔ اس سے زیادہ مدت میں تلاوت کرنے سے نسیان اور سستی لاحق ہوتی ہے۔

چالیس دنوں کی تعداد حضور ﷺ نے مختلف چیزوں میں بیان کی ہے جیسا کہ انسان کی پیدائش میں نطفہ کا چالیس دن تک رہنا' پھر چالیس دن تک خون کے لوتھڑا کی حالت میں رہنا پھر روح پھونکنے تک چالیس دن تک رہنا' حضرت آدم علیہ السلام کا مٹی اور گارے کی حالت میں چالیس دن تک رہنا اور موسیٰ علیہ السلام کو چالیس دن کا وعدہ دینا اور دجال کا چالیس دن تک غالب رہنا اور نفاس کی اکثر مدت اور عقل کا کامل ہونا اور دیگر کئی چیزوں کے لئے حضور ﷺ نے چالیس دن کا ذکر کیا ہے لیکن یہ بات بھی ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ چالیس دنوں میں ایک ختم قرآن کرنا ضعیف لوگوں کی مدت ہے اور سب سے زیادہ ترقی کی حالت تین دن میں پورے قرآن کی تلاوت کرنا ہے۔

اجتماعی تلاوت اور تدریس قرآن

(حدیث ۲۹۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت

۲۹۱ (الجامع الصغیر: ۱۳۳۰) — رواہ الترمذی (۲۹۴۶، ۲۹۴۸) وحسنہ.

ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِیْ بَیْتٍ مِنْ بُیُوْتِ اللّٰہِ یَتْلُوْنَ کِتَابَ اللّٰہِ وَیَتَدَارَسُوْنَہٗ بَیْنَھُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَیْھِمُ السَّکِیْنَۃُ، وَغَشِیَتْھُمُ الرَّحْمَۃُ، وَحَفَّتْھُمُ الْمَلَائِکَۃُ، وَذَکَرَھُمُ اللّٰہُ فِیْمَنْ عِنْدَہٗ - (د) عن ابی ھریرۃ - (صح). (۲۹۲)

(ترجمہ) جو قوم بھی اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتی ہے اور ایک دوسرے سے پڑھتی پڑھاتی ہے تو اس پر سکینت نازل ہوتی ہے اور ان کو رحمت چھا جاتی ہے اور ان کو فرشتے گھیرے میں لے لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنے مقرب فرشتوں میں کرتے ہیں۔

(لطائف ومعارف)

علامہ نوویؒ فرماتے ہیں: اس حدیث میں قرآن کریم کی تلاوت کے لئے اکٹھے ہونے کی فضیلت موجود ہے حتیٰ کہ مسجد میں بھی۔

قرآن عذاب الٰہی سے محفوظ رکھتا ہے

(حدیث ۲۹۳) حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

اِقْرَءُوا الْقُرْآنَ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَا یُعَذِّبُ قَلْبًا وَعَی الْقُرْآنَ - تمام عن ابی امامۃ - (ح). (۲۹۳)

(ترجمہ) قرآن کریم کی تلاوت کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی ایسے دل کو عذاب نہیں دے گا جس نے قرآن کو جگہ دی ہوگی۔

(لطائف ومعارف)

یعنی قرآن کو یاد کیا اس کو سمجھا اور جو کچھ اس میں احکامات ہیں ان پر عمل کیا پس

---

۲۹۲ (الجامع الصغیر: ۷۷۷۶) — رواہ ابو داؤد (۱۴۵۵)، ابن ماجۃ (۲۲۵)، مسلم فی الذکر والدعاء (ب ۱۱ رقم ۳۸)

۲۹۳ (الجامع الصغیر: ۱۳۴۰) — فوائد تمام وحسنہ السیوطی. جمع الجوامع (۳۹۳۱)

جس شخص نے قرآن کے الفاظ تو یاد کر لئے مگر اس کے احکام کی خلاف ورزی کی تو اس نے قرآن کو محفوظ نہیں کیا۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستریؒ فرماتے ہیں: اللہ کی محبت کی نشانی قرآن سے محبت کرنا ہے اور قرآن سے محبت کی نشانی نبی کریم ﷺ سے محبت کرنا ہے اور حضور ﷺ سے محبت کی نشانی سنت سے محبت کرنا ہے اور سنت سے محبت کی نشانی آخرت سے محبت کرنا ہے اور آخرت سے محبت کی نشانی دنیا سے بغض کرنا ہے اور دنیا سے بغض کی نشانی یہ ہے کہ یہ شخص دنیا سے بقدر ضرورت کے علاوہ کچھ نہ لے۔

سورۂ فاتحہ کی عظمت

(حدیث ۲۹۴) حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اُمُّ الْقُرْآنِ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرآنُ الْعَظِيمُ - (خ) عن أبي بكر. (۲۹۴)

(ترجمہ) سورۂ فاتحہ سبع مثانی بھی ہے اور قرآنِ عظیم بھی ہے۔

(لطائف ومعارف)

علامہ خلیل فرماتے ہیں کہ ہر وہ چیز جس کے ساتھ کوئی بعد والی چیز چمٹائی جائے اس کو ام (ماں) کہتے ہیں۔ یہ سورت کلیات معانی قرآن پر مشتمل ہے اور یہ مبدأ یعنی اللہ تعالیٰ کی ثناء اور معاش یعنی عبادت اور معاد یعنی جزاء وسزا پر مشتمل ہے۔

لغت میں ماں اس کو کہتے ہیں جس کو اس کی اولاد باری باری آ کر چمٹے سورۂ فاتحہ بھی ایسی ہے نماز کی رکعات میں اس کو اولاً پڑھا جاتا ہے اور اس کے بعد باقی سورتوں کو خصوصاً نماز تراویح میں بالترتیب باری باری ملا کر پڑھا جاتا ہے۔

یا اس لئے یہ ام القرآن ہے کہ قرآن کریم کے تمام معانی اس میں اجمالاً موجود ہیں باقی قرآن اس کی تفصیل ہے۔

۲۹۴ (الجامع الصغیر: ۱۶۱۴) ـــ رواه البخاری (۶: ۱۰۲) جمع الجوامع (۱۶۱۴، ۲۳۷۷) فتح الباری (۸: ۱۵۶، ۳۸۱).

امام رازیؒ نے اپنی مشہور زمانہ تفسیر ''تفسیر کبیر'' کی پہلی جلد کے شروع میں لکھا ہے کہ میرے نزدیک سورۂ فاتحہ میں دس ہزار مسئلے ہیں پھر انہوں نے نمونہ کے طور پر ایک جلد میں سورۂ فاتحہ کے مسائل قلم بند کئے ہیں جو تفسیر کبیر کی پہلی جلد کی شکل میں چھپی ہوئی ہے۔

سورۂ فاتحہ کو سبع مثانی اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی سات آیات ہیں اور ان کو نماز میں دہرایا جاتا ہے اس کی پہلی آیت الحمد للہ رب العالمین ہے اور ساتویں ''غیر المغضوب علیهم ولا الضالین'' ہے۔

بعض حضرات نے مثانی کا معنی بار بار سورۂ فاتحہ کے نازل ہونے کے کئے ہیں یا اس لئے اس کو سبع مثانی کہتے ہیں کہ اس کی آیات کے مضامین قرآن کریم میں بار بار آئے ہیں وغیر ذلک۔

فرائض کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنے سے جنت

(حدیث ۲۹۵) حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا أَنْ يَمُوْتَ۔ (ن،حب)عن ابی امامة۔ (صح). (۲۹۵)

(ترجمہ) جس شخص نے ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھی اس کو جنت میں داخل ہونے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی، سوائے اس کے کہ جب مرے گا تو جنت میں داخل ہوگا۔

(لطائف ومعارف)

بعض علماء نے اس کا معنی یہ کیا ہے کہ سلام کے بعد آیت الکرسی پڑھیں اور بعض نے کہا ہے سلام سے پہلے پڑھیں، صحیح یہ ہے کہ سلام کے بعد پڑھیں۔

۲۹۵ (الجامع الصغیر: ۸۹۲۶)__ رواه النسائی وابن حبان.

بخاری کی شرح قسطلانیؒ میں کتاب الصوم میں یہ روایت منقول ہے۔

من اَدمن قراءة آية الكرسي عقب كل صلوة فإنه لا يتولى قبض روحه إلا الله .

جو شخص ہر (فرض) نماز کے بعد ہمیشہ آیۃ الکرسی پڑھے گا اس کی روح خود اللہ تعالیٰ قبض کریں گے۔

آیت الکرسی عرش کے خزانہ سے ہے

(حدیث ۲۹۶) حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اُعْطِيْتُ آيَةَ الْكُرْسِيِّ مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ – (تخ) وابن الضريس عن الحسن مرسلا – (صح). (۲۹۶)

(ترجمہ) مجھے آیت الکرسی عرش کے نیچے (کے خزانہ) سے دی گئی ہے اور یہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطاء نہیں کی گئی۔

(لطائف ومعارف)

علامہ سیوطیؒ لکھتے ہیں کہ یہ آنحضرت ﷺ کی خصوصیت میں سے ہے کہ آپؐ کو عرش کے خزانہ سے ایسی چیزیں عطاء کی گئی ہیں جو اور کسی نبی کو عطاء نہیں کی گئیں اور آپؐ کو بسم اللہ، سورۂ فاتحہ، آیت الکرسی، خواتیم سورۂ بقرہ اور سات طوال مفصل کے ساتھ خصوصیت بخشی گئی ہے۔

سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات کی برکات

(حدیث ۲۹۷) حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَرَأَ الْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِيْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ – (۴) عن

---

۲۹۶ (الجامع الصغير: ۱۱۶۸) ــــ رواه الامام البخاري في تاريخه الكبير (۱: ۲۴۹)، درمنثور (۱: ۲۲۶، ۲۲۷) وابن الضريس عن الحسن مرسلا وسنده صحيح.

ابن مسعود۔(صح).(۲۹۷)

(ترجمہ) جس شخص نے سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات کی کسی رات میں تلاوت کی تو یہ دونوں آیات اس کو (اس رات کیلئے) کافی ہو جائیں گی۔

(لطائف ومعارف)

یہ سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں آمن الرسول سے شروع ہو کر آخر سورت پر ختم ہوتی ہیں۔ رات بھر کے لئے کافی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص ان دو آیات کو پڑھ لے گا تو رات بھر کی تلاوت قرآن کی جگہ یہ کافی ہوں گی۔ چاہے وہ نماز کے اندر پڑھی جائیں یا نماز سے باہر، چاہے کسی قسم کی آیات کی تلاوت کی جائے ایمان کی آیات ہوں یا اعمال کی ہوں، اجمالی ہوں یا تفصیلی ہوں اور اس رات ہر مکروہ سے حفاظت کرتی ہیں، چاہے وہ شیطان کا شر ہو یا دیگر آفات بلکہ جنات وانس دونوں کے شر سے حفاظت کرتی ہیں یا یہ معنی ہے کہ ان دو آیات کی تلاوت کے سبب آدمی کو وہ ثواب حاصل ہو جاتا ہے جو کسی اور عمل سے حاصل ہو سکتا ہے یا یہ معنی ہے کہ آیۃ الکرسی کی جگہ بھی یہ دونوں آیتیں کافی ہو جاتی ہیں کہ جو شخص بستر پر لیٹتے ہوئے ان دو آیات کو پڑھ لے تو یہ آیۃ الکرسی کے قائم مقام ہو جائیں گی اور اللہ تعالیٰ اس کے گھر کو محفوظ کر دیں گے۔

اور ایک حدیث شریف میں ہے دنیا اور آخرت کی کوئی خیر نہیں نازل ہوئی مگر یہ دونوں آیتیں اس کو شامل ہیں بس آخرت کی خیر آمن الرسول سے لے کر لانفرق بین احد میں ہے۔ جس میں ایمان اور تصدیق موجود ہے اور سمعنا و اطعنا میں اسلام اور اتباع اور اعمال ظاہرہ کی طرف اشارہ ہے اور الیک المصیر میں آخرت کی جزاء وسزا کی طرف اشارہ ہے اور لایکلف اللہ سے آخر تک منافع دنیویہ کی طرف اشارہ ہے جن میں ذکر دعا اور تمام کتابوں اور رسولوں پر ایمان وغیرہ موجود ہے اسی لئے یہ دونوں آیتیں عرش کے نیچے کے خزانہ سے نازل کی گئی ہیں۔

---

۲۹۷ (الجامع الصغیر: ۸۹۲۷) ــــ رواہ البخاری ابو داؤد والنسائی والترمذی (۲۸۸۱) وابن ماجۃ ومسلم، مسند احمد (۴: ۱۲۱، ۱۲۲)

مرنے والے کے پاس سورۃ یٰسٓ کی تلاوت

(حدیث ۲۹۸) حضرت حسن بصریؒ سے مرسلاً مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَرَأَ يٰسٓ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللهِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، فَاقْرَأُوهَا عِنْدَ مَوْتَاكُمْ۔ (هب) عن الحسن مرسلا۔ (صح). (۲۹۸)

(ترجمہ) جو شخص اللہ کی رضا جوئی کے لئے سورۂ یٰسٓ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے گذشتہ گناہ معاف کردیں گے پس اس کو تم اپنے مرنے والوں کے پاس پڑھا کرو۔

(لطائف ومعارف)

یعنی جس شخص پر موت واقع ہو رہی ہو اس کے پاس بیٹھ کر سورۂ یٰسٓ پڑھنی چاہئے تاکہ وہ اس کو سنے اور اپنے دل پر جاری کرے تاکہ اس کے سابقہ گناہ معاف کردئے جائیں۔

مردوں پر سورۃ یاسین پڑھنے کا فائدہ

(حدیث ۲۹۹) حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِقْرَأُوا عَلٰى مَوْتَاكُمْ يٰسٓ (حم، د، ه، حب، ك) عن معقل بن يسار (ح). (۲۹۹)

(ترجمہ) اپنے مردوں پر سورۂ یٰسٓ کی تلاوت کیا کرو۔

(لطائف ومعارف)

مردوں پر سورۂ یٰسٓ اس لئے پڑھی جاتی ہے تاکہ وہ اس کو سنے اور اس کو اپنے دل پر جاری کرے کیونکہ انسان اس وقت اپنی تمام قوتوں میں ضعیف پڑ چکا ہوتا ہے اور اس کے اعضاء اور دل جواب دے رہے ہوتے ہیں اور بالکلیہ اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو

---

۲۹۸ (الجامع الصغیر: ۸۹۳۷) ــــ رواه البيهقي في شعب الإيمان، مشكوة (۲۱۷۸)، كنز العمال (۲۶۹۱، ۲۶۲۹)

۲۹۹ (الجامع الصغیر: ۱۳۴۴) ــــ مسند احمد وابو داؤد (۳۱۲۱) وابن ماجة في الجنائز وابن حبان در منثور (۳: ۳۱۹) والحاكم ورمز السيوطي لحسنه وضعفه آخرون.

ایسے وقت میں اس کے پاس ایسی چیز کی تلاوت کی جائے جو اس کی قوت میں اضافہ کرے اور اس کی تصدیق کو مضبوط کرے اور اس کے یقین کو تقویت دے۔

سورۂ یٰسٓ دوبارہ جی اٹھنے' قیامت' امتوں کے احوال اور ان کے خاتمہ کے بیان میں ہے اور اس میں تقدیر کا اثبات بھی ہے اور یہ کہ بندوں کے سب کاموں کا انجام اللہ کی طرف ہوتا ہے اور توحید کا اثبات' شرکاء کی نفی' قیامت کی علامات' دوبارہ اٹھنا' حشر' پیشی' حساب' جزاء اور حساب کے بعد جنت یا جہنم وغیر ذلک بھی سورۂ یٰسٓ میں موجود ہیں' اس کی تلاوت سے مرنے والے کے ذہن میں ان احوال کا ذکر تازہ ہوتا ہے اور اصول دین کی بنیادوں سے تنبہ ہوتا ہے اور احوال برزخ و قیامت جن کی طرف وہ منتقل ہونے والا ہے' ان کو یاد کرتا ہے۔

علامہ ابن رُفعہؒ نے اس حدیث کے ظاہری الفاظ سے استدلال کرتے ہوئے اس عمل کو صحیح قرار دیا ہے کہ موت کے بعد مردے پر سورۂ یٰسٓ کی تلاوت کی جائے اور بہتر یہ ہے کہ ان دونوں معنوں کو جمع کر لیا جائے کہ وفات سے پہلے بھی سورۂ یاسین پڑھی جائے اور بعد میں بھی۔

بعض احناف نے اس حدیث سے یہ دلیل پکڑی ہے کہ آدمی اپنے عمل کا ثواب چاہے تلاوت کا ہو یا نماز کا یا صدقہ یا حج کا کسی بھی دوسرے شخص کو دے سکتا ہے اور اس کی دلیل یہ حدیث بھی ہے اور حضور ﷺ کا اپنی امت کی طرف سے قربانی کرنا اور فرشتوں کا مومنین کے لئے استغفار کرنا بھی ہے اور آیت **وان لیس للانسان الا ماسعٰی** جس سے منکرین ایصال ثواب نے استدلال کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آیت **الحقنابھم ذریتھم** والی آیت سے منسوخ ہے یا حضرت ابراہیمؑ و حضرت موسیٰؑ کی قوم کے ساتھ خاص ہے یا کافر مراد ہیں تو اس آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ کافر کو اس کے کفر کی وجہ سے دوسرے لوگوں کے نیک اعمال مرنے کے بعد فائدہ نہیں پہنچا سکیں گے۔ باقی رہے مسلمان تو وہ اس آیت کا مصداق نہیں ہیں یا اس آیت میں سعی سے سعی ایمانی مراد ہے کہ کسی شخص کا ایمان دوسرے کے کام نہیں آئے گا۔

علامہ ابن عربیؒ فرماتے ہیں: سورۂ یٰسٓ کی تلاوت مردے کے پاس لازماً کرنی

چاہئے، پھر فرمایا کہ میں بیمار ہوا اور مجھ پر غشی طاری ہوئی اور اپنے آپ کو مردوں میں سے سمجھنے لگا تو میں نے ایک جماعت کو دیکھا جو بدشکل تھی اور مجھے اذیت دینا چاہتی تھی اور ایک حسین وجمیل عمدہ خوشبو والے شخص کو دیکھا جو ان کو مجھ سے دفع کر رہا تھا حتیٰ کہ وہ ان پر غالب آ گیا پس میں نے اس سے پوچھا: آپ کون ہیں؟ تو اس نے کہا: میں سورۂ یٰسین ہوں پھر مجھے ہوش آ گیا تو میں نے دیکھا کہ میرے ابا میرے سر کے پاس بیٹھے ہیں اور وہ رو بھی رہے ہیں اور سورۂ یٰسین بھی پڑھ رہے ہیں اور اس کو انہوں نے ختم بھی کر لیا۔

سورۂ اخلاص تہائی قرآن کے برابر ہے

(حدیث ۳۰۰) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ — مالک (حم، خ، د، ن) عن ابی سعید (خ) عن قتادة بن النعمان (م) عن ابی الدرداء (ت، ہ) عن ابی هریرہ (ن) عن ابی ایوب (حم، ہ) عن ابی مسعود الانصاری (طب) عن ابن مسعود وعن معاذ (حم) عن ام کلثوم بنت عقبة، البزار عن جابر، ابو عبید عن ابن عباس — (صح) (۳۰۰)

(ترجمہ) قل هو الله احد (سورۂ اخلاص) تہائی قرآن کے برابر ہے (باوجود اس کے کہ اس کی تین آیات ہیں اور قرآن کریم کی آیات چھ ہزار سے زائد ہیں)۔

(لطائف ومعارف)

قرآن کریم قصص، احکام اور صفات پر مشتمل ہے اور سورۂ اخلاص میں اللہ تعالیٰ کی

---

۳۰۰ (الجامع الصغیر: ۶۱۳۲) — رواہ مالک فی الموطا واحمد فی مسندہ (۳: ۲۳) والبخاری فی صحیحہ وابو داود فی سننہ والنسائی فی سننہ عن ابی سعید (۱، ۲: ۱۷۲، ۲۵۰) والبخاری عن قتادة بن النعمان ومسلم فی صلوٰة المسافرین عن ابی الدرداء (ب ۴۵ رقم ۲۵۹) والترمذی (۲۸۹۴) وابن ماجة عن ابی هریرة والنسائی عن ابی ایوب واحمد وابن ماجة (۳۷۸۷) عن ابی مسعود الانصاری والطبرانی فی الکبیر عن ابن مسعود وعن معاذ واحمد عن ام کلثوم بنت عقبة والبزار فی مسندہ عن جابر وابو عبید القاسم بن سلام عن ابن عباس قال السیوطی وهو حدیث متواتر.

صفات کا ذکر ہے۔ اس لئے یہ تہائی قرآن کے برابر ہے یا یہ معنی ہے کہ جو شخص اس کی تلاوت کرے گا اس کو تہائی قرآن کے بقدر ثواب ملے گا۔ اس طرح سے اگر کسی شخص نے تین دفعہ سورۂ اخلاص پڑھی تو اس کو پورے قرآن کی تلاوت کا ثواب ملے گا لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ سورۂ اخلاص کے پڑھنے سے پورے قرآن کا ثواب ملے گا اور پورے قرآن کا ثواب کم از کم دس گنا ہو کر سورۂ اخلاص سے زیادہ ملے گا تو گویا کہ سورۂ اخلاص کا ثواب بلا تضعیف ہوا اور پورے قرآن کی تلاوت کا ثواب مع التضعیف ہوا۔

ابن عربیؒ نے لکھا ہے کہ بعض اہل کشف کے سامنے قرآن کریم کی سورتیں ایک سو تیرہ خیموں کی شکل میں ظاہر ہوئیں، یہ شخص ان پڑھ تھا لیکن کہا میں نے تو سنا ہے کہ قرآن کی ایک سو چودہ سورتیں ہیں تو اس سے کہا گیا: قل ھو اللہ احد ایسی سورت ہے جو آسمانوں اور زمینوں میں نہیں سما سکتی۔

ایک حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو شخص دس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں ایک محل دیں گے۔

(لطائف و معارف)

جنت کا محل کتنا بڑا ہوگا اور کیا کیا اس میں نعمتیں ہوں گی یہ تو ہے ہی لیکن محل کی حوریں بھی لازم ہیں، جب محل ملے گا حوریں بھی ملیں گی اور جو شخص سورۂ اخلاص کو کئی دسیوں مرتبہ پڑھے گا تو انشاء اللہ اس کے جنت کے محلات میں بھی اتنا ہی اضافہ ہوگا۔

مختلف سورتوں کی تلاوت کا ثواب

(حدیث ۳۰۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا زُلْزِلَتْ تَعْدِلُ نِصْفَ الْقُرْآنِ، وَقُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ، تَعْدِلُ رُبُعَ الْقُرْآنِ، وَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ. (ت، ک، هب) عن ابن عباس (صح). (۳۰۱)

۳۰۱ (الجامع الصغیر: ۶۵۹) ___ اخرجه الترمذی (۲۸۹۴) واستغربه والحاکم (۱: ۵۶۶)، مشکوة (۲۱۵۶) صححه وتعقبه الذهبی فی التلخیص بأن فیه یمان المغیرة ضعفوه.

(ترجمہ) "اذا زلزلت" آدھا قرآن تلاوت کرنے کے برابر ہے اور "قل یا ایھا الکافرون" چوتھائی قرآن کی تلاوت کرنے کے برابر ہے اور "قل ھو اللہ احد" تہائی قرآن کی تلاوت کرنے کے برابر ہے۔

(لطائف ومعارف)

(۱) قرآن کریم کا سب سے بڑا مقصود بالذات مبدأ و معاد کو بیان کرنا ہے اور اذا زلزلت میں معاد (قیامت) کا بیان ہے اور اس کے مستقل احوال کو ذکر کرتی ہے اس لئے یہ ثواب میں نصف قرآن کے برابر ہوگی جیسا کہ قاضی بیضاویؒ نے ذکر کیا ہے۔

(۲) اور اس لئے کہ قرآن کل کا کل توحید ونبوت کی شہادتوں کے احکام اور قبر وآخرت کے احوال پر مشتمل ہے پس یہ کل چار اقسام ہوئیں' سورۃ الکافرون توحید پر منحصر ہے کیونکہ یہ شرک سے براءت اور دین حق اختیار کرنے کو مشتمل ہے اور یہی توحید خالص ہے۔

(۳) اور "قل ھو اللہ احد" تہائی قرآن کے برابر ہے۔ اس طرح سے کہ معانی قرآن تین علوم پر مشتمل ہیں (۱) علم توحید (۲) علم الشرائع (۳) علم تہذیب الاخلاق وتزکیۃ النفس' یہ سورت تین چیزوں میں سے ایک کی اصل اور بنیاد ہے اور وہ علم توحید ہے اور توحید معبود کی خدائی کا اثبات اور اس کی تقدیس ہے اور اس کے ماسوا کی نفی ہے۔

(۴) بعض حضرات نے اس حدیث کے ظاہر کا اعتبار کرتے ہوئے اس کا یہ معنی کیا ہے کہ ان سورتوں کی تلاوت کا نصف ثواب یا چوتھائی ثواب یا تہائی ثواب نصف قرآن کی تلاوت کے یا چوتھائی قرآن کی تلاوت کے یا تہائی قرآن کی تلاوت کے برابر ہے' مکمل قرآن کی تلاوت کے وقت ہر حرف کی تلاوت کا ثواب دس گنا ہے اور ان سورتوں کی تلاوت کا ثواب نصف یا چوتھائی یا ثلث بغیر تضعیف کے ہے۔

ہر فرض نماز کے بعد معوذتین کی تلاوت کرو

(حدیث ۳۰۲) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِقْرَإِ الْمُعَوَّذَاتِ فِیْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ – (د حب) عن عقبة بن عامر – (ح). (۳۰۲)

(ترجمہ) ہر (فرض) نماز کے بعد معوذات کی تلاوت کیا کرو۔

(لطائف ومعارف)

معوذات سے مراد قرآن کریم کی آخری دو سورتیں ہیں، اگر کوئی نمازی نماز کے بعد ان دونوں سورتوں کی تلاوت کرے گا تو وہ اگلی نماز تک کے لئے شریر جنات اور شریر انسانوں کے شر سے محفوظ ہو جائے گا۔

تلاوتِ قرآن کی مقدار کتنا ہونی چاہئے

(حدیث ۳۰۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِقْرَإِ الْقُرْآنَ فِیْ كُلِّ شَهْرٍ ' اِقْرَاْهُ فِیْ عِشْرِیْنَ لَیْلَةً ' اِقْرَاْهُ فِیْ عَشْرٍ ' اِقْرَاْهُ فِیْ سَبْعٍ ' وَلَا تَزِدْ عَلٰی ذٰلِكَ – (ق ' د) عن ابن عمر – (صح). (۳۰۳)

(ترجمہ) قرآن کریم کا ہر مہینہ میں ایک ختم کرو، یا اس کا بیس راتوں میں ختم کرو یا دس میں یا سات میں، اس سے زیادہ مختصر وقت میں ختم نہ کرو۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ قرآن کی تلاوت کرنے والے کو چاہئے کہ وہ قرآن کے معانی میں اور اس

---

۳۰۲ (الجامع الصغیر: ۱۳۳۴) ــــ رواه ابو داؤد وابن حبان وصححه ورواه الترمذی وحسنه والنسائی والحاکم وصححه.

۳۰۳ (الجامع الصغیر: ۱۳۲۹) ــــ رواه البخاری ۳: ۵۲) ومسلم فی الصیام (۱۸۲، ۱۸۴) وابو داؤد، مسند احمد (۲: ۱۵۸، ۱۶۲).

کے اوامر اور نواہی میں اور اس کے ثواب وعذاب کی ترغیب وترہیب میں فکر کرے اور یہ صفت ہفتہ سے کم وقت میں حاصل نہیں ہوتی۔ ایک ہفتہ میں مکمل قرآن کی تلاوت کرنا بہترین وظیفہ ہے' علامہ نوویؒ نے اپنی کتاب الاذکار میں لکھا ہے کہ اکثر سلف کا یہی معمول رہا ہے اور قرآن کریم کی منازل بھی سات ہیں (اگر کوئی شخص روزانہ ایک منزل تلاوت کرے تو اس تقسیم کے مطابق ایک ہفتہ میں ایک ختم ہوسکتا ہے) اور اسی حدیث کی بنیاد پر بہت سے علماء نے سات دنوں سے کم میں مکمل قرآن کی تلاوت کو منع کیا ہے۔

مختلف حضرات کی فہم کے مطابق تلاوت قرآن کی مقدار بھی مختلف ہے پس جس شخص کی فہم زیادہ ہو اور فکر دقیق ہو اس کے لئے اتنا مقدار اختیار کرنا جس سے مقصود تدبر اور استنباط معانی میں خلل واقع نہ ہو مستحب ہے اور جو شخص علم یا دیگر دین کے کاموں اور عام مسلمانوں کے کاموں میں مصروف ہو اس کے لئے مقدار کو کم کرنا بھی جائز ہے اور جو شخص مشغول نہ ہو وہ قرآن کریم کی تلاوت کے آداب کی رعایت کرتے ہوئے اس کی مقدار تلاوت کو جتنا چاہے بڑھا سکتا ہے۔

آنحضرت ﷺ سے قرآن کریم کی مقدار تلاوت کے متعلق جتنی بھی مختلف روایات مروی ہیں وہ مختلف لوگوں کے حالات کے مطابق ہیں۔

کتاب الطہارۃ

۱ - قضاء حاجت

۲ - استنجاء

۳ - جنابت

۴ - غسل

۵ - دیگر مسائل

طہارت

استنجے میں احتیاط

(حدیث ۳۰۴) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

نَهٰى اَنْ يَسْتَنْجِيَ اَحَدٌ بِعَظْمٍ اَوْ رَوْثَةٍ، اَوْ حُمَةٍ—(د، قط، هق) عن ابن مسعود—(صح). (۳۰۴)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ نے اس سے منع کیا کہ کوئی شخص ہڈی سے یا لید سے یا کوئلہ سے استنجا کرے۔

(لطائف ومعارف)

اسی طرح سے آدمی کو کسی قسم کی خوراک کی چیز سے بھی استنجا کرنا ممنوع ہے۔ اسی طرح سے ہر محترم چیز کے ساتھ استنجا کرنا بھی ممنوع ہے جیسا کہ علم دین کی کتابوں کے اوراق سے بلکہ خالی کاغذ سے بھی استنجا کرنا درست نہیں۔

آج کل جو ٹشو پیپر نکالے گئے ہیں اس کا حکم کاغذ کا نہیں ہے اس کو استعمال کرنا درست ہے اور پانی سے استنجا کرنا افضل ہے۔

پہلے زمانہ میں لوگ پہلے ڈھیلے سے استنجا خشک کرتے تھے پھر پانی سے استنجا کرتے تھے اب لیٹرینوں کے جدید نظام کی وجہ سے جہاں پیشاب کیا وہیں استنجا کیا پھر وضو کر کے نماز پڑھ لی اس طریقہ میں ان لوگوں کو خوب احتیاط کرنی چاہئے جن کو استنجے کے بعد پیشاب کے قطرے آتے ہیں، چاہے محسوس ہوں یا نہ ہوں، جب تک پیشاب خشک نہ ہو جائے اس وقت تک نماز کا وضو کر کے نماز نہ پڑھے۔

لیٹرین میں جانے سے پہلے کی مشروع دعا

(حدیث ۳۰۵) حضرت انس سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

۳۰۴ (الجامع الصغیر: ۹۵۳۴) ــــ رواہ ابو داؤد والدار قطنی (۱: ۵۶) والبیهقی وخرجه الطحاوی بلفظ یستطیب بدل یستنجی.

كَانَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ—(حم،ق،۴)عن انس.(۳۰۵)

(ترجمہ) جب آنحضرت ﷺ بیت الخلاء میں جاتے تو یہ پڑھتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ.

(اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں خبیث جنوں سے اور خبیث جنیوں سے)۔

(لطائف ومعارف)

شیاطین وغیرہ سے معصوم ہونے کے باوجود حضور اکرم ﷺ کا یہ دعا مانگنا امت کو شرعی طریقہ سکھانے اور امت کو اپنی سنت پر چلانے کے لئے یا اپنے رب کے حضور میں اپنی عاجزی کے التزام اور بندگی کے اظہار کے لئے تھا۔

اس حدیث میں قضائے حاجت کے ارادہ کے وقت اس دعا کا پڑھنا مستحب معلوم ہوتا ہے۔

ابن عربیؒ فرماتے ہیں: اس موقع پر یہ دعا اس لئے مشروع قرار دی گئی ہے کیونکہ بیت الخلاء خلوت کی جگہ ہے اور اس میں شیطان جتنا تسلط کرتا ہے، دوسرے مقامات پر نہیں کرتا یا اس لئے کہ بیت الخلاء گندگی کی جگہ ہے اس دعا کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ زبان پر اپنا ذکر جاری کرنے سے بچاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص یہ ذکر کرکے لیٹرین میں داخل ہوگا تو شیطان قریب نہیں آئے گا اور آدمی شیطانی اثرات سے محفوظ ہو جائے گا، اس لئے اس استعاذہ کو بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے مشروع قرار دیا گیا ہے۔

تین کبیرہ گناہ

(حدیث ۳۰۶) حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَتٰی کَاهِنًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا یَقُوْلُ، اَوْ اَتَی امْرَاَةً حَائِضًا، اَوْ اَتَی امْرَاَةً فِیْ دُبُرِهَا؛ فَقَدْ بَرِئَ مِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ— (حم، ۴)عن ابی

۳۰۵ (الجامع الصغیر: ۶۶۶۳) ــــ رواہ احمد والبخاری ومسلم وابو داؤد والنسائی والترمذی وابن ماجۃ وکلھم فی الطھارۃ

هريرة—(ح).(۳۰۶)

(ترجمہ) جو شخص کسی کاہن (جادوگر) کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی یا عورت کے پاس حیض کی حالت میں گیا یا اس کی دُبر میں گیا تو وہ اس سے بری ہے جو محمد (ﷺ) پر اتارا گیا۔

(لطائف ومعارف)

کاہن اس شخص کو کہتے ہیں جو غیب کی خبریں بتائے یا نجوم کی خبریں بتائے یا دست شناسی یا علم الاعداد یا طوطے کا فال، یہ سب لوگ گمراہ ہوتے ہیں۔ ان کی بات کی تائید کرنے والا بھی گمراہ ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی ایسے آدمی کے پاس آیا اور اس سے کوئی چیز پوچھی تو اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوگی۔ (مسلم) اور ایک میں ہے کہ ایسے شخص نے حضرت محمد (ﷺ) پر اتاری گئی شریعت سے کفر کیا (مسند احمد)۔

اور اگر کوئی شخص استہزاءً پوچھے گا اور اس کا اعتقاد یہ ہوگا کہ یہ جھوٹ بولتا ہے تو اس پر یہ وعید لاحق نہیں ہوگی۔

اس حدیث میں جو تین کام بیان کئے گئے ہیں یہ گناہ کبیرہ ہیں اور ان کا ارتکاب کرنے والا فاسق ہے اور حرام کا ارتکاب کرتا ہے اور اگر حلال جان کر کرے گا تو کافر ہوگا۔

حالت جنابت اور حیض میں تلاوت ممنوع ہے

(حدیث ۳۰۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا يَقْرَأُ الْجُنُبُ وَلَا الْحَائِضُ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ—(حم، ت، ه)عن ابن عمر—(ح).(۳۰۷)

(ترجمہ) حالت جنابت اور حالت حیض میں قرآن کریم کی کچھ بھی تلاوت نہ کی جائے۔ (ایسی حالت میں قرآن کی تلاوت کرنا حرام ہے)۔

---

۳۰۶ (الجامع الصغير: ۸۲۸۸) ــــ رواه احمد وابو داؤد والنسائی والترمذی وابن ماجة.

۳۰۷ (الجامع الصغير: ۹۹۸۳) ــــ رواه احمد والترمذی وابن ماجة.

(لطائف ومعارف)

ایسی حالت میں قرآن کی تلاوت حرام ہے اور جنابت کا معنی یہ ہے کہ جب آدمی کو نیند میں احتلام ہو جائے یا حالت بیداری میں صحبت وغیرہ سے منی خارج ہو، ہاں اگر اونچی جگہ سے اچانک نیچے اترنے میں یا بیماری وغیرہ کی وجہ سے منی کا خروج ہو تو اس سے جنابت لاحق نہیں ہوتی، استنجاء اور وضو ہی کافی ہے۔

چمڑا پاک کرنے کا طریقہ

(حدیث ۳۰۸) حضرت ابن عباس وغیرہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

دِبَاغُ الْاَدِیْمِ طَهُوْرُهٗ۔(حم،م)عن ابن عباس (د) عن سلمة بن المحبق (ن) عن عائشة(ع)عن انس (طب) عن ابی امامة وعن المغیرة.(۳۰۸)

(ترجمہ) چمڑے کا رنگنا اس کو پاک کر دیتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

اس چمڑے سے اس جانور کا چمڑا مراد ہے جس کو ذبح کر کے نہ اتارا گیا ہو اور وہ جانور جس کو ذبح کر دیا گیا تو اس کے چمڑے کو رنگنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔

اور بعض چمڑے ذبح کرنے اور رنگنے سے بھی پاک نہیں ہوتے جیسے خنزیر اور انسان کا چمڑا۔

جنبی اور حائضہ کیلئے مسجد کا استعمال

(حدیث ۳۰۹) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

۳۰۸ (الجامع الصغیر: ۴۱۶۷) ــــ رواه احمد ومسلم عن ابن عباس، وابو داؤد عن سلمة بن محبق ورواه النسائی عن عائشة وابو یعلی عن انس والطبرانی فی الکبیر عن ابی امامة وعن المغیرة.

اِنَّ الْمَسْجِدَ لَا یَحِلُّ لِجُنُبٍ، وَلَا حَائِضٍ -(۵)عن ام سلمة - (ض). (۳۰۹)

(ترجمہ) مسجد جنابت والے مرد اور حیض والی عورت کے لئے حلال نہیں۔

(لطائف ومعارف)

ایسے لوگ نہ تو مسجد میں داخل ہو سکتے ہیں' نہ اس سے گزر سکتے ہیں اور اگر مسجد میں سوتے ہوئے احتلام ہو جائے تو فوراً کسی قریبی راستہ سے باہر نکل جانا چاہئے اور اگر مسجد بڑی ہو تو فوری طور پر تیمّم کر کے وہاں سے نکل جائے' تاکہ یہ نکلنے کا وقت بھی ایک گونہ طہارت کی شکل میں ہو' نفاس والی عورت کا بھی یہی حکم ہے۔ عورتوں کو یہ صورت عموماً بیت اللہ اور مسجد نبوی میں پیش آتی ہے' ہمارے علاقوں میں تو عورتوں کے مساجد مین جانے کا رواج شاذ و نادر ہی ہے۔

غسل جمعہ مسنون ہے

(حدیث ۳۱۰) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

'إِذَا جَاءَ اَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ - مالک (ق ن) عن ابن عمر - (صح). (۳۱۰)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی جمعہ کیلئے آئے تو اس کو چاہئے کہ غسل کر لے۔

(لطائف ومعارف)

احناف اور مالکیہ کے نزدیک جمعہ کا غسل نماز جمعہ کے لئے ہے نہ کہ جمعہ کے دن کے لئے' پس اگر کسی نے جمعہ کے بعد غسل کیا تو یہ جمعہ کیلئے شمار نہ ہوگا۔

غسل خانہ میں کپڑا باندھ کر نہائے

(حدیث ۳۱۱) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

۳۰۹ (الجامع الصغیر: ۲۱۱۶) ــــ رواہ ابن ماجة

۳۱۰ (الجامع الصغیر: ۵۴۲) ــــ (مؤطا مالک' بخاری (۲: ۲)' مسلم فی الجمعة (۴) نسائی (۳: ۹۳) مسند احمد (۲: ۳)

اتَّقُوا بَيْتًا يُقَالُ لَهُ الْحَمَّامُ، فَمَنْ دَخَلَهُ فَلْيَسْتَتِرْ -(طب ،ک ،هب) عن ابن عباس(۳۱۱)

(ترجمہ) اس کمرہ سے بچو جس کا نام حمام ہے پس جو اس میں داخل ہو تو پردہ کر لے۔ (لطائف ومعارف)

اس حمام سے وہ حمامات مراد ہیں جو بازاروں میں ہوتے ہیں، خصوصاً ان کا رواج حضور ﷺ کے زمانہ میں نصاریٰ میں بکثرت تھا، گھر کے حمام اس حدیث کی ممانعت میں داخل نہیں ہیں جیسا کہ ہمارے زمانہ میں گھروں کے غسل خانے ہیں مگر غسل کرنے والے کو چاہئے کہ وہ ان میں بھی کوئی کپڑا باندھ کر غسل کرے، تاکہ کوئی ایسی نگاہ نہ پڑے جس کا شرم گاہ کو دیکھنا حرام ہو، اگر کسی کی نگاہ نہ پڑتی ہو تو بھی کپڑا باندھ لے، ورنہ شریر جنات کی طرف سے تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

پانی میں بغیر تہبند کے داخل نہ ہوں

(حدیث ۳۱۲) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

نَهٰى اَنْ يَدْخُلَ الْمَاءَ اِلَّا بِمِئْزَرٍ -(ک)عن جابر -(صح). (۳۱۲)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ نے منع کیا ہے کہ آدمی پانی میں داخل ہو مگر یہ کہ تہبند باندھا ہوا ہو۔

(یعنی اگر کوئی شخص نہر یا دریا وغیرہ کے پانی میں نہانے کے لئے یا کسی اور کام کے لئے داخل ہو تو اس کو چاہئے کہ کوئی ایسا کپڑا باندھ لے جس سے اس کا ننگ ظاہر نہ ہو، یعنی وہ کپڑا نہ باریک ہو نہ تنگ ہو اور نہ ہی چھوٹا ہو کہ اس سے ستر پوشی نہ ہو سکے۔

آج کل بہت سے گھروں میں غسل خانہ میں نہانے کے ٹب لگے ہوئے ہیں ان میں بھی کپڑا پہن کر نہانا چاہئے لیکن اس ٹب میں نہانے والے اس مسئلہ کو خاص طور پر

---

۳۱۱ (الجامع الصغیر: ۱۴۶) ___ طبرانی کبیر، حاکم، (۴:۲۸۸) شعب الایمان بیهقی وحکیم الترمذی، وقال عبدالحق وهوا صح حدیث فی هذا الباب.

۳۱۲ (الجامع الصغیر: ۹۳۷۳). رواه الحاکم فی الطهارة وقال علی شرطهما أقره الذهبی فی التلخیص لکنه ضعفه فی المیزان عده من مناکیر حماد بن شعیب الحمانی.

یاد رکھیں کہ اگر حالت جنابت میں اس پانی میں داخل ہوئے اور اس میں غوطہ لینے کے بعد یا جسم پر پانی پھیرنے کے بعد نکل آئے اور کپڑے پہن لئے' اس کے کپڑے بھی نجس ہو جائیں گے اور نماز بھی نہیں ہوگی کیونکہ حالت جنابت میں ٹب میں داخل ہونے سے ٹب کا پانی نجس ہو جاتا ہے' اس لئے ٹب میں نہانے والے کو چاہئے کہ وہ ٹب سے نکلنے کے بعد اپنے پورے جسم پر اس طرح سے تازہ پانی بہادے کہ کوئی جگہ باقی نہ رہے بلکہ جسم کے ہر عضو سے وہ ٹب کی نجاست والا پانی دھل کر جسم پاک ہو جائے۔ ویسے ایسی حالت میں ٹب کے پانی کے پلید ہو جانے کے بعد اس میں بیٹھنا اور نہانا بھی بری چیز ہے' بہتر یہی ہے کہ جنابت کے غسل کے لئے ٹب کو استعمال ہی نہ کیا جائے اور جن لوگوں کے گھروں میں یہ ٹب لگے ہوئے ہیں اور ٹب میں نہاتے ہوں تو یہ مسئلہ ان سب کو بتانا چاہئے تاکہ ان کی نمازیں اور کپڑے خراب نہ ہوں۔

اپنے ننگ کو چھپانا

(حدیث ۳۱۳) حضرت یعلی بن اُمیہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی حَیِیٌّ سِتِّیْرٌ، یُحِبُّ الْحَیَاءَ وَالسَّتْرَ، فَاِذَا اغْتَسَلَ اَحَدُکُمْ فَلْیَسْتَتِرْ۔ (حم، د، ن،) عن یعلی ابن امیة۔ (ح). (۳۱۳)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ بڑا حیاء دار اور پردہ پوش ہے' حیاء اور پردہ پوشی کو پسند کرتا ہے پس تم میں سے جب کوئی غسل کرے تو پردہ کر لے۔

(لطائف ومعارف)

ستر کا معنی ہے قبیح چیزوں سے محبت نہ کرنا' عیوب اور رسوا کرنے والی چیزوں کو چھپانا اور اگر یہ مستور کے معنی میں ہو تو اس کا معنی دنیا میں آنکھوں سے اوجھل اور سمجھ میں آنے سے قاصر ہونا ہے جیسا کہ اہل ذوق پر مخفی نہیں ہے۔

حیاء سے مراد حیاء محمود ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ان اللہ لا یستحیی من

۳۱۳ (الجامع الصغیر: ۱۷۲۹) ــــ رواہ احمد وابو داؤد فی الحمام والنسائی فی الطہارۃ (۱: ۲۰۰) وحسنہ السیوطی رمزا.

الحق (اللہ تعالیٰ حق کی چیزوں کے بیان کرنے میں نہیں شرماتا)۔

علامہ توبشتیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حیاء اور ستر کو اس لئے پسند کرتے ہیں کیونکہ یہ دونوں خصلتیں اللہ تعالیٰ کے اخلاق کو اپنانے اور محبوب رکھنے کی طرف راغب کرتی ہیں۔

اس لئے جب کوئی شخص غسل کرے تو اپنے ننگ کو چھپالے جس سے جسم کا رنگ اور حجم محسوس نہ ہو۔ یہ حکم اس وقت لازم ہے جب وہاں پر کوئی شخص ایسا موجود ہو جس کو اس کا ننگ دیکھنا حرام ہو اور اگر ایسا کوئی نہ ہو تو پھر شرم گاہ کو چھپانا استحبابی ہوگا' اسی سے علماء نے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ پانی میں داخل ہوتے وقت آدمی کو تہبند باندھنا مستحب ہے۔

بیت الخلاء سے نکلنے کے وقت کا کلمہ

(حدیث ۳۱۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْغَائِطِ قَالَ: غُفْرَانَکَ۔ (حم، ۴، حب، ک) عن عائشة. (۳۱۴)

(ترجمہ) جب آنحضرت ﷺ قضائے حاجت سے فارغ ہو کر نکلتے تو غُفْرَانَکَ کہتے تھے (یعنی اے اللہ! میں آپ سے آپ کی بخشش چاہتا ہوں)۔

(لطائف ومعارف)

حضور ﷺ اس موقع پر مغفرت کا سوال اس لئے کرتے تھے کہ آپ نعمت کے شکر سے اپنے آپ کو عاجز سمجھتے تھے کہ اللہ نے ایک نعمت کھلائی پھر ہضم کرایا پھر اس کا نفع پہنچایا اور اس کا ضرر دور کیا اور اس کا نکلنا آسان کیا پس آپ نے دیکھا کہ آپ ان نعمتوں کے شکر کرنے سے قاصر ہیں اس لئے استغفار فرمایا۔

بیت الخلاء کے آداب

(حدیث ۳۱۵) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

۳۱۴ (الجامع الصغیر: ۶۶۴۸) ــــ رواه احمد وابو داؤد والنسائی 'سنن کبری للبیهقی (۱: ۹۷) والترمذی وابن ماجة وابن حبان والحاکم والبخاری فی الأدب المفرد وصححه ابن خزیمة وابن حبان والحاکم وابن الجارود والنووی فی مجموعه.

إِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ ، وَإِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ فَلَا يَتَمَسَّحْ بِيَمِينِهِ ، وَإِذَا شَرِبَ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ۔ (حم ق ۴) عن ابی قتادة. (صح). (۳۱۵)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی پیشاب کرے تو اپنے ذکر کو دائیں ہاتھ سے نہ چھوئے اور جب بیت الخلاء میں داخل ہو تو دائیں ہاتھ سے استنجا نہ کرے اور جب کوئی چیز پیئے تو برتن میں سانس نہ لے۔

قضائے حاجت کیلئے بیٹھنے کا ادب

(حدیث ۳۱۶) حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اذَاأَتَى أَحَدُكُمُ الْغَائِطَ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يُوَلِّهَا ظَهْرَهُ وَلٰكِنْ شَرِّقُوْا أَوْ غَرِّبُوْا. (حم ، ق ۴) عن أبی ایوب (صح) (۳۱۶)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی ایک قضاء حاجت کو جائے تو نہ تو قبلہ کی طرف رخ کرے اور نہ پشت کرے بلکہ مشرق و مغرب کی طرف رخ کرو۔

(لطائف و معارف)

یہ حدیث حضور ﷺ نے اہل مدینہ اور جو ان کی سمت میں ہیں جیسے شام اور یمن کے لئے ارشاد فرمائی کیونکہ یہ ملک کعبہ سے شمال کی طرف واقع ہے، اہل پاکستان اور ہندوستان کے لئے اس حدیث پر عمل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ قضاء حاجت کے وقت مشرق و مغرب کی بجائے شمال اور جنوب کی طرف اپنا رخ رکھیں۔

اس حدیث میں صحرا اور عمارتوں کی تخصیص نہیں کی گئی لہٰذا جو شخص صحرا میں ہو یا کسی عمارت میں اس کے لئے بیت اللہ کی طرف رخ کرنا یا پشت کرنا جائز نہیں۔

---

۳۱۵ (الجامع الصغیر: ۵۰۶) ـــ مسند احمد، بخاری، مسلم، نسائی، ابو داود، ترمذی، ابن ماجة (۳۱۰).

۳۱۶ (الجامع الصغیر: ۳۴۲) ـــ مسند احمد، بخاری، مسلم، نسائی، ابو داود، ترمذی، ابن ماجة بالفاظ مختلفة.

نیز قضائے حاجت میں بیٹھتے وقت اپنی پردہ پوشی کا اہتمام کرے اور پیشاب کے چھینٹوں سے بچے جانوروں کے بل میں پیشاب نہ کرے تاکہ کوئی چیز بل سے نکل کر اس کو نقصان نہ پہنچائے' کسی نوک دار چیز سے یا نجس چیز سے یا حلال چیز سے یا کسی باعزت چیز سے استنجاء نہ کرے' قضاء حاجت کے وقت اپنی شرمگاہ کو دیکھنے سے احتیاط کرے۔ وغیر ذلک۔

قضائے حاجت کا ادب

(حدیث ۳۱۷) حضرت انس' حضرت ابن عمر اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ:

كَانَ اِذَا اَرَادَ الْحَاجَةَ لَمْ يَرْفَعْ ثَوْبَهٗ حَتّٰى يَدْنُوَ مِنَ الْاَرْضِ — (د، ت)عن انس وعن ابن عمر —(طس)عن جابر — (صح). (۳۱۷)

(ترجمہ) جب آنحضرت ﷺ رفع حاجت کا ارادہ کرتے تو اپنے کپڑے کو اس وقت تک نہ اٹھاتے جب تک کہ آپ زمین کے قریب نہ ہو جاتے۔

پیشاب کے قطرات

(حدیث ۳۱۸) حضرت عیسیٰ بن یزداد رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا بَالَ اَحَدُكُمْ فَلْيَنْتُرْ ذَكَرَهٗ ثَلَاثَ نَتَرَاتٍ — (حم د) فی مراسیله (۵) عن عیسی بن یزداد۔ (۳۱۸)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی پیشاب کرے تو اپنے آلہ تناسل (پیشاب والی رگ) کو تین مرتبہ دبائے۔

(تاکہ پیشاب کا کوئی قطرہ باقی ہو تو باہر نکل آئے' لیکن اگر اس نے ایسا نہ کیا تو بھی درست ہے)۔

---

۳۱۷ (الجامع الصغیر: ۶۴۴۴) ___ رواه ابو داود' والترمذی فی الطهارة (۱۴) عن انس وعن ابن عمر والطبرانی فی الأوسط عن جابر. مجمع الزوائد (۱: ۲۰۶) حدیث صحیح.

۳۱۸ (الجامع الصغیر: ۵۰۸) ___ مسند احمد (۳۲۶) مسند احمد' ابو داود فی مراسیله.

اگر ایسا نہ کرے تو مٹی کے ڈھیلے کے ساتھ چند قدم چل لے تاکہ اگر پیشاب کے کچھ قطرات رہ گئے ہوں تو نکل جائیں پھر وضو کرلے۔ آج کل لیٹرینوں کے نظام نے اس احتیاط کو بگاڑ دیا ہے اور ڈھیلے کی سنت بھی ترک ہوگئی ہے۔ جن لوگوں کو پیشاب کے قطرات گرنے کی حالت درپیش ہو وہ احتیاط کریں' ایسا نہ ہو کہ پیشاب کے بعد وضو کرے اور پھر قطرات گر جائیں اگر ایسا ہوا تو وضو بھی گیا اور نماز بھی گئی۔

استنجاء کا صحیح طریقہ اور فائدہ

(حدیث ۳۱۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِغُسْلِ الدُّبُرِ، فَإِنَّهُ مَذْهَبَةٌ لِلْبَاسُوْرِ—(ابن السّنی ابو نعیم عن ابن عمر—(صح). (۳۱۹)

(ترجمہ) اپنی دبر دھونے کو لازم کرلو کیونکہ یہ بواسیر کو ختم کرتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

طریقہ یہ ہے کہ جب آدمی پاخانہ کرے تو اپنی مقعد کو اچھی طرح ڈھیلا کر کے درمیان والی انگلی کے ساتھ پانی سے صاف کرے تاکہ مقعد کے کنارے بھی صاف ہو جائیں اس طرح کی طہارت سے مقعد کی خارش نہیں ہوتی اور بواسیر ہو تو اس کا اثر کم ہو جاتا ہے' اگر نہ ہو تو ہونے میں رکاوٹ ہوتی ہے۔

نیز زیر ناف بال صاف کرتے وقت مقعد کو ڈھیلا کر کے اس کے اردگرد کے بال بھی صاف کرلئے جائیں' ورنہ ان بالوں میں خارش و بواسیر کے جراثیم پیدا ہو جاتے ہیں۔

پیشاب سے بچو

(حدیث ۳۲۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

۳۱۹ (الجامع الصغیر: ۵۵۷۱) ــــ رواہ ابن السنی 'وابو نعیم فی الطب 'الکامل لابن عدی (۲: ۷۲۱)' السلسلۃ الضعیفۃ (۷۹۸)

اَکْثَرُ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ - (حم ہ ک) عن ابی ہریرۃ - (صح). (۳۲۰)

(ترجمہ) اکثر عذاب قبر پیشاب سے نہ بچنے سے ہوتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ پیشاب سے نہ بچنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے جو کہ دین کا ستون اور سب اعمال سے افضل ہے اور آدمی سے سب سے پہلے اس کا حساب لیا جائے گا۔

عذاب قبر اہل سنت کے نزدیک حق ہے اور یہ متواتر دلائل سے ثابت ہے اس کا عقیدہ فرضی ہے جو اس کا انکار کرے وہ دائرہ اسلام سے نکل جاتا ہے۔

علامہ ولی الدین عراقی فرماتے ہیں کہ دوسری نجاسات کے بجائے پیشاب سے نہ بچنے پر عذاب قبر اس لئے زیادہ ہوتا ہے کیونکہ رات دن کئی دفعہ اس سے واسطہ پڑتا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ آپؐ نے پیشاب کا ذکر کر کے تنبیہ فرمائی ہو اور باقی نجاستیں بھی اس کے معنی اور مفہوم میں آ گئی ہوں۔

اس حدیث میں نجاست کے ازالہ کا وجوب ثابت ہوتا ہے کیونکہ عذاب کی وعید کبیرہ گناہ پر ہی ہوتی ہے۔

اگر جسم پر پیشاب کے چھینٹے پڑ جائیں تو ان کو دھو دینا چاہئے تا کہ عذاب قبر سے بچا جا سکے اور جب پیشاب کے لئے بیٹھیں تو کسی ایسی جگہ کا انتخاب کریں جہاں سے اس کے چھینٹے اڑ کر جسم پر یا کپڑوں پر نہ پڑیں۔

کھڑے ہو کر پیشاب کرنا ممنوع ہے

(حدیث نمبر ۳۲۱) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

نَهٰى اَنْ يَبُوْلَ الرَّجُلُ قَائِمًا - (٥) عن جابر - (ح). (۳۲۱)

---

۳۲۰ (الجامع الصغیر: ۱۳۸۲) ــــ رواہ احمد، وابن ماجۃ (۳۴۸) والحاکم (۱: ۱۸۳)، دارقطنی (۱: ۱۲۸) وقال علی شرطهما ولا اعلم له علة. قال المنذری وهو کما قال واقره الذهبی. وقال الضیاء المقدسی سنده حسن، وقال مغلطائی وما علم ان الترمذی سأل عنه البخاری فقال حدیث صحیح اھ.

۳۲۱ (الجامع الصغیر: ۹۵۵۶) ــــ رواہ ابن ماجۃ.

(ترجمہ) آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے منع فرمایا کہ آدمی کھڑے ہو کر پیشاب کرے۔

(لطائف ومعارف)

اگر کسی عذر یا مجبوری کی وجہ سے کھڑے ہو کر پیشاب کیا تو جائز ہے گناہ نہیں ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے "**مابال قائما منذ انزل علیه القرآن وخبرها من حدثکم انه کان یبول قائما فلا تصدقوه ما کان یبول الا قاعدا**" (جب سے آنحضرت ﷺ پر قرآن نازل ہونے لگا آپؐ نے کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔ اور دوسری حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ جو شخص تمہیں یہ بیان کرے کہ آپ ﷺ کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے تو تم اس کی تصدیق نہ کرنا آپؐ بیٹھ کر ہی پیشاب کرتے تھے)۔

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا اپنا عمل بیٹھ کر پیشاب کرنے کا تھا لیکن عذر یا بیان جواز کے طور پر آپؐ سے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا بھی منقول ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے علم کے مطابق گھر کی بات ذکر کر رہی ہیں اس لئے ضرورت اور مجبوری کے وقت کھڑے ہو کر پیشاب کیا جا سکتا ہے لیکن اس حالت میں پیشاب کے چھینٹوں سے احتیاط ضروری ہے اگر پیشاب کے چھینٹے پڑ گئے تو قبر کا عذاب لامحالہ ہوگا۔

آج کل مسلمانوں نے انگریزوں کی دیکھا دیکھی کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی عادت بنالی ہے اور بہت سے پیشاب خانے ایسے بنائے جاتے ہیں کہ ان میں کھڑے ہو کر پیشاب کیا جا سکے یہ سب انگریز کی تقلید ہے۔

بل میں پیشاب کرنا ممنوع ہے

(حدیث ۳۲۲) حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

نَهٰى اَنْ يُبَالَ فِى الْجُحْرِ — (د، ک) عن عبداللہ بن سرجس — (صح). (۳۲۲)

۳۲۲ (الجامع الصغیر: ۹۵۳۱) — رواہ ابو داود (۲۹) والحاکم فی الطہارۃ وقال الحاکم صحیح علی شرطهما وسکت علیه ابو داود، ورواہ عنه ایضا النسائی وغیرہ.

(ترجمہ) حضور ﷺ نے بل میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔

(لطائف ومعارف)

علماء نے اس ممانعت کی دو وجوہ لکھی ہیں ایک یہ کہ بل جنات کا مسکن ہوتے ہیں، جس کی تائید اس صحیح اثر سے ہوتی ہے کہ حضرت سعد بن عبادہؓ نے ایک بل میں پیشاب کیا تو گر کر فوت ہو گئے پھر جنات کی آواز سنی گئی جو یہ کہہ رہے تھے:

نحن قتلنا سيد الخزرج : سعد بن عبادة

رميناه بسهم.....:فلم يخط فؤاده

(ترجمہ) ہم نے خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کو مار ڈالا ہے، ہم نے اس کو ایسا تیر مارا ہے جس کا نشانہ اس کے دل سے خطا نہیں ہوا۔

بل میں پیشاب کرنے کی ممانعت کی دوسری وجہ خطرناک جانوروں کے ڈسنے سے بچانا ہے، ہوسکتا ہے کہ اس بل میں کوئی سانپ، بچھو یا کوئی اور کوئی موذی جانور ہو جو نکل کر اس کو ڈس دے، یا پیشاب کے چھینٹے اڑ کر واپس پیشاب کرنے والے پر گریں یا اس سوراخ میں موجود ضعیف جانور کو اذیت ہو۔

جن مقامات میں پیشاب کرنا درست نہیں

(حدیث ۳۲۳) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اتَّقُوا الْمَلَاعِنَ الثَّلَاثِ: أَنْ يَقْعُدَ أَحَدُكُمْ فِي ظِلٍّ يُسْتَظَلُّ فِيهِ، أَوْ فِي طَرِيقٍ، أَوْفِي نَقْعِ مَاءٍ –(حم) عن ابن عباس (صح). (۳۲۳)

(ترجمہ) لعنت کے تین مواقع سے بچو۔ (۱) یہ کہ تم میں سے کوئی (قضائے حاجت کیلئے) کسی سایہ کی جگہ میں بیٹھے جہاں لوگ سایہ حاصل کرنے کے لئے بیٹھا کرتے ہوں (۲) یہ کہ کسی راستہ میں قضائے حاجت کے لئے بیٹھے (۳) یہ کہ رکے ہوئے پانی میں قضائے حاجت کرے۔ (۱)۔

۳۲۳ (الجامع الصغیر: ۱۴۰) ــــ مسند احمد وقال الهيثمي فيه ابن لهيعة ورجل لم يسم۔

(لطائف ومعارف)

(۱) اس حدیث کا مقصود اس پانی میں پیشاب کرنے سے روکنا ہے جو رکا ہوا ہو تو اس میں پیشاب کرنا مکروہ ہے اور اس کے آس پاس کی جگہ میں بھی۔

غسل خانہ میں پیشاب کرنے کا حکم

(حدیث ۳۲۴) حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

نَهٰى اَنْ يَبُوْلَ الرَّجُلُ فِي مُسْتَحَمِّهٖ- (ت) عن عبدالله مغفل- (صح). (۳۲۴)

(ترجمہ) جناب نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ آدمی غسل خانے میں پیشاب کرے۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ غسل خانہ شیاطین کے رہنے کی جگہ ہے، ہوسکتا ہے کوئی چھینٹا وغیرہ جن پر پڑ جائے اور پیشاب کرنے والے کو اذیت ہو، مزید یہ کہ غسل خانہ میں ستر بھی کھلا ہوتا ہے گویا کہ اس حالت میں غسل خانے میں پیشاب کرنا شیاطین کے رہنے کی جگہ میں پیشاب کرنے کے مترادف ہے۔

علامہ ولی الدین عراقیؒ نے اس حدیث کی تشریح میں لکھا ہے کہ اگر غسل خانہ کی زمین نرم ہو اور پانی نکلنے کا راستہ نہ ہو اگر پیشاب کیا تو زمین اس کو جذب کر لے اور وہیں ٹھہر جائے تو اس حدیث کی رو سے ایسے غسل خانہ میں پیشاب کرنا منع ہے اور اگر پختہ غسل خانہ بنا ہوا ہو اور پانی نکلنے کی جگہ بھی ہو اور ایسی جگہ پر پیشاب کیا جائے کہ غسل خانہ میں نہ پھیلے بلکہ باہر نکل جائے جس سے اپنا جسم خراب نہ ہو تو درست ہے۔

علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ اگر غسل خانہ ایسا پختہ ہو کہ پیشاب کرنے سے اس کے چھینٹے جسم پر پڑتے ہوں تو وہاں پیشاب نہ کیا جائے۔

---

۳۲۴ (الجامع الصغیر: ۹۵۳۵) ــــ رواہ الترمذی (۲۱)، مسند احمد (۵:۵۶)

وضو

۱ - مسواک
۲ - وضو
۳ - تیمّم
۴ - تحیۃ الوضوء
۵ - فضائل وضو

وضو

مسواک کرنے کا طریقہ

(حدیث ۳۲۵) حضرت عطاءؒ سے مرسلاً روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إذَا اسْتَكْتُمْ فَاسْتَاكُوْا عَرْضًا. (ص) عن عطاء مرسلا – (صح). (۳۲۵)

(ترجمہ) جب تم مسواک کرو تو عرضاً کرو۔

(لطائف ومعارف)

یعنی دانتوں کے ظاہری اور اندرونی حصہ کو چوڑائی میں مسواک کرنا' لمبائی میں مسواک کرنے سے مسوڑے زخمی ہو جاتے ہیں اگر لمبائی میں مسواک کیا تو ادا ہو جائے گا اور زبان پر مسواک کی لمبائی میں کرنا جیسا کہ اس بارے میں ایک حدیث وارد ہے۔

مسواک کے دس فوائد

(حدیث ۳۲۶) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ، فَنِعْمَ الشَّيْءُ السِّوَاكُ، يَذْهَبُ بِالْحَفَرِ وَيَنْزِعُ الْبَلْغَمَ وَيَجْلُو الْبَصَرَ، وَيَشُدُّ اللِّثَةَ، وَيَذْهَبُ بِالْبَخَرِ، وَيُصْلِحُ الْمِعْدَةَ، وَيَزِيْدُ فِيْ دَرَجَاتِ الْجَنَّةِ، وَيُحْمِدُ الْمَلَائِكَةَ، وَيُرْضِي الرَّبَّ، وَيُسْخِطُ الشَّيْطَانَ، عبدالجبار الخولانی فی تاریخ داریا عن انس – (صح). (۳۲۶)

---

۳۲۵ (الجامع الصغیر: ۴۳۰) ــــ تلخیص الحبیر (۱: ۶۵) سعید بن منصور فی المعجم الکبیر وابو داود فی المراسیل.

۳۲۶ (الجامع الصغیر: ۵۵۳۱) ــــ رواه عبدالجبار الخولانی فی تاریخ داریا.

(ترجمہ) اپنے اوپر مسواک کرنے کو لازم کرلو پس مسواک بہترین چیز ہے۔ یہ دانتوں کی جڑوں میں جو بیماری ہوتی ہے اس کو ختم کرتا ہے بلغم کو بھی اکھیڑ دیتا ہے نگاہ کو تیز کرتا ہے مسوڑوں کو مضبوط کرتا ہے منہ کی بدبو کو دور کرتا ہے معدہ کی اصلاح کرتا ہے جنت کے درجات کو بڑھاتا ہے اور ملائکہ کو خوش کرتا ہے اور رب کو راضی کرتا ہے اور شیطان کو غصہ دلاتا ہے۔

مسواک سے منہ صاف رکھا کرو

(حدیث ۳۲۷) حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

طَيِّبُوْا اَفْوَاهَكُمْ بِالسِّوَاكِ، فَاِنَّهَا طُرُقُ الْقُرْآنِ- (هـ) عن سمرة- (ح). (۳۲۷)

(ترجمہ) اپنے مونہوں کو مسواک سے پاکیزہ رکھا کرو کیونکہ یہ قرآن کے راستے ہیں۔

نماز کے وقت مسواک کی تاکید

(حدیث ۳۲۸) حضرت ابوہریرہ اور حضرت زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِىْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ -مالك (حم،ق،ت،ه) عن ابى هريرة (حم،د،ن) عن زيد بن خالد- (صح). (۳۲۸)

(ترجمہ) اگر میری امت پر مجھے گراں نہ گزرتا تو میں ان کو ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

---

۳۲۷ (الجامع الصغير: ۵۳۲۰) ــــ رواه البيهقى فى شعب الايمان بسند ضعيف، كنز العمال (۲۷۵۲، ۲۷۵۳).

۳۲۸ (الجامع الصغير: ۷۵۰۶) ــــ رواه مالك واحمد (۱: ۲۲۱) والبخارى (۳: ۶۰۵) ومسلم فى الطهارة (ب ۱۵ رقم ۴۲) والترمذى (۲۲) وابن ماجة عن ابى هريرة (۲۷۸) واحمد وابو داود (۴۶، ۴۷) والنسائى (۱: ۱۲) عن زيد بن خالد.

وضو کرنا اس امت کی خصوصیت ہے

(حدیث ۳۲۹) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اُمِرْنَا بِاِسْبَاغِ الْوُضُوءِ-الدارمی عن ابن عباس-(ح). (۳۲۹)

(ترجمہ) ہمیں اچھے اور مکمل طریقہ سے وضو کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(لطائف ومعارف)

یہ وضو جس کا آنحضرت ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا ہے سابقہ امتوں کو اس کا حکم نہیں تھا بلکہ صرف حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے ساتھ خاص تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے خاص لطف وکرم کی عنایت ہے کہ اس امت محمدیہ کو اس کی فضیلت بخشی۔ (الخصائص الکبریٰ للسیوطی)۔

وضو کے نشانات تک جنت کے کنگن پہنچائے جائینگے

(حدیث ۳۳۰) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوَضُوءُ-(م) عن ابی هريرة (صح). (۳۳۰)

(ترجمہ) مؤمن کا جنت کا زیور وہاں تک پہنچے گا جہاں تک وضو کا پانی پہنچے گا۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث میں زیور سے مراد کنگن ہیں۔ سونے چاندی جواہر اور یاقوت سے جڑے ہوئے کنگن۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ جنت میں عورتوں سے زیادہ مردوں کو زیور خوبصورت لگیں گے۔

---

۳۲۹ (الجامع الصغیر: ۱۶۴۱) ــــ رواه الدارمی فی سننه، ابن ماجة (۴۲۶)، مسند احمد (۱: ۲۳۲)، طبرانی فی الکبیر (۱: ۲۳۲)

۳۳۰ (الجامع الصغیر: ۳۲۳۲) ــــ رواه مسلم فی الطهارة (۲۱۹).

حضرت ابوعبیدہؒ فرماتے ہیں کہ اس امت کو زیور پہنانا اس امت کو دیگر امتوں سے ممتاز کرنے کے لئے ہوگا۔ علامہ زمخشری نے بھی اسی کو اختیار کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ زیور قیامت کے دن وضو کے نشانات تک پہنائے جائیں گے۔

حضرت ابوحازمؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوہریرہؓ کے پیچھے موجود تھا جب کہ آپؓ نماز کے لئے وضو کررہے تھے اور آپؓ اپنے بازو کو اتنا لمبا کرتے تھے کہ پانی کو اپنی بغل تک پہنچا دیتے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا یہ آپ کیا کررہے ہیں تو فرمایا کہ اگر میں جانتا ہوتا کہ تم لوگ یہاں موجود ہو تو میں اس طرح وضو نہ کرتا' میں نے نبی کریم ﷺ سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مؤمن کا زیور وہاں تک پہنچے گا جہاں تک وضو کا پانی پہنچے گا۔ جنتیوں کو یہ زیور بازوؤں میں پہنائے جائیں گے نہ کہ اور اعضاء پر۔

وضو میں کوئی جگہ خشک نہ چھوڑو

(حدیث ۳۳۱) حضرت خالد بن ولید' حضرت یزید بن ابی سفیان' حضرت شرحبیل بن حسنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَتِمُّوا الْوُضُوءَ، وَيلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ - (٥) عن خالد بن الوليد، ويزيد بن أبي سفيان، وشرحبيل ابن حسنة، وعمرو بن العاص (صح) (۳۳۱)

(ترجمہ) وضو کو اچھی طرح مکمل کیا کرو' ان ایڑیوں کے لئے آگ کی ہلاکت ہے (جو وضو میں خشک رہ جائیں)۔

(لطائف ومعارف)

علامہ قیصری فرماتے ہیں: وضو ہر طرف سے اطراف بدن کی تطہیر کا نام ہے' اس طرح سے وضو کرنے سے انسان کے تمام جسم پر طہارت کا حکم لگتا ہے۔

وضو کو داہنی اطراف سے شروع کرو

(حدیث ۳۳۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت

۳۳۱ (الجامع الصغير: ۱۵۷) ــــ رواه ابن ماجة' حديث حسن.

ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَابْدَأُوْا بِمَيَا مِنِكُمْ -(٥) عن أبی هريرة (صح). (۳۳۲)

(ترجمہ) جب تم وضو کرو تو اپنی داہنی اطراف سے شروع کرو، جیسے پہلے دایاں ہاتھ دھونا، دائیں طرف مسواک کرنا، دایاں بازو دھونا اور دایاں پاؤں دھونا یا دائیں پاؤں کا مسیح کرنا۔

(لطائف ومعارف)

اگر کوئی شخص بائیں طرف سے شروع کرے گا یا ترتیب کو الٹ دے گا کہ پہلے پاؤں دھولے یا سر کا مسیح کرے یا بازو دھولے تو وضو کا فرض تو ادا ہو جائے گا لیکن یہ وضو خلاف سنت ہوگا۔

وضو میں داڑھی کا خلال

(حدیث ۳۳۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَقَالَ : إِذَا تَوَضَّأْتَ فَخَلِّلْ لِحْيَتَكَ - (ش) عن أنس -(ح). (۳۳۳)

(ترجمہ) میرے پاس جبریل تشریف لائے اور فرمایا کہ جب آپ وضو کریں تو اپنی داڑھی کا خلال کرلیا کریں۔

(لطائف ومعارف)

داڑھی کے خلال کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے خلال کرے اور داڑھی کے نیچے سے اوپر اور اوپر سے نیچے کو انگلیوں کو لے جائیں۔

---

۳۳۲ (الجامع الصغير: ۵۳۹) ـــ رواه احمد وابو داود وابن ماجة (۵۸۵) وابن خزيمة وابن حبان والطبرانی والبيهقی وغيره، قال ابن دقيق العيد وهو خليق بأن يصحح وصححه ابن خزيمة وارتضاه ابن حجر وقال ابن القطان صحيح وقال مغلطائی فی شرح ابن ماجة صحيح مسلم فی الحيض (۲۳).

۳۳۳ (الجامع الصغير: ۸۵) ـــ ابن ابی شيبة، ابن عدی، ابن ماجة، قال ابن الهمام وهو معلول لكن يقويه بعض قوة ما رواه ابن منيع والديلمی عن انس بلفظهمانصب الراية (۱: ۲۳).

خیر وشر کی چابیاں کونسی ہیں

(حدیث ۳۳۴) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلَاةُ، وَمِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ۔ (حم، هب) عن جابر۔ (ح). (۳۳۴)

(ترجمہ) جنت کی چابی نماز ہے اور نماز کی چابی وضو ہے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی جنت میں داخلہ کو مباح کرنے والی چیز نماز ہے کیونکہ جنت کے دروازے بند ہیں، یہ سوائے اطاعت کے نہیں کھل سکتے اور نماز تمام عبادات سے اعلیٰ ہے، اس لئے حدیث میں اس کا ذکر کیا گیا ہے اور نماز بغیر طہارت کے درست نہیں، اس لئے مسلمان کو غسل اور وضو کی بھی اس میں ترغیب دی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر مطلوب کے لئے کوئی نہ کوئی چابی مقرر کی ہے جس سے وہ حاصل کیا جاتا ہے پس نماز کی چابی طہارت ہے اور حج کی چابی احرام ہے اور نیکی کی چابی صدقہ ہے اور جنت کی چابی توحید ہے اور علم کی چابی عمدہ طریقہ سے سوال کرنا اور توجہ کرنا اور کامیابی کی چابی صبر ہے اور اضافہ وبرکت کی چابی شکر ہے اور محبت وولایت خداوندی کی چابی ذکر ہے، کامیابی کی چابی تقویٰ ہے، توفیق کی چابی رغبت ورہبت ہے، قبولیت کی چابی دعا ہے اور آخرت میں رغبت کی چابی دنیا سے کنارہ کشی ہے اور ایمان کی چابی اللہ تعالیٰ کی کاریگری میں فکر ہے، اللہ کے سامنے حاضر ہونے کی چابی قلب کی سلامتی اور اس کی محبت اور بغض میں اخلاص ہے اور دلوں کی زندگی کی چابی تدبر قرآن اور سحری کے وقت تضرع والحاح اور گناہ چھوڑ دینا ہے، حصول رحمت کی چابی عبادت حق تعالیٰ میں درجہ احسان کو پیدا کرنا ہے اور مخلوق کو نفع پہنچانے کی کوشش کرنا ہے اور رزق کی چابی استغفار کے ساتھ محنت کرنا ہے اور عزت کی چابی اطاعت ہے اور آخرت کی تیاری

---

۳۳۴ (الجامع الصغیر: ۸۱۹۲) ___ مسند احمد شعب الایمان بیهقی ورمز السیوطی لحسنه.

کی چابی امید کوتاہ کرنا ہے اور ہر چیز کی چابی آخرت میں رغبت کرنا ہے اور ہر شر کی چابی دنیا کی محبت اور طویل آرزو کرنا ہے یہ چابیوں کا باب بہت وسیع ہے اس سے آدمی کو خیر و شر کی بنیادوں کا علم ہوتا ہے جس سے لوگ واقف نہیں سوائے ان لوگوں کے جن کو اللہ کی طرف سے توفیق حاصل ہے۔

تحیۃ الوضوء

(حدیث ۳۳۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ

كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ- (٥)عن عائشة-(ض). (٣٣٥)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ جب وضو کرتے تو دو رکعت (تحیۃ الوضوء) پڑھا کرتے تھے پھر مسجد میں نماز کے لئے جاتے تھے۔

(لطائف ومعارف)

تحیۃ الوضوء کے لئے افضل یہی ہے کہ اپنے گھر میں ادا کریں جب کہ وضوء کرنا بھی اپنے گھر میں ہی افضل ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے آدمی سے خوش ہوتے ہیں جو گھر سے وضو کر کے مسجد میں آئے۔

اچھی طرح وضو کر کے مسجد میں آنے کا اجر

(حدیث ۳۳۶) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يَنْزِعُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ، لَمْ تَزَلْ رِجْلُهُ الْيُسْرٰى تَمْحُوْ عَنْهُ سَيِّئَةً وَتَكْتُبُ لَهُ الْيُمْنٰى حَسَنَةً حَتّٰى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ، وَلَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا - (طب ک هب) عن ابن عمر - (صح). (٣٣٦)

---

٣٣٥ (الجامع الصغير: ٦٦٢٧)__ رواه ابن ماجة.

٣٣٦ (الجامع الصغير ٥٣٥)__ طبرانی کبیرٌ مستدرک حاکم ' شعب الایمان' قال الحاکم صحیح واقره الذهبی وقال الهیثمی رجال الطبرانی موثقون. کنز العمال (١٩٩٩١)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی وضو کرے پھر اس کو مسجد کی طرف نماز نے ہی نکالا ہو تو جب وہ بایاں پاؤں رکھے گا تو اس کا گناہ مٹے گا اور دائیں سے نیکی لکھی جائے گی حتیٰ کہ مسجد میں داخل ہو جائے' اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ عشاء کی اور صبح کی نماز میں کتنا بڑا اجر ہے تو ان کے لئے گھٹنوں کے بل گھسٹ کر حاضر ہوں۔

(لطائف ومعارف)

اچھی طرح وضو کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وضو کے فرائض' سنن اور آداب کا خیال رکھے اور اس کے ممنوعات سے پرہیز کرے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صبح اور عشاء کی جماعت مشقت زیادہ ہونے کی وجہ سے زیادہ مؤکد ہے۔

وضو اور روزہ ٹوٹنے کے اصول

(حدیث ۳۳۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْوُضُوْءُ مِمَّا خَرَجَ وَلَيْسَ مِمَّا دَخَلَ۔ (هق) عن ابن عباس. (۳۳۷)

(ترجمہ) وضو جسم سے خارج ہونے والی چیزوں کی وجہ سے ہوتا ہے نہ کہ داخل ہونے والی چیزوں کی وجہ سے (اور روزہ داخل ہونے والی چیز سے ٹوٹتا ہے نہ کہ نکلنے والی چیز سے)۔

(لطائف ومعارف)

سہروردیؒ نے حضرت حکیم ترمذیؒ کی طرح وجوب وضو کی یہ حکمت لکھی ہے کہ شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح دوڑتا ہے' اس لئے انسان کو وضو کا حکم دیا گیا۔ شیطان کے چلنے پھرنے اور اس کے اندرون جسم روحانی نجاست کے داخل کرنے کی وجہ سے انسان کو وضو کا حکم دیا گیا اور وضو میں اطراف جسم کو دھونے کا حکم دیا گیا ہے اور وہ اطراف پانچ چیزیں ہیں' دو بازو ایک سر اور دو قدم' سر کے دھونے کی دو شکلیں ہیں کہ اس

۳۳۷ (الجامع الصغیر: ۹۶۷۹) ــــ رواہ البیهقی (۱: ۱۱۶)' حلیة الاولیاء (۸: ۳۲۰)

کے چہرہ کو دھویا جائے اور اس کے بالوں پر مسح کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے پانی کو مؤمنین کے لئے آفات ظاہرہ اور باطنہ کی پاکیزگی کا آلہ بنایا ہے چنانچہ وضو کرنے سے ظاہری اعضاء کی طہارت بھی ہو جاتی ہے اور حیات قلب کی باطنی طہارت بھی۔

کسی چیز کے نکلنے سے وضو ٹوٹنے کی مثالیں یہ ہیں: خون کا نکلنا' منہ بھر کر قے آنا' پیشاب' پاخانہ اور ہوا کا خارج ہونا وغیرہ۔

اور روزہ میں کسی چیز کے داخل ہونے سے روزہ ٹوٹنے کی مثال جیسے کسی چیز کا کھانا پینا یا صحبت کرنا وغیرہ۔

ہر پاک زمین نماز اور تیمّم کے قابل ہے

(حدیث ۳۳۸) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جُعِلَتْ لِیْ کُلُّ اَرْضٍ طَیِّبَةٍ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا - (حم) والضیاء عن انس -(صح). (۳۳۸)

(ترجمہ) میرے لئے تمام پاک زمین کو نماز کی جگہ اور تیمّم کے لئے درست قرار دیا گیا ہے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی ہر پاکیزہ جگہ پر نماز پڑھی جاسکتی ہے اور ہر پاک مٹی پر تیمّم کیا جاسکتا ہے۔

اس حدیث سے امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے استدلال کیا ہے کہ ہر وہ چیز جو جنس زمین سے ہو اگرچہ مٹی نہ بھی ہو اس پر تیمّم جائز ہے

سابقہ امتوں میں بغیر مسجد کے نماز نہیں ہوتی تھی اور بغیر وضو کے طہارت حاصل نہیں ہوتی تھی۔

---

۳۳۸ (الجامع الصغیر: ۳۵۹۵) ــــ رواه احمد فی مسنده والضیاء المقدسی فی المختارة وابن المنذر وابن الجارود کلهم عن انس قال ابن حجر والسیوطی إسناده صحیح.

تیمّم کا طریقہ

(حدیث ۳۳۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلتَّیَمُّمُ ضَرْبَتَانِ : ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ، وَضَرْبَةٌ لِلْیَدَیْنِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ — (طب، ک) عن ابن عمر. (۳۳۹)

(ترجمہ) تیمّم کی دو ضربیں ہیں، ایک چہرہ کے لئے اور ایک ہاتھوں کے لئے کہنیوں تک۔

(لطائف ومعارف)

جب کوئی اس طرح سے تیمّم کرے تو اس کیلئے شرط ہے کہ تیمّم کی نیت بھی کرے۔ اگر کوئی شخص کسی شرعی عذر یا وجہ سے وضو یا غسل نہ کر سکے تو ان کی جگہ تیمّم کر سکتا ہے۔

---

۳۳۹ (الجامع الصغیر: ۳۴۱۴) ــــ رواہ الطبرانی فی الکبیر والحاکم (۱: ۱۱۹) دارقطنی (۱: ۱۸۰)

کتاب المساجد

۱ - فضائل مسجد

۲ - احکام مساجد

۳ - اہم مساجد

۴ - حقوق مساجد

مساجد

مسجد میں داخل ہونے کے تین آداب

(حدیث ۳۴۰) حضرت ابوقتادہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ حَتّٰى يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ

ـ(حم ق ۴) عن أبي قتادة (هـ) عن أبي هريرة. (۳۴۰)

(ترجمہ) تم میں سے کوئی شخص جب مسجد میں داخل ہو تو اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک کہ دو رکعت (تحیۃ المسجد) نہ پڑھ لے۔

(لطائف ومعارف)

مسجد میں داخل ہونے والے کے لئے تین تحیات مسنون ہیں۔ (۱) داخل ہوتے وقت حضور ﷺ پر درود پڑھنا (۲) تحیۃ المسجد پڑھنا (۳) پھر حاضرین کو سلام کرنا۔ آنحضرت ﷺ بھی پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرتے تھے پھر حاضرین مسجد کو سلام کرتے تھے (کیونکہ نفلی حقوق میں پہلے رب کا حق مقدم ہے پھر لوگوں کا)۔

مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت کی دعا

(حدیث ۳۴۱) حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ وَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَ إِذَا خَرَجَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ، وَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ ـ (د) عن أبي حميد، أو أبي

۳۴۰ (الجامع الصغير: ۵۸۳) ـــ مسند احمد (۵: ۳۱۱)، سنن کبری بیهقی (۳: ۵۳)، بخاری، مسلم، نسائی، ابو داود، ترمذی، ابن ماجة عن ابی قتاده و ابن ماجة عن ابی هریرة.

أسید (۵) عن أبی حمید (صح). (۳۴۱)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو وہ نبی کریم ﷺ پر سلام بھیجے پھر یہ کہے "اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ" (اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے) اور جب نکلے تو نبی کریم ﷺ پر سلام بھیجے اور یہ دعا کرے "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ (اے اللہ! میں آپ سے آپ کا فضل طلب کرتا ہوں) (یعنی مزید احسان وانعام کا طالب ہوں)۔

(لطائف ومعارف)

محدث دیلمی نے "اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ" کے بعد یہ الفاظ بھی ذکر کئے ہیں وَاَغْلِقْ عَنِّیْ اَبْوَابَ سُخْطِکَ وَغَضَبِکَ وَاصْرِفْ عَنِّی الشَّیْطَانَ وَوَسْوَسَتَهٗ . اور محدث ابن سنی نے "رَحْمَتِکَ" کے بعد وَاَدْخِلْنِیْ فِیْھَا کے الفاظ ذکر کئے ہیں۔

ابن سنی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسجد میں داخل ہونے کا طریقہ اس طرح سے لکھا ہے کہ آپؐ جب مسجد میں داخل ہوتے تھے تو یہ کہتے تھے: "بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ" اور جب نکلتے تھے تو بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

اگر کوئی شخص مسجد میں داخل ہوتے وقت یوں دعا کرے "بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ" اور جب نکلے تو یوں دعا کرے بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ وَرَحْمَتِکَ تو اس حدیث پر پورا پورا عمل ہو جائے گا۔

تین مساجد کی طرف سفر کی فضیلت

(حدیث ۳۴۲) حضرت ابو ہریرہؓ حضرت ابو سعید اور حضرت ابن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۳۴۱ (الجامع الصغیر: ۵۸۲) ___ (ابو داود (۴۶۵)، نسائی عن ابی حمید وابن ماجة (۷۷۲، ۷۷۳) عن ابی حمید او عن ابی اسید بن ثابت الانصاری مستدرک حاکم (۱: ۲۰۷) وحسنه السیوطی کذا فی فیض القدیر / ۳۳۶).

لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَام. وَمَسْجِدِی هٰذَا. وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی—(حم،ق،د،ن،ہ)عن ابی ہریرة (حم،ق،ت،ہ)عن ابی سعید(ہ)عن ابن عمرو—(صح). (۳۴۲)

(ترجمہ) رختِ سفر نہ باندھو مگر تین مساجد کی طرف' مسجد حرام کی طرف' اس مسجد (نبوی) کی طرف اور مسجد اقصیٰ کی طرف۔

(لطائف ومعارف)

علامہ نوویؒ فرماتے ہیں: لَا تشدّ کا معنی فضیلة فی شدها ہے (یعنی ان تین مساجد کے علاوہ باقی مساجد کی طرف سفر کرنے کی کوئی فضیلت نہیں ہے۔ اگر کوئی باقی مساجد یا مقابر کی طرف سفر کرے گا تو گناہ نہیں ہوگا)۔

مسجد اقصیٰ سے مراد بیت المقدس ہے' اس کو مسجد اقصیٰ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ مسجد مکہ سے بہت دور ہے یا اس لئے کہ اس کے پیچھے کوئی اور مسجد نہیں ہے یا اس لئے کہ جس جگہ مسجد اقصیٰ واقع ہے وہ زمین کا بلند ترین حصہ ہے یا یہ آسمان کے زیادہ قریب ہے۔

اس حدیث میں تین مساجد کے سفر کو خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے کیونکہ پہلی مسجد حج اور قبلہ کے لئے ہے اور دوسری مسجد کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے اور تیسری مسجد سابقہ امتوں کا قبلہ ہے۔

مسجد قباء میں دو نفل عمرہ کے برابر ہیں

(حدیث ۳۴۳) حضرت اُسید بن ظہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلصَّلَاةُ فِیْ مَسْجِدِ قُبَاءٍ كَعُمْرَةٍ—(حم ت،ت،ہ،ک) عن اسید بن ظهیر—(صح). (۳۴۳)

---

۳۴۲ (الجامع الصغیر: ۹۸۰۲)___ رواه احمد(۲:۲۳۴) والبخاری ومسلم وابو داود (۲۰۳۳)والنسائی (۲:۳۷)وابن ماجة(۱۴۰۹، ۱۴۱۰) عن أبی هریرة واحمد والبخاری ومسلم والترمذی وابن ماجة عن ابی سعید وابن ماجة عن ابن عمرو بن العاص.

۳۴۳ (الجامع الصغیر: ۵۱۷۳)___ رواه احمد والترمذی (۳۲۴)وابن ماجة والحاکم

(ترجمہ) مسجد قباء میں نماز پڑھنا ایک عمرہ کے برابر ہے۔

(لطائف ومعارف)

ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح نقل کیا ہے کہ میں مسجد قباء میں دو رکعتیں پڑھوں، مجھے زیادہ محبوب ہے کہ میں بیت المقدس دو دفعہ جاؤں اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ قباء میں نماز پڑھنے کا کتنا ثواب ہے تو سفر کیلئے لوگ اپنے اونٹوں کا رخ اس کی طرف کر دیں۔

آنحضرت ﷺ مسجد قباء کی زیارت کے لئے سوار ہو کر بھی اور پیدل سفر کر کے بھی تشریف لے جاتے تھے۔

حافظ زین الدین عراقی فرماتے ہیں: اس حدیث میں مسجد قباء کی زیارت کا اور اس میں نماز پڑھنے کا استحباب معلوم ہوتا ہے اور بخاری اور مسلم کی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے ہفتہ کے دن مسجد قباء میں جانے کی سنیت معلوم ہوتی ہے۔

مسجد میں کرنیوالے اور نہ کرنیوالے کام

(حدیث ۳۴۴) حضرت واصلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جَنِّبُوْا مَسَاجِدَ كُمْ صِبْيَانَكُمْ، وَمَجَانِيْنَكُمْ، وَشِرَاءَ كُمْ، وَبَيْعَكُمْ وَخُصُوْمَاتِكُمْ، وَرَفْعَ اَصْوَاتِكُمْ، وَاِقَامَةَ حُدُوْدِكُمْ، وَسَلَّ سُيُوْفِكُمْ، وَاتَّخِذُوْا عَلٰى اَبْوَابِهَا الْمَطَاهِرَ، وَجَمِّرُوْهَا فِي الْجُمَعِ—(ه)عن واثلة—(ض). (۳۴۴)

(ترجمہ) اپنی مساجد سے اپنے بچوں کو، اپنے دیوانوں کو اور اپنی بیع وشراء کو اور جھگڑوں کو اور آوازیں بلند کرنے کو اور حدود قائم کرنے کو اور تلواریں سونتنے کو دور رکھو اور ان کے دروازوں کے پاس وضو خانے بناؤ اور ہر جمعہ کے دن اس میں خوشبو جلاؤ۔

---

۳۴۴ (الجامع الصغیر: ۳۶۰۱) ــــ قال الزین العراقی فی شرح الترمذی والحارث بن نبهان ضعیف وقال ابن حجر فی المختصر حدیث ضعیف ابن ماجة (۷۵۰)، مجمع الزوائد (۲: ۲۵، ۲۶) طبرانی فی الکبیر (۸: ۱۵۶).

مسجد میں سزا نہ دیجائے

(حدیث ۳۴۵) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

لَا تُقَامُ الْحُدُوْدُ فِی الْمَسَاجِدِ، وَلَا یُقْتَلُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ -

(حم، ت، ک) عن ابن عباس - (صح). (۳۴۵)

(ترجمہ) مساجد میں حدود نہ لگائی جائیں اور والد کو بیٹے کے قصاص میں قتل نہ کیا جائے۔

(لطائف ومعارف)

مساجد میں شرعی سزائیں اس لئے قائم نہ کی جائیں تاکہ مساجد کی حفاظت اور حرمت باقی رہے۔

امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قاتل کو حرم میں قتل نہ کیا جائے بلکہ حرم سے باہر نکلنے پر مجبور کیا جائے، جب وہ نکلے تو تب اس پر قصاص جاری کیا جائے۔

اسی طرح سے بیٹے کے قتل میں والد کو قتل نہ کیا جائے کیونکہ والد اپنے بیٹے کی ایجاد کا سبب ہے۔

بعض اساتذہ اور قراء جو لڑکوں کو مساجد میں پڑھاتے ہیں وہ مسجد میں ہی طلبہ کو سبق یاد نہ کرنے کی یا شرارتوں کی سزائیں دیتے ہیں، یہ سزائیں بھی اس حدیث کی وجہ سے مسجد میں دینا حرام ہے۔

مسجد میں تجارت اور گمشدہ چیز کا اعلان نہ کرو

(حدیث ۳۴۶) حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا رَأَیْتُمْ مَنْ یَبِیْعُ أَوْ یَبْتَاعُ فِی الْمَسْجِدِ فَقُوْلُوْا: لَا أَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَکَ وَإِذَا رَأَیْتُمْ مَنْ یَنْشُدُ فِیْهِ ضَالَّةً فَقُوْلُوْا لَا رَدَّ اللّٰهُ عَلَیْکَ ضَالَّتَکَ - (ت ک) عن أبی هریرة - (صح). (۳۴۶)

---

۳۴۵ (الجامع الصغیر: ۹۸۳۹) ___ رواه أحمد والترمذی والحاکم.

۳۴۶ (الجامع الصغیر: ۶۳۲) ___ رواه النسائی والترمذی والحاکم والبیهقی، وقال الترمذی حسن غریب وقال الحاکم علی شرط مسلم واقره الذهبی.

(ترجمہ) جب تم کسی کو مسجد میں (کوئی چیز) بیچتے ہوئے یا خریدتے ہوئے دیکھو تو یوں کہو: ''اللہ تعالیٰ تمہاری تجارت میں نفع نہ دے'' اور جب تم کسی کو مسجد میں (اپنی) کسی گم شدہ چیز کا اعلان کرتے ہوئے دیکھو تو یوں کہو ''اللہ تعالیٰ تمہاری گم شدہ چیز تمہیں واپس نہ لوٹائے''۔

(کیونکہ مساجد ایسے کاموں کے لئے نہیں بنائی گئیں' بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے ذکر' نماز' علم اور مذاکرہ خیر وغیرہ کے لئے بنائی گئی ہیں)۔

آج کل تو دیہات کی بہت سی اور شہروں کی بھی اکثر مساجد میں خرید وفروخت کی چیزوں کے اور گم شدہ چیزوں کے اعلانات سننے میں آتے ہیں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو سمجھ دے۔

جنبی اور حائضہ کیلئے مسجد کا استعمال

(حدیث ۳۴۷) حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْمَسْجِدَ لَا یَحِلُّ لِجُنُبٍ، وَلَا حَائِضٍ — (ض) عن ام سلمة — (ض). (۳۴۷)

(ترجمہ) مسجد جنابت والے مرد اور حیض والی عورت کیلئے حلال نہیں۔

(لطائف ومعارف)

ایسے لوگ نہ تو مسجد میں داخل ہو سکتے ہیں' نہ اس سے گزر سکتے ہیں اور اگر مسجد میں سوتے ہوئے احتلام ہو جائے تو فوراً کسی قریبی راستہ سے باہر نکل جانا چاہئے اور اگر مسجد بڑی ہو تو فوری طور پر تیمم کر کے وہاں سے نکل جائے تاکہ یہ نکلنے کا وقت بھی ایک گونہ طہارت کی شکل میں ہو' نفاس والی عورت کا بھی یہی حکم ہے۔ عورتوں کو یہ صورت عموماً بیت اللہ اور مسجد نبوی میں پیش آتی ہے' ہمارے علاقوں میں تو عورتوں کے مساجد میں جانے کا رواج شاذ ونادر ہی ہے۔

مسجد میں ممنوع کام

(حدیث ۳۴۸) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ:

۳۴۷ الجامع الصغیر: ۲۱۱۶) — رواہ ابن ماجة (۶۴۵)' جمع الجوامع (۵۸۹۰).

نَهٰى عَنِ الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ فِي الْمَسْجِدِ : وَاَنْ يُنْشَدَ فِيْهِ ضَالَّةٌ ، وَاَنْ يُنْشَدَ فِيْهِ شِعْرٌ ،وَنَهٰى عَنِ التَّحَلُّقِ قَبْلَ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ -(حم، ۴)عن ابن عمرو- (ح). (۳۴۸)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ نے مسجد میں خرید وفروخت سے منع کیا اور یہ کہ اس میں گمشدہ چیز کا اعلان کیا جائے یا اس میں اشعار پڑھے جائیں اور اس سے بھی منع کیا کہ جمعہ کے دن نماز جمعہ سے پہلے حلقہ بنایا جائے۔

(لطائف ومعارف)

مسجد میں بیع شراء اور اس طرح کے دوسرے معاملات طے کرنا منع ہے کیونکہ مساجد ان کاموں کے لئے نہیں بنائی گئیں۔

اگر کوئی اشعار اچھے ہوں جیسے زہد کے متعلق ہوں یا مکارم اخلاق کے متعلق ہوں تو ایسے اشعار مسجد میں پڑھے جاسکتے ہیں لیکن آج کل جو نعت خواں نعتوں اور نظموں اور حمدوں کو گانے کی طرز پر پڑھتے ہیں اور وہ بھی مسجد میں یہ قابل نفرین ہے' اللہ ایسے لوگوں کو ہدایت دے۔ یہ حمد ونعت اور مسجد کی توہین ہے لیکن لوگوں میں بھی عجیب جہالت ہے کہ وہ مضمون کی خوبی کو نہیں دیکھتے' گانے والے کی آواز وانداز کو دیکھتے ہیں۔

ایک شخص مسجد میں خرید وفروخت کر رہا تھا اس کو جلیل القدر تابعی حضرت عطاءؒ نے دیکھا تو فرمایا: دنیا کے بازار میں جاکے سودا بیچو یہ تو آخرت کا بازار ہے۔

قیامت کی تین علامات

(حدیث ۳۴۹) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يَمُرَّ الرَّجُلُ فِي الْمَسْجِدِ لَا يُصَلِّيْ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ،وَاَنْ لَا يُسَلِّمَ الرَّجُلُ اِلَّا عَلٰى مَنْ يَعْرِفُ،وَاَنْ يُبَرِّدَ

۳۴۸ (الجامع الصغير: ۹۴۰۱) ـــ رواه أحمد (۲:۱۷۸)وابو داود(۱۰۷۹) والنسائي والترمذي وابن ماجة وقال الترمذي حسن لكن عمرو بن شعيب اى أحد رجاله احتج به قوم ووهاه آخرون.

الصَّبِيُّ الشَّيْخَ-(طب)عن ابن مسعود-(ض).(۳۴۹)

(ترجمہ) قیامت کی علامات میں سے ہے کہ آدمی مسجد میں سے گزرے گا لیکن اس میں دو رکعتیں تحیۃ المسجد نہیں پڑھے گا اور یہ کہ کوئی شخص سلام نہیں کرے گا مگر اس کو جس کو وہ جانتا ہوگا اور یہ کہ لڑکا بوڑھے کو اپنے کاموں میں استعمال کرے گا اور اپنا قاصد بنائے گا۔

تعمیر مسجد کے بدلہ میں جنت کا محل

(حدیث ۳۵۰) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا يَبْتَغِيْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ بَنَى اللّٰهُ لَهٗ مِثْلَهٗ فِي الْجَنَّةِ-

(حم،ق،ت،ہ)عن عثمان- (صح).(۳۵۰)

(ترجمہ) جس شخص نے مسجد بنائی اور اس کے بنانے میں اللہ کی رضا مطلوب تھی، اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس جیسا (محل) جنت میں بنائیں گے۔

(لطائف ومعارف)

اللہ کی رضا سے مراد اخلاص ہے، بعض لوگ مسجد بنا کر اس پر بانی کا نام لکھ دیتے ہیں، بہت سے ائمہ نے اس کو سختی سے منع کیا ہے حتیٰ کہ ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں: جس شخص نے اپنی تعمیر کردہ مسجد پر اپنا نام لکھا، یہ اخلاص سے باہر ہو گیا لیکن اگر کسی نے مسجد جنت حاصل کرنے اور جہنم سے بچنے کی نیت سے بنائی تو اس بانی کے اخلاص میں کوئی نقص نہیں ہے۔

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دنیا میں اللہ کا ایک گھر بنانے سے اس کو جنت میں دس گھر دیئے جائیں کیونکہ ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہوتا ہے اور ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ جنت کا ایک ہی

۳۴۹ (الجامع الصغیر: ۸۲۲۸)__ رواه الطبرانی فی الکبیر (۹: ۳۴۴) وقال الهیثمی رجاله رجال الصحیح إلا أن سلمة وإن کان سمع من الصحابة لم أجد له روایة عن ابن مسعود.

۳۵۰ (الجامع الصغیر: ۸۵۶۴)__ رواه احمد والبخاری (۱: ۱۲۲) والترمذی و مسلم فی الزهد (۴۳،۴۴) والنسائی وابن ماجة، مسند ابو عوانه (۱: ۳۹۱).

محل دس محلات سے بہتر شکل میں اس کو دیا جائے جیسا کہ بعض دفعہ ایک گھر دس گھروں سے بلکہ سو سے بلکہ ہزار سے بھی بہتر ہوتا ہے جبکہ حدیث شریف میں آیا ہے جنت کی ایک بالشت دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

مشقت کی حالت میں مسجد جا کر نماز پڑھنا

(حدیث ۳۵۱) حضرت بریدہ، حضرت انس اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بَشِّرِ الْمُشَّائِيْنَ فِي الظُّلَمِ اِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

(د،ت) عن بريدة (ه، ك) عن انس، وعن سهل بن سعد۔ (صح). (۳۵۱)

(ترجمہ) اندھیرے وقت میں مساجد کی طرف جانے والوں کو قیامت کے دن میں مکمل نور کی بشارت سنا دو۔

(لطائف و معارف)

ایسے حضرات کے لئے نور تام اس شکل میں ہوگا کہ ان کو ہر طرف سے نور نے گھیر رکھا ہوگا یہ اور بات ہے کہ شخص کا نور اس کے عمل کے بقدر ہوگا۔

عورت کا گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے

(حدیث ۳۵۲) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

خَيْرُ صَلَاةِ النِّسَاءِ فِيْ قَعْرِ بُيُوْتِهِنَّ۔ (طب) عن ام سلمة۔ (ح). (۳۵۲)

(ترجمہ) عورتوں کی بہترین نماز اپنے گھر کے درمیانہ حصہ میں ہے۔

(لطائف و معارف)

عورت کی نماز چاہے فرائض ہوں یا نوافل سب کو گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ بلکہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ اَفْضَلُ صَلٰوةِ الْمَرْأَةِ فِي أَشَدِّ بَيْتِهَا ظُلْمَةً.

---

۳۵۱ (الجامع الصغير: ۳۱۴۴) ــــ رواه ابو داود (۵۶۱) والترمذی عن بريدة (۲۲۳) ولايذكر "الى المساجد" والحاكم (۱: ۲۱۲) عن انس وعن سهل بن سعد الكامل لابن عدی (۳: ۱۱۴۰) وقال المنذری رجاله ثقات.

۳۵۲ (الجامع الصغير: ۴۰۷۳) ــــ رواه الطبرانی فی الكبير قال الهيثمی فيه ابن لهيعة وفيه كلام معروف، مسند احمد (۶: ۳۰۱).

(عورت کی بہترین نماز تاریک ترین کمرہ میں نماز کا ادا کرنا ہے) اور آج کل کے زمانہ میں تو فواحشات و منکرات کا سیلاب امنڈ کر آ گیا ہے، ایسے حالات میں تو عورت کو نماز کے لئے بھی مساجد میں جانا مکروہ ہونا چاہئے اور اپنی شدید ترین شرعی ضرورت کے بغیر گھر سے نہیں نکلنا چاہئے۔

قبر پر یا قبر کی طرف نماز پڑھنا

(حدیث ۳۵۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَاتُصَلُّوْا اِلٰی قَبْرٍ، وَلَا تُصَلُّوْا عَلٰی قَبْرٍ — (طب) عن ابن عباس — (ض). (۳۵۳)

(ترجمہ) قبر کی طرف رخ کر کے نماز نہ پڑھو اور نہ ہی قبر کے اوپر نماز پڑھو۔

(لطائف و معارف)

قبرستان میں جو مساجد بنی ہوئی ہیں، اگر تحقیق ہو کہ یہاں قبریں نہیں تھیں تو اس میں نماز پڑھی جائے جبکہ مسجد کی چار دیواری موجود ہو اور اگر پرانے قبرستان میں کہیں قبروں کا نام و نشان مٹ گیا ہو اور وہاں مسجد بنا لی جائے تو وہاں بھی نماز پڑھنے سے احتراز کیا جائے۔

اگر کسی انسان کا ایسی جگہ پر نماز پڑھنے سے تبرک کا ارادہ ہو تو یہ بدعت ہے، جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔

ہر پاک زمین نماز اور تیمّم کے قابل ہے

(حدیث ۳۵۴) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

جُعِلَتْ لِیْ کُلُّ اَرْضٍ طَیِّبَةٍ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا — (حم) والضیاء عن

---

۳۵۳ (الجامع الصغیر: ۹۸۱۴) ـــ رواہ الطبرانی فی الکبیر (۱۱: ۳۷۶) قال الهیثمی فی مجمع الزوائد (۲: ۲۷) فیه عبدالله بن کیسان المروزی ضعفه ابو حاتم ووثقه ابن حبان ورواه مسلم من حدیث ابی مرثد بلفظ: لاتصلوا إلی القبور ولا تجلسوا علیها.

انس—(صح). (۳۵۴)

(ترجمہ) میرے لئے تمام پاک زمین کو نماز کی جگہ اور تیمّم کے لئے درست قرار دیا گیا ہے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی ہر پاکیزہ جگہ پر نماز پڑھی جاسکتی ہے اور ہر پاک مٹی پر تیمّم کیا جاسکتا ہے۔

اس حدیث سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے استدلال کیا ہے کہ ہر وہ چیز جو جنس زمین سے ہو اگرچہ مٹی نہ بھی ہو اس پر تیمّم جائز ہے۔

سابقہ امتوں میں بغیر مسجد کے نماز نہیں ہوتی تھی اور بغیر وضو کے طہارت حاصل نہیں ہوتی تھی۔

سب سے اچھے اور برے مقامات

(حدیث ۳۵۵) حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللهِ مَسَاجِدُهَا، وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللهِ أَسْوَاقُهَا

—(م) عن أبی هريرة (حم، ک) عن جبير بن مطعم. (۳۵۵)

(ترجمہ) تمام مقامات سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو مساجد محبوب ہیں۔ (۱) اور سب مقامات سے زیادہ مبغوض بازار ہیں (۲)۔

(لطائف ومعارف)

(۱) مساجد اس لئے محبوب ہیں کہ یہ اللہ کی اطاعت کے مقامات ہیں، تقویٰ کی اساس ہیں اور نزول رحمت کا محل ہیں۔

(۲) اس لئے کہ بازار غفلت، کھوٹ، حرص، فتنے، طمع، خیانت، اور ایسی فانی اغراض کے لئے جھوٹی قسموں کی جگہیں ہیں جہاں اللہ سے قطع تعلق ہوتا ہے۔

---

۳۵۴ (الجامع الصغير: ۳۵۹۵) ___ رواه احمد فی مسنده والضياء المقدسی فی المختارة وابن المنذر وابن الجارود كلهم عن أنس وقال ابن حجر والسيوطی إسناده صحيح. فتح الباری (۱: ۴۳۸)، المنتقی لابن الجارود (۱۲۴).

۳۵۵ (الجامع الصغير: ۲۰۹) ___ مسلم فی المساجد (۲۸۸) ابن حبان، ابن زنجويه، مسند احمد، مستدرک حاكم.

کتاب الصلوۃ

۱ - بچوں کیلئے نماز کا حکم

۲ - اوقات نماز

۳ - اذان

۴ - فضائل اذان

۵ - اہمیت نماز

۶ - فضائل نماز

۷ - مسائل نماز

۸ - ممنوعات نماز

۹ - جماعت نماز

بچے کیلئے نماز کی عمر

(حدیث ۳۵۶) ایک صحابی سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَاعَرَفَ الْغُلَامُ يَمِيْنَهٗ مِنْ شِمَالِهٖ فَمُرُوْهُ بِالصَّلَاةِ -(د هق) عن رجل من الصحابة -(ح). (۳۵۶)

(ترجمہ) جب لڑکا دائیں اور بائیں کی تمیز کرنے لگے تو تم اس کو نماز کا حکم دو۔

(لطائف ومعارف)

ظاہر حدیث یہ بتلاتا ہے کہ اس عمر کے بچے کو نماز کے لئے مارنا نہیں چاہئے کیونکہ مارنا ایک سزا ہے اور سزا اس وقت دی جاتی ہے جب بچے میں تحمل ہو اور وہ دس سال کی عمر ہے۔

بچہ کیلئے نماز کی تعلیم کی عمر

(حدیث ۳۵۷) حضرت سبرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

عَلِّمُوا الصَّبِيَّ الصَّلَاةَ ابْنَ سَبْعِ سِنِيْنَ، وَاضْرِبُوْهُ عَلَيْهَا ابْنَ عَشْرٍ -(حم، ت، طب، ک) عن سبرة (صح). (۳۵۷)

(ترجمہ) بچہ کو نماز سکھاؤ جب وہ سات سال کا ہو اور (اگر نہ پڑھے تو) اس پر اس کو مارو جب دس سال کا ہو۔

(لطائف ومعارف)

بعض اہل علم نے ظاہر حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ بچہ پر بھی نماز واجب ہے

---

۳۵۶ (الجامع الصغیر: ۷۵۴) ــــ رواہ ابو داود والبیهقی والطبرانی وحسنه السیوطی

۳۵۷ (الجامع الصغیر: ۵۴۷۶) ــــ رواہ أحمد والترمذی (۴۰۷) والطبرانی فی الکبیر والحاکم فی الصلوٰۃ (۱: ۲۵۸) وقال علی شرط مسلم وأقره الذهبی وقال النووی فی ریاض الصالحین حدیث حسن.

کیونکہ بچہ کو نماز کے چھوڑنے پر مارنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ بچہ پر نماز کے واجب ہونے کی صفت ہے۔ امام احمدؒ بھی ایک روایت کے مطابق یہی فرماتے ہیں اور بندنیجی نے نقل کیا ہے کہ امام شافعیؒ بھی اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور اکثر علماء فرماتے ہیں کہ بچہ پر نماز واجب نہیں ہوتی تا آنکہ بالغ نہ ہو جائے اور اس حدیث میں مارنے کا حکم تربیت کے طور پر ہے۔ امام بیہقیؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس حدیث کی وجہ سے منسوخ ہے "رُفع القلم عن الصبی حتی یحتلم (بچہ پر احکام اسلام کا وجوب نہیں ہے حتیٰ کہ بالغ ہو جائے)۔

بچوں کو نماز کا حکم

(حدیث ۳۵۸) حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِيْنَ، وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ اَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِيْنَ، وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ، وَاِذَا زَوَّجَ اَحَدُكُمْ خَادِمَهُ عَبْدَهُ اَوْ اَجِيْرَهُ فَلَا يَنْظُرْ اِلٰى مَادُوْنَ السُّرَّةِ وَفَوْقَ الرُّكْبَةِ۔ (حم، د، ک) عن ابن عمرو۔ (صح). (۳۵۸)

(ترجمہ) اپنی اولاد کو نماز پڑھنے کا حکم دو جبکہ وہ سات سال کے ہوں اور ان پر نماز کی سختی کرو جب وہ دس سال کے ہوں (تاکہ ان کی نماز کی عادت بن جائے۔) اور ان کے بستر الگ کر دو اور جب تم میں سے کوئی اپنے خادم یعنی غلام کا یا اپنے مزدور کا نکاح کرے تو اس کو ناف سے نیچے اور گھٹنے سے اوپر نہ دیکھے۔

لطائف ومعارف:

یہاں خادم، غلام اور مزدور سے مراد لونڈی ہے۔

---

۳۵۸ (الجامع الصغیر: ۸۱۷۴) ــــ رواہ احمد وابو داود فی الصلوٰۃ (ب ۲۶)، درمنثور (۱: ۳۰۰) والحاکم وقال النووی فی الریاض بعد عزوہ لأبی داود إسنادہ حسن.

اوقات نماز

نماز کا وقت پر پڑھنا افضل عمل ہے

(حدیث ۳۵۹) حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللهِ الصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا ، ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ، ثُمَّ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ۔ (حم،ق،د،ن) عن ابن مسعود –(صح).(۳۵۹)

(ترجمہ) اللہ کے نزدیک اعمال میں سے سب سے زیادہ محبوب نماز کا اس کے وقت میں ادا کرنا ہے پھر والدین سے حسن سلوک کرنا پھر اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔

(لطائف ومعارف)

سب سے زیادہ محبوب کا معنی یہ ہے کہ یہ عمل اللہ کے نزدیک سب اعمال صالحہ سے زیادہ ثواب والا ہے۔

حضور ﷺ نے نماز کے بعد والدین کے ساتھ حسن سلوک کا ذکر فرمایا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا وبالوالدین احسانا. اور اس لئے بھی کہ نماز بندے اور رب تعالیٰ کے درمیان سب سے بڑا تعلق ہے اور والدین سے حسن سلوک بندے اور مخلوق کے درمیان سب سے بڑا جوڑ ہے اس لئے پہلے نماز کو ذکر کیا پھر خدمت والدین کو۔

جہاد فی سبیل اللہ کفار کے ساتھ قتال کرنے کو کہتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کا دین بلند ہو اور اس کے دین کے شعار کا اظہار ہو۔

مطامح میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے جہاد کو بعد میں ذکر کیا باوجود یہ کہ اس میں

---

۳۵۹ (الجامع الصغیر: ۱۹۶) ___ کنز العمال (۱۸۸۹۷) مسند احمد، بخاری، مسلم، ابو داود، نسائی، ابن ماجۃ، ابن حبان وغیرہ۔

جان بھی خرچ کرنی پڑتی ہے اس لئے کہ نماز کے اپنے اول وقت پر ادا کرنے کا التزام کرنا اور اپنے والدین کے ساتھ ہمیشہ حسن سلوک کا التزام کرنا اور بار بار اس عمل کو ہر دن زندگی بھر نباہنا بڑے جان جوکھوں کا کام ہے اور زندگی بھر اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی پابندی کرنا صدیقین کا ہی کام ہے۔

اللہ تعالیٰ کا نیک اعمال پر کسی سے محبت کرنا اس کو اپنی طرف سے جزائے خیر عطاء کرنے کے معنی میں ہے۔

نیند کی وجہ سے نماز میں تاخیر

(حدیث ۳۶۰) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ، إِنَّمَا التَّفْرِيطُ فِي الْيَقَظَةِ أَنْ تُؤَخَّرَ صَلَاةٌ حَتّٰى يَدْخُلَ وَقْتُ صَلَاةٍ أُخْرٰى — (حم، حب) عن ابی قتادة — (صح). (۳۶۰)

(ترجمہ) نیند میں کوئی کوتاہی تقصیر اور گناہ نہیں کیونکہ تقصیر اور گناہ بیداری کی حالت میں ہے کہ نماز کو اتنا مؤخر کیا جائے کہ دوسری نماز کا وقت داخل ہو جائے۔

(لطائف ومعارف)

ترمذی شریف کی حدیث کے الفاظ ہیں: إذا نسی احدکم صلوة او نام عنها فلیصلها إذا ذکرها (جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنا بھول جائے یا نیند کی وجہ سے رہ جائے تو وہ اس کو اس وقت پڑھے جب یاد آ جائے) اور مسلم شریف کے الفاظ ہیں: لیس فی النوم تفریط إنما التفریط فیمن لم یصل صلوة حتی یجیء وقت الأخری (نیند کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں ہے بلکہ کوتاہی اس وقت ہے جب کوئی شخص نماز نہ پڑھے حتیٰ کہ دوسری نماز کا وقت آئے)۔

---

۳۶۰ (الجامع الصغیر: ۷۶۴۳) ــــ رواه احمد وابن حبان وابو داود وقال ابن حجر إسناده ای إسناد ابی داود علی شرط مسلم ورواه الترمذی بلفظه ومسلم بلفظ آخر شرح معانی الآثار (۱: ۱۶۵).

نماز بھول جانیوالا یا سو جانیوالا یاد آنے پر پڑھے

(حدیث ۳۶۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ نَسِيَ صَلَاةً اَوْنَامَ عَنْهَا فَكَفَّارَتُهَا اَنْ يُصَلِّيَهَا اِذَا ذَكَرَهَا۔

(حم، ق، ت، ن) عن انس —(صح). (۳۶۱)

(ترجمہ) جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے یا نماز کے وقت نیند آ گئی تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب اس کو یاد آئے تو پڑھ لے۔ (ہاں اگر مکروہ وقت ہو تو اس میں نہ پڑھے)۔

(لطائف و معارف)

نماز سے مراد فرض یا نفل ہر وہ نماز ہے جس کا شریعت میں وقت مقرر ہوا گر کسی نے اس کو کسی وجہ سے بھی وقت پر نہیں پڑھا حتیٰ کہ اس کا وقت نکل گیا تو وہ اس کو جب یاد آئے پڑھ لے، لیکن مکروہ اوقات میں اس کی قضاء نہ کرے، مکروہ اوقات سے مراد عین استواء شمس، عین وقت غروب اور عین وقت طلوع ہے، قضاء نماز عصر کے بعد اور فجر کے بعد پڑھ سکتا ہے۔

کھانا حاضر ہو تو پہلے کھانا پھر نماز پڑھو

(حدیث ۳۶۲) حضرت انس، حضرت ابن عمر، حضرت عائشہ، حضرت سلمہ بن اکوع اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَحَضَرَ الْعَشَاءُ فَابْدَأُوا بِالْعَشَاءِ۔ (حم، ق، ت، ن، ٥) عن أنس (ق، ٥) عن ابن عمر —(خ، ٥) عن عائشة (حم، طب) عن سلمة بن الاكوع (طب) عن ابن عباس —(صح). (۳۶۲)

---

۳۶۱ (الجامع الصغير: ۹۰۵۹) ___ رواه أحمد والبخاري ومسلم والترمذي والنسائي وابن ماجة.

۳۶۲ (الجامع الصغير: ۴۷۳) ___ مسند احمد (۷: ۱۰۷) مشكل الآثار (۲: ۴۰۲) بخاری، مسلم، نسائی، ترمذی، ابن ماجة عن انس، بخاری، مسلم، ابن ماجة عن ابن عمر، بخاری، ابن ماجة عن عائشة، مسند احمد، طبرانی کبیر عن سلمة بن الأكوع وهو حديث صحيح.

(ترجمہ) جب نماز کی اقامت کہی جائے اور شام کا کھانا سامنے رکھ دیا جائے (اور نفس کو اس کی خواہش ہو تو اگر وقت وسیع ہو تو بھوک کی تیزی کو مٹانے کیلئے) کھانا کھالو۔ (تاکہ نماز کا خشوع اور کمال ترک نہ ہو)۔

یہاں نماز سے مراد روزہ دار کے لئے مغرب کی نماز ہے جیسا کہ صحیح ابن حبان کی حدیث میں ہے کہ جب نماز کی اقامت کہی جائے اور تم میں سے کوئی روزہ دار ہو تو چاہئے کہ مغرب کی نماز سے پہلے شام کا کھانا کھالے لیکن خشوع وخضوع کے فوت ہونے کی وجہ سے یہ سبب ہر نماز کے لئے عام ہے۔ اس لئے جب کھانا نماز کے خشوع کے فوت ہونے کا سبب بنے تو پہلے کھانا کھاؤ پھر اطمینان سے نماز ادا کرو۔

طلوع فجر کے بعد صرف فجر کی سنتیں پڑھی جائیں

(حدیث ۳۶۳) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اِذَاطَلَعَ الْفَجْرُ فَلَا صَلَاةَ اِلَّا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ —(طس) عن ابی هريرة —(ح). (۳۶۳)

(ترجمہ) جب فجر طلوع ہو جائے تو فجر کی دو سنتوں کے علاوہ (کسی قسم کی سنتیں اور نوافل) نماز پڑھنا درست نہیں۔

فجر کی نماز روشنی میں پڑھنی چاہئے

(حدیث ۳۶۴) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَسْفِرُ بِصَلَاةِ الصُّبْحِ ، حَتّٰى يَرَى الْقَوْمُ مَوَاقِعَ نَبْلِهِمْ — الطيالسى

---

۳۶۳ (الجامع الصغير: ۷۴۳) ـــ رواه الطبرانى فى المعجم الأوسط ورمز السيوطى لحسنه وليس كما قال فقد أعله الهيثمى وغيره بأن فيه اسماعيل بن قيس وهو ضعيف المتن لكن قال فى الميزان له شواهد من حديث ابن عمر أخرجه الترمذى واستغربه وحسنه فمن أطلق ضعفه كالهيثمى أراد انه ضعيف لذاته، ومن أطلق حسنه كالمؤلف أراد انه حسن لغيره. مجمع الزوائد (۲: ۲۱۸) الكامل لابن عدى (۱: ۲۹۷).

عن رافع بن خديج (ح). (۳۶۴)

(ترجمہ) صبح کی نماز کو روشنی میں پڑھو حتیٰ کہ لوگ اپنے تیر گرنے کی جگہوں کو دیکھ سکیں۔

(لطائف ومعارف)

فجر کی نماز کو روشنی میں پڑھنا افضل ہے صبح کتنا روشن ہو جس میں فجر کی نماز ادا کی جائے تو اس کی وضاحت بھی آنحضرت ﷺ نے اس حدیث میں ارشاد فرمائی ہے کہ اگر کچھ لوگ تیر اندازی کریں تو اتنی روشنی ہو چکی ہو کہ وہ اس وقت اپنے تیر گرنے کی جگہ کو تیر اندازی کی جگہ سے دیکھ سکیں، ایسے وقت میں صبح کی نماز شروع کی جائے۔

روشنی میں نماز فجر پڑھنے کا ثواب

(حدیث ۳۶۵) حضرت رافع بن خدیجؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ ، فَإِنَّهُ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ — (ت ن حب) عن رافع (صح). (۳۶۵)

(ترجمہ) نماز فجر کو خوب روشنی میں پڑھو کیونکہ اس وقت میں (فجر کی نماز پڑھنے کا) بہت بڑا اجر ہے۔

(لطائف ومعارف)

حنفیہ کے نزدیک یہ باء تعدیہ کے لئے ہے اس کا مطلب یہی ہے کہ فجر کی نماز کو روشنی میں شروع کیا جائے اور روشنی میں ہی ختم کیا جائے۔ یہ نہیں کہ اندھیرے میں شروع کر کے روشنی میں ختم کیا جائے۔ تفصیل کے لئے امام طحاویؒ کی شرح معانی الآثار کی طرف رجوع کیا جائے۔

---

۳۶۴ (الجامع الصغير: ۱۰۲۳) ـــ رواه ابو داود الطيالسي وتاريخ كبير للبخاري (۳: ۳۰۱) وحسنه السيوطي

۳۶۵ (الجامع الصغير: ۱۰۲۴) ـــ رواه الترمذي (۱۵۴) مسند احمد (۴: ۱۴۲)، وقال حسن صحيح واللفظ له والنسائي (۱: ۲۷۲) وابو داود وابن ماجة وذكره السيوطي في الاحاديث المتواترة وقال هذا الحديث متواتر وعزاه ابن حجر في الفتح الى الاربعة وقال صححه غير واحد.

گرمی میں ظہر کا وقت

(حدیث ۳۶۶) حضرت ابو سعید، حضرت صفوان بن مخرمہ، حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت ابن مسعود، حضرت جابر اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَبْرِدُوْا بِالظُّهْرِ، فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ – (خ،۵) عن ابی سعید (حم،ک) عن صفوان بن مخرمة (ن) عن ابی موسی (طب) عن ابن مسعود (عد) عن جابر (۵) عن المغيرة بن شعبة. (۳۶۶)

(ترجمہ) ظہر کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو کیونکہ گرمی کی تیزی جہنم کی لو سے ہے۔

(لطائف و معارف)

یعنی جن علاقوں میں گرمی پڑتی ہو وہاں نماز ظہر کو مثل اول کے اخیر وقت میں پڑھا جائے۔ اس کی حکمت اس مشقت کو دور کرنا ہے جو گرمی کی وجہ سے نماز کے خشوع اور کمال میں رکاوٹ ڈالتی ہے۔

گرمیوں میں ظہر کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو

(حدیث ۳۶۷) حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابو ذر اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلَاةِ : فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ (حم ق ۳) عن ابی هريرة (حم ،ق ،د ،ت) عن أبی ذر (ق) عن ابن عمر – (صح). (۳۶۷)

---

۳۶۶ (الجامع الصغير: ۴۹) ــــ بخاری (۱: ۱۴۲) وابن ماجة (۶۸۱) عن ابی سعید، مسند احمد (۲: ۳۷۷) وحاکم (۳: ۲۵۱) عن صفوان بن مخرمه، نسائی فی المواقیت (ب ۵) عن ابی موسیٰ، طبرانی کبیر عن ابن مسعود، کامل ابن عدی عن جابر، ابن ماجة عن المغيرة بن شعبة حديث صحيح.

۳۶۷ (الجامع الصغير: ۴۴۰) ــــ مسند احمد (۲: ۲۶۶)، بخاری (۱: ۱۴۲)، مسلم فی المساجد (۱۸)، نسائی (۱: ۲۴۸)، ابو داود (۴۰۲)، ترمذی (۱۵۷) عن ابی هريرة، مسند احمد، بخاری، مسلم، ابو داود، ترمذی عن ابی ذر، بخاری، مسلم عن ابن عمر وهو حديث صحيح متواتر.

(ترجمہ) جب گرمی سخت ہوتو (ظہر کی) نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہے۔

وتروں کا افضل وقت

(حدیث ۳۶۸) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اجْعَلُوْا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا۔ (ق د) عن ابن عمر — (صح). (۳۶۸)

(ترجمہ) وتروں کو اپنی رات کی آخری نماز بناؤ۔

(لطائف ومعارف)

رات کی پہلی نماز مغرب کی نماز ہے، یہ بھی وتر ہے اس لئے مناسب ہوا کہ رات کی آخری نماز بھی وتر ہو، رات کے اخیر میں وتر کا ادا کرنا افضل ہے، اس شخص کے لئے جو رات کے آخر میں بیدار ہونے کا یقین رکھتا ہو اور دوسروں کے لئے تقدیم افضل ہے جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث میں ہے:

من خاف ان لایقوم من آخر اللیل فلیوترا وله ومن طمع ان یقوم آخره فلیوتر آخر اللیل فان صلاة آخر اللیل مشهودة.

(جس شخص کو ڈر ہو کہ وہ رات کے آخر میں نہیں اٹھ سکے گا تو اس کو چاہئے کہ وہ رات کے شروع میں وتر پڑھ لے اور جس شخص کو یقین ہو کہ وہ رات کے آخر میں بیدار ہو سکے گا تو اس کو چاہئے کہ رات کے آخر میں وتر پڑھے کیونکہ اخیر رات میں رحمت کے فرشتے بکثرت موجود ہوتے ہیں)۔

تنبیہ:۔ بعض لوگوں کو اس حدیث سے یہ غلط فہمی ہوئی ہے کہ جب وتر پڑھ لئے جائیں تو اس کے بعد کے دو نفل نہ پڑھے جائیں ورنہ اس حدیث کے خلاف ہوگا حالانکہ وتر کے بعد کے نوافل وتر کے متممات ہیں جیسے ہر فرض نماز کے لئے پہلے یا بعد میں سنن اور نوافل متممات ہیں اس لئے وتر کے بعد کے دو نفل اپنے وتروں کے تابع ہیں،

۳۶۸ (الجامع الصغیر: ۱۸۵) — بخاری (۱: ۱۲۷)، مسلم فی المساجد (۱۵۱)، ابو داود (۱۴۳۸)، مسند احمد (۲: ۲۰) نسائی.

ان کے پڑھنے سے مذکورہ بالا حدیث کی مخالفت قطعاً نہیں ہوتی اور یہ دونوافل صحیح احادیث اور اسلاف کے معمول سے ثابت ہیں حضورؐ بھی وتروں سے فارغ ہونے کے بعدان دونوافل کو بیٹھ کراداکرتے تھے جیسا کہ مسلم شریف میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے صحیح حدیث میں ثابت ہے تفصیلی دلائل کے لئے ہماری کتاب ''رکعتین بعد الوتر'' دیکھی جاسکتی ہے۔

نمازوں کے ممنوع اوقات

(حدیث ۳۶۹) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ—(ق،ن) عن عمر—(صح). (۳۶۹)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ نے صبح کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ سورج طلوع ہوجائے اور عصر کے بعد بھی یہاں تک کہ سورج غروب ہوجائے۔

(لطائف ومعارف)

امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ تینوں مکروہ اوقات میں مطلقاً ہر قسم کی نماز پڑھنا ممنوع ہے مگر اسی دن کی عصر کی نماز حالت اصفرار میں بھی پڑھی جاسکتی ہے۔

حکایت:۔ کشف المحجوب میں علی ہجویریؒ نے لکھا ہے کہ میں نے ایک مرتبہ دیکھا: نبی اکرم ﷺ تشریف لا رہے تھے اور ایک سفید ریش بزرگ کو اپنے کندھے پر اٹھا رکھا ہے جب قریب تشریف لائے تو میں نے عرض کیا: حضور یہ کون ہیں؟ فرمایا: یہ ابوحنیفہ ہیں۔

فقہ حنفی امام ابوحنیفہؒ کے اجتہادات کا مجموعہ ہے اس کا امام صاحبؒ کے زمانہ سے لے کر اب تک قبولیت عامہ حاصل کرنا حضور ﷺ کے حمایت کرنے اور کندھا دینے ہی کی وجہ سے ہے۔ یہ کوئی نیا مذہب نہیں ہے جس کو امام ابوحنیفہؒ نے از خود ایجاد کیا ہو حضور ﷺ کے کندھے پر بٹھانے سے یہی مراد ہے۔

---

۳۶۹ (الجامع الصغیر: ۹۴۰۸) ــــ رواہ البخاری ومسلم والنسائی، شرح معانی الآثار (۱: ۳۰۴)

اذان

اذان دینے کیلئے تلواریں نکل پڑیں

(حدیث ۳۷۰) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَالَهُمْ فِي التَّأْذِيْنِ لَتَضَارَبُوْا عَلَيْهِ بِالسُّيُوْفِ۔ (حم) عن ابی سعید۔ (ح). (۳۷۰)

(ترجمہ) اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ ان کو اذان دینے میں کتنا بڑا ثواب ملے گا تو وہ اس پر تلواروں کے ساتھ جنگ کرتے۔

(لطائف ومعارف)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ساری عمر مجھے ایک بات کا دکھ رہا کہ میں نے اپنے بیٹے حسینؓ کے لئے حضور ﷺ سے مسجد نبوی میں اذان کی اجازت کیوں نہ لی۔

سات سال تک اذان دینے کا ثواب

(حدیث ۳۷۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَذَّنَ سَبْعَ سِنِيْنَ مُحْتَسِبًا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بَرَاءَةً مِنَ النَّارِ۔ (ت، ہ) عن ابن عباس۔ (ح). (۳۷۱)

(ترجمہ) جس شخص نے سات سال تک اللہ کی رضا کے لئے اذان دی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جہنم سے آزادی لکھ دیں گے۔

---

۳۷۰ (الجامع الصغیر: ۷۵۰۳) ــــ رواه احمد وهو حديث حسن، كنز العمال (۲۰۹۰۳)

۳۷۱ (الجامع الصغیر: ۸۳۷۶) ــــ رواه الترمذی (۲۰۶) وابن ماجة كلاهما فی الاذان مشكوة (۶۶۴).

(لطائف ومعارف)

کیونکہ اس شخص نے شہادتین کے بولنے اور اتنی طویل مدت تک اللہ کی طرف بغیر کسی دنیاوی نفع کے بلایا ہے اور اپنے نفس کو ایسا بنا دیا جیسا کہ وہ توحید کے ساتھ گوندھا گیا ہے اور یہ ثواب اللہ کی طرف سے ہدیہ ہے اور اللہ اپنے ہدیہ میں رجوع نہیں کرتا۔

نوٹ:۔ فی زمانہ حسبۃً للہ اذان دینے والے بہت کم ہیں اور جو مؤذنین تنخواہ پر اذان دیتے ہیں' اگر وہ اپنی دنیاوی ضروریات میں خود کفیل نہیں ہیں اور بقدر ضرورت تنخواہ لینے کے ضرورت مند ہیں تو بفضلہٖ تعالیٰ ان کو بھی یہی ثواب ملے گا' اس لئے تنخواہ دار مؤذنین کو بھی چاہئے کہ وہ رضاء للہ اذان دیں اور اس طرح سے ان کا اذان پر تنخواہ لینا جہنم سے نجات میں رکاوٹ نہیں بنے گا۔

بارہ سال اذان دینے پر جنت

(حدیث ۳۷۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَذَّنَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَكُتِبَ لَهُ بِتَاْذِيْنِهٖ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ سِتُّوْنَ حَسَنَةً، وَبِاِقَامَتِهٖ ثَلَاثُوْنَ حَسَنَةً — (ک ، ۵) عن ابن عمر — (صح). (۳۷۲)

(ترجمہ) جس شخص نے بارہ سال تک اذان دی اس کے لئے جنت واجب ہو گئی اور اس کے لئے ہر روز کی اذان دینے پر ساٹھ نیکیاں اور اس کی اقامت پر تیس نیکیاں لکھی جائیں گی۔

(لطائف ومعارف)

علامہ بلال بلقینیؒ فرماتے ہیں کہ اس مدت کے بیان کی حکمت یہ ہے کہ آدمی کی زیادہ سے زیادہ عمر ایک سو بیس سال ہوتی ہے اور بارہ سال کی مدت اس کا دسواں حصہ ہے اور اللہ کا طریقہ یہ ہے کہ دس کل کے قائم مقام ٹھہرتا ہے۔

---

۳۷۲ (الجامع الصغیر: ۸۳۷۷) — رواہ الحاکم (۱: ۲۰۵) وابن ماجۃ (۷۲۸) فی الصلوٰۃ 'سنن دارقطنی (۱: ۲۴۰).

قرآن میں ہے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا. (جس شخص نے ایک نیکی کی اس کو دس گنا ملے گا) پس گویا کہ بارہ سال اللہ کی طرف بلانا کل عمر بلانا ہوا' اگر وہ اس قدر عمر پاتا پس جس شخص کی عمر اس سے کم ہوگی اس کی بخشش تو بطریق اولیٰ ہو گی اور جس حدیث میں سات سال اذان دینے کا ذکر آتا ہے وہ عموماً ستر سالہ زندگی کا دسواں حصہ ہے۔

مؤذن کی شان

(حدیث ۳۷۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا اَخَذَ الْمُؤَذِّنُ فِي أَذَانِهٖ وَضَعَ الرَّبُّ يَدَهٗ فَوْقَ رَأْسِهٖ، فَلَا يَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ أَذَانِهٖ، وَإِنَّهٗ لَيُغْفَرُ لَهٗ مَدَّ صَوْتِهٖ، فَإِذَا فَرَغَ قَالَ الرَّبُّ: صَدَقَ عَبْدِيْ، وَشَهِدْتَّ بِشَهَادَةِ الْحَقِّ، فَأَبْشِرْ -(ك) في التاريخ (فر) عن أنس - (ض). (۳۷۳)

(ترجمہ) جب مؤذن اذان شروع کرتا ہے تو رب تعالیٰ اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھ دیتے ہیں' وہ ہاتھ اسی حالت پر رہتا ہے حتیٰ کہ مؤذن اپنی اذان سے فارغ ہو جائے اور جہاں تک اس کی اذان کی آواز پہنچتی ہے اس کی بخشش کر دی جاتی ہے اور جب وہ اذان سے فارغ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے سچ کہا اور حق کی گواہی دی' پس تجھے بشارت ہو۔

(لطائف ومعارف)

مؤذن کے سر پر اللہ کا ہاتھ رکھنا کثرت سے نزول رحمت کا کنایہ ہے اور احسان وبرکت اور مدد ربانی کا بھی اور حسن سلوک اور ایصال خیر کا بھی اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی فرشتہ کو حکم دیتے ہوں جو اپنا ہاتھ مؤذن کے سر پر رکھتا ہو اور اس فعل کی نسبت

---

۳۷۳ (الجامع الصغير: ۳۶۶) ___ كنز العمال (۲۰۸۹۲) حاكم في تاريخ نيشابور' مسند الفردوس' ابو نعيم' ابو الشيخ في الثواب وضعفه السيوطي لمحمد بن يعلى السلمي.

اللہ تعالیٰ کی طرف کردی گئی ہو کیونکہ حکم جو اسی کا ہے جیسا کہ کہتے ہیں کہ گورنر نے چور کو مارا اور گورنر نے شہر تعمیر کیا حالانکہ یہ کام وہ خود نہیں کرتا بلکہ اس کے حکم سے ہوتے ہیں۔

اور جہاں تک آواز پہنچے وہاں تک بخشش کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس کے گناہ جسم رکھتے ہوتے اور اس فضاء کو بھر دیتے جہاں تک اس کی اذان کی آواز پہنچتی ہے تو بھی اس کی مغفرت کردی جاتی۔

اس حدیث میں اذان دینے اور اتنا اونچی آواز میں اذان دینے کی فضیلت وارد ہے جو نہ تو کسی اور کو ایذاء پہنچائے اور نہ خود اذان دینے والے کیلئے اذیت کا سبب بنے۔

قیامت میں مؤذنین کی گردنیں اٹھی ہوئی ہونگی

(حدیث ۳۷۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَطْوَلُ النَّاسِ اَعْنَاقًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ الْمُؤَذِّنُونَ - (حم) عن انس - (صح). (۳۷۴)

(ترجمہ) قیامت کے دن لوگوں میں سے سب سے طویل گردن والے مؤذن حضرات ہوں گے۔

(لطائف ومعارف)

لمبی گردنوں کا مطلب یہ ہے کہ وہ جنت میں داخل ہونے کے لئے اپنی گردنیں اٹھا اٹھا کر جھانک رہے ہوں گے۔ یا یہ مراد ہے کہ ان کے اعمال صالحہ زیادہ ہوں گے اور جلدی جنت میں داخل ہونے والے ہوں گے۔

اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ان کے علاوہ دیگر اعمال حسنہ کے ساتھ دیگر حضرات بڑے درجہ میں نہیں ہوں گے۔ علامہ نووی نے المجموعہ میں اس حدیث سے یہ استدلال فرمایا ہے کہ امامت کرنے سے اذان دینا افضل ہے اور آنحضرت ﷺ امر رسالت میں مشغولیت کی وجہ سے بذات خود اذان نہیں کہتے تھے ایک حدیث میں وارد ہے کہ سفر میں آپ ﷺ نے ایک مرتبہ خود اذان کہی ہے۔ اھ

۳۷۴ (الجامع الصغیر: ۱۱۱۹) رواہ احمد (۳: ۱۶۹، ۲۶۴) وقال الهيثمي رجاله رجال الصحيح وصححه السيوطي.

اذان کا جواب

(حدیث ۳۷۵) حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَایَقُوْلُ الْمُوَذِّنُ- مالک (حم،ق،۴) عن ابی سعید -(صح) .(۳۷۵)

(ترجمہ) جب تم اذان سنو تو (جواب میں) اسی طرح کہو جس طرح مؤذن کہتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

احناف کے نزدیک اذان کا جواب واجب ہے جیسا کہ فتح القدیر شرح ہدایہ میں ہے۔ اذان کے بعد حضور ﷺ پر درود پڑھا جائے آپؐ کے لئے وسیلے کی دعا کی جائے وسیلہ کی دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَاماً مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ.

بعض لوگوں نے مذکورہ دعا میں یہ الفاظ بڑھائے ہوئے ہیں وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. یہ الفاظ حدیث میں ثابت نہیں ہیں اس لئے ان کو نہ پڑھا جائے۔

جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کہے اس وقت سننے والے کو لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہنا چاہئے۔ جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث میں ہے۔

حیعلتین (حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح) کو لاحول ولا قوّۃ الا باللہ کے جواب کے ساتھ اس لئے مستثنیٰ کیا گیا کیونکہ یہ دونوں کلمے نماز کی دعوت کے ہیں بظاہر خود ذکر نہیں ہیں پس اگر سننے والا بھی وہی کلمات دہرا دے تو سب کے

---

۳۷۵ (الجامع الصغیر: ۶۹۱) ــــ رواہ مالک فی موطا (۶۷) واحمد (۳:۷۸۰۶) والبخاری (۱:۱۵۹) ومسلم فی الصلوٰۃ (۱۰) والنسائی (۲:۲۳) وابو داود (۵۲۲) والترمذی (۲۰۸) وابن ماجۃ.

سب نماز کی طرف دعوت دینے والے بن جائیں گے اور قبول کرنے والا کوئی نہیں رہے گا۔ اس لئے سننے والے کے لئے یہ طریقہ پسند کیا گیا کہ وہ حیعلتین کے وقت لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھے' کیونکہ مؤذن جب لوگوں کو نماز میں حاضر ہونے کے لئے بلائے گا تو وہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کے ساتھ جواب دیں گے کیونکہ لوگوں کو اللہ کی مدد اور تائید کے بغیر نماز میں حاضر ہونے کی قدرت نہیں۔

اور جب مؤذن الصلوٰۃ خیرٌ من النوم کہتا ہے تو بھی نماز کے لئے بلاتا ہے لیکن اس کا جواب صدقت وبررت کے ساتھ زیادہ بہتر ہے کیونکہ جب مؤذن کہتا ہے کہ نماز نیند سے بہتر ہے تو سننے والا اس کی تائید میں کہتا ہے صدقتَ وبررتَ کہ تو نے سچ کہا اور نیک بات کہی۔

اذان کے وقت دعا کی قبولیت کا طریقہ

(حدیث ۳۷۶) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَانَادَی الْمُنَادِیْ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ ، وَاسْتُجِیْبَ الدُّعَاءُ—(ع ،ک)عن ابی امامۃ—(صح). (۳۷۶)

(ترجمہ) جب مؤذن اذان دیتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دعا قبول ہوتی ہے۔

(لطائف ومعارف)

آسمان کے دروازے کھلنے کا مطلب یہ ہے کہ دعا کی عدم قبولیت کے حجاب اٹھا دئے جاتے ہیں اور دعا قبول کرلی جاتی ہے۔ اس حدیث کے بعد الفاظ کا ترجمہ یہ ہے ''پس جس کو کوئی دکھ تکلیف ہو تو وہ اذان کا انتظار کرے پس جب وہ تکبیر کہے تو یہ بھی تکبیر کہے اور جب وہ شہادت کے کلمات کہے تو یہ بھی شہادت کے کلمات کہے اور جب وہ حی علی الصلوٰۃ کہے تو یہ بھی حی علی الصلوٰۃ کہے اور جب وہ حی علی

۳۷۶ (الجامع الصغیر: ۸۶۸) ــــ رواہ ابو یعلی فی مسندہ والحاکم وصححہ السیوطی فی الجامع الصغیر.

الفلاح کہے تو یہ بھی حی علی الفلاح کہے پھر یوں دعا کرے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ الصَّادِقَۃِ الْحَقِّ الْمُسْتَجَابَۃِ الْمُسْتَجَابُ لَھَا دَعْوَۃُ الْحَقِّ وَکَلِمَۃُ التَّقْوٰی اَحْیِنَا عَلَیْھَا وَاَمِتْنَا عَلَیْھَا وَابْعَثْنَا عَلَیْھَا وَاجْعَلْنَا مِنْ خِیَارِ اَھْلِھَا مَحْیَانَا وَمَمَاتَنَا.

پھر اپنی حاجت طلب کرے۔

اہمیت اور مسائل نماز

مسواک کی وجہ سے نماز کے ثواب میں برکت

(حدیث ۳۷۷) حضرت ام درداءؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

رَکْعَتَانِ بِسِوَاکٍ خَیْرٌ مِنْ سَبْعِیْنَ رَکْعَۃً بِغَیْرِ سِوَاکٍ - (قط فی الافراد عن ام الدرداء - (ح). (۳۷۷)

(ترجمہ) مسواک کرکے پڑھی جانے والی دو رکعات ان ستر رکعات سے افضل ہیں جو بغیر مسواک کے پڑھی گئی ہوں۔

خیر و شر کی چابیاں کونسی ہیں؟

(حدیث ۳۷۸) حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ الصَّلَاۃُ، وَمِفْتَاحُ الصَّلٰوۃِ الطُّھُوْرُ - (حم، ھب عن جابر - (ح). (۳۷۸)

(ترجمہ) جنت کی چابی نماز ہے اور نماز کی چابی وضو ہے۔

---

۳۷۷ (الجامع الصغیر: ۴۴۶۶) ـــ رواہ الدار قطنی فی الأفراد، ورواہ ایضا البزار بلفظ: رکعتان بسواک افضل من سبعین رکعۃ بغیر سواک قال الھیثمی فی مجمع الزوائد (۲: ۹۸) ورجالہ موثقون اھ ورواہ الحمیدی وابو نعیم عن جابر قال المنذری واسنادہ حسن.

۳۷۸ (الجامع الصغیر: ۸۱۹۲) ـــ مسند احمد (۳: ۳۴۰) شعب الإیمان بیھقی ورمز السیوطی لحسنہ.

(لطائف ومعارف)

یعنی جنت میں داخلہ کو مباح کرنے والی چیز نماز ہے کیونکہ جنت کے دروازے بند ہیں۔ یہ سوائے اطاعت کے نہیں کھل سکتے اور نماز تمام عبادات سے اعلیٰ ہے' اس لئے حدیث میں اس کا ذکر کیا گیا ہے اور نماز بغیر طہارت کے درست نہیں' اس لئے مسلمان کو غسل اور وضو کی بھی اس میں ترغیب دی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر مطلوب کے لئے کوئی نہ کوئی چابی مقرر کی ہے جس سے وہ حاصل کیا جاتا ہے پس نماز کی چابی طہارت ہے اور حج کی چابی احرام ہے اور نیکی کی چابی صدقہ ہے اور جنت کی چابی توحید ہے اور علم کی چابی عمدہ طریقہ سے سوال کرنا اور توجہ کرنا اور کامیابی کی چابی صبر ہے اور اضافہ و برکت کی چابی شکر ہے اور محبت وولایت خداوندی کی چابی ذکر ہے' کامیابی کی چابی تقویٰ ہے' توفیق کی چابی رغبت ورھبت ہے' قبولیت کی چابی دعا ہے اور آخرت میں رغبت کی چابی دنیا سے کنارہ کشی ہے اور ایمان کی چابی اللہ تعالیٰ کی کاریگری میں فکر ہے' اللہ کے سامنے حاضر ہونے کی چابی قلب کی سلامتی اور اس کی محبت میں اخلاص ہے اور دلوں کی زندگی کی چابی تدبر قرآن اور سحری کے وقت تضرع والحاح اور گناہ چھوڑ دینا ہے' حصول رحمت کی چابی عبادت حق تعالیٰ میں درجہ احسان کو پیدا کرنا ہے اور مخلوق کو نفع پہنچانے کی کوشش کرنا ہے اور رزق کی چابی استغفار کے ساتھ محنت کرنا ہے اور عزت کی چابی اطاعت ہے اور آخرت کی تیاری کی چابی امید کوتاہ کرنا ہے اور ہر خیر کی چابی آخرت میں رغبت کرنا ہے اور ہر شر کی چابی دنیا کی محبت اور طویل آرزو کرنا ہے' یہ چابیوں کا باب بہت وسیع ہے اس سے آدمی کو خیر وشر کی بنیادوں کا علم ہوتا ہے جس سے لوگ واقف نہیں۔ سوائے ان لوگوں کے جن کو اللہ کی طرف سے توفیق حاصل ہے۔

حضورؐ کے آخری دو ارشاد

(حدیث ۳۷۹) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ، الصَّلَاةَ، الصَّلٰوةَ اتَّقُوا اللّٰهَ فِيمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ

-(د،ه)عن علی -(صح). (۳۷۹)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ کا آخری ارشاد یہ تھا: الصلوٰۃ، الصلوٰۃ نماز کبھی نہ چھوڑنا اتقو اللہ فی ماملکت ایمانکم اور جو لوگ تمہارے قبضہ اور اختیار میں ہیں ان کے متعلق اللہ سے ڈرتے رہنا۔

حضور کی آخری وصیت نماز، نادار عورت اور یتیم کا خیال رکھنا

(حدیث ۳۸۰) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ہم جناب رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے جبکہ آپؐ کا آخری وقت تھا، آپؐ ہمیں آخر تک بار بار یہی دہراتے رہے، اللہ سے ڈرو اور غرغرہ کی حالت تک فرماتے رہے الصلوٰۃ الصلوٰۃ (نماز کا خیال رکھنا، نماز کا خیال رکھنا)۔ حتیٰ کہ آپؐ کی روح مبارک انتقال کر گئی، اسی حدیث میں امام بیہقی نے یہ بھی روایت کیا ہے۔

اتَّقُوا اللّٰهَ فِي الصَّلَاةِ، اتَّقُوا اللّٰهَ فِي الصَّلَاةِ، اتَّقُوا اللّٰهَ فِي الصَّلَاةِ، اتَّقُوا اللّٰهَ فِيمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ، اتَّقُوا اللّٰهَ فِيمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ، اتَّقُوا اللّٰهَ فِي الضَّعِيفَيْنِ: الْمَرْأَةُ الْأَرْمِلَةُ وَالصَّبِيُّ الْيَتِيمُ - (هب) عن انس. (۳۸۰)

(ترجمہ) نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو، نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو، نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور جو غلام باندیاں تمہاری ملکیت میں ہیں ان کے بارے میں اللہ سے ڈرو، اور جو کچھ غلام، باندیاں تمہاری ملکیت میں ہیں ان کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو، دو ضعیفوں کے حق میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور وہ دو ضعیف محتاج عورت اور یتیم بچہ ہیں۔(۱)۔

(لطائف ومعارف)

(۱) یتیم سے مراد وہ بچہ ہے جس کا والد فوت ہو گیا ہو اور اس کی عمر بلوغ تک نہ پہنچی ہو چاہے لڑکا ہو یا لڑکی۔

---

۳۷۹ الجامع الصغیر: ۷۱۸۹) ــــ رواہ ابو داود فی الأدب وابن ماجة فی الوصایا

۳۸۰ (الجامع الصغیر: ۱۲۷) ــــ اتحاف السادة (۵: ۳۵۲) کنز العمال (۱۸۸۶۴) شعب الایمان بیهقی و حسنه السیوطی.

نمازوں کی پابندی اور ان میں جلدی پہنچنے کا ثواب

(حدیث ۳۸۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا اِلَّا اَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لَا سْتَهَمُوْا، وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي التَّهْجِيْرِ لَا سْتَبَقُوْا اِلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا۔ (مالک (حم، ق، ن) عن ابی هریرة۔ (صح). (۳۸۱)

(ترجمہ) اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اذان دینے کا اور پہلی صف میں نماز پڑھنے کا کتنا بڑا ثواب ہے پھر ان کو اذان دینے اور پہلی صف میں نماز کا موقع نہ ملتا سوائے قرعہ اندازی کے تو وہ قرعہ اندازی کرتے، اگر لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ شروع نماز میں پہنچنے کا کیا ثواب ہے؟ تو اس میں بھی سبقت کرتے اور اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ عشاء کی نماز میں اور صبح کی نماز میں کتنا بڑا ثواب ہے تو وہ ان کی ادائیگی کے لئے بھی آتے، اگرچہ گھٹنوں کے بل چل کر۔

نماز سے صغیرہ گناہ معاف

(حدیث ۳۸۲) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلَاةٌ مَكْتُوْبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهَا وَخُشُوْعَهَا وَرُكُوْعَهَا اِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوْبِ مَالَمْ تُؤْتَ كَبِيْرَةً، وَذٰلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهُ۔ (م) عن عثمان۔ (صح) (۳۸۲)

(ترجمہ) جس کسی مسلمان آدمی کے سامنے فرض نماز کا وقت ہوتا ہے اور وہ اس

---

۳۸۱ (الجامع الصغیر: ۷۵۰۲) ــــ رواہ احمد (۲: ۲۳۶) والبخاری (۱: ۱۵۹) ومسلم فی الصلوٰۃ (ب ۲۸ رقم ۱۲۹) والنسائی (۱: ۲۶۹)

۳۸۲ (الجامع الصغیر: ۸۰۰۳) ــــ رواہ مسلم فی الطهارة (۷)، مسند احمد (۲۶۰) مجمع الزوائد (۱: ۲۹۸).

کے لئے اچھی طرح وضو کرتا ہے اور اس نماز کو خشوع اور رکوع سے ادا کرتا ہے (اور دیگر ارکان بھی اچھے طریقہ سے ادا کرتا ہے) تو یہ نماز اس کے سابقہ گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے، جب تک کہ (اس نماز سے پہلے) کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کرے اور یہی فضیلت ساری عمر کی نمازوں کے لئے ہے۔

نماز میں حاضری کے آداب

(حدیث ۳۸۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا قَامَ یُصَلِّیْ اِنَّمَا یُنَاجِیْ رَبَّهٗ، فَلْیَنْظُرْ کَیْفَ یُنَاجِیْهِ؟—(ک)عن ابی هریرة—(صح). (۳۸۳)

(ترجمہ) تم میں کوئی ایک جب نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب تعالیٰ سے مخاطب ہوتا ہے اور مناجات کرتا ہے پس اس کو دیکھنا چاہئے کہ وہ اس سے کس کیفیت کے ساتھ مناجات کر رہا ہے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی مناجات اور نماز کی حالت ایسی ہونی چاہئے کہ اس میں تعظیم بھی ہو تکریم بھی ہو، دل اور زبان قابو میں ہو، پوری طرح اللہ کی طرف متوجہ ہو، عبادت میں اخلاص ہو، ذکر، تلاوت اور تدبر کی طرف دل متوجہ ہو، عقل مند کو ایسا نہیں کرنا چاہئے کہ وہ بارگاہ قدسیہ میں پیش ہو کر نماز کی نعمت میں مصروف ہو کر دل کو دنیا کی طرف مشغول کرے۔

عالم کی نماز غیر عالم سے کیوں افضل ہے؟

(حدیث ۳۸۴) حضرت محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

رَکْعَتَانِ مِنْ عَالِمٍ اَفْضَلُ مِنْ سَبْعِیْنَ رَکْعَةً مِنْ غَیْرِ عَالِمٍ—ابن

---

۳۸۳ (الجامع الصغیر: ۲۱۸۰) ــــ رواه حاکم 'الترغیب والترهیب (۱: ۳۴۳) (رواه احمد والنسائی. والبیهقی بلفظ "ان المصلی یناجی ربه فلینظر ما یناجیه به".

النجار عن محمد بن علی مرسلا (ح). (۳۸۴)

(ترجمہ) عالم کی دو رکعات غیر عالم کی ستر رکعات سے افضل ہیں۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ غیر عالم سے بعض ارکان، شروط یا مکملات کے چھوٹ جانے کا خدشہ ہے بخلاف عالم کے کہ اس کا علم ہی عمل کی بنیاد ہے لیکن جو شخص اپنی عبادت کے لوازمات کو نہیں جانتا اور اس کے واجبات شرعیہ کے احکام اور مشروط سے واقف نہیں ہے لیکن پھر بھی نماز ادا کرتا ہے تو وہ شخص حیرت اور گمراہی میں ہے، وہ کئی کئی سال تک ایسے عمل پر قائم رہتا ہے کہ وہ عمل اس کی نماز یا طہارت کے فساد کا سبب ہوتا ہے وہ سمجھتا ہے میں جو کچھ کر رہا ہوں سنت کے مطابق کر رہا ہوں لیکن اس کو شعور نہیں ہوتا کہ وہ سنت کے خلاف کر رہا ہے۔

نماز اللہ اور اسکے بندہ کے درمیان نصف نصف ہے

(حدیث ۳۸۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قَالَ اللّٰہ تَعَالٰی: قَسَمْتُ الصَّلَاۃَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ نِصْفَیْنِ، وَلِعَبْدِیْ مَاسَأَلَ، فَاِذَا قَالَ الْعَبْدُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، قَالَ اللّٰہُ، حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ، فَاِذَا قَالَ: اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، قَالَ اللّٰہُ: اَثْنٰی عَلَیَّ عَبْدِیْ، فَاِذَا قَالَ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ، قَالَ مَجَّدَنِیْ عَبْدِیْ، فَاِذَا قَالَ: اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ، قَالَ: ھٰذَا بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَاسَأَلَ، فَاِذَا قَالَ: اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ، قَالَ: ھٰذَا لِعَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَاسَأَلَ — (حم، م، ۴) عن ابی ھریرۃ — (صح). (۳۸۵)

---

۳۸۴ (الجامع الصغیر: ۴۴۷۶) — رواہ ابن النجار فی تاریخ بغداد عن محمد (الباقر) بن علی (زین العابدین) مرسلاً

۳۸۵ (الجامع الصغیر: ۶۰۱۹) — رواہ احمد ومسلم وابو داود والنسائی والترمذی (۲۹۵۳) وابن ماجۃ، سنن کبری بیہقی (۲: ۳۷، ۳۸، ۳۹).

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندہ کے درمیان دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے اور میرے بندے کے لئے مجھے وہی منظور ہے جو وہ مانگے۔ پس جب آدمی الحمد للہ رب العالمین کہتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندے نے میری حمد کی اور جب الرحمن الرحیم کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندے نے میری ثناء بیان کی پس جب مالک یوم الدین کہتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی، پس جب وہ ایاک نعبد و ایاک نستعین کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان مشترک ہے اور میرے بندہ کے لئے ہے جو وہ مانگے، پس جب وہ اھدنا الصراط المستقیم، صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین. کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہ میرے بندہ کے لئے ہے اور میرے بندے کو وہ ضرور ملے گا جو کچھ اس نے مانگا ہے۔

(لطائف و معارف)

سورۂ فاتحہ کی سات آیتیں ہیں: پہلی تین اللہ کے لئے ہیں اور آخری تین بندے کے لئے ہیں اور درمیان والی ایاک نعبد و ایاک نستعین اللہ اور اس کے بندہ کے درمیان مشترکہ ہے کہ عبادت اللہ کی ہے اور استعانت بندہ کی۔

اگر اللہ تعالیٰ کی عنایت اور فضل ربانی نہ ہوتا تو سورۂ فاتحہ میں یہ اشتراک نہ ہوتا۔

بعض عارفین فرماتے ہیں: جو شخص اپنی نماز میں شہودِ حق کی بجائے دوسری طرف توجہ کرتا ہے تو وہ نماز پڑھنے والا نہیں وہ تو مناجات کرنے والا بھی نہیں اور اللہ تعالیٰ سے نماز میں مناجات الفاظ کے ساتھ نہیں ہوتی بلکہ حضورِ قلب کے ساتھ ہوتی ہے پس جب آدمی بغیر حضورِ قلب کے صرف زبان سے الحمد للہ کہتا ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندہ کی زبان نے میری حمد کی میرے بندہ نے نہیں اور جب استحضار سے حمد کرے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندہ نے میری حمد کی پس آدمی کو چاہئے کہ جب حمد کرے تو زبان اور باقی اعضاء سب اللہ کے حضور میں متوجہ ہوں۔

اس حدیث کے شروع میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ نماز میرے اور میرے بندہ کے درمیان نصف نصف ہے' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بندہ اللہ کی طرف متوجہ ہو کر نماز ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کو قبول کرتے ہیں اور اس پر اپنا فضل اور رحمت فرماتے ہیں' اپنے قریب کرتے ہیں' آخرت کے انعامات کا مستحق بناتے ہیں۔

جان بوجھ کر نماز چھوڑنے میں کفر کی تحقیق

(حدیث ۳۸۶) حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ جِهَارًا۔ (طس) عن انس۔(صح). (۳۸۶)

(ترجمہ) جس شخص نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی اس نے علانیہ کفر کیا۔

(لطائف ومعارف)

یعنی جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والا ایسی سزا کا مستحق ہے جو کافر کو دی جاتی ہے یا اس کے قریب قریب سزا کا مستحق ہے' یا یہ ہے کہ قریب ہے کہ وہ ایمان سے بھی فارغ ہو جائے کیونکہ اس نے اسلام کی رسی کو چھوڑ دیا اور اس کے ستون کو گرا دیا یا یہ معنی ہے کہ اس نے کفار والا کام کیا اور ان کے مشابہ ہو گیا کیونکہ کفار بھی نماز نہیں پڑھتے یا كَفَرَ کا معنی سَتَرَ ہے یعنی نماز نہ پڑھنے والے نے ان اقوال اور افعال مخصوصہ کو چھپا دیا جن کے اظہار کی اللہ تعالیٰ نے اس پر ذمہ داری ڈالی تھی۔

اور بعض علماء نے کفر کا معنی کفرِ عملی سے کیا ہے اس کا مطلب ہے اعتقاداً تو وہ مومن ہے' عملاً وہ کافر کے مشابہ ہے کہ جیسے کافر نماز نہیں پڑھتے یہ بھی نہیں پڑھتا۔ اللہ تعالیٰ اس عمل سے محفوظ رکھے اور نماز کی پابندی کی توفیق دے۔

نماز میں سدل اور منہ چھپانا

(حدیث ۳۸۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

---

۳۸۶ (الجامع الصغیر: ۸۵۸۷) ــــ رواہ الطبرانی فی المعجم الأوسط' مجمع الزوائد (۱: ۲۹۵)' الترغیب و الترھیب (۱: ۳۸۲).

نَـهٰـى عَنِ السَّدْلِ فِى الصَّـلَاةِ،وَاَنْ يُغَـطِّىَ الرَّجُلُ فَاهُ -(حم، ۴، ک)عن ابی هريرة-(صح). (۳۸۷)

(ترجمہ) حضرت علیہ السلام نے نماز میں سدل کرنے سے منع فرمایا اور اس سے بھی کہ آدمی اپنے منہ کو (نماز میں) ڈھانپ لے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی نمازی آدمی نماز میں اپنا کوئی سا کپڑا بھی اتنا نہ لٹکائے جو زمین کو جا لگے' چاہے وہ تہبند ہو یا کوئی شال اور اسی طرح سے سر پر اپنے رومال کو رکھ کر اس کے اطراف کو نیچے چھوڑ دینا بھی سدل میں داخل ہے' آستین لمبی کرنا بھی اس میں داخل ہے اور یہ چیزیں نماز سے باہر بھی منع ہیں کیونکہ یہ تکبر کے افعال میں سے ہیں پس سدل مطلق مکروہ ہے اور نماز میں زیادہ مکروہ ہے۔

بعض لوگ نماز پڑھنے میں اپنے منہ کو رومال وغیرہ سے ڈھانپ لیتے ہیں' یہ بھی ممنوع ہے اگر رومال باندھنا بھی ہو تو منہ اور داڑھی رومال سے باہر رہنی چاہئے۔

صرف تہبند یا شلوار میں نماز پڑھنا

(حدیث ۳۸۸) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

نَـهٰى عَنِ الصَّـلَاةِ فِى السَّرَاوِيْلِ -(خط)عن جابر-(ض). (۳۸۸)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ نے شلوار میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

(لطائف ومعارف)

بعض لوگ صرف تہبند یا شلوار میں نماز پڑھتے ہیں اوپر کرتہ یا کوئی چادر نہیں رکھتے' اس حدیث میں ایسی نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔

ایک اور حدیث میں حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت

---

۳۸۷ (الجامع الصغير: ۹۳۹۳) ـــ رواه أحمد (۲: ۲۹۵) وابو داود (۶۴۳) والنسائى والترمذى (۳۷۸) وابن ماجة والحاكم فى الصلوٰة وقال الحاكم على شرطهما وأقره الذهبى.

۳۸۸ (الجامع الصغير: ۹۴۱۱) ـــ رواه الخطيب فى تاريخ بغداد والطبرانى فى الأوسط وهو حديث ضعيف ' التاريخ الكبير للبخارى (۵: ۱۳۸).

ﷺ نے آدمی کو تنہا شلوار میں نماز پڑھنے سے جبکہ اور کوئی چیز اوپر لپیٹی یا پہنی ہوئی نہ ہو منع فرمایا ہے۔

فرائض کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنے سے جنت

(حدیث ۳۸۹) حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ مَّكْتُوْبَةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُولِ الْجَنَّةِ إِلَّا أَنْ يَمُوْتَ۔ (ن،حب)عن ابی امامة۔ (صح). (۳۸۹)

(ترجمہ) جس شخص نے ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھی، اس کو جنت میں داخل ہونے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی، سوائے اس کے کہ جب مرے گا تو جنت میں داخل ہوگا۔

(لطائف ومعارف)

بعض علماء نے اس کا معنی یہ کیا ہے کہ سلام کے بعد آیت الکرسی پڑھیں اور بعض نے کہا ہے سلام سے پہلے پڑھیں، صحیح یہ ہے کہ سلام کے بعد پڑھیں۔

بخاری کی شرح قسطلانیؒ میں کتاب الصوم میں یہ روایت منقول ہے۔

من أدمن قراءة آية الكرسي عقب كل صلوة فإنه لا يتولى قبض روحه إلا الله.

(جو شخص ہر (فرض) نماز کے بعد ہمیشہ آیۃ الکرسی پڑھے گا، اس کی روح خود اللہ تعالیٰ قبض کریں گے)۔

نمازوں کے بعد کی تسبیحات

(حدیث ۳۹۰) حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

---

۳۸۹ (الجامع الصغیر: ۸۹۲۶) ــــ رواہ النسائی وابن حبان وقال النووی واختلاف مخرجیھا علیٰ أن لہ اصلا وقال الدمیاطی لہ طرق کثیرۃ، تذکرۃ الموضوعات (۱: ۲۴۴)، درمنثور (۱: ۳۲۳).

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مُعَقِّبَاتٌ لَايَخِيبُ قَائِلُهُنَّ: ثَلَاثٌ وَثَلَاثُوْنَ تَسْبِيحَةً، وَثَلَاثٌ وَثَلَاثُوْنَ تَحْمِيدَةً، وَاَرْبَعٌ وَثَلَاثُوْنَ تَكْبِيرَةً فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ — (حم، م، ت، ن) عن كعب بن عجرة. (۳۹۰)

(ترجمہ) ہر فرض نماز کے بعد کچھ تکبیرات اور تسبیحات ایسی ہیں جن کا کہنے والا کبھی نقصان میں نہیں رہے گا۔ ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ کہنا، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ کہنا اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر کہنا۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث میں فرض نمازوں کے بعد اذکار کا مستحب ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ فرائض کے وقت میں آسمانوں کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور ان سے نیک اعمال اٹھائے جاتے ہیں پس ایسے وقت میں ذکر کرنا زیادہ ثواب اور بڑا اجر رکھتا ہے۔

اس حدیث میں ذکر و تسبیح کو گننے کا جواز ثابت ہوتا ہے اور ان لوگوں کا رد ہے جو گننے کو مکروہ سمجھتے ہیں۔

جو لوگ تسبیح کے دانوں پر ذکر کرنے کو منع کرتے ہیں یہ درست نہیں ہے کیونکہ تسبیح کے دانے اس شمار کے لئے ممد و معاون ہیں، کوئی مستقل چیز نہیں جب گننا درست ہے تو اس کے معاون کو استعمال کرنا بھی درست ہے۔

جو اذکار متعین مقدار میں حضور ﷺ سے وارد ہوئے ہیں ان کو متعین مقدار میں کرنا ہی مسنون ہے اور جو متعین مقدار میں وارد نہیں ہوئے ان کیلئے اجازت ہے بشاشت طبع سے جتنا چاہیں کرلیں، ذکر و تسبیحات وغیرہ کی کثرت شریعت میں مطلوب ہے۔

ہر فرض نماز کے بعد معوذتین کی تلاوت

(حدیث ۳۹۱) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ

۳۹۰ (الجامع الصغیر: ۸۱۸۸) — رواہ احمد ومسلم والترمذی والنسائی، الادب المفرد للبخاری (۶۲۲) مصنف ابن ابی شیبة (۱۰: ۲۲۸).

نے ارشاد فرمایا:

اقْرَإِ الْمَعَوَّ ذَاتِ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلَاۃٍ – (د حب) عن عقبة بن عامر – (ح). (۳۹۱)

(ترجمہ) ہر (فرض) نماز کے بعد معوّذات کی تلاوت کیا کرو۔

(لطائف ومعارف)

معوذات سے مراد قرآن کریم کی آخری دو سورتیں ہیں، اگر کوئی نمازی نماز کے بعد ان دونوں سورتوں کی تلاوت کرے گا تو وہ اگلی نماز تک کے لئے شریر جنات اور شریر انسانوں کے شر سے محفوظ ہو جائے گا۔

مریض کیلئے نماز ادا کرنیکی حالتیں

(حدیث ۳۹۲) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

صَلِّ قَائِمًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰی جَنْبٍ – (حم، خ، ۴) عن عمران بن حصین. (۳۹۲)

(ترجمہ) کھڑے ہو کر نماز ادا کرو پس اگر طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر پس اگر طاقت نہ ہو تو پہلو کے بل۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث سے امام احمدؒ اور امام شافعیؒ نے استدلال کیا ہے کہ جو بیٹھ کر نماز نہ پڑھ سکے وہ پہلو کے بل لیٹ کر نماز پڑھے، امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں: اگر بیٹھ کر نماز نہیں پڑھ سکتا تو لیٹ کر پڑھے کیونکہ پہلو کے بل نماز پڑھنے سے رخ بدل جاتا ہے، اس لئے قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سیدھا لیٹ جائے اور نماز ادا کرے اور اس حدیث کا یہ

---

۳۹۱ (الجامع الصغیر: ۱۳۳۴) ــــ رواہ ابو داود وابن حبان وصححہ ورواہ الترمذی وحسنہ والنسائی والحاکم وصححہ، کنز العمال (۲۶۸۰).

۳۹۲ (الجامع الصغیر: ۵۰۰۸) ــــ رواہ احمد (۴: ۴۲۶) والبخاری (۲: ۶۰) والنسائی والترمذی (۳۷۲) وابن ماجة (۱۲۲۳)، ابو داود (۹۵۲).

جواب دیتے ہیں کہ چونکہ راوی حدیث حضرت عمران بن حصینؓ کو بواسیر کی بیماری تھی اس لئے ان کو یہ حکم فرمایا۔

جن حضرات نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ حدیث کے اگلے حصہ میں ہے کہ اگر پہلو کے بل نہ ہو سکے تو چت لیٹ کر نماز پڑھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ خصوصیت بھی عمران بن حصینؓ کی ہے کہ اگر وہ بواسیر کی حالت میں پہلو کے بل ادائیگی کو آسان سمجھتے ہیں تو پہلو کے بل اور اگر چت لیٹ کر ادائیگی صحیح ہوتی ہے تو چت لیٹ کر ادا کریں۔

جماعت نماز

عورتیں گھروں میں نماز پڑھیں

(حدیث ۳۹۳) حضرت ام حمید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

صَلَاتُكُنَّ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِكُنَّ فِيْ حُجَرِكُنَّ، وَصَلَاتُكُنَّ فِيْ حُجَرِكُنَّ اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِكُنَّ فِيْ دُوْرِكُنَّ، وَصَلَاتُكُنَّ فِيْ دُوْرِكُنَّ اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِكُنَّ فِيْ مَسْجِدِ الْجَمَاعَةِ۔ (حم، طب، هق) عن ام حميد. (۳۹۳)

(ترجمہ) (حضرت ام حمید انصاریہ جو کہ ابو حمید الساعدی کی بیوی ہیں، نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم آپ کے ساتھ (جماعت کیساتھ مسجد نبوی میں) نماز پڑھنا چاہتی ہیں لیکن ہمارے خاوند ہمیں روکتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا) تمہارا اپنے گھروں میں نماز پڑھنا بہتر ہے، تمہارے حجرے میں نماز پڑھنے سے اور تمہاری حجرے میں نماز بہتر ہے، تمہاری چار دیواری سے اور چار دیواری میں نماز بہتر ہے مسجد میں نماز سے۔

---

۳۹۳ (الجامع الصغیر: ۵۱۱۱) ــــ رواہ احمد والطبرانی فی الکبیر والبیهقی

(لطائف ومعارف)

اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ عورتیں مسجد میں نماز جمعہ اور دیگر نمازوں کے لئے نہ جائیں، یہی امام ابوحنیفہ کا مذہب ہے بلکہ بعد کے احناف نے بوڑھیوں اور نوجوان عورتوں کو مسجد میں جاکر ہر قسم کی نماز پڑھنے سے بھی منع کیا ہے کیونکہ اب تمام اوقات میں فساد کا خطرہ بڑھ گیا ہے۔ (فتح القدیر شرح ہدایہ)۔

مسافر پر نماز وروزہ کی تخفیف

(حدیث ۳۹۴) حضرت انسؓ بن مالک القشیری سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ الصَّوْمَ وَشَطْرَ الصَّلٰوۃِ۔ (عن انس بن مالک القشیری، وماله غیره۔ (صح). (۳۹۴)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزہ کو اور آدھی نماز کو معاف کر دیا ہے۔

(لطائف ومعارف)

مسافر کے لئے حالت سفر میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے لیکن جب حالت سفر ختم ہو تو جتنے روزے حالت سفر میں چھوٹ گئے ہیں ان کی قضاء کرنا فرض ہے لیکن حالت سفر کے چار رکعات والے فرض میں تخفیف کر کے دو کر دئے گئے ہیں، باقی تین رکعات اور دو رکعات والے فرض پورے پورے پڑھے جائیں، ان میں تخفیف نہیں ہے اور ایسے ہی سنن ونوافل کی رکعات میں بھی تخفیف نہیں ہے۔ اگر سہولت ہو تو مکمل سنن ونوافل پڑھے جائیں ورنہ ان کے چھوڑنے پر گناہ نہیں ہے۔

سفر میں مسافر کو غذا اور دیگر سفری ضروریات کے پیش نظر کافی وقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس میں مسافر کا اپنا اختیار نہیں چلتا بلکہ وہ مختلف مقامات کے اعتبار سے پابندی پر مجبور ہوتا ہے اور یہ بھی کہ سفر ایک طرح سے عذاب کا ایک حصہ ہے، اس لئے نماز روزہ میں تخفیف کر دی گئی تاکہ بندے کو ڈبل تکلیف سے دین ودنیا کی مشقت میں اضافہ نہ ہو۔

۳۹۴ (الجامع الصغیر: ۱۸۱۰) ــــ رواہ احمد (۴: ۳۴۷) والنسائی (۴: ۱۸۱) وابو داود والترمذی (۷۱۵) وابن ماجة (۱۶۶۷) ولیس فی روایة الترمذی الصوم.

پہلی صف میں نماز کا ثواب

(حدیث ۳۹۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَوْتَعْلَمُوْنَ مَا فِی الصَّفِّ الْاَوَّلِ مَاکَانَتْ اِلَّا قُرْعَةً—(م، ۵) عن ابی هریرة—(صح). (۳۹۵)

(ترجمہ) اگر تم جان لو کہ پہلی صف میں نماز پڑھنے کا کتنا بڑا ثواب ہے تو قرعہ اندازی کے بغیر صف قائم نہ ہو سکے۔

(لطائف و معارف)

یعنی اگر تمہیں پہلی صف میں نماز پڑھنے کی فضیلت اور ثواب کا علم ہو جائے تو تم میں سے ہر ایک پہلی صف میں پہلے پہنچنے کی کوشش کرے اور بغیر قرعہ اندازی کے تم پہلی صف میں نماز نہ پڑھ سکو' کیونکہ جو شخص پہلی صف میں نماز ادا کرنے کی کوشش کرے گا وہ مسجد میں جلد داخل ہوگا اور امام کا قرب حاصل ہوگا' اس کی تلاوت سنے گا اور اس سے دین کا مسئلہ سیکھے گا اس کو بھولنے پر لقمہ دے گا' اس کی طرف سے دوسروں کو تبلیغ کرے گا' پہلی صف کے بعد دوسری میں نماز پڑھنے کا ثواب ہے پھر تیسری میں اسی طرح سے۔

جماعت میں دوڑ کر نہ ملو

(حدیث ۳۹۶) حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا اُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَأْتُوهَا وَاَنْتُمْ تَسْعَوْنَ ، وَاْتُوهَا وَاَنْتُمْ تَمْشُوْنَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةَ ، فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا، وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا—(حم 'ق ۴) عن أبی هریرة. (۳۹۶)

(ترجمہ) جب نماز کی اقامت کہی جا رہی ہو تو تم نماز کے لئے دوڑ کر نہ پہنچو

---

۳۹۵ (الجامع الصغیر: ۷۴۴۴) ___ رواہ مسلم فی الصلوٰۃ (۱۲۱) وابن ماجۃ' سنن کبری للبیهقی (۳: ۱۰۲)

۳۹۶ (الجامع الصغیر: ۴۷۱) ___ مسند احمد (۲: ۲۷۰)' بخاری (۲: ۹)' مسلم' فی المساجد (۱۵۱) نسائی' ابوداود' ترمذی (۳۲۷)' ابن ماجۃ (۷۷۵).

بلکہ تم چل کر پہنچو اور اپنے اوپر سکون و اطمینان کو لازم کرو، جو کچھ جماعت میں تمہیں مل جائے اس کو پڑھ لو اور جو رہ جائے اس کو پورا کر لو۔

مسلم شریف میں اس حدیث کے آگے یہ بھی مذکور ہے کہ جب تم میں سے کوئی ایک نماز کا ارادہ کرتا ہے تو وہ (ثواب کے اعتبار سے) نماز میں ہوتا ہے (اس لئے جماعت کے لئے دوڑ کر پہنچنے کی ضرورت نہیں)۔

امام ہلکی نماز پڑھائے

(حدیث ۳۹۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا اَمَّ اَحَدُكُمُ النَّاسَ فَلْيُخَفِّفْ ، فَإِنَّ فِيهِمُ الصَّغِيرَ ، وَالْكَبِيرَ ، وَالضَّعِيفَ ، وَالْمَرِيضَ ، وَذَا الْحَاجَةِ: وَ إِذَا صَلّٰى لِنَفْسِهٖ فَلْيُطَوِّلْ مَاشَاءَ – (حم ق ت) عن أبی هريرة (صح). (۳۹۷)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی لوگوں کو امامت کرائے تو چاہئے کہ ہلکی نماز پڑھائے کیونکہ ان میں چھوٹے بھی ہوتے ہیں، عمر رسیدہ بھی، ضعیف بھی، اور مریض بھی اور حاجت مند بھی اور جب کوئی اکیلے نماز پڑھے تو جتنا چاہے لمبا کر لے۔

(لطائف و معارف)

جب کوئی امام لوگوں کو نماز پڑھائے تو ان میں جو سب سے زیادہ کمزور ہو اس کا لحاظ کرے، یہاں نماز ہلکا کرنے سے مراد اختصار اور کم کرنا نہیں بلکہ تین تین تسبیحات کے ساتھ رکوع اور سجود کو مکمل کرنا ہے اور دیگر نماز کے ارکان کا بھی پورا پورا لحاظ کرنا ہے، قراءت کو لمبا نہیں کرنا نہ ہی دیگر استحبابی اعمال کو طویل کرنا ہے۔

حضور ﷺ کی جماعت کی نماز مختصر اور مکمل ہوتی تھی جس میں آپ بچوں، بوڑھوں، کمزوروں، ضعیفوں، مریضوں، حاجت مندوں، مسافروں کا اور حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتوں کا لحاظ رکھتے تھے، جیسا کہ طبرانی کی حدیث میں ہے۔

---

۳۹۷ (الجامع الصغیر: ۴۹۰) ــــ مسند احمد، بخاری، مسلم، فی الصلاۃ (۱۸۳) ابو داود، ترمذی (۲۳۶) بالفاظ مختلفۃ متقاربۃ.

جماعت کھڑی ہورہی ہوتو سنتیں نہ پڑھو

(حدیث ۳۹۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ . (م ۴) عن أبی هريرة -(صح). (۳۹۸)

(ترجمہ) جب نماز کی اقامت کہی جائے تو کوئی نماز کراہت سے سالم نہیں ہوتی مگر فرض نماز۔

نوٹ:۔ یعنی اگر فرض نماز کے لئے تکبیر شروع ہو جائے تو فرضوں میں شامل ہو جانا چاہئے۔ اگر کوئی شخص اس وقت اپنی سنت یا نفل نماز شروع کرے گا تو مکروہ ہوگی۔

(لطائف ومعارف)

محقق علی الاطلاق علامہ ابن الہمام فتح القدیر شرح ہدایہ جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۳۴۱ طبع مصر میں لکھتے ہیں وأشد مايكون كراهة أن يصلي سنة أو غيرها عندإقامة المكتوبة مخالطا للصف كما يفعله كثير من الجهلة . اھ

یعنی سب سے زیادہ مکروہ عمل یہ ہے کہ فرض نماز کی اقامت کے وقت صف میں کھڑے ہوکر کوئی سنت یا نفل پڑھی جائے جیسا کہ بہت سے جاہل کرتے ہیں۔

مولانا سرفراز خان صفدر نے اپنی کتاب احسن الکلام ص ۲۲۸ پر لکھا ہے کہ محققین علماء احناف نے اس کی تصریح کی ہے کہ اس کو سنتیں ترک کر کے جماعت میں شریک ہونا چاہئے چنانچہ حافظ ابن ہمام لکھتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ مسجد کے علاوہ اگر کوئی جگہ نہ ہو تو نمازی کو صبح کی سنتیں پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ ترک مکروہ فعل سنت پر مقدم ہے۔

(لطائف ومعارف دوم)

اگر کوئی شخص اپنی فرض نماز ادا کر چکا ہو تو وہ بھی مسجد میں جماعت کھڑے ہوتے وقت نہ اپنی بقایا نماز تنہا ادا کرے اور نہ خالی بیٹھا رہے بلکہ جماعت میں شریک ہو جائے،

---

۳۹۸ (الجامع الصغیر: ۴۷۰) ــــ مسند احمد (۲: ۴۵۵) مسلم، صلاۃ المسافرین (۶۳، ۶۴) نسائی (۲: ۱۱۷)، ابو داود (۱۲۶۶)، ترمذی (۴۲۱)، ابن ماجۃ (۱۱۵۱)

ہاں اگر فجر اور عصر کی نماز پڑھ چکا ہو تو اس کے بعد نوافل کی نیت سے جماعت میں شریک ہونا مکروہ ہے۔

نماز پڑھ لینے کے بعد جماعت کی نماز میں شامل ہونے کی ایک شکل

(حدیث ۳۹۹) حضرت محجن الدیلمیؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا دَخَلْتَ مَسْجِدًا فَصَلِّ مَعَ النَّاسِ وَإِنْ كُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ — (ص) عن محجن الديلمي — (ح). (۳۹۹)

(ترجمہ) جب تو مسجد میں داخل ہو تو لوگوں کے ساتھ (جبکہ وہ جماعت میں ہوں) نماز پڑھ اگرچہ تو نے اپنی نماز پڑھ لی ہو۔

تنبیہ:۔ اگر کسی نے فجر اور عصر کے فرض ادا کر لئے ہوں پھر اس کو جماعت کی نماز ملے تو اس جماعت میں شریک نہ ہو کیونکہ وہ اپنے فرض ادا کر چکا ہے اور اب کی جماعت کی نماز میں اس کی شمولیت بطور نفل کے ہے اور فجر اور عصر پڑھ چکنے کے بعد نوافل پڑھنے کی احادیث میں ممانعت آئی ہے اور اگر مکروہ وقت نہ ہو تو ایسی جماعت میں نفل کی نیت کے ساتھ شامل ہو سکتا ہے۔

امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھیں

(حدیث ۴۰۰) حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

انما جعل الامام ليؤتم به فاذا كبر الامام فكبروا واذا قرأ فانصتوا واذا قال غير المغضوب عليهم ولا الضالين فقولوا آمين الحديث. (۴۰۰)

---

۳۹۹ (الجامع الصغير: ۵۹۶) ـــ سنن سعيد بن منصور وقال الذهبي فيه بشر بن محجن ولا يكاد يعرف انتهى. وبه يعرف ما في رمز السيوطي في الجامع الصغير لحسنه إلا أن يكون اعتضد جمع الجوامع (۱۷۷۳).

۴۰۰ بخاری (۱: ۱۰۶) مسلم والنسائی (۲: ۱۹۶) وابو داود (۶: ۱۰۳) وابن ماجة (۱۲۳۸) وصححه الامام مسلم في صحيحه.

(ترجمہ) امام اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے پس جب امام تکبیر (تحریمہ) کہے تو تم بھی تکبیر (تحریمہ) کہو جب وہ (سورۂ فاتحہ) پڑھے تو تم خاموش رہو (چاہے وہ زور سے پڑھے یا آہستہ) اور جب وہ غیر المغضوب علیهم ولا الضالین پڑھے تو تم آمین کہو۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مقتدی کو چاہئے کہ وہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہ پڑھے کیونکہ امام کی قراءت ہی مقتدی کی قراءت ہے اس لئے نہ تو مقتدی جہری نمازوں میں امام کے پیچھے فاتحہ اور دوسری کوئی سورت پڑھے اور نہ آہستہ کی نمازوں میں، قرآن کریم کی آیت واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون. میں بھی یہی حکم موجود ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھئے ہماری کتاب ''مستند نماز حنفی''۔

امام کی قراءت مقتدی کیلئے کافی ہے

(حدیث ۴۰۱) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ كَانَ لَهُ اِمَامٌ فَقِرَاءَ ةُ الاِمَامِ لَهُ قِرَاءَ ةٌ—(حم،ہ)عن جابر (۴۰۱)

(ترجمہ) جس شخص کا امام ہو پس امام کی قراءت ہی اس کی قراءت ہے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی مقتدی جب امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے لئے اس کے امام کی قراءت کافی ہے، اس لئے نہ تو وہ اس کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھے اور نہ ہی قرآن کا کوئی اور حصہ کیونکہ امام اس کی طرف سے یہ فرض ادا کر رہا ہے۔

آج کل جو غیر مقلدین نے شور بپا کر رکھا ہے کہ بغیر فاتحہ کے نماز نہیں ہوتی، یہ دھوکہ دیتے ہیں جس حدیث میں یہ ہے کہ بغیر فاتحہ کے نماز نہیں ہوتی یہ منفرد کے لئے

---

۴۰۱ (الجامع الصغیر: ۸۹۷۲) ــــ رواه أحمد وابن ماجة (۸۵۰) والدارقطنی (۱: ۳۲۳) وفی سندها جابر الجعفی وهو ساقط الحدیث ولكن رواه أحمد بن منیع شیخ الامام الترمذی فی مسنده بسند صحیح.

ہے کہ جب وہ اکیلے نماز پڑھے اور اس میں فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہوگی جیسا کہ اس حدیث کا یہی معنی امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں امام سفیان بن عیینہ سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: لمن یصلی وحدہ یہ حکم اس کے لئے ہے جو اکیلے نماز پڑھے چنانچہ احناف بھی یہی کہتے ہیں کہ کوئی شخص اکیلے نماز پڑھے تو اس کے لئے فاتحہ واجب ہے اور جب امام کے پیچھے ہو تو اس کو امام کی قراءت کافی ہے جیسا کہ بہت سی احادیث سے ثابت ہے بلکہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهُ وَأَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ. (سورۃ الاعراف)۔ (جب قرآن پڑھا جایا کرے تو اس کی طرف کان لگا دیا کرو اور خاموش رہا کرو امید ہے کہ تم پر رحمت ہو) مستدرک حاکم اور روح المعانی میں ہے ایک تابعیؒ ..... فرماتے ہیں کہ میں ستر بدری صحابہ سے ملا ان میں سے کوئی بھی امام کے پیچھے قراءت نہیں کرتا تھا۔

عشاء کی نماز باجماعت کا ثواب تمام رات کی عبادت کے برابر ہے

(حدیث ۴۰۲) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا صَلّٰى مَعَ الْإِمَامِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ كُتِبَ لَهُ قِيَامُ لَيْلَةٍ۔ (حم، ۴، حب) عن ابی ذر۔ (ح) وقال الترمذی حسن صحیح. (۴۰۲)

(ترجمہ) جب کوئی شخص امام کے ساتھ (عشاء کی) نماز ادا کرے اور اپنی نماز مکمل کرلے اس کو پوری رات نماز پڑھنے کا ثواب ملے گا۔

لیلۃ القدر کا ثواب حاصل کرنے کا طریقہ

(حدیث ۴۰۳) حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَقَدْ أَخَذَ بِحَظِّهٖ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ

۴۰۲ (الجامع الصغیر: ۱۹۸۶) ــــ رواہ احمد وابو داود (۱۳۷۵) والنسائی (۳: ۸۴) والترمذی وقال حسن صحیح وابن حبان، جمع الجوامع (۵۵۰۵).

– طب)عن ابی امامة–(خ). (۴۰۳)

(ترجمہ) جس نے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی تو اس نے لیلۃ القدر سے اپنا حصہ حاصل کرلیا۔

(لطائف ومعارف)

لیلۃ القدر کا ثواب حاصل کرنے کے لئے عشاء کی نماز بھی جماعت کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے جیسا کہ اس روایت میں ہے اور اس رات کی فجر کی نماز بھی جماعت کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے جیسا کہ دیگر روایات میں آتا ہے۔

امام شافعیؒ کا قدیم قول یہ ہے کہ جو شخص عشاء اور صبح کی نماز باجماعت میں لیلۃ القدر میں حاضر ہوا تو اس نے اپنا حصہ لے لیا۔

ناپسندیدہ امام کی امامت

(حدیث ۴۰۴) حضرت جنادہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ فَاِنَّ صَلَاتَهٗ لَا تُجَاوِزُ تَرْقُوَتَهٗ –

(طب)عن جنادة–(صح). (۴۰۴)

(ترجمہ) جو شخص کسی قوم کی امامت کرائے اور وہ اس کو ناپسند کرتے ہوں تو اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔

(لطائف ومعارف)

اگر جماعتی شرعی بناء پر اس کو ناپسند کرتے ہوں تو امام کی نماز قبول نہیں ہوگی اور اگر شرعی طور پر امام کی نماز صحیح، اور نمازی کسی غیر شرعی بناء پر اس کو پسند نہ کرتے ہوں تو امام کی نماز درست ہے اور مقتدیوں کا یہ عمل قابل ملامت ہے اس سے مقتدیوں کو اجتناب کرنا ضروری ہے۔

۴۰۳ (الجامع الصغیر: ۸۷۹۶)__ رواه الطبرانی فی الکبیر (۸: ۲۱۰)ورمز السیوطی لحسنه وقال الهیثمی فیه مسلمة وهو ضعیف ورواه الخطیب فی التاریخ من حدیث أنس بلفظه حلیة الاولیاء(۹: ۴۵).

۴۰۴ (الجامع الصغیر: ۸۵۲۷)__ رواه الطبرانی فی الکبیر (۲: ۳۱۷)وقال الحافظ ابن حجر فی الإصابة سنده ضعیف مصنف ابن ابی شیبة (۱: ۴۰۸).

فضائل نماز

نمازی کی طرف اللہ کی توجہ

(حدیث ۴۰۵) حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:
اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا دَخَلَ فِیْ صَلَاتِہٖ اَقْبَلَ اللّٰہُ عَلَیْہِ بِوَجْھِہٖ، فَلَا یَنْصَرِفُ عَنْہُ حَتّٰی یَنْقَلِبَ، اَوْ یُحْدِثُ حَدَثَ سُوْءٍ (۵) عن حذیفة۔ (صح). (۴۰۵)

(ترجمہ) جب کوئی شخص نماز شروع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ (اپنی رحمت اور فضل کے ساتھ) اس کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور وہ اس وقت تک اس سے غیر متوجہ نہیں ہوتے جب تک کہ وہ نماز سے فارغ نہ ہو یا کوئی غلط (خلاف شرع) کام نہ کرے۔

(لطائف ومعارف)

امام غزالیؒ فرماتے ہیں: نمازی کی طرف اللہ تعالیٰ کا متوجہ ہونا اس کے لئے مکاشفہ سے کنایہ ہے اس کے دنیا کی کدورتوں سے بچنے کی صفات کے بقدر اور یہ مکاشفہ قوت وضعف، قلت وکثرت اور ظہور وخفاء کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے حتیٰ کہ بعض حضرات کیلئے ایک چیز بعینہٖ منکشف ہوتی ہے اور بعض کے لئے اس کی مثال اور پھر جو کچھ مکاشفہ میں نمازی کے سامنے مکشوف ہوتا ہے وہ بھی بعض کے لئے اللہ کی صفات سے اور بعض کے لئے اس کے افعال سے اور بعض کے لئے دقائق علوم معاملہ سے مکشوف ہوتا ہے۔ وغیر ذلک۔

علامہ قونویؒ فرماتے ہیں: نماز مناجات کا محل ہے اور صفائی کی کان ہے اور اللہ کی ذات نور ہے اور بندے کی حقیقت تاریکی ہے پس جب تاریک ذات نورانی ذات کے

---

۴۰۵ (الجامع الصغیر: ۱۹۷۹) ــــ رواہ ابن ماجة ورمز السیوطی لصحتہ، صحیح ابن خزیمة (۹۲۴)، جمع الجوامع للسیوطی (۵۵۰۲).

سامنے آتی ہے اور اس کے صحیح محاذات میں ہوتی ہے تو ذات نورانی سے انوارات حاصل کرتی ہے مثال کے طور پر تم چاند کی طرف غور کرو کہ وہ بذات خود تاریک ہے کثیف ہے لیکن جب سورج کے بالمقابل ہوتا ہے کس طرح سے روشنی حاصل کرتا ہے اور جتنا جتنا سورج کے مقابل رہتا ہے اتنا اتنا روشنی پاتا ہے اور جب وہ کامل طور پر بالمقابل ہوتا ہے تو مکمل طور پر روشن ہوتا ہے اگر تم اس بات کو سمجھ گئے ہو تو نمازی کو جو کچھ اس کی نماز میں پروردگار سے نصیب ہوتا ہے اس کو بھی سمجھ گئے ہو گے اور حضور ﷺ کے ارشاد

"جعلت قرة عيني في الصلوٰة" (میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے) کو بھی پہچان گئے ہو گے۔

نماز کی حالت میں نمازی پر اللہ کی نوازشات

(حدیث ۴۰۶) حضرت ابو عمار قیس کوفی مولی الانصاری تابعیؒ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا قَامَ الْعَبْدُ فِيْ صَلَاتِهٖ ذُرَّ الْبِرُّ عَلٰى رَأْسِهٖ حَتّٰى يَرْكَعَ، فَاِذَا رَكَعَ عَلَتْهُ رَحْمَةُ اللّٰهِ حَتّٰى يَسْجُدَ، وَالسَّاجِدُ يَسْجُدُ عَلٰى قَدَمَيِ اللّٰهِ تَعَالٰى، فَلْيَسْأَلْ وَلْيَرْغَبْ —(ص) عن ابی عمار مرسلا — (ض).(۴۰۶)

(ترجمہ) جب کوئی شخص نماز شروع کرتا ہے اس پر (من جانب اللہ) نیکیاں نچھاور کی جاتی ہیں حتیٰ کہ وہ رکوع میں چلا جائے اور جب وہ رکوع کرتا ہے تو اس پر اللہ کی رحمت سایہ کرتی ہے حتیٰ کہ وہ سجدہ میں چلا جائے اور سجدہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے قدموں پر سجدہ کرتا ہے پس اس کو چاہئے کہ وہ (نفل نماز کی اکثرت کرے اور کثرت سے) سوال کرے اور اعلیٰ چیزوں میں رغبت کرے۔

نماز میں خشوع اور بعد میں دعا ضروری ہے

(حدیث ۴۰۷) حضرت مطلب بن وداعہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم

---

۴۰۶ (الجامع الصغیر: ۷۸۷) ـــ رواه الامام سعید بن منصور فی سننه مرسلا کنز العمال (۱۸۹۲۴، ۲۰۰۸۴).

ﷺ نے ارشاد فرمایا:

صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى، وَتَشَهَّدُ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ، وَتَبَاَّسُ وَتَمَسْكَنُ، وَتَقْنَعُ بِيَدِكَ، وَتَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ، فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَهُوَ خِدَاجٌ — (حم، م، د، ت، ہ) عن المطلب بن وداعة — (صح). (۴۰۷)

(ترجمہ) رات کی نماز دو دو رکعت ہے، ہر دو رکعت پر تشہد ہے، فقر وفاقہ، مسکنت کا اظہار ہے (اور فراغت پر دونوں) ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ہے (اور اس دعا میں تو یوں کہے) "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ" (اے اللہ! مجھے بخش دے) جس نے اس طرح سے نماز نہ پڑھی تو اس کا یہ عمل ناقص ہے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی نماز پڑھنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا چاہئے جو ایسا نہ کرے گا اس کا یہ عمل ناقص ہوگا کہ اس نے نماز تو پڑھی مگر اپنے لئے دعا نہیں کی۔

طویل قیام والی نماز افضل ہے

(حدیث ۴۰۸) حضرت جابرؓ، حضرت ابوموسیٰؓ، حضرت عمرو بن عبسہ اور حضرت عمیر بن قتادہ اللیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَفْضَلُ الصَّلَاةِ طُوْلُ الْقُنُوْتِ — (حم، م، ت، ہ) عن جابر (طب) عن ابی موسیٰ وعن عمرو بن عبسة، وعن عمير بن قتادة الليثي — (صح). (۴۰۸)

(ترجمہ) افضل نماز وہ ہے جس میں قیام لمبا کیا گیا ہو۔

---

۴۰۷ (الجامع الصغیر: ۵۰۹۰) — رواہ احمد (۲: ۳۰، ۳۳، ۴۰، ۴۴) وابو داود والترمذی (۵۹۷) وابن ماجة (۱۳۱۹، ۱۳۲۵) وقال الحسنی فیه اضطراب وإعلال.

۴۰۸ (الجامع الصغیر: ۱۲۷۵) — رواہ احمد ومسلم فی صلوٰة المسافرین (۱۶۴) والترمذی وابن ماجة عن جابر والطبرانی فی الکبیر عن ابی موسیٰ وعن عمرو بن عبسه وعن عمیر بن قتادة اللیثی.

(لطائف ومعارف)

کیونکہ قیام محل قراءت ہے قنوت کے گیارہ معانی ہیں' علامہ نوویؒ نے یہاں اس حدیث میں باتفاق شراح حدیث قیام کا معنی لیا ہے اور اس کی دلیل سنن ابو داود کی حدیث ہے کہ آپؐ سے سوال کیا گیا کہ سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ آپؐ نے جواب میں فرمایا: قیام کو لمبا کرنا' اسی سے امام ابوحنیفہ اور شوافع نے استنباط کرتے ہوئے سجدہ کے بجائے قیام کے طویل ہونے کو افضل قرار دیا ہے اور دیگر حضرات نے اس کے برعکس کہا ہے اور اس کی دلیل یہ حدیث بیان کرتے ہیں۔

اقرب مایکون العبد من ربه وهو ساجد.

(یعنی) سب حالتوں میں سے آدمی اس حالت میں اپنے رب کے زیادہ قریب ہوتا ہے جب وہ حالت سجدہ میں ہو۔

اور بعض علماء نے ایک اور متوسط قول کہا ہے کہ دن کی نمازوں میں قیام زیادہ افضل ہے اور رات کی نمازوں میں سجدہ زیادہ افضل ہے۔

امام زین الدین عراقی فرماتے ہیں کہ یہ قیام اور سجدہ کا طویل کرنا نوافل میں ہے یا جب آدمی اکیلے نماز پڑھ رہا ہو اور اگر جماعت کرا رہا ہو تو قیام یا سجدہ کو طویل نہ کرے بلکہ ہلکی نماز پڑھائے (جیسا کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: من ام منکم الصلوٰة فلیخفف. الحدیث)۔

سجدہ سے گناہ مٹتے اور درجات بلند ہوتے ہیں

(حدیث ۴۰۹) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِعْلَمْ اَنَّکَ لَا تَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً اِلَّا رَفَعَ اللّٰهُ لَکَ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْکَ بِهَا خَطِيْئَةً – (حم ' ع 'حب 'طب) عن ابی امامة – (صح). (۴۰۹)

۴۰۹ (الجامع الصغیر: ۱۱۹۳) ــــ رواه احمد وابو یعلی وابن حبان والطبرانی فی الکبیر وقال الهیثمی رجاله رجال الصحیح ورمز السیوطی لصحته.

(ترجمہ) جان لو! تم جو سجدہ بھی اللہ تعالیٰ کے لئے کرو گے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے تمہارا ایک درجہ بلند کریں گے اور ایک گناہ مٹادیں گے۔

(لطائف ومعارف)

اکیلا سجدہ کوئی عبادت نہیں ہے یا تو اس سجدہ سے مراد نماز کا سجدہ ہے یا سجدہ تلاوت یا سجدہ شکر۔

حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں: اپنی مشقت کے ساتھ اللہ کی طلب کا وہ درجہ نہیں ہے جو اللہ کی سخاوت کے ساتھ اللہ کی طلب کا درجہ ہے' اسی لئے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اس شخص سے جس نے یہ سوال کیا تھا کہ حضورؐ اس کیلئے شفاعت کریں کہ وہ آپؐ کے ساتھ جنت میں ہو' فرمایا: تم کثرت سجود (یعنی کثرت نماز) کے ساتھ میری مدد کرو۔

اس حدیث سے کثرت سے نوافل کی نماز پڑھنا مراد ہے۔

سجدوں سے مرتبے بڑھتے اور گناہ گھٹتے ہیں

(حدیث ۴۱۰) حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

مَامِنْ عَبْدٍ يَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً۔ (حم، حب، ت، ن) عن ثوبان۔ (صح). (۴۱۰)

(ترجمہ) جو شخص اللہ تعالیٰ کیلئے ایک سجدہ کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں (جنت کا) ایک درجہ بلند کردیتے ہیں اور اس سے اس کا ایک گناہ گرادیتے ہیں۔

(لطائف ومعارف)

سجدہ ایسی چیز ہے جس کو ہر مخلوق ادا کرتی ہے' چاہے وہ علوی مخلوق ہو یا سفلی۔ قرآن شریف میں ہے: وللہ یسجد ما فی السماوات وما فی الارض. (آسمانوں اور زمین کی ہر چیز اللہ کے سامنے سجدہ کرتی ہے۔)

علماء نے اس کی تفسیر میں بیان کیا کہ ہر چیز کا سجدہ اس کی حالت کے مطابق ہے یا

---

۴۱۰ (الجامع الصغیر: ۸۰۶۰) ــــ رواہ احمد (۵: ۱۶۴) وابن حبان والترمذی (۳۸۸، ۳۸۹) والنسائی (۲: ۲۲۸) وقال الترمذی حسن صحیح ورواہ ابن ماجۃ (۱۴۲۳) عن عبادۃ بن الصامت بغیر لفظہ.

زبان حال سے سجدہ کر رہی ہے یا زبان قال سے سجدہ کر رہی ہے' تسبیح پڑھ رہی ہے۔
اور ایک بزرگ کا کشف ہے کہ ہر چیز ایک وقت میں حقیقۃً اللہ کے سامنے سربسجود تھی۔
سجدہ کرنے والا اپنے رب کے سامنے سب سے عاجز ترین حالت کے اظہار میں ہوتا ہے اور یہی انسان کے سب سے بلند مقامات سے ہے اور یہ بھی کہ سجدہ عبودیت کا راز ہے کیونکہ یہ خدا کے سامنے عاجزی اور کمزوری کا اظہار ہے اور آدمی سب سے زیادہ کمزور اور عاجز اس وقت ہوتا ہے جب سجدہ کی حالت میں ہو۔
اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ آدمی کثرت سے سجدے شروع کر دے اور درجے بڑھاتا رہے کیونکہ تنہا سجدہ مشروع نہیں ہے' لہٰذا اس سے مراد رکعت ہے اور ایک رکعت مشروع نہیں لہٰذا اگر کوئی شخص ترقی درجات کے لئے سجدے کرنا چاہتا ہے تو وہ کثرت سے نوافل پڑھنا شروع کر دے۔ اس میں چاہے تو قیام مختصر کر دے اور سجدے حسب تعداد کرتا رہے۔

سجدہ کرنے کا طریقہ

(حدیث ۴۱۱) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
اِذَا سَجَدَ اَحَدُکُمْ فَلْیَعْتَدِلْ، وَلَا یَفْتَرِشْ ذِرَاعَیْهِ افْتِرَاشَ الْکَلْبِ۔
(حم، ت، ہ) وابن خزیمة، والضیاء عن جابر۔ (صح، ح) (۴۱۱)
(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی شخص سجدہ کرے تو اعتدال کے ساتھ سجدہ کرے اور اپنے بازو کتے کی طرح نہ بچھائے۔
(لطائف ومعارف)
اعتدال کا معنی یہ ہے کہ سجدہ میں زمین پر اپنی ہتھیلیاں سیدھی کر کے بچھائے' کمر کو سیدھا رکھے' رانوں کو پیٹ سے نہ ملائے اور نہ ہی بازوؤں کو زمین پر بچھائے اور نہ ہی ان کو اپنی رانوں سے لگائے بلکہ کلائیوں کو اٹھا کر اپنے پہلوؤں سے جدا رکھے۔ عورت کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ خوب سمٹ کر سجدہ کرے کیونکہ اس کے لئے ستر مطلوب ہے۔

۴۱۱ (الجامع الصغیر: ۶۷۵) ــــ رواہ احمد (۱:۳۱۵) والترمذی (۲۷۵) وابن ماجة (۸۹۱) وابن خزیمة (۶۴۴) والضیاء وقال الترمذی حسن صحیح.

گناہگار نمازی کے کونسے اعضاء جہنم سے محفوظ رہیں گے؟

(حدیث ۴۱۲) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

تَاْكُلُ النَّارُ ابْنَ آدَمَ اِلَّا اَثَرَ السُّجُوْدِ، حَرَّمَ اللّٰهُ عَزَّوَ جَلَّ عَلَى النَّارِ اَنْ تَاْكُلَ اَثَرَ السُّجُوْدِ—(ه)عن ابی هريرة. (۴۱۲)

(ترجمہ) گناہ گار مسلمان کے بدن کو جہنم کی آگ کا عذاب پہنچے گا مگر سجدہ کی جگہ محفوظ رہے گی' اللہ تعالیٰ نے آگ پر حرام کیا ہے کہ وہ سجدہ کی جگہ کو کھائے۔ (لطائف ومعارف)

سجدہ کی جگہ سے مراد یا تو پیشانی مراد ہے یا وہ تمام اعضاء مراد ہیں جو سجدہ کے وقت زمین پر رکھے جاتے ہیں جیسے دونوں ہاتھ' دونوں پاؤں' دونوں گھٹنے اور پیشانی' ان مقامات کو جہنم کی آگ نمازی کے اکرام اور ان کے اظہار فضیلت کی وجہ سے ضرر نہ پہنچائے گی۔

حالت سجدہ میں شامل ہونیوالے اعضاء

(حدیث ۴۱۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ: عَلَى الْجَبْهَةِ، وَالْيَدَيْنِ، وَالرُّكْبَتَيْنِ، وَاَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ، وَلَا نَكْفِتَ الثِّيَابَ وَلَا الشَّعَرَ—(ق،د،ن،ه) عن ابن عباس—(صح). (۴۱۳)

(ترجمہ) مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں۔

(۱) پیشانی (۲) ہاتھوں (۳) گھٹنوں (۴) پاؤں کی انگلیوں پر اور یہ کہ رکوع اور سجدہ کی حالت میں اپنے لباس کو نہ سمیٹوں اور نہ بالوں کو سنواروں۔

---

۴۱۲ (الجامع الصغیر: ۳۲۲۹) — رواہ ابن ماجة (۴۳۲۶)' مسلم فی الایمان (۲۹۹).

۴۱۳ (الجامع الصغیر: ۱۶۳۷) — رواہ البخاری ومسلم وابو داود والنسائی (۲: ۲۰۹) وابن ماجة (۸۸۳) ورواہ احمد ایضا (۱: ۲۹۲، ۳۰۵).

(لطائف ومعارف)

یہ سات ہڈیاں اس طرح سے بنتی ہیں: ایک پیشانی' دو ہاتھ' دو گھٹنے اور دو پاؤں مل کر کل سات ہوئے۔

ممنوعات نماز

لباس کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والے کی نماز

(حدیث ۴۱۴) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَا یَقْبَلُ صَلٰوۃَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ اِزَارَہٗ۔(د)عن ابی ھریرۃ۔(صح). (۴۱۴)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کسی ایسے آدمی کی نماز کو قبول نہیں کرتے جس نے اپنے تہبند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکا رکھا ہو۔

(لطائف ومعارف)

تہبند سے مراد قمیص' عباء' چادر اور شلوار سب ہیں۔ مرد کے لئے حکم یہی ہے کہ وہ ان کو ہر وقت ٹخنوں سے اوپر رکھے' خصوصاً نماز میں اگر ایسا نہ کیا اور نماز پڑھ لی تو ایسی نماز مکروہ تحریمی ہوگی کیونکہ نماز حالت تواضع ہے اور لباس کو ٹخنوں سے نیچے رکھنا حالت تکبر اور تکبر و تواضع دونوں یکجا نہیں ہو سکتے۔

عام طور پر نمازیوں میں یہی دیکھا جاتا ہے کہ ان کے پائنچے ٹخنوں سے نیچے ہوتے ہیں' وہ اس حدیث کو ہر وقت اپنے مدنظر رکھیں تاکہ ان کی نمازیں درست ہو سکیں۔

نماز کا چور

(حدیث ۴۱۵) حضرت ابو قتادہ طیالسیؓ اور حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے

۴۱۴ (الجامع الصغیر: ۱۸۲۷) ــــ رواہ ابو داود فی الصلوٰۃ (ب ۸۳) واللباس (ب ۲۸) جمع الجوامع (۵۱۳۳) قال النووی فی ریاض الصالحین اسنادہ صحیح علی شرط مسلم لکن اعلہ المنذری فقال فیہ ابو جعفر رجل من المدینۃ لایعرف.

کہ جناب سید دو عالم فخر کائنات علیہ اطیب التحیات والتسلیمات نے ارشاد فرمایا:

اَسْوَأُ النَّاسِ سَرِقَةً الَّذِی یَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهٖ : لَایُتِمُّ رُکُوْعَهَا ' وَلَا سُجُوْدَهَا ' وَلَا خُشُوْعَهَا - (حم ک) عن ابی قتادة الطیالسی (حم ع) عن ابی سعید (صح). (۴۱۵)

(ترجمہ) لوگوں میں سے بدترین چور وہ شخص ہے جو نماز کی چوری کرے کہ نہ تو اس کا رکوع پورا کرے اور نہ اس کا سجدہ اور نہ اس کا خشوع (کیونکہ خشوع نماز کی روح ہے اور یہ اللہ کی عظمت کے استحضار ہونے کا نام ہے)۔

(لطائف ومعارف)

نماز کا چور سب سے بدتر اس لئے ہے کہ چور جب کسی کی چوری کرتا ہے تو کبھی اس سے دنیا میں فائدہ اٹھالیتا ہے اور کبھی مالک سے اس کو حلال کرالیتا ہے یا اس کی سزا بھگت لیتا ہے' اس طرح سے وہ عذاب آخرت سے نجات پالیتا ہے' بخلاف اس چور کے کہ یہ اپنے ہی حق اور ثواب کی چوری کرتا ہے اور اس کے بدلہ میں آخرت میں عتاب کو مول لیتا ہے۔

علامہ حرانیؒ فرماتے ہیں: اکثر عام لوگوں کی نماز کا بگاڑ علم طمانینت اور ارکان نماز پر عمل میں سستی سے ہوتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رکوع اور سجود میں طمانینت واجب ہے۔

لطیفہ:۔ ایک شخص نے نماز پڑھی اور اس کے ارکان کو صحیح طریقہ پر ادا نہ کیا اور یہ دعا کی کہ "یا اللہ! میری حور عین سے شادی کردے" تو اس کو ایک دیہاتی شخص نے کہا: کہ تم برے پیغام نکاح دینے والے ہو' پیغام تو بڑا دے رہے ہو جبکہ نقدی میں کوتاہی کر رہے ہو۔

---

۴۱۵ (الجامع الصغیر: ۱۰۴۰) ـــ رواہ احمد (۵: ۳۱۰) والحاکم وصححه (۱: ۲۲۹) والطبرانی فی الکبیر (۳: ۲۷۳)' تاریخ دمشق لابن عساکر (۴: ۴۱۰) عن ابی قتادة الطیالسیؓ واحمد وابو یعلی عن ابی سعید الخدریؓ وقال الهیثمی فیه علی بن زید مختلف فی الاحتجاج به وبقیة رجاله رجال الصحیح وقال الذهبی فی الکبائر اسناده صالح وقال المنذری رواه الطبرانی فی الثلاثة عن عبدالله بن مغفل باسناد جید لکنه قال فی اوله اسرق الناس. وهذا الحدیث اخرجه فی الموطا.

ناقص نماز کو واپس منہ پر مار دیا جاتا ہے

(حدیث ۴۱۶) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا أَحْسَنَ الرَّجُلُ الصَّلَاةَ فَأَتَمَّ رُكُوعَهَا وَسُجُودَهَا قَالَتِ الصَّلَاةُ: حَفِظَكَ اللهُ كَمَا حَفِظْتَنِيْ، فَتُرْفَعُ وَإِذَا أَسَاءَ الصَّلَاةَ فَلَمْ يُتِمَّ رُكُوعَهَا وَسُجُودَهَا قَالَتِ الصَّلَاةُ: ضَيَّعَكَ اللهُ كَمَا ضَيَّعْتَنِيْ، فَتُلَفُّ كَمَا يُلَفُّ الثَّوْبُ الْخَلِقُ فَيُضْرَبُ بِهَا وَجْهَهُ۔

الطيالسي عن عبادة بن الصامت – (صح). (۴۱۶)

(ترجمہ) جب کوئی شخص اچھی طرح سے نماز پڑھتا ہے اس کا رکوع بھی کامل طریقہ سے ادا کرتا ہے اور سجدہ بھی تو نماز کہتی ہے: اللہ تعالیٰ اس طرح سے تیری حفاظت کرے جس طرح سے تو نے میری حفاظت کی ہے، پھر وہ نماز اوپر (بارگاہ خداوندی میں) اٹھالی جاتی ہے اور جب کوئی اچھی طرح سے نماز کو ادا نہیں کرتا نہ اس کا رکوع مکمل کرتا ہے نہ سجدہ تو نماز کہتی ہے کہ خدا تجھے اسی طرح سے ضائع کرے جس طرح سے تو نے مجھے ضائع کیا پھر اس کو ایسے لپیٹا جاتا ہے جس طرح سے پرانے کپڑے کو لپیٹا جاتا ہے پھر اس کو اس نمازی کے منہ پر مار دیا جاتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

رکوع اور سجود کو مکمل ادا کرنے کا مطلب اس کے ارکان اور شروط کو صحیح طور پر ادا کرنا ہے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ انسان کے لائق ہے کہ جب وہ نماز شروع کرے تو دل کو حاضر رکھے اور اس کو وسواس سے خالی کردے اور اس کی طرف نظر رکھے کہ کس کے سامنے کھڑا ہے، کس سے مناجات کر رہا ہے اور اس سے حیاء کرے کہ غافل دل سے مناجات کرے اور سینہ وساوس دنیا اور خبائث شہوات سے پُر ہو اور یہ بھی جانے کہ وہ

---

۴۱۶ (الجامع الصغیر: ۳۶۴) ___ مسند ابو داود طیالسی، سنن ابی داود، طبرانی، شعب الایمان بیهقی، فیه محمد بن مسلم بن ابی وضاح، قال فی الکاشف وثقه جمع وتکلم فیه البخاری واحوص بن سلیم ضعفه النسائی.

اس کے مخفی حالات پر اطلاع رکھتا ہے' اس کے دل کو دیکھتا ہے اور اس کی نماز کی طرف اتنا متوجہ ہوتا ہے جتنا اس کی نماز میں خشوع اور تضرع وتذلل ہوتا ہے پس اگر اس کا دل اس طرح سے حاضر نہ ہو تو معرفت جلال خداوندی میں قصور رکھتا ہے۔

اگر کسی کو کوئی نیک آدمی نماز پڑھتے دیکھے تو اس وقت تو دل حاضر ہوگا اور اعضاء پرسکون ہوتے ہیں پس جس شخص کی اطلاع نمازی کو فائدہ نہیں پہنچا سکتی اور نہ نقصان دے سکتی ہے اس کے لئے تو وہ خشوع کا اظہار کر لیتا ہے مگر اپنے خالق کے لئے اس کو خشوع پیدا نہیں ہوتا' ایسا شخص سرکشی اور جہالت میں غرق ہے۔

قضائے حاجت کو دبا کر نماز پڑھنا

(حدیث ۴۱۷) حضرت عبداللہ بن ارقمؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا اَرَادَ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّذْھَبَ اِلَی الْخَلَاءِ وَاُقِیْمَتِ الصَّلَاۃُ فَلْیَذْھَبْ اِلَی الْخَلَاءِ۔ (حم' د' ن' ہ' حب' ک) عن عبداللہ بن الارقم۔ (صح) (۴۱۷)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی شخص قضائے حاجت کیلئے جانا چاہے اور جماعت کھڑی ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ وہ پہلے قضائے حاجت کیلئے جائے۔ (لطائف ومعارف)

جب آدمی کو پیشاب و پاخانہ کا تقاضا ہو تو ان کو دبا کر نماز نہ پڑھے' نہ جماعت سے نہ تنہا کیونکہ اس سے خشوع وخضوع حاصل نہ ہوگا اور حضور قلب میں خلل آئیگا لیکن اگر پڑھ لی تو جائز مع الکراہت ہوگی۔

پیشاب روک کر نماز پڑھنا

(حدیث ۴۱۸) حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

---

۴۱۷ (الجامع الصغیر: (۴۱۰) ــــ مسند احمد (۳: ۴۸۳)' ابو داود (۴۸۸)' نسائی' ابن ماجۃ' صحیح ابن حبان' حاکم (۱: ۱۶۸)' حدیث صحیح.

نَهٰی اَنْ یُصَلِّیَ الرَّجُلُ وَهُوَ حَاقِنٌ۔ (۵) عن ابی امامة۔ (ح). (۴۱۸)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ آدمی ایسی حالت میں نماز پڑھے جبکہ اس نے پیشاب یا پاخانے کو دبا رکھا ہو۔

(لطائف ومعارف)

طریقہ یہ ہے کہ اگر قضائے حاجت کی ضرورت ہو تو اس کو روکنے کی بجائے اس سے فراغت حاصل کر لی جائے پھر تسلی اور سکون سے نماز ادا کی جائے تاکہ نماز میں اس کی طرف خیال نہ جائے۔

---

۴۱۸ (الجامع الصغیر: ۹۵۵۴) ــــ رواہ ابن ماجة (۶۱۷) ورمز السیوطی لحسنہ.

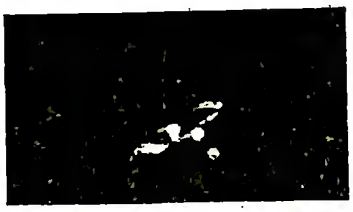

۱ - فضائل جمعہ

۲ - خطبہ جمعہ

۳ - خصوصیات جمعہ

جمعہ

جمعہ کے دن نمازِ فجر کی فضیلت

(حدیث ۴۱۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ عِنْدَاللهِ تَعَالٰی صَلَاةُ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِی جَمَاعَةٍ — (حل هب) عن ابن عمر. (۴۱۹)

(ترجمہ) اللہ کے نزدیک تمام نمازوں سے زیادہ افضل نماز صبح کی نماز ہے، جس کو جمعہ کے دن جماعت کی حالت میں پڑھا جائے۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ جمعہ کا دن ہفتہ کے تمام دنوں سے افضل ہے اور صبح کی نماز باقی نمازوں سے افضل ہے جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہو رہا ہے اور امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا موقف بھی یہی ہے لیکن ان کے شاگردوں کے نزدیک اور احناف رحمہم اللہ کے نزدیک تمام نمازوں سے افضل عصر کی نماز ہے کیونکہ یہی ''صلوٰۃ وسطیٰ'' ہے اور اس کی فضیلت صحیح اور غیر معارض حدیث سے ثابت ہے، اس کے بعد صبح کی پھر عشاء کی پھر مغرب کی پھر ظہر کی۔

اور تمام جماعتوں سے زیادہ افضل جماعت جمعہ کی جماعت ہے، پھر صبح کی، پھر عشاء کی جماعت، اس لئے کہ صبح کی اور عشاء کی جماعت میں مشقت زیادہ ہے۔

جمعہ فقراء کا حج ہے

(حدیث ۴۲۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۴۱۹ (الجامع الصغیر: ۱۲۷۳) ــــ رواه ابو نعيم فی الحلية (۷: ۲۵۷) والبيهقی فی الشعب واشار السيوطی لضعفه. جمع الجوامع (۱۱۸۸)، السلسلة المتاهية (۱: ۴۶۱)

اَلْجُمُعَةُ حَجُّ الْفُقَرَاءِ -القضاعی وابن عساکر عن ابن عباس.(۴۲۰)

(ترجمہ) جمعہ فقراء کا حج ہے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی جب فقیر اور مسکین آدمی حج کی مالی استطاعت نہیں رکھتا اور اپنے دل سے حج کرنے کی تمنا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حسرت کو دیکھتے ہیں اور اس کو حج کا ثواب عطاء کرتے ہیں جیسا کہ ایک حدیث شریف میں ہے إن بالمدینة اقواما ما قطعتم وادیا إلا وقد سبقوکم إلیه حبسهم العذر. (مدینہ میں بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ تم (میدانِ جہاد میں چلتے ہوئے) کسی وادی کو عبور نہیں کرتے مگر وہ (حصول اجر میں) تم سے آگے بڑھ جاتے ہیں اس لئے کہ ان کو (میدان جہاد میں نکلنے سے) عذر اور مجبوری نے روک رکھا ہے۔

جمعہ کن پر واجب ہے؟

(حدیث ۴۲۱) حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ فِیْ جَمَاعَةٍ اِلَّا اَرْبَعَةً: عَبْدًا مَمْلُوْکًا اَوِامْرَأَةً اَوْ صَبِیًّا، اَوْمَرِیْضًا -(د، ک)عن طارق بن شهاب-(ح).(۴۲۱)

(ترجمہ) ہر مسلمان پر جماعت میں جمعہ ادا کرنا حق اور واجب ہے مگر چار لوگوں پر مملوک غلام، عورت، بچہ، مریض۔

---

۴۲۰ (الجامع الصغیر: ۳۶۳۶) ــــ رواه القضاعی وابن عساکر، تذکرة الموضوعات (۱۰۵۸) الموضوعات لابن جوزی (۸:۳)

۴۲۱ (الجامع الصغیر: ۳۶۳۰) ــــ رواه ابو داود (۱۰۶۷) مستدرک حاکم (۲۸۸:۱) وقال طارق هذا رأی النبی ﷺ ولم یسمع منه شیئا اهـ وهو مرسل صحابی وذکر ابن حجر الخبر وقال فیه اربعة أنفس ضعفاء علی الولاء قاله ابن القطان اهـ وروی هذا الحدیث الحاکم فی مستدرکه.

جمعہ میں حاضری کے آداب

(حدیث ۴۲۲) حضرت سمرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسالت پناہ حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أُحْضُرُوا الْجُمُعَةَ: وَادْنُوْا مِنَ الْإِمَامِ فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ يَتَبَاعَدُ حَتّٰى يُؤَخَّرَ فِي الْجَنَّةِ وَإِنْ دَخَلَهَا۔ (حم، د، ک، هق) عن سمرة –(صح). (۴۲۲)

(ترجمہ) جمعہ میں حاضر ہوا کرو (۱) اور امام کے قریب بیٹھا کرو (۲) کیونکہ آدمی دور ہوتے ہوتے جنت میں دور (یعنی کم درجہ میں) ہی رہتا ہے اگرچہ اس میں داخل ہو جائے۔

(لطائف ومعارف)

(۱) جمعہ میں حاضر ہونے کا مطلب جمعہ کے خطبہ اور نماز میں حاضر ہونا ہے اور جمعہ کی یہ حاضری واجب ہے، ہر اس شخص کے لئے جو مرد ہو، صحت مند ہو، آزاد ہو، آنکھیں اور پاؤں سلامت ہوں اور جو شہر سے باہر ہو مگر شہر کے جمعہ کی اذان کو سنتا ہو اور حبس اور خوف ظالم اور سخت بارش کا عذر نہ ہو۔

(۲) یعنی پہلی صف میں ایسی جگہ پر بیٹھو جہاں سے خطبہ سن سکو کیونکہ آدمی امام سے یا خطبہ سننے سے یا مقام مقربین سے یا مجالس ابرار سے دور ہوتے ہوتے جنت کے درجات عالیہ سے بھی دور ہو جاتا ہے۔

جمعہ کے دن کے غسل کا ثواب

(حدیث ۴۲۳) حضرت ابوامامہ باہلیؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لَيَسُلُّ الْخَطَايَا مِنْ أُصُوْلِ الشَّعْرِ

۴۲۲ (الجامع الصغیر: ۲۶۱)۔۔۔ مسند احمد (۵: ۱۰)، المعجم الصغیر للطبرانی (۱: ۱۲۵) ابو داود فی الصلوٰۃ، حاکم فی الجمعۃ، ورواہ احمد والبیهقی بغیر لفظهم.

اسْتِلَالًا—(طب)عن ابی امامة—(صح).(۴۲۳)

(ترجمہ) جمعہ کے دن کا غسل بالوں کی جڑوں سے خطاؤں کو خوب طور پر نکال دیتا ہے۔

جمعہ کا خطبہ مختصر ہو

(حدیث ۴۲۴) حضرت جابر بن سمرہؓ سے مروی ہے کہ:

كَانَ لَايُطِيلُ الْمَوْعِظَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ—(د،ک)عن جابر بن سمرة—(صح).(۴۲۴)

(ترجمہ) آپ ﷺ جمعہ کے خطبہ میں وعظ و نصیحت کو طول نہیں دیتے تھے۔ (تاکہ سننے والے اکتاہٹ محسوس نہ کریں بلکہ حضور ﷺ کے خطبہ کے کلمات ہلکے پھلکے ہوتے تھے)۔

وعظ سے مراد اطاعت کا حکم اور اس کی وصیت و نصیحت ہے۔

نوٹ:۔ جمعہ کا خطبہ دوسری اذان سے شروع ہوتا ہے' اس سے پہلے جن علاقوں میں علماء اپنی زبان میں وعظ کرتے ہیں' یہ خطبہ کا جزء نہیں ہوتا۔ علماء کو چاہئے کہ وہ یہ وعظ پہلی اذان سے بھی پہلے کہا کریں۔ اس سے فراغت پر پہلی اذان کہی جائے پھر سنتوں کا وقت دے کر خطبہ کے لئے دوسری اذان کہہ دی جائے تاکہ جو لوگ پہلی اذان پر فوراً خطبہ کے لئے نہ آسکیں تو ان کو گناہ سے بچایا جاسکے۔

حالت خطبہ میں بیٹھنے کا طریقہ

(حدیث ۴۲۵) حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

نَهٰى عَنِ الْحُبْوَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ—(حم،د، ت،

۴۲۳ (الجامع الصغیر: ۲۰۷۹) ــــ رواه الطبرانی فی الکبیر (۳۰۶:۸) ولایذکر لفظ (یوم الجمعة) وقال الهیثمی رجاله ثقات.

۴۲۴ (الجامع الصغیر: ۶۹۰۲) ــــ رواه ابو داود (۱۱۰۷) وسنن کبری للبیهقی (۲۰۸:۳) والحاکم فی الجمعة وقال الحاکم صحیح واورده شاهدا لخبر عمار امرنا باقصار الخطبة.

ک)عن معاذ بن انس—(صح). (۴۲۵)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ نے جمعہ کے دن اس وقت حبوہ باندھنے سے منع کیا جب امام خطبہ دے رہا ہو۔

(لطائف ومعارف)

امام کے خطبہ سے مراد جمعہ کی دوسری اذان کا خطبہ ہے' اس وقت آدمی کو چاہئے کہ وہ حبوہ باندھ کر نہ بیٹھے۔

حبوہ کا معنی یہ ہے کہ آدمی اپنی سرین پر بیٹھ کر اپنی دونوں رانوں کو پیٹ کے ساتھ لگا لے اور اپنی دونوں ٹانگوں کے گرد بازوؤں کا گھیرا ڈال لے یا بازوؤں کی بجائے کمر اور دونوں ٹانگوں کو سمیٹ کر ان کے اور کمر کے ارد گرد کپڑا باندھ دے۔

خطیب کے خطبہ کے دوران اس طرح سے بیٹھنے کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ یہ حالت جلدی نیند لاتی ہے۔

پاکستان میں لوگوں کو دیکھا ہے کہ پہلے خطبہ کے دوران حالت تشہد میں بیٹھ کر ہاتھ باندھ لیتے ہیں اور دوسرے خطبہ میں حالت تشہد میں بیٹھ کر اپنے ہاتھ رانوں پر رکھ لیتے ہیں' یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے اس کا التزام بدعت ہے۔ اس لئے یہ شکل واجب الترک ہے بس خطیب کے خطبہ کے وقت توجہ اور سکون کے ساتھ اس کے خطبہ سننے کا حکم ہے' اس کے لئے بیٹھنے کی کوئی کیفیت متعین نہیں ہے۔

نماز جمعہ کے بعد کا خاص عمل

(حدیث ۴۲۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَرَأَ بَعْدَ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ ((قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ)) وَ ((قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ)) وَ ((قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ)) سَبْعَ مَرَّاتٍ أَعَاذَهُ اللّٰهُ بِهَا مِنَ السُّوءِ إِلَى الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى. ابن السنی عن

۴۲۵ (الجامع الصغیر: ۹۳۸۴) ــــ رواہ احمد (۳:۴۳۹) وابو داود (۱۱۱۰) والترمذی والحاکم

عائشة (ح) (۴۲۶)

(ترجمہ) جس شخص نے نماز جمعہ کے بعد قل هو الله احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس (یہ تینوں مکمل سورتیں) سات مرتبہ پڑھیں اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے اس کو اگلے جمعہ تک ہر قسم کی تکلیف سے محفوظ رکھیں گے۔

اس حدیث کو امام سعید بن منصور نے سنن میں حضرت فرج بن فضالہ کی روایت سے نقل کیا ہے۔ جس میں سورۂ فاتحہ کا اضافہ بھی ہے کہ شروع میں فاتحہ پڑھے اور آخر میں یہ ہے کہ جو شخص ان چاروں کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے دو جمعوں کے درمیان کے گناہ معاف کردیں گے لیکن حدیث کا یہ راوی فرج ضعیف ہے۔

امام غزالیؒ نے اس حدیث کی بنیاد پر اپنی کتاب ''بدایۃ الہدایۃ'' میں لکھا ہے کہ جب تو نماز جمعہ سے سلام پھیر کر فارغ ہو جائے تو کسی قسم کی بات کرنے، بولنے سے پہلے سات مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھ اور سات مرتبہ سورۂ اخلاص اور سات سات مرتبہ آخری دونوں قل، اب یہ عمل تجھے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک گناہوں سے محفوظ رکھے گا اور شیطان سے تجھے بچائے گا۔

جمعہ کی مقبول گھڑی

(حدیث ۴۲۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ فِی الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَایُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ قَائِمٌ یُصَلِّیْ یَسْاَلُ اللّٰهَ فِیْهَا خَیْرًا اِلَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ اِیَّاهُ—مالک (حم، م، ن، ۵) عن ابی هریرة—(صح) (۴۲۷)

۴۲۶ (الجامع الصغیر: ۸۹۵۴) ___ رواه ابن السنی فی عمل الیوم واللیلة قال ابن حجر سنده ضعیف وله شاهد من مرسل مجهول اخرجه سعید بن منصور فی سننه عن فرج بن فضالة وزاد فی أوله فاتحة الکتاب وقال فی آخره کفر الله عنه مابین الجمعتین وفرج ضعیف.

۴۲۷ (الجامع الصغیر: ۲۳۳۱) ___ رواه مالک واحمد (۲: ۱۶۴) ومسلم فی الجمعة (۱۴، ۱۵) والنسائی (۳: ۱۱۵، ۱۱۶) وابن ماجة (۱۱۳۷) بل رواه الامام البخاری ایضاً مع تغییر لفظی یسیر وقال العراقی فی المغنی عن حمل الاسفار هو متفق علیه.

(ترجمہ) جمعہ میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ جو مسلمان آدمی بھی اس گھڑی کو پا لے اور وہ اس حالت میں ہو کہ نماز پڑھ رہا ہو اور اللہ تعالیٰ سے اس گھڑی میں خیر کی جو چیز بھی مانگے گا اللہ تعالیٰ اس کو عطاء فرمائیں گے۔

(لطائف ومعارف)

اللہ تعالیٰ نے اس گھڑی کو بھی لیلۃ القدر اور اسم اعظم کی طرح چھپا دیا ہے۔ حتیٰ کہ کثیر دلائل کی وجہ سے اس دن کے تمام اوقات میں اس گھڑی کی جستجو کی ضرورت پیش آئی۔

پس مسلمان کو چاہئے کہ وہ حضورِ قلب، لزومِ ذکر اور دعاء اور وساوس دنیا سے دور ہو کر سارا دن اس گھڑی کی جستجو میں رہے، شاید کہ اس کو اس گھڑی سے کچھ لمحات حاصل ہو جائیں۔

یہ بات درست ہے کہ یہ گھڑی باقی ہے، اٹھائی نہیں گئی اور ہر جمعہ میں ہوتی ہے نہ کہ سال کے ایک جمعہ میں، جیسا کہ بعض سلف کا خیال ہے کہ اس کی تعیین کئی احادیث میں وارد ہوئی ہے ان میں امام نوویؒ نے مسلم شریف کی روایت کو راجح قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز جمعہ کے سلام تک ہے (اور امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت سے مراد جمعہ کی دوسری اذان ہے، اس دوران آدمی زبان سے دعا کے بجائے دل ہی دل میں دعا کر لے یا دو خطبوں کے درمیانی وقفہ میں دعا کرے)۔

اور امام احمد اور امام شافعی رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ یہ گھڑی جمعہ کے آخری وقت میں ہوتی ہے۔ (اور یہ وقت عصر کی نماز کے بعد سے غروب آفتاب سے پہلے پہلے تک ہے)۔

تین جمعہ چھوڑنے کا نقصان

(حدیث ۴۲۸) حضرت ابو الجعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهٖ۔ (۴، حم، ک) عن ابی الجعد۔ (صح). (۴۲۸)

۴۲۸ (الجامع الصغیر: ۸۵۸۹) ــــ رواہ النسائی (۳: ۸۸) وابو داود (۱۰۵۲) والترمذی وابن ماجۃ واحمد (۳: ۴۲۴) والحاکم فی المناقب وقال مرۃ ھو علی شرط مسلم واخری سکت قال الذھبی فی التلخیص ھو حسن قال فی الکبائر سندہ قوی وعدہ السیوطی فی الاحادیث المتواترۃ.

(ترجمہ) جو شخص تین جمعہ (مسلسل) سستی کی بناء پر چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیں گے۔

(لطائف ومعارف)

اس مہر سے مراد (حجاب کی مہر ہے) اللہ تعالیٰ اس شخص سے اپنے الطاف کو روک لیں گے اور اس میں جہالت، ظلم اور سختی رکھ دیں گے یا اس کے دل کو منافق کا دل بنا دیں گے۔

ایام تشریق کے اعمال

(حدیث نمبر ۴۲۹) حضرت نبیشہ بن عبداللہ الہذلیؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اَیَّامُ التَّشْرِیْقِ اَیَّامُ اَکْلٍ ،وَشُرْبٍ ، وَذِکْرِ اللّٰہِ—(حم،م)عن نبیشة — (صح). (۴۲۹)

(ترجمہ) ایام تشریق کھانے پینے اور ذکر اللہ کے دن ہیں۔

(لطائف ومعارف)

ایام تشریق سے یہاں دس ذوالحجہ سے لیکر بارہ ذوالحجہ تک کے تین دن مراد ہیں جن میں قربانی کی جاتی ہے ان دنوں میں روزہ رکھنا جائز نہیں ہے اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کھانے پینے اور ذکر اللہ کے دن ہیں، یہاں حدیث میں کھانے پینے کے بعد ذکر اللہ کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ کوئی شخص اپنی نفسانی لذات میں کھو کر ان دنوں میں اللہ کے حقوق سے غافل نہ ہو جائے۔

---

۴۲۹ (الجامع الصغیر: ۲۸۳۶) ـــ رواہ احمد ومسلم ولم یخرجہ البخاری قال السیوطی ھذا حدیث متواتر.

سنن - نوافل

۱ - فضائل سنن ونوافل
۲ - تحیۃ الوضوء
۳ - صلوۃ الضحی
۴ - صلوۃ الاوّابین
۵ - نماز تہجد

سنن - نوافل - دیگر نمازیں

نوافل وسنن کو گھر میں پڑھنے کا ثواب زیادہ ہے

(حدیث ۴۳۰) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَفْضَلُ الصَّلَاةِ صَلَاةُ الْمَرْءِ فِی بَیْتِهٖ اِلَّا الْمَكْتُوبَةَ - (ن ' طب)
عن زید بن ثابت - (ح). (۴۳۰)

(ترجمہ) آدمی کی (ثواب کے اعتبار سے) افضل نماز اس کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا ہے مگر فرض نمازیں۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ جیسا کہ علامہ نوویؒ نے لکھا ہے کہ نوافل کا گھر میں پڑھنا ریا کاری سے بعید ہوتا ہے اور اس سے گھر میں برکت ہوتی ہے اور رحمت نازل ہوتی ہے اور شیاطین نکل جاتے ہیں۔

فرض نمازیں گھر میں پڑھنے کے بجائے مسجد میں پڑھنا افضل ہیں کیونکہ ان کے لئے جماعت کو مشروع قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا یہ اپنے محل میں ہی پڑھنی افضل ہیں۔

اور تحیۃ المسجد بھی مسجد میں ادا کی جاتی ہے اور جو نوافل مسجد کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں وہ گھر میں ادا کئے جائیں۔

فی زمانہ جو لوگ مسجد میں سنتیں ادا نہ کریں ان سے عموماً سستی ہو جاتی ہے اور اس طرح ان کے سنن ونوافل بھی رہ جاتے ہیں' ایسے حضرات کے لئے سنن ونوافل کو مسجد میں ادا کرنا افضل ہے۔

عورتوں کے لئے مطلق گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے' چاہے نماز فرض ہو یا سنت

---

۴۳۰ (الجامع الصغیر: ۱۲۷۶) ــــ رواہ البخاری ومسلم والنسائی والطبرانی فی الکبیر (۵: ۱۶۰) مصنف ابن ابی شیبۃ (۲: ۱۲۴۵ ۲۵۶)' کشف الخفاء (۱: ۱۷۸).

وغیرہ کیونکہ مسلم شریف کی حدیث میں ہے: وبیوتھن خیر لھن (ان کو گھر میں نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ملتا ہے)۔

سنن ونوافل گھر میں پڑھنا افضل ہیں

(حدیث ۴۳۱) حضرت ابن عمرؓ حضرت زید بن خالد اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِجْعَلُوْا مِنْ صَلَاتِكُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ، وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا -(حم ق د) عن ابن عمر (ع) والرویانی والضیاء عن زید بن خالد، ومحمد بن نصر فی الصلاۃ عن عائشۃ. (۴۳۱)

(ترجمہ) اپنے گھروں میں بھی نماز پڑھ لیا کرو، ان کو قبرستان مت بناؤ۔

(لطائف ومعارف)

گھروں میں سنن اور نوافل ادا کئے جائیں تاکہ گھر اور گھر والوں میں ان کی برکت پھیلے اور رحمت کے فرشتے نازل ہوں اور گھر کی خیر بڑھے اور اس سے شیطان بھاگ جائے۔

مسجد کی بجائے گھر میں سنن ونوافل ادا کرنا افضل ہیں، چاہے مسجد حرام بھی کیوں نہ ہو مگر جماعت کی نماز اور طواف کی دو رکعتیں اور احرام کی دو رکعتیں اور نماز جمعہ سے پہلے کی چار سنتیں۔

لیکن آج کل نمازیوں میں حد سے زیادہ سستی ہوگئی ہے، اگر فرائض کے سنن ونوافل مسجد میں نہ پڑھے جائیں تو گھر جا کر ادا نہیں ہوتے، اس حالت سے بچنے کے لئے سنن ونوافل مسجد میں ہی ادا کر لئے جائیں۔ ہاں اگر پختہ نمازی ہو اور گھر جا کر سنن ونوافل بالکل نہ چھوٹتے ہوں تو پھر گھر میں ہی پڑھے جائیں۔

---

۴۳۱ (الجامع الصغیر: ۱۸۷) ___ مسند احمد (۲:۱۶)، الکامل لابن عدی (۳:۹۲۶) بخاری، مسلم، ابو داود وابن ماجۃ عن ابن عمر، مسند ابو یعلی والرویانی محمد بن ھارون والضیاء عن زید بن خالد، ومحمد بن نصر فی الصلوٰۃ عن عائشۃ وھو حدیث متواتر.

گھر میں نوافل کے فوائد

(حدیث ۴۳۲) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَمَّا صَلَاةُ الرَّجُلِ فِیْ بَیْتِهٖ فَنُوْرٌ فَنَوِّرُوْا بِهَا بُیُوْتَكُمْ (حم ٥) عن عمر – (ح). (۴۳۲)

(ترجمہ) آدمی کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا نور ہے، پس تم اس کے ساتھ اپنے گھروں کو منور کیا کرو۔

(لطائف ومعارف)

یعنی گھر میں نماز پڑھنا دل کو منور کرتا ہے کیونکہ اس سے اس کے دل میں (اس مخفی عبادت سے) انوار معارف اور مکاشفات ظاہر ہوتے ہیں اور یہ قیامت کے دن گناہوں کی تاریکیوں میں روشنی کا کام دے گی۔

اس نماز سے مراد سنن اور نوافل ہیں، فرائض مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھے جائیں۔

بارہ رکعت سنن مؤکدہ پڑھنے کا ثواب

(حدیث ۴۳۳) ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰی فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَةِ اثْنَتَی عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا بَنَی اللّٰهُ لَهٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ – (حم، م، د، ن، ٥) عن ام حبیبة – (صح) (۴۳۳)

(ترجمہ) جس شخص نے دن اور رات میں بارہ رکعتیں نفل کی پڑھیں، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائیں گے۔

---

۴۳۲ (الجامع الصغیر: ۱۶۰۲) ــــ رواہ احمد وابن ماجة (۳۷۵)، جمع الجوامع (۴۳۰۴).

۴۳۳ (الجامع الصغیر: ۸۷۹۷) ــــ رواہ احمد ومسلم وابو داود والنسائی وابن ماجة وصحح الحاکم اسنادہ ولم یخرجہ البخاری، اتحاف السادة (۳: ۳۳۸) کنز العمال (۲۱۳۷۳)، المغنی عن حمل الاسفار (۱: ۱۹۴).

(لطائف ومعارف)

نفل کی ان بارہ رکعتوں کی تفصیل ترمذی کی روایت میں بطور تتمہ کے حضرت ام حبیبہؓ سے یوں مروی ہے کہ "چار رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو اس کے بعد اور دو رکعتیں مغرب کے بعد اور دو رکعتیں عشاء کے بعد اور دو رکعتیں فجر کی نماز سے پہلے" یہ کل بارہ رکعت ہوئیں یہ سب سنت مؤکدہ ہیں' حدیث میں تطوع سے مراد یہی بارہ رکعت ہیں' تطوع کا لفظی معنی نفل ہے لیکن سنت پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

سنتِ فجر کی تاکید

(حدیث ۴۳۴) حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا تَدَعُوْا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، وَلَوْ طَرَدَتْكُمُ الْخَيْلُ - (حم، د) عن ابی هريرة. (۴۳۴)

(ترجمہ) فجر کی دو سنتیں نہ چھوڑنا' اگرچہ تمہیں گھوڑے بھی روند ڈالیں۔

(لطائف ومعارف)

فجر کی دو سنتوں کی اس حدیث میں بڑی اہمیت جتلائی گئی ہے اور سفر و حضر اور امن وخوف کے موقع پر اس کے پڑھنے کی شدت سے حرص دلائی گئی ہے۔

مغرب کے بعد کی دو رکعت کا مرتبہ

(حدیث ۴۳۵) حضرت مکحولؒ سے مرسلاً مروی ہے کہ نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلّٰى بَعْدَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يَّتَكَلَّمَ كُتِبَتَا فِي عِلِّيِّيْنَ - (عب) عن مكحول مرسلا - (ص). (۴۳۵)

---

۴۳۴ (الجامع الصغير: ۹۷۶۰) ـــ رواه احمد وابن ماجة رمز السيوطی لحسنه وقال عبدالحق إسناده ليس بقوی ابو داود (۱۲۵۸) والبيهقی (۲: ۴۷۱) ويذكر لفظهما "لا تدعوهما ان طردتكم الخيل".

۴۳۵ (الجامع الصغير: ۸۸۰۲) ـــ رواه عبدالرزاق فی مصنفه ورواه عنه ايضا ابن ابی شيبة ورواه الديلمی مسندا فی مسنده عن ابن عباس بلفظه اتحاف السادة (۳: ۱۷۱) كنز العمال (۱۹۴۲۱، ۱۹۴۴۳).

(ترجمہ) جس شخص نے مغرب کی نماز کے بعد گفتگو سے پہلے دو رکعت پڑھیں تو وہ علیین میں لکھی جائیں گی۔

(لطائف ومعارف)

مسند دیلمی میں حضرت ابن عباسؓ سے یہ حدیث اس طرح سے مروی ہے کہ:

من صلی اربع رکعات بعد المغرب قبل ان یتکلم أحدا رفعت له فی علیین وکان کمن ادرک لیلة القدر فی المسجد الأقصی.

(جس شخص نے مغرب کے بعد کسی سے بات کرنے سے پہلے چار رکعت پڑھیں تو وہ اس کے لئے علیین میں محفوظ کرلی جائیں گی اور وہ شخص ایسے ہوگا جیسا کہ اس نے مسجد اقصی میں لیلۃ القدر کو پایا ہو)۔ حافظ عراقی نے کہا ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے۔

گفتگو سے پہلے دو رکعت پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ دنیاوی امور میں سے کوئی بات نہ کرے اور یہ معنی بھی ہوسکتا ہے کہ دینی بات بھی نہ کرے۔

علیین میں ایک دیوانِ خیر ہے جس میں ہر وہ نیک عمل لکھا جاتا ہے جس کو فرشتوں نے کیا ہو یا جن وانسان کے صالح لوگوں نے۔

علیین کو علیین اس لئے کہتے ہیں کہ یہ ساتویں آسمان سے اوپر ایک جگہ ہے وہاں تک اس نیک عمل کو اٹھایا جاتا ہے جہاں کروبیون فرشتے ہوتے ہیں۔

عارف باللہ کی رکعت کی شان

(حدیث ۴۳۶) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

رَکْعَةٌ مِّنْ عَالِمٍ بِاللهِ خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ رَکْعَةٍ مِنْ مُتَجَاهِلٍ بِاللهِ۔ (الشیرازی فی الالقاب عن علی (ض). (۴۳۶)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھنے والے آدمی کی ایک رکعت اللہ تعالیٰ سے ناواقف کی ہزار رکعت سے افضل ہے۔

۴۳۶ (الجامع الصغیر: ۴۴۶۴) ــــ رواه الشیرازی فی الألقاب والدیلمی فی الفردوس

(لطائف ومعارف)

کیونکہ عالم (اللہ کی معرفت رکھنے والا) نماز کے مکملات کے ساتھ نماز کو ادا کرے گا اور مکملات کا معنی تدبر، خشوع اور خضوع وغیرہ ہے اور خدا سے ناواقف اور جاہل، اگرچہ نماز کے ارکان اور سنن کو مکمل طور پر ادا کرے گا لیکن وہ سو سال میں بھی اس درجہ کو نہیں پہنچ سکے گا، فتوحات سبحانیہ اور اسرار رحمانیہ کے جس درجہ کو ایک ہی لحظہ میں عارف باللہ پہنچ جاتا ہے۔

دنیا میں رکعت کی قدر و قیمت

(حدیث ۴۳۷) حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

مَا اُوْتِیَ عَبْدٌ فِی هٰذِهِ الدُّنْیَا خَیْرًا لَهٗ مِنْ اَنْ یُّوْذَنَ لَهٗ فِی رَکْعَتَیْنِ یُصَلِّیْهِمَا۔ (طب) عن ابی امامة۔ (ح). (۴۳۷)

(ترجمہ) آدمی کو اس دنیا میں اس سے بہتر کوئی چیز نہیں دی گئی کہ اس کو دو رکعت پڑھنے کی توفیق دے دی جائے۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ نماز پڑھنے والا اپنے رب سے مناجات کرتا ہے اور بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہونے کی اور اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کی اس کو اجازت مل جاتی ہے، اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں کو جنت میں بڑے بڑے انعامات نہ دئے ہوتے جو کہ دنیا میں نماز کی حالت میں دئے ہیں تو دنیا میں نماز کی دو رکعتیں جنت کی نعمتوں سے افضل ہوتیں کیونکہ جنت کی نعمتیں انسانی لذتوں پر محیط ہیں اور نماز آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور اس میں یہ صفت بھی ہے کہ نماز آخرت کے انعامات کے قریب کر دیتی ہے اور اگرچہ آدمی اپنی آنکھ سے اللہ کو نہیں دیکھتا لیکن پھر بھی اس کی نماز دیدارِ خداوندی کے درجہ میں ہے کیونکہ نماز پڑھنے والا گویا کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اور آخرت میں اس کی زیارت کرنے والا ہے جو اس کو انہی حقیقی آنکھوں سے دیکھے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے چہرہ کے دیدار سے مالا مال فرمائے۔

۴۳۷ (الجامع الصغیر: ۷۸۵۰) ــــ رواہ الطبرانی فی الکبیر رمز السیوطی لحسنہ.

بیٹھ کر نماز پڑھنے کا ثواب آدھا ہے

(حدیث ۴۳۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

'صَلَاةُ الْجَالِسِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ— (حم) عن عائشة —(صح). (۴۳۸)

(ترجمہ) بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے سے آدھی ہے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی جو شخص نوافل کو بیٹھ کر ادا کرے گا اس کو کھڑے ہونے والے کے مقابلہ میں آدھا ثواب ملے گا' یہ آدھا ثواب اس وقت ہے جب آدمی کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکے اور اگر کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکے پھر بیٹھ کر پڑھے تو پورا ثواب ملے گا اگر بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتا اور لیٹ کر پڑھے تو اس کو اس حالت میں بھی پورا ثواب ملے گا۔

بعض لوگوں کی عادت ہے کہ وہ نوافل کو بلا وجہ بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس طرح سے ان کی نماز کا ثواب آدھا ہو جاتا ہے اور بعض علاقوں میں تو عورتیں فرائض کو بھی بیٹھ کر ادا کرتی ہیں حالانکہ وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتی ہیں' جس شخص کے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت ہو چاہے وہ مرد ہو یا عورت تو اس کے فرض' واجب اور سنتیں بیٹھ کر پڑھنے سے ادا نہیں ہوتیں' اس لئے جو مرد اور عورتیں بلا وجہ یہ بیٹھ کر پڑھتے ہیں ان کے فرائض' واجب' سنتیں ادا نہیں ہوتیں۔

قیام' قعود اور لیٹ کر نماز پڑھنے سے ثواب کی مقدار

(حدیث ۴۳۹) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

۴۳۸ (الجامع الصغیر: ۵۰۷۳) ــــ رواہ احمد (۲: ۱۹۲) وقال الهيثمي رجاله رجال الصحيح. ورواه البخاري ومسلم' مجمع الزوائد (۲: ۱۴۹).

صَلٰوةُ الرَّجُلِ قَائِمًا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهٖ قَاعِدًا، وَصَلٰوتُهٗ قَاعِدًا عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلٰوتِهٖ قَائِمًا وَصَلٰوتُهٗ نَائِمًا عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلٰوتِهٖ قَاعِدًا—(حم،د)عن عمران بن حصين—(صح).(۴۳۹)

(ترجمہ) آدمی کی نماز کھڑے ہوکر افضل ہے بیٹھ کر پڑھنے سے اور اس کا بیٹھ کر نماز پڑھنا آدھا ہے (ثواب کے اعتبار سے) کھڑے ہوکر پڑھنے سے اور اس کا لیٹ کر نماز پڑھنا آدھا ہے بیٹھ کر نماز پڑھنے سے۔

(لطائف ومعارف)

اگر کسی شخص میں کھڑے ہوکر نماز پڑھنے کی طاقت ہے پھر وہ بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے یا بیٹھ کر پڑھنے کی طاقت ہے مگر لیٹ کر پڑھتا ہے تو یہ حدیث اس شخص کے لئے اس کی نماز کا ثواب بتا رہی ہے اور وہ بھی جب نوافل ادا کرے۔ ورنہ فرائض وواجبات کی کھڑے ہوکر طاقت ہو تو بیٹھ کر ہوتے ہی نہیں ہیں اور مریض آدمی جس حالت میں بھی نماز پڑھ سکتا ہے کھڑے ہوکر بیٹھ کر یا لیٹ کر اس کو ہر حال میں پورا ثواب ملے گا بلکہ بیماری کی مشقت برداشت کرتے ہوئے نماز ادا کرنے کا اور بھی زیادہ ثواب ملے گا۔

تحیۃ الوضوء

(حدیث ۴۴۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ اِذَا تَوَضَّأَ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ— (٥)عن عائشة—(ض).(۴۴۰)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ جب وضو کرتے تو دو رکعت (تحیۃ الوضوء) پڑھا کرتے تھے پھر مسجد میں نماز کے لئے جاتے تھے۔

(لطائف ومعارف)

تحیۃ الوضوء کے لئے افضل یہی ہے کہ اپنے گھر میں ادا کریں جیسا کہ وضو کرنا بھی

۴۳۹ (الجامع الصغير: ۵۰۸۱) ــــ رواه احمد وابو داود ورمز السيوطي لصحته، كنز العمال (۱۹۶۵۵).

۴۴۰ (الجامع الصغير: ۶۶۲۷) ــــ رواه ابن ماجة (۱۱۴۶).

اپنے گھر میں ہی افضل ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے آدمی سے خوش ہوتے ہیں جو گھر سے وضو کر کے مسجد میں آئے۔

بارہ رکعت صلوٰۃ الضحیٰ کا ثواب

(حدیث ۴۴۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلَّى الضُّحٰى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بَنَى اللّٰهُ لَهٗ قَصْرًا فِي الْجَنَّةِ مِنْ ذَهَبٍ۔(ت،ه)عن انس.(۴۴۱)

(ترجمہ) جس شخص نے چاشت کی بارہ رکعت ادا کی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں سونے کا محل بنائیں گے۔

(لطائف ومعارف)

چاشت کا وقت سورج بلند ہونے سے لے کر زوال تک ہے اور بہتر وقت یہ ہے جب دن کا چوتھائی حصہ گزر جائے۔

آنحضرت ﷺ اس کو کبھی پڑھتے تھے اور کبھی چھوڑ دیتے تھے تاکہ لوگ اس کو واجب نہ سمجھ لیں جیسا کہ آپؐ نے پابندی سے تراویح پڑھنا چھوڑ دی تھی تاکہ لوگ اس کو لازم نہ سمجھ لیں۔

مغرب کے بعد چھ رکعات نوافل سے پچاس سال کے گناہ معاف

(حدیث ۴۴۲) حضرت ابن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

مَنْ صَلّٰى سِتَّ رَكَعَاتٍ بَعْدَ الْمَغْرِبِ قَبْلَ اَنْ يَتَكَلَّمَ غُفِرَ لَهٗ بِهَا ذُنُوْبُ خَمْسِيْنَ سَنَةً۔(ابن نصر عن ابن عمرو۔(ض)(۴۴۲)

۴۴۱ (الجامع الصغیر: ۸۸۰۷) ــــ رواه الترمذی (۴۷۳)، الحاوی للفتاوی (۱:۶۲) وابن ماجة (۱۳۸۰) فی باب صلوة الضحیٰ وقال ابن حجر سنده ضعیف.

۴۴۲ (الجامع الصغیر: ۸۸۰۶) ــــ رواه ابن نصر فی الصلوٰة وفیه محمد بن غزوان قال فی المیزان عن ابی زرعة منکر الحدیث، وعن ابن حبان یقلب الأخبار ویرفع الموقوف، اتحاف السادة (۵:۱۸۲).

(ترجمہ) جس شخص نے مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعات اوابین پڑھیں پہلے اس کے کہ وہ کسی قسم کی گفتگو کرے اس سے اس کے پچاس سال کے گناہ معاف کردئے جائیں گے۔

(لطائف ومعارف)

یہ پچاس سال کے وہ صغیرہ گناہ ہیں جو اس مدت میں سرزد ہوئے ہیں۔

سکرات موت، عذاب قبر اور پل صراط کا عبور آسان

(حدیث ۴۴۳) مغرب کی نماز کے بعد نوافل کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔

من صلى بعد المغرب في ليلة الجمعة ركعتين يقرء في كل ركعة منها بفاتحة الكتاب مرة واحدة وإذا زلزلت خمس عشرة مرة هون الله عليه سكرات الموت وأعاذه من عذاب القبر ويسر له الجواز على الصراط. (قال ابن حجر في أماليه سنده ضعيف). (۴۴۳)

(ترجمہ) جس شخص نے نماز مغرب کے بعد شب جمعہ میں دو رکعتیں پڑھیں، اس کی ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ اور پندرہ مرتبہ اذا زلزلت پڑھی، اللہ تعالیٰ اس پر سکراتِ موت کو آسان کردیں گے اور اس کو عذاب قبر سے محفوظ کر دیں گے اور پل صراط سے گزرنا بھی اس کے لئے آسان کردیں گے۔

صلوٰۃ الاوابین پڑھنے سے جنت کا محل ملے گا

(حدیث ۴۴۴) حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلّٰى بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ—(ه)عن عائشة—(ض). (۴۴۴)

۴۴۴(الجامع الصغير: ۸۸۰۵) ــــ رواه ابن ماجة (۱۳۷۳) ورواه الترمذي عنها مقطوع السند.

(ترجمہ) جس شخص نے مغرب اور عشاء کے درمیان بیس رکعت (نفل) پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک محل بنادیں گے۔

(لطائف ومعارف)

علامہ مظہرؒ فرماتے ہیں: اس حدیث سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ نماز مغرب کے بعد کی دو رکعتیں بھی ان بیس رکعات میں داخل ہیں اور علامہ ابن الصلاحؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں صلوٰۃ الرغائب کا مندوب ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ یہ نماز مغرب اور عشاء کے درمیان مخصوص ہے۔ (صلوٰۃ الرغائب کو صلوٰۃ الاوابین بھی کہتے ہیں)

میاں بیوی کا تہجد کی دو رکعت پڑھنے کا ثواب

(حدیث ۴۴۵) حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا اسْتَيْقَظَ الرَّجُلُ مِنَ اللَّيْلِ وَاَيْقَظَ اَهْلَهٗ وَصَلَّيَا رَكْعَتَيْنِ كُتِبَا مِنَ الذَّاكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَالذَّاكِرَاتِ۔ (د، ن، ه، ح، ك) عن ابی هريرة وابی سعيد معا (صح). (۴۴۵)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی ایک شخص رات کو بیدار ہو اور اپنی بیوی کو بھی بیدار کرے اور یہ دونوں دو رکعتیں نفل کی پڑھیں تو یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے بہت زیادہ یاد کرنے والے بندوں اور بندیوں سے لکھے جاتے ہیں (جن کی اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں تعریف فرمائی ہے اور ان کے لئے بخشش کا وعدہ فرمایا ہے اور ان کو قیامت کے دن وہ چیزیں عطاء فرمائیں گے جن کا نیک لوگوں سے وعدہ فرمایا ہے)۔

بہترین نفلی روزے، بہترین نفلی نماز

(حدیث ۴۴۶) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

۴۴۵ (الجامع الصغير: ۴۳۴) ـــ سنن نسائی، سنن ابی داود، سنن ابن ماجة، (۱۳۳۵) صحيح ابن حبان، مستدرک حاكم، بيهقی وغيره وهو حديث صحيح.

أَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللهِ صِيَامُ دَاوُدَ، كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا. وَأَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللهِ صَلَاةُ دَاوُدَ، كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُوْمُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ۔ (حم، ق، د، ن) عن ابن عمرو۔ (صح) (۴۴۶)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب حضرت داود علیہ السلام کا روزہ رکھنے کا طریقہ ہے' آپؑ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن چھوڑ دیتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ نماز داود علیہ السلام کی نماز ہے' آپؑ آدھی رات تک سوتے تھے پھر ایک تہائی نماز میں گزارتے تھے پھر رات کا چھٹا حصہ آرام کرتے تھے۔

(لطائف ومعارف)

امام غزالیؒ فرماتے ہیں: حضرت داود علیہ السلام کا روزے کا یہ طریقہ زیادہ پسندیدہ اس لئے ہے کہ جو شخص مسلسل روزے رکھے تو روزہ رکھنا اس کی عادت بن جاتا ہے' اس لئے یہ طریقہ مستحسن نہیں ہے کیونکہ اس طرح سے اس کے نفس میں نہ تو صحیح طریقے سے انکساری آتی ہے' نہ دل کی صفائی اور نہ شہوات میں ضعف کیونکہ اس طرح سے نفس صرف اس عادت کا عادی بنے گا نہ کہ خلاف نفس عادات کا چھوڑنے والا۔ اگر آپ غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اطباء دوا کو عادت کے طور پر پینے سے منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں جب کوئی مریض کسی دوا کے پینے کی عادت بنا لیتا ہے تو وہ دوا اس مریض کو اس مرض کے لئے نفع نہیں دیتی کیونکہ مریض کا مزاج اس دوا سے مالوف ہو جاتا ہے اور دل کی طب بدن کی طب کے قریب ہے۔ اھ

حضرت ابو شامہ فرماتے ہیں کہ آدمی کبھی روزہ رکھے اور کبھی چھوڑ دے' ہمیشہ روزہ نہ رکھے تاکہ جہاد میں کمزوری نہ ہو۔

رات کے آدھی تہائی گزرنے کے بعد آدمی عبادت میں مشغول ہو کیونکہ رات کا نصف اخیر تجلی کا وقت ہوتا ہے اور یہ سب سے بڑے اوقات عبادت اور رات اور دن کے سب سے افضل اوقات میں سے ہے۔

۴۴۶ (الجامع الصغیر: ۲۱۲) ــ مسند احمد' بخاری' مسلم' ابو داود' نسائی' ابن ماجة

فرض نمازوں کے بعد افضل نماز اور روزہ

(حدیث ۴۴۷) حضرت ابوہریرہ اور حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْمَكْتُوبَةِ الصَّلَاةُ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ ' وَأَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ شَهرِ رَمَضَانَ شَهرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ . (م ۴) عن أبی هريرة ' الرويانی فی مسنده (طب) عن جندب. (۴۴۷)

(ترجمہ) فرض نماز کی ادائیگی کے بعد سب سے افضل نماز تہجد کی نماز ہے اور ماہ رمضان کے روزوں کے بعد سب سے افضل روزے اللہ کے مہینہ محرم کے ہیں۔ (لطائف ومعارف)

فرائض اور سنن مؤکدہ کے بعد سب سے افضل نماز رات کے وقت تہجد کی نماز کا پڑھنا ہے کیونکہ رات کے وقت خشوع بھی زیادہ ہوتا ہے، جمعیت قلب بھی اور خلوت ربانی بھی اور اس لئے بھی کہ رات کا وقت سکون اور راحت کا وقت ہے پس جب کوئی شخص عبادت کی طرف متوجہ ہوگا تو یہ اس کے نفس پر زیادہ شدید اور زیادہ مشقت والی عبادت ہوگی اور بدن کو زیادہ دیر کھڑا رکھنے والی اور تھکا دینے والی ہوگی پس اس طرح سے یہ نماز زیادہ تکلیف دہ اور اللہ کے نزدیک زیادہ فضیلت والی ہوگی۔

تہجد کی نماز رات کی نیند کرنے کے بعد ادا کرنا افضل ہے اور حدیث میں، جو ''جوف اللیل'' کا لفظ مذکور ہے تو اس سے مراد رات کا چوتھا یا پانچواں سدس ہے کیونکہ دونوں سدس باقی حصوں سے زیادہ کامل درجہ رکھتے ہیں۔

اور اس لئے بھی تہجد کی نماز افضل ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اس پر پابندی فرمائی ہے اور یہ جاگنے کے اعتبار سے سب سے مشقت والا وقت ہوتا ہے اور راحت کے لئے بھی محبوب ہوتا ہے اور تہجد اس لئے بھی افضل ہے کہ اس سے دلوں کی صفائی

---

۴۴۷ (الجامع الصغير: ۱۲۷۴) ـــ رواه مسلم والنسائی وابو داود والترمذی وابن ماجة ' عن ابی هريرةؓ والرويانی فی مسنده والطبرانی فی معجمه الكبير عن جندبؓ ' مستدرک حاكم (۱: ۳۰۷) الزهد لابن المبارک (۴۲۷).

بہت اچھے طریقے سے ہوتی ہے اور قبولیت کا بھی قریب ترین وقت ہوتا ہے۔

ماہ محرم کی خصوصیت باقی مہینوں کی بجائے اس لئے ہے کہ ماہ محرم میں عاشورہ کا دن آتا ہے پس معلوم ہوا کہ نفلی روزوں کے لئے سب سے افضل مہینہ محرم کا ہے پھر رجب کا ہے پھر باقی حرمت کے مہینے پھر شعبان کا مہینہ ہے۔

دن کے نوافل پر تہجد کی فضیلت

(حدیث ۴۴۸) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فَضْلُ صَلَاةِ اللَّيْلِ عَلَى صَلَاةِ النَّهَارِ كَفَضْلِ صَدَقَةِ السِّرِّ عَلَى صَدَقَةِ الْعَلَانِيَةِ — ابن المبارک (طب، حل) عن ابن مسعود — (ح) (۴۴۸)

(ترجمہ) رات کی نماز کی فضیلت دن کی نماز پر ایسے ہے جیسے مخفی صدقہ کرنے کی فضیلت اعلانیہ صدقہ کرنے پر ہے۔

نفلی نماز کے سجدوں میں کثرت سے دعائیں کرو

(حدیث ۴۴۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ ، فَاَكْثِرُوا الدُّعَاءَ — (م ، د ، ن) عن ابی هريرة — (صح). (۴۴۹)

(ترجمہ) آدمی اللہ کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدہ کی حالت میں ہو، پس تم (اس حالت میں) کثرت سے دعا کیا کرو۔

(لطائف و معارف)

انسان سجدہ کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے زیادہ قریب ہوتا ہے، اس لئے

---

۴۴۸ (الجامع الصغیر: ۵۸۷۲) — رواہ ابن المبارک فی الزهد (۹) والطبرانی فی الکبیر (۱۰: ۲۲۱) وابو نعیم فی الحلیة (۴: ۱۶۷، ۵: ۳۶، ۷: ۲۳۸).

۴۴۹ (الجامع الصغیر: ۱۳۴۸) — رواہ مسلم وابو داود والنسائی.

سجدہ کی حالت میں کثرت سے دعا کیا کرو کیونکہ یہ حالت انتہائی ذلت کی حالت ہے پس جب آدمی اپنی ذلت اور احتیاج کی حالت کو جانتا ہے تو یہ بھی جانتا ہے کہ اس کا رب علیٰ، کبیر، متکبر اور جبار بھی ہے، پس اس حالت کا سجدہ قبولیت کی امید دلاتا ہے اسی وجہ سے اس حدیث میں کثرت سے دعا کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

یاد رکھئے! جس سجدہ میں آدمی کو دعا کی کثرت سے اجازت حاصل ہے وہ نوافل کا سجدہ ہے، فرائض کے سجدوں میں اللہ کی تسبیح ادا کی جائے اپنے لئے دعا نہ کرے۔ بہتر ہے کہ صلوٰۃ الحاجۃ کی نیت کر کے اس کے سجدوں میں اپنے لئے دعا کرے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے زمین کو ایسا جھکا دیا کہ ہم اس کے اوپر چلتے اور اپنے قدموں سے روندتے پھرتے ہیں اور یہ اس کے لئے انتہائی ذلت اور عاجزی کا مقام ہے۔ اس لئے ہمیں یہ حکم دیا گیا کہ اس پر اپنی باعزت ترین پیشانی کو رکھ کر اپنے رب کے سامنے اس سے بھی زیادہ ذلت وانکساری کا مظاہرہ کریں، جب ہم اس حالت میں ایسا مظاہرہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ قرب حاصل ہوگا اور ہماری اس حالت میں کی ہوئی دعا بھی قبول ہوگی۔

ماہ رمضان

رمضان اور حج کیلئے چاند کی تاریخ کا اعتبار

(حدیث ۴۵۰) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جَعَلَ اللّٰهُ الْاَهِلَّةَ مَوَاقِيْتَ النَّاسِ، فَصُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ، فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَعُدُّوْا ثَلَاثِيْنَ يَوْمًا—(ک)عن ابن عمر(صح) (۴۵۰)

۴۵۰ (الجامع الصغیر: ۳۵۸۸) ــــ رواہ الحاکم عن ابن عمر ورواہ ابو نعیم والطبرانی والدیلمی عن طلق بن علی ورواہ الدار قطنی عن قیس بن طلق عن ابیہ وقال فیہ محمد عن جابر لیس بقوی تاریخ دمشق (۱: ۲۰)، الکامل لابن عدی (۶: ۲۱۶۱) دارقطنی (۲: ۱۶۳).

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے چاند کو لوگوں کے لئے آلہ شناخت اوقات مقرر کیا ہے پس اس کے دیکھے جانے پر روزہ رکھو اور اس کے دیکھے جانے پر عید الفطر ادا کرو پس اگر تم پر بادل رکاوٹ بن جائے تو تیس دن پورے شمار کرلو (کیونکہ مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے اور تیس کا بھی) اگر چاند نظر نہ آئے تو مہینہ تیس کا شمار کرلو نہ اس سے زیادہ نہ کم)۔

(لطائف ومعارف)

ماہ رمضان کی تعیین، عید الفطر کی تعیین، عید الاضحیٰ کی تعیین اور حج کے ایام وغیرہ کی تعیین چاند کے دیکھے جانے پر موقوف ہے۔

روزہ اور عید کا مدار چاند کی رؤیت پر ہے

(حدیث ۴۵۱) حضرت ابوہریرہ، حضرت ابن عباس اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ ،وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ،فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوْا شَعْبَانَ ثَلَاثِيْنَ—(ق،ت) عن ابی هريرة— (ن) عن ابن عباس— (طب) عن البراء—(صح). (۴۵۱)

(ترجمہ) چاند کے دیکھے جانے پر روزہ رکھو اور چاند کے دیکھے جانے پر عید الفطر ادا کرو، پس اگر تمہارے سامنے بادل آجائے تو شعبان کے مہینہ کو پورا تیس کا شمار کرلو۔

(لطائف ومعارف)

ماہِ رمضان اور عید الفطر وغیرہ کا مدار چاند کے دیکھنے پر ہے جنتریوں پر نہیں ہے، اگر شرعی اصول کے مطابق رؤیت ہلال ثابت ہوجائے تو ٹھیک ورنہ شعبان کو تیس کا شمار کرلو، اسی طرح سے رمضان کو بھی تیس کا وغیرذلک۔

---

۴۵۱ (الجامع الصغیر: ۵۰۶۴) ــــ رواه البخاری (۳:۳۵) ومسلم فی الصیام(ب ۲ رقم ۵،۴)والترمذی عن ابی هريرة والنسائی عن ابن عباس (۴:۱۳۳،۱۳۵) والطبرانی فی الکبیر عن البراء (۱۱:۲۸۶).

ماہِ رمضان کی برکات

(حدیث ۴۵۲) ایک صحابی سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

رَمَضَانُ شَهْرٌ مُبَارَكٌ تُفْتَحُ فِيهِ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَتُغْلَقُ فِيهِ اَبْوَابُ السَّعِيرِ، وَتُصَفَّدُ فِيهِ الشَّيَاطِينُ وَيُنَادِي مُنَادٍ كُلَّ لَيْلَةٍ يَابَاغِيَ الْخَيْرِ هَلُمَّ، وَيَابَاغِيَ الشَّرِّ اَقْصِرْ —(حم، هب) عن رجل (ح). (۴۵۲)

(ترجمہ) رمضان کا مہینہ مبارک مہینہ ہے، اس میں جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور جہنم کے بند کر دئے جاتے ہیں اور شیاطین کو باندھ دیا جاتا ہے اور ایک منادی ہر رات نداء کرتا ہے، اے خیر کے طالب! متوجہ ہو جا، اے شر کے طالب باز آ جا۔

(لطائف ومعارف)

علامہ قونویؒ شرح التعرف میں لکھتے ہیں: رمضان کا مہینہ اس امت کی خصوصیات میں سے ہے۔

ماہِ رمضان میں جنت کھول دی جاتی ہے اور جہنم بند کر دی جاتی ہے

(حدیث ۴۵۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِّحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ —(حم ق) عن أبي هريرة. (۴۵۳)

(ترجمہ) جب ماہِ رمضان شروع ہو تو جنت کے دروازے کھول دئے جاتے

---

۴۵۲ (الجامع الصغير: ۴۴۷۹). ___ رواه احمد في مسنده والبيهقي في شعب الايمان عن رجل من الصحابة ورمز السيوطي لحسنه وفيه عطاء بن السائب قال في الكاشف ثقة ساء حفظه بآخره وقال أحمد من سمع منه قديما فصحيح 'السلسلة الصحيحة (۱۸۶۸)' در منثور (۱: ۱۸۳).

۴۵۳ (الجامع الصغير: ۵۹۲) ___ مسند احمد (۲: ۲۸۱)' بخاری (۳: ۳۳)' مسلم 'نسائی (۴: ۱۲۸).

ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں اور (سرکش) شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

رمضان کو رمضان اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں گناہ جل کر ختم ہو جاتے ہیں۔

طلقانیؒ نے ماہ رمضان کے ساٹھ نام ذکر کئے ہیں۔

ابواب رحمت یا ابواب آسمان کھلنے کا مطلب یہ ہے کہ کثرت سے رحمت کی بارش ہوتی ہے اور بغیر رکاوٹ کے نیکیاں آسمان کی طرف اٹھتی ہیں۔

جہنم کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں یعنی روزہ داروں کے گناہوں سے اجتناب اور بڑے گناہوں سے بچنے اور روزہ کی برکت سے چھوٹے گناہوں کے معاف ہو جانے سے روزہ داروں کے لئے جہنم بند کر دی جاتی ہے۔

شیاطین کو اس لئے طوقوں میں جکڑ دیا جاتا ہے تاکہ وہ روزہ داروں کے لئے وسوسے پیدا نہ کر سکیں، اس کی دلیل یہ ہے کہ جو لوگ عام مہینوں میں گناہوں میں بکثرت ملوث ہوتے ہیں وہ بھی ان ایام میں اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ متوجہ ہو جاتے ہیں۔

بعض لوگوں میں جو گناہوں کا اس مہینہ میں میلان ہوتا ہے یہ سابقہ مہینوں کے شیاطین کے باقی ماندہ اثرات سے ہوتا ہے جو ان شریر لوگوں میں پہلے سے موجود ہوتے ہیں۔

مکہ میں رمضان شریف گزارنے کی فضیلت

(حدیث ۴۵۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

رَمَضَانُ بِمَكَّةَ اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ رَمَضَانَ بِغَيْرِ مَكَّةَ – البزار عن ابن عمر – (ض). (۴۵۴)

(ترجمہ) مکہ میں ایک رمضان گزارنا غیر مکہ کے ہزار رمضان سے افضل ہے۔

---

۴۵۴ (الجامع الصغیر: ۴۴۷۸) ___ رواه البزار فی مسنده وقال الهیثمی فیه عاصم بن عمرو ضعفه من الأئمة أحمد وغیره ووثقه ابن حبان وقال یخطئ ویخالف، وضعفه السیوطی برمزه.

(لطائف ومعارف)

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس شہر کو بیت اللہ کے لئے منتخب کیا اور اپنے بندوں کے لئے مناسک کا مقام ٹھہرایا اور امن دینے والا حرم بنایا اور ایسے بہت سے خواص کے ساتھ مخصوص کیا جن میں سے ایک نیکیوں کا بڑھ جانا ہے۔

بعض علماء نے مکہ میں گناہ کو بھی ڈبل گناہ شمار کیا ہے جیسا کہ کوئی شخص بادشاہ کے سامنے بادشاہ کی نافرمانی کرے، وہ اس شخص کی طرح نہیں ہے جو بادشاہ سے دور رہ کر اس کا نافرمان بنا ہو۔ واللہ اعلم۔

رمضان میں تراویح اور نوافل کا ثواب

(حدیث ۴۵۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔ (ق، ۴)عن ابی هریرة۔(صح). (۴۵۵)

(ترجمہ) جس شخص نے رمضان المبارک میں ایمان اور احتساب کے ساتھ قیام رمضان کیا اس کے سابقہ (صغیرہ) گناہ معاف کردئے جائیں گے (اور کبیرہ گناہ توبہ کرنے سے معاف ہوں گے)۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث میں قیام رمضان کا معنی رمضان کی فرض نمازیں بھی ہوسکتی ہیں اور رمضان کی راتوں میں بیدار رہ کر عبادت کرنا بھی مراد ہوسکتا ہے۔ قیام رمضان سے صرف لیلۃ القدر کی عبادت مراد نہیں ہے۔

کوئی شخص رمضان کی راتوں میں قرآن کی تلاوت کرے یا نوافل پڑھے یا اللہ کا ذکر کرے یا علم دین حاصل کرے اور اسی طرح سے اور دینی کام میں مشغول رہے، چاہے مکمل رات یا رات کا اکثر حصہ تو اس کو قیام رمضان کا ثواب حاصل ہوگا اور یہ بھی

۴۵۵ (الجامع الصغیر: ۸۹۰۱) ــــ رواه البخاری (۱:۱۶) ومسلم فی صلوة المسافرین (۱۷۳، ۱۷۴) وابو داود (۱۳۷۱) والنسائی والترمذی (۸۰۸) وابن ماجة

کہا گیا ہے کہ جو شخص رمضان کی راتوں میں عشاء کی نماز اور صبح کی نماز جماعت سے پڑھ لے اس کو بھی رمضان کی پوری رات عبادت کا ثواب حاصل ہوگا۔

ایمان کا معنی ہے اللہ نے جو اس عمل پر ثواب کا وعدہ کیا ہے اس کی تصدیق کرتے ہوئے قیام رمضان عمل میں لائے احتساب کا معنی اللہ تعالی کی خوشنودی کیلئے عمل کرنا ہے۔

علامہ زرکشیؒ فرماتے ہیں کہ ہر وہ حدیث جس میں کسی نیک عمل پر تمام گناہوں کی معافی کا مطلقاً ذکر آتا ہے اور اس میں گناہوں سے توبہ کا ذکر نہیں ہوتا جیسا کہ یہ حدیث اور وضو کی حدیث کہ وضو تمام گناہوں کے لئے کفارہ بن جاتا ہے اور یہ کہ جو شخص دو رکعت پڑھے ان میں اپنے نفس سے کوئی بات نہ کرے اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیں گے ایسی حدیثوں کو علماء نے صغیرہ گناہوں کی معافی پر محمول کیا ہے کیونکہ کبیرہ گناہوں کو توبہ کے علاوہ کوئی چیز نہیں مٹا سکتی لیکن مؤلف الذخائر نے اس مذہب سے اختلاف کیا اور کہا کہ اللہ کا فضل اس سے زیادہ وسیع ہے اور ابن المنذر نے بھی الأشراف میں یہی بات کہی ہے۔ اور اس کو ابن عبدالبر نے اپنے ایک معاصر سے بھی نقل کیا ہے لیکن یہ بات درست نہیں ہے بلکہ یہ مرجئہ فرقہ کی موافقت ہے اگر ایسی بات ہوتی تو توبہ کی کوئی اہمیت نہ ہوتی۔ تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ توبہ فرض ہے اور فرائض بغیر قصد اور ارادہ کے وجود میں نہیں آتے۔

شب قدر

شب قدر کی تعیین

(حدیث ۴۵۶) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِلْتَمِسُوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ لَيْلَةَ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ - (طب) عن معاوية - (صح). (۴۵۶)

۴۵۶ (الجامع الصغیر: ۱۵۷۰) ــــ رواه الطبرانی فی الکبیر وقال الهیثمی رجاله ثقات.

(ترجمہ) شب قدر کو (ماہ رمضان کی) ستائیسویں شب تلاش کرو۔

(لطائف ومعارف)

اکثر علماء کا رجحان یہی ہے کہ لیلۃ القدر ماہ رمضان کی ستائیسویں شب میں ہوتی ہے۔

شب قدر کی پہچان کا طریقہ

شیخ محی الدین ابن العربیؒ لیلۃ القدر کی پہچان میں فرماتے ہیں کہ اگر پہلا روزہ جمعہ کے دن کا ہو تو لیلۃ القدر (۲۹) انتیسویں شب کو ہوگی۔ اگر ہفتہ کا ہو تو اکیسویں شب کو ہوگی، اگر اتوار کا ہو تو ستائیسویں شب کو ہوگی، اگر پیر کا ہو تو انیس رمضان کو ہوگی، اگر منگل کا ہو تو پچیسویں شب کو ہوگی، اگر بدھ کا ہو تو سترہ کو ہوگی، اگر جمعرات کا ہو تو دسویں کے بعد کی طاق راتوں میں سے کسی رات میں ہوگی۔ (الکنز المدفون صفحہ ۳)۔

حضرت شیخ ابوالحسن خرقانیؒ اپنے ایک رسالہ میں لکھتے ہیں کہ اگر یکم رمضان اتوار کا ہو تو شب قدر (۲۹) کی شب کو ہوگی، اگر پیر کو ہو تو (۲۱) کو ہوگی، اگر منگل کو ہو تو (۲۷) کو ہوگی، اگر بدھ کو ہو تو (۱۹) کو ہوگی، اگر جمعرات کو ہو تو (۲۵) کو ہوگی، اگر جمعہ کو ہو تو (۱۷) کو ہوگی، اگر ہفتہ کو ہو تو (۲۳) کو ہوگی۔

(مستفاد از مطالعہ حضرت مرشدی سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم)۔

شبِ قدر کی تلاش

(حدیث ۴۵۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنجناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ (حم ق ت) عن عائشة . (صح) (۴۵۷)

(ترجمہ) شبِ قدر کو رمضان شریف کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

---

۴۵۷ (الجامع الصغیر: ۳۲۴۷) ــــ رواہ احمد والبخاری (۳: ۶۰) ومسلم والترمذی، والبیهقی (۴: ۳۰۸) مشکوۃ (۲۰۸۳)

شب قدر کی تلاش

(حدیث ۴۵۸) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنجناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ، فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيهَا فَلْيَتَحَرَّهَا لَيْلَةَ سَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ – (حم) عن ابن عمر – (صح). (۴۵۸)

(ترجمہ) لیلۃ القدر کو تلاش کیا کرو، پس جو اس کو تلاش کرنا چاہے اس کو چاہئے کہ وہ ستائیسویں (ماہ رمضان کی) شب میں تلاش کرے۔

(لطائف ومعارف)

اسی حدیث سے اکثر اصفیاء نے استدلال کیا ہے کہ شب قدر ماہ رمضان کی ستائیسویں شب میں ہوتی ہے، خصوصاً جب کہ جمعہ کی رات کے موافق ہو۔

شب قدر کی تعیین اور فضیلت

(حدیث ۴۵۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ سَابِعَةٍ اَوْ تَاسِعَةٍ وَعِشْرِيْنَ، اِنَّ الْمَلَائِكَةَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ فِي الْاَرْضِ اَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ الْحَصٰى – (حم) عن ابی هريرة – (صح). (۴۵۹)

(ترجمہ) لیلۃ القدر ستائیسویں یا انتیسویں شب کو ہوتی ہے، فرشتے اس رات میں زمین پر کنکریوں کی مقدار سے بھی زیادہ تعداد میں نازل ہوتے ہیں۔

(لطائف ومعارف)

طبرانی اوسط کی روایت میں ہے کہ ستاروں کی تعداد سے بھی زیادہ نازل ہوتے

---

۴۵۸ (الجامع الصغير: ۳۲۴۹) ــــ رواه احمد وقال الهيثمی رجاله رجال الصحيح. حلية الاولياء (۶: ۳۴۷)

۴۵۹ (الجامع الصغير: ۷۷۲۶) ــــ رواه احمد وقال الهيثمی رجاله رجال الصحيح. الحبائک فی الملائک (۱۵۵) كنز العمال (۲۴۰۵۰).

ہیں' یہ رات عام راتوں سے افضل ہے بعض علماء کہتے ہیں کہ شب معراج اس رات سے افضل ہے اور بعض نے ایک درمیانہ قول اختیار کیا ہے کہ شب معراج حضرت محمد ﷺ کے حق میں افضل ہے اور لیلۃ القدر آپؐ کی امت کے حق میں بہتر ہے۔

لیلۃ القدر کی عبادت کا ثواب

(حدیث ۴۶۰) حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

(خ، ۳) عنه — (صح). (۴۶۰)

(ترجمہ) جس شخص نے لیلۃ القدر میں وعدۂ ثواب کی تصدیق کرتے ہوئے اللہ کی رضا کیلئے عبادت کی' اس کے پچھلے (صغیرہ) گناہ معاف کردئے جائیں گے۔

(لطائف ومعارف)

حافظ ابن رجب حنبلیؒ فرماتے ہیں: جو شخص گناہ گار ہو وہ گناہوں کی معافی کو ماہ رمضان کے ختم تک مؤخر نہ کرے کہ اخیر میں لیلۃ القدر میں بیٹھوں گا' عبادت کروں گا اور میرے گناہ بخشے جائیں گے بلکہ سال بھر میں جب بھی کوئی گناہ ہو جائے اس سے توبہ کر لینی چاہئے معلوم نہیں کہ موت کب آئے گی۔ اگر لیلۃ القدر کی عبادت سے پہلے ہی موت آ گئی اور گناہ کی معافی نہ ملی تو' سوائے پچھتاوے یا عذاب کے کچھ حاصل نہیں ہوگا' ہاں اللہ تعالیٰ اگر اپنے فضل سے معاف کردیں تو الگ بات ہے۔

فضائل شب قدر

تالیف از ناکارہ: امداد اللہ انور

ذیل میں ایک رسالہ جو آج سے اٹھارہ سال پہلے شب قدر کے فضائل پر مختلف کتابوں کو سامنے رکھ کر مرتب کیا گیا تھا درج کیا جاتا ہے ہوسکتا ہے اس رسالے کی بعض

---

۴۶۰ (الجامع الصغیر: ۸۹۰۲) — رواہ البخاری (۳: ۳۳) وابو داود والنسائی (۴: ۱۵۷) والترمذی (۶۸۳)' مسلم فی صلوۃ المسافرین (۱۷۶).

احادیث اور اس سے متعلقہ کچھ مضامین اوپر شب قدر کے متعلقہ احادیث میں ذکر ہو چکے ہوں امید ہے ان کی تکرار سے قارئین کرام درگزر فرمائیں گے (امداد اللہ انور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عباد الذین اصطفی—اما بعد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ-وَمَا اَدْرٰکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ-لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ -تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ کُلِّ اَمْرٍ-سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ-

(ترجمہ) بے شک ہم نے قرآن کو شب قدر میں اتارا ہے، آپ کو معلوم ہے کہ شب قدر کیا چیز ہے شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس رات میں فرشتے اور روح القدس اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر خیر کو لے کر (زمین کی طرف) اترتے ہیں (اور وہ شب) سراپا سلام ہے وہ شب قدر (اسی صفت اور برکت کے ساتھ) طلوع فجر تک رہتی ہے۔

شان نزول

ابن ابی حاتم نے مجاہد سے مرسلا روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک مجاہد کا حال ذکر کیا جو ایک ہزار مہینے تک مسلسل جہاد میں مشغول رہا کبھی ہتھیار نہیں اتارے، مسلمانوں کو یہ سن کر تعجب ہوا، اس پر سورۂ قدر نازل ہوئی۔ جس میں اس امت کی صرف ایک رات کی عبادت کو اس مجاہد کی عمر بھر کی عبادت یعنی ایک ہزار مہینے سے بہتر قرار دیا ہے۔ اور ابن جریر نے بروایت مجاہد ایک دوسرا واقعہ یہ ذکر کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد کا یہ حال تھا کہ ساری رات عبادت میں مشغول رہتا اور صبح ہوتے ہی جہاد کے لئے نکل کھڑا ہوتا دن بھر جہاد میں مشغول رہتا۔ ایک ہزار مہینے تک اس نے مسلسل عبادت میں گزار دیئے۔ اس پر اللہ تعالی نے یہ سورت نازل فرما کر اس امت کی فضلیت سب پر ثابت فرمادی (مظہری)۔

لیلۃ القدر کے معنی

قدر کے ایک معنی عظمت وشرف کے ہیں زہری وغیرہ حضرات علماء نے اس جگہ یہی معنی لئے ہیں اور اس رات کو لیلۃ القدر کہنے کی وجہ اس رات کی عظمت وشرف ہے اور ابوبکر وراق نے فرمایا کہ اس رات کو لیلۃ القدر اس وجہ سے کہا گیا کہ جس آدمی کی اس سے پہلے اپنی بے عملی کے سبب کوئی قدر و قیمت نہ تھی اس رات میں توبہ واستغفار اور عبادت کے ذریعہ وہ صاحب قدر وشرف بن جاتا ہے۔

قدر کے دوسرے معنی تقدیر وحکم کے بھی آتے ہیں، اس معنی کے اعتبار سے لیلۃ القدر کہنے کی وجہ یہ ہوگی کہ اس رات میں تمام مخلوقات کے لئے جو کچھ تقدیر ازلی میں لکھا ہے اسکا جو حصہ اس سال میں رمضان سے اگلے رمضان تک پیش آنے والا ہے وہ ان فرشتوں کے حوالہ کردیا جاتا ہے جو کائنات کی تدبیر اور تنفیذ امور کے لئے مامور ہیں، اس میں ہر انسان کی عمر اور موت اور رزق اور بارش وغیرہ کی مقداریں مقررہ فرشتوں کو لکھوادی جاتی ہیں۔ اور یہ فرشتے جن کو یہ امور سپرد کئے جاتے ہیں بقول حضرت ابن عباسؓ چار ہیں اسرافیل، میکائیل، عزرائیل، جبرائیل علیہ السلام (قرطبی)۔

شب قدر است طے شد نامہ ہجر

سلام ھی حتی مطلع الفجر

علامات شب قدر

(۱) یہ رات کھلی ہوئی چمکدار ہوتی ہے۔ (۲) صاف شفاف نہ زیادہ گرم نہ زیادہ ٹھنڈی بلکہ معتدل ہوتی ہے گویا کہ انوار کی کثرت سے چاند کھلا ہوتا ہے۔ (۳) اس رات میں صبح تک آسمان کے ستارے شیاطین کو نہیں مارے جاتے۔ (۴) اس رات کے بعد کی صبح آفتاب طلوع کے وقت بے شعاع اور ایسا ہموار بالکل تکیہ کی طرح ہوتا ہے جیسے کہ چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے۔ (درمنثور۔ بیہقی)۔

فضائل شب قدر

اس رات کی سب سے بڑی فضیلت تو وہی ہے جو اس سورت میں بیان ہوئی ہے کہ اس ایک رات کی عبادت ایک ہزار مہینوں یعنی تراسی سال سے زائد کی عبادت سے بھی بہتر ہے پھر بہتر ہونے کی کوئی حد مقرر نہیں کتنی بہتر ہے دوگنی، چوگنی، دس گنی، سوگنی وغیرہ سبھی احتمالات ہیں۔ اور صحیحین وغیرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شب قدر میں عبادت کے لیے کھڑا رہا اس کے تمام پچھلے گناہ معاف ہو گئے۔ اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا شب قدر میں وہ تمام فرشتے جن کا مقام سدرۃ المنتہیٰ پر ہے جبرائیل امین کے ساتھ دنیا میں اترتے ہیں اور کوئی مومن مرد یا عورت ایسی نہیں جس کو وہ سلام نہ کرتے ہوں۔ سوائے اس آدمی کے جو شراب یا خنزیر کا گوشت کھاتا ہو۔ ابن ماجۃ کی حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص شب قدر کی خیر و برکت سے محروم رہا وہ بالکل ہی محروم و بدنصیب ہے۔ مزید فضائل یہ ہیں کہ اس رات قرآن پاک نازل ہوا۔ اس میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ یہ ہر رمضان میں ہوتی ہے۔ یہ رات قدر و شرف والی ہے۔ یہ مبارک رات ہے۔ یہ جس عشرہ میں ہے اس میں مسلمانوں کو جہنم سے آزادی کا پروانہ دیا جاتا ہے۔ (قرطبی ج ۲۰ ص ۱۳۰) بیت اللہ کا حج کرنے والوں کے نام اسی رات میں لکھے جاتے ہیں (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۴ ص ۱۱۷)۔ اس رات میں خیر، برکت اور مغفرت نازل کی جاتی ہے۔ قدیم امتوں میں لوگ سینکڑوں برس عمریں پاتے اور عبادت کرتے تھے جس سے اس امت محمدیہ میں اپنی عمروں کے کم ہونے اور اتنی عبادت نہ کر سکنے کا احساس ہوا تو اللہ تعالیٰ نے یہ رات عطاء فرما کر اس احساس محرومی کو ختم کر دیا۔ یہ رات اس امت کی خصوصیات میں ہے۔ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ لیلۃ القدر میں امت محمدیہ کے مومنین کی طرف نظر فرماتے ہیں پس ان کو معاف فرما دیتے ہیں اور ان پر رحمت نازل کرتے ہیں مگر چار قسم کے لوگ اس سے محروم رہتے ہیں۔ (۱) مست شرابی (۲) والدین کے نافرمان (۳) بغض، کینہ، دشمنی رکھنے والے (۴) قطع رحمی کرنے والے (لطائف المعارف لابن رجب الحنبلی ص ۱۱۹)۔ جو مسلمان لیلۃ القدر میں

فوت ہو جائے اس پر (صاحب) ایمان (ہونے) کی مہر لگا دی جاتی ہے اور عذاب قبر سے محفوظ کر دیا جاتا ہے۔ (کنز العمال ۱۴:۱۷۸)۔

شب قدر میں بعض حضرات کو خاص انوار کا مشاہدہ بھی ہوتا ہے مگر نہ یہ سب کو حاصل ہوتا ہے نہ رات کی برکات اور ثواب حاصل ہونے میں ایسے مشاہدات کا کچھ دخل ہے اس لئے اس کی فکر میں نہ پڑنا چاہئے۔

اعمال واذکار

جو آدمی سو مرتبہ لا الہ الا اللہ کہے اس کو اللہ تعالیٰ قیامت میں اس حال میں اٹھائیں گے کہ اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح روشن ہوگا (کنز حدیث نمبر ۱۸۰۵)۔ (۲) حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا اے میرے رب مجھے ایسی شے بتلائیں جس سے میں آپ کو یاد بھی کروں اور دعا بھی کروں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰؑ! لا الہ الا اللہ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا اے رب! یہ تو آپ کے سب بندے کہتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہہ لا الہ الا اللہ تو حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا لا الہ الا انت یا رب (اے رب آپ کے سوا کوئی الہ نہیں) میں تو ایسی چیز کا طالب ہوں جس سے آپ مجھے ہی خصوصیت عطا فرمائیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! اگر ساتوں آسمان اور میرے سوا میرے حکم سے ان آسمانوں کے انتظام کرنے والے اور ساتوں زمینیں ایک ہتھیلی پر رکھ دئے جائیں اور لا الہ الا اللہ دوسری ہتھیلی پر رکھ دیا جائے تو لا الہ الا اللہ والی ہتھیلی ان سب پر بھاری ہو جائے۔ (کنز حدیث ۱۹۰۷) (۳) جو آدمی ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پڑھنے والے کا چوتھا حصہ آگ سے آزاد کر دیتے ہیں اور جو دو دفعہ کہتا ہے تو اس کا نصف آگ سے آزاد کر دیتے ہیں اور جو چار مرتبہ کہتا ہے اس کو مکمل طور پر جہنم سے آزاد کر دیا جاتا ہے۔ (کنز حدیث ۱۹۰۹)۔

کچھ کلمات ایسے ہیں جو پڑھنے میں ہلکے ہیں اور وزن میں بوجھل ہیں جن کے ثواب کو نہ فرشتے شمار کر سکتے ہیں اور نہ زمین والے وہ یہ ہیں۔ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ عَـدَدَ رِضَـاہُ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ زِنَۃَ عَـرْشِہٖ ۔ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ عَـدَدَ خَـلْـقِہٖ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مِلْأَ سَمٰوٰتِہٖ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مِلْأَ اَرْضِہٖ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مِلْأَ مَا بَیْنَھُمَا (کنز حدیث ۱۹۱۱)۔

لا حول ولا قوۃ الا باللہ جنت کا دروازہ ہے (کنز حدیث ۱۹۷۳) (یعنی یا تو جنت کے کسی دروازہ کا نام ہے یا تو جہنم سے آزادی کے معنی میں ہے جیسا کہ دیلمی وغیرہ کی حدیث میں وارد ہوا ہے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے (کنز حدیث ۱۹۷۱) دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر (پڑھنے میں) ہلکے ہیں، (وزن اعمال کے) ترازوں میں بھاری ہیں اور رحمٰن کے نزدیک محبوب ہیں (وہ یہ ہیں) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ (کنز حدیث بخاری، مسلم، ترمذی ۲۰۰۷)۔

جو یہ پسند کرے کہ اس کا اعمال نامہ اس کو خوش کردے تو وہ اس میں استغفار کی کثرت کرے (کنز حدیث ۲۰۶۰) استغفار صحیفہ میں نور سے چمکتا ہوگا۔ (کنز حدیث ۲۰۶۴)۔

جو آدمی تین بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ کہے۔ اس کے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں اگرچہ وہ ریت کے ذروں اور سمندر کی جھاگ اور آسمان کے ستاروں کی تعداد میں کیوں نہ ہوں (کنز حدیث ۲۱۰۶)۔

نماز میں تلاوت کرنا نماز سے باہر تلاوت کرنے سے افضل ہے اور نماز سے باہر تلاوت کرنا تسبیح وتکبیر سے افضل ہے اور تسبیح صدقہ سے افضل ہے اور صدقہ (نفلی) روزہ سے افضل ہے اور روزہ جہنم کے سامنے ڈھال ہے۔ (کنز حدیث ۲۳۰۳)۔

قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَد'' (سورۂ اخلاص پڑھنے کا ثواب) تہائی قرآن کے برابر ہے۔ بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداود وغیرہ۔

جس نے قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَد'' (پوری سورت) کی تلاوت کی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بناتے ہیں۔ (کنز حدیث ۲۶۵۷)۔

جس نے بیس دفعہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَد'' (پوری سورت) تلاوت کی اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں ایک محل بناتے ہیں۔ (کنز حدیث ۲۶۵۸)۔

جس نے پچاس مرتبہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَد'' تلاوت کی اللہ تعالیٰ اس کے پچاس سال کے گناہ معاف کردیتے ہیں۔ (کنز حدیث ۲۶۵۹)۔

جس نے سو مرتبہ نماز میں یا نماز سے باہر قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَد'' (پوری سورت) تلاوت کی اللہ تعالیٰ اس کیلئے جہنم سے آزادی لکھ دیتے ہیں۔ (کنز حدیث ۲۶۶۰)۔

جس نے ہزار مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد" تلاوت کی پس بے شک اس نے اپنی جان کو اللہ تعالیٰ سے خرید لیا (کنز حدیث ۲۶۶۴)۔

بے شک ہر شے کا دل ہے اور قرآن کا دل یٰسین ہے جس نے ایک دفعہ سورۂ یٰسین پڑھی اللہ تعالیٰ اس کو دس دفعہ پورا قرآن پڑھنے کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔ (کنز حدیث ۲۶۶۴)

جس نے ہزار آیات کی تلاوت کی اس کے لیے ایک قنطار کے برابر ثواب لکھا جاتا ہے اور ایک قنطار سو رطل کا اور ایک رطل بارہ اوقیہ کا اور ایک اوقیہ چھ دینار کا اور ایک دینار چوبیس قیراط کا اور ایک قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے۔ (فضائل قرآن لابن کثیر عن مسند ابی یعلی الموصلی)۔

(فائدہ) اس حدیث میں جو ہزار آیات کی تلاوت کا ثواب بیان ہوا ہے اس کا حساب اس طرح سے ہے کہ ایک احد پہاڑ ایک قیراط کے برابر ہے پھر ایک قیراط چوبیس دینار کا ہے اس طرح سے جب ۲۴/ اوقیہ سے ضرب دیں تو ۱۷۲۸/ قیراط بنتے ہیں پھر ان ۱۷۲۸/ قیراط کو ۱۰۰/ رطل کے ساتھ ضرب دیں تو ۱۷۲۸۰۰/ یعنی ایک لاکھ بہتر ہزار آٹھ سو احد پہاڑ کے برابر ہے۔ اور اگر اس کا ثواب ایک آیت کے حساب سے لگائیں تو ایک آیت پر ۱۷۰۰۲/ (یعنی سترہ ہزار دو) احد پہاڑ سے کچھ زائد ثواب حاصل ہوگا۔

صحیح مسلم میں حضرت عثمانؓ سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا جس شخص نے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی تو آدھی رات کے قیام کا ثواب پالیا، اور جس نے صبح کی نماز بھی جماعت سے ادا کرلی تو پوری رات جاگنے، عبادت کرنے کا ثواب حاصل کرلیا۔

تفسیر بیضاوی میں ہے حضورؐ نے فرمایا جس نے سورۃ القدر پڑھی اس کو رمضان کے روزوں اور لیلۃ القدر کے جاگنے کے برابر ثواب ملے گا۔

(نوٹ) یہ جو اعمال واذکار بیان کئے گئے ہیں شب قدر کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ تمام دنوں کے لیے عام ہیں اور جب بھی ان کا ذکر وعمل کیا جائے ان کا یہی ثواب ہوتا ہے ہم نے یہاں یہ چند اذکار واعمال حدیث کی کتاب کنز العمال عربی سے ترجمہ کرکے اس مضمون میں درج کردئے ہیں۔ ان فضائل کے حامل ان اعمال واذکار کو جب لیلۃ القدر میں کیا جائے تو ان کا ثواب بہت ہی بڑھ جاتا ہے۔ نمونہ کے طور پر ہم شب قدر میں پڑھنے کا ثواب احادیث کی روشنی میں نقل کرتے ہیں۔

ہر ماہ کے تیس دن لگانے سے ہزار مہینوں کے تیس ہزار دن اور تیس ہزار راتیں بنتی ہیں اور لیلۃ القدر رات میں ہوتی ہے دن میں نہیں پس تیس ہزار دن بھی ان تیس ہزار راتوں سے مل کر یہ شب قدر ثواب میں ساٹھ ہزار راتوں کے برابر ہوگئی بلکہ اللہ تعالی کے فرمان خیر من الف شھر کی وجہ سے ساٹھ ہزار راتوں سے زائد کئی ساٹھ ہزار راتیں ہوسکتی ہیں جتنا عمل میں اخلاص وغیرہ ہوگا شب قدر میں کیا ہوا عمل اتنا ہی ثواب میں بھاری ہوگا۔ پس کم از کم شب قدر میں کیا ہوا عمل ساٹھ ہزار گنا ثواب رکھتا ہے۔ اگر اس ثواب کو مزید بڑھانا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ نماز میں کھڑے ہوکر (۱) جامع مسجد (۲) میں سنت اعتکاف (۳) کی نیت کر کے تجوید (۴) یعنی حروف کی صحیح ادائیگی کے ساتھ قرآن پاک کو شب قدر (۵) میں تدبر وفکر (۶) سے تلاوت کرتے رہیں اس طرح پر تلاوت شدہ ایک حرف کا ثواب دو کھرب دس ارس نیکیاں ہوں گی اور جو اس رات میں اسی حالت میں پورا قرآن پاک ختم کرے تو اس کو بمطابق تفسیر قرطبی قرآن کے (۳۴۰۷۴۰) تین لاکھ چالیس ہزار سات سو چالیس حروف پر (۷۱۵۵۵۴۰۰۰۰۰۰۰۰۰) اکہتر نیل، پچپن پدم، چون کھرب نیکیاں ملیں گی۔

صلوۃ التسبیح

نفلی نمازوں میں صلوۃ التسبیح کی بڑی فضیلت ہے ابو داود ج ۱ ص ۱۸۳، ابن ماجۃ ص ۹۹، ترمذی ج ۱ ص ۹۵، بیہقی ج ۳ ص ۵۱ وغیرہ میں اس کے متعلق ایک حدیث ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کو ایک عطیہ دیا جس کے کرنے سے اللہ تعالی اول وآخر، قدیم وجدید، بھول سے اور جان کر کئے ہوئے، چھوٹے بڑے، ظاہر پوشیدہ سب گناہ بخش دیں گے۔ وہ یہ کہ چار رکعات پڑھو ہر رکعت میں ثناء کے بعد دس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہو پھر سورۂ فاتحہ اور کوئی سورۂ پڑھو جب پہلی رکعت کی قراءت سے فارغ ہو تو کھڑے کھڑے ہی پندرہ دفعہ وہی کلمات کہو پھر رکوع کرو اور اس میں بھی یہ دس دفعہ کہو، پھر رکوع سے سر اٹھا کر اس کو دس دفعہ کہو، پھر سجدہ میں جا کر دس دفعہ کہو، پھر سجدہ سے اٹھ کر بیٹھو تو دس دفعہ کہو پھر دوسرے سجدہ میں دس دفعہ کہو یہ پچھتر دفعہ پڑھو۔

اعتکاف

اعتکاف کی بڑی غرض شب قدر کی تلاش ہے جس کیلئے اعتکاف بہت ہی مناسب ہے اگر آدمی اعتکاف کرلے تو رمضان میں اعتکاف کا ثواب حاصل ہوگا۔ پس جس حالت میں بھی شب قدر آجائے یہ محروم نہ ہوگا۔ اس کو شب قدر کا ثواب بھی حاصل ہوگا اور اعتکاف کا بھی جس کے حدیث میں بہت فضائل آئے ہیں۔ مثلاً جو شخص ایک دن کا اعتکاف کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم کے درمیان تین خندقیں آڑ فرما دیتے ہیں جن کا فاصلہ آسمان و زمین کے درمیانی فاصلے سے بھی زیادہ ہے (مستدرک)۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص اعتکاف کرے، نماز، قرآن کے علاوہ کسی سے بات نہ کرے حق تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک محل بناتے ہیں (کشف الغمہ للشعرانی) مرد مسجد میں اور خواتین اپنے گھروں میں نماز کی جگہ بیٹھ سکتی ہیں۔

بہر حال شب قدر کی پوری رات عبادت میں گزارنی چاہئے۔ اور جس قدر ہو سکے جاگنا چاہئے پست ہمتی اور آرام طلبی کی وجہ سے اتنے بڑے فضائل و مراتب سے محروم نہ ہوں۔

دعائے شب قدر

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضورؐ سے عرض کیا اگر میں شب قدر پالوں تو کیا دعا کروں؟ تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ کہو (ترمذی) اس دعا کے علاوہ دورانِ عبادت و تلاوت مختلف قسم کی قرآن و احادیث وغیرہ کی دعائیں مانگتے رہنا چاہئے۔

نوٹ: شب قدر میں بدعات و منکرات سے بچنا ضروری ہے۔ مثلاً مساجد کا چراغاں کرنا، سیر و تفریح کے لئے جاگنا، نوافل اور صلوۃ التسبیح کی جماعت کرانا، بلند آواز سے ذکر و تلاوت کرنا جس سے دوسرے حضرات کی عبادت میں خلل آئے۔ فضول باتیں کرنا سب منع ہیں۔

(۱) کنز العمال کی حدیث ہے کہ کھڑے ہو کر نماز میں تلاوت پر ایک حرف پر سو نیکیاں ملتی ہیں۔

(۲) ابن ماجۃ کی حدیث ہے کہ جامع مسجد میں پانچ سو گنا ثواب ملتا ہے۔
(۳) سنت اعتکاف کا ثواب اس تعداد میں شمار نہیں کیا گیا وہ مزید ہے۔
(۴) کنز العمال کی حدیث ہے کہ تجوید سے ادا شدہ ہر حرف کا ثواب ستر گناہ ہے۔
(۵) شب قدر میں ایک حرف پر کم از کم ساٹھ ہزار نیکیاں ملتی ہیں۔
(۶) فکر و تدبر سے تلاوت کا ثواب اس میں شمار نہیں کیا گیا وہ اس سے مزید ہے۔
(۷) یہ جو سب گناہوں کی معافی کے متعلق ذکر آیا ہے۔ علماء کرام کے نزدیک دوسرے دلائل کی روشنی میں ان گناہوں کی معافی کے متعلق ہیں جو صرف صغیرہ گناہ ہیں۔ اور جو کبیرہ گناہ آدمی سے سرزد ہوتے ہیں وہ بغیر توبہ کئے معاف نہیں ہوتے اور توبہ کے تین رکن ہیں۔ (۱) سابقہ گناہوں پر ندامت (۲) اسی وقت سے ان گناہوں سے علیحدگی (۳) آئندہ وہ گناہ نہ کرنے کا اللہ تعالیٰ سے پکا عہد۔ پس جو اس طرح سے سچی توبہ کرتے ہیں ان کے لیے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے سب چھوٹے بڑے گناہ معاف فرمادیں گے۔

کتاب الصیام

۱ - ماہ رمضان
۲ - شب قدر
۳ - روزہ
۴ - سحری وافطار
۵ - نفلی روزے
۶ - صدقہ فطر
۷ - ممنوع روزے
۸ - فضائل الصیام

روزہ

ایمان واحتساب کیساتھ روزہ سے سابقہ گناہ معاف

(حدیث ۴۶۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

(حم،ق،۴)عن ابی ھریرۃ۔(صح).(۴۶۱)

(ترجمہ) جس شخص نے رمضان کے روزے ایمان اور احتساب کے ساتھ رکھے اس کے سابقہ گناہ معاف کردئے جائیں گے۔

(لطائف ومعارف)

ایمان کا معنی یہ ہے کہ روزوں کے ثواب کی تصدیق کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوگا یا یہ معنی ہے کہ روزے اللہ کی طرف سے حق ہیں اور احتساب کا معنی یہ ہے کہ یہ روزے اللہ کا امر ہیں اور مجھے اس پر اجر ملے گا اور اللہ راضی ہوگا۔

روزے کی تین اقسام ہیں: عوام کا روزہ یہ ہے کہ وہ روزہ کو اس قدر رکھتے ہیں کہ وہ ایسی چیزوں سے نہ ٹوٹ جائے جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور خواص کا روزہ یہ ہے کہ وہ اپنے اعضاء دل، دماغ وغیرہ کو بھی اللہ کی اطاعت میں مصروف رکھتے ہیں اور خواص الخواص کا روزہ یہ ہے کہ وہ اپنے دلوں کو ماسوی اللہ سے محفوظ رکھتے ہیں پس ان کا روزہ افطار کرنا عام مسلمانوں کے افطار کی طرح ہوتا ہے لیکن باطنی طور پر وہ قیامت تک کے لئے روزہ افطار نہیں کرتے، جب وہ اپنے مولیٰ کا مشاہدہ کریں گے اور اپنی آنکھوں سے اس کا دیدار کریں گے اس وقت ان کے روزہ کی روحانی افطاری ہوگی۔

---

۴۶۱ (الجامع الصغیر: ۸۷۷۵) ــ رواہ احمد (۲: ۲۳۳) والبخاری (۱: ۱۶) و مسلم فی صلوۃ المسافرین (۱۷۵) وابو داود فی القطوع (ب ۲۹) والنسائی (۴: ۱۵۶) والترمذی وابن ماجۃ (۱۶۴۱).

روزہ رکھنے سے سابقہ صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں، کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے جیسا کہ یہ اسلام کے اصولوں میں محققین نے تحریر کیا ہے۔

روزہ دار کیلئے خاص انعامات

(حدیث ۴۶۲) حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ: اِنَّ الصَّوْمَ لِیْ، وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ، اِنَّ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَیْنِ: اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ، وَاِذَا لَقِیَ اللّٰہَ تَعَالٰی فَجَزَاہُ فَرِحَ، وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ—(حم،م،ن)عن ابی ھریرۃ وابی سعیدمعا—(صح)(۴۶۲)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزہ میرے لئے ہے (کیونکہ اس طریقہ سے صرف میری عبادت کی جاتی ہے، کسی اور کی نہیں اور یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان راز ہے کہ کسی پتہ نہیں چلتا کہ فلاں روزہ دار ہے یا نہیں)۔ اور میں ہی روزہ کا بدلہ دوں گا، روزہ دار کیلئے دو فرحتیں ہوتی ہیں جب وہ روزہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور جب وہ اللہ سے ملاقات کرے گا اور اللہ اس کو جزا دے گا تو خوش ہوگا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی ہوا اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔ (لطائف ومعارف)

روزہ کا ثواب اتنا ہے کہ اس کی مقدار کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا اور نہ ہی اس کو اللہ کے سوا کوئی شمار کرسکتا ہے۔ اس لئے اس کے ثواب کی ذمہ داری بھی اللہ تعالیٰ نے خود اٹھائی ہے اس کو اپنے فرشتوں کے سپرد نہیں کیا۔

روزے کو اتنے بڑے فضل کے ساتھ مخصوص کرنے کی دو وجوہ ہیں۔ (۱) باقی سب عبادات پر دوسرا شخص مطلع ہوسکتا ہے لیکن روزہ پر کوئی دوسرا شخص مطلع نہیں ہوتا،

۴۶۲ (الجامع الصغیر: ۱۹۲۳) — رواہ احمد (۲: ۲۳۲) ومسلم فی الصیام (۱۶۵) والترمذی فی الصوم عن ابی ھریرۃ وابی سعید معا بالفاظ متقاربۃ.

لہٰذا یہ بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک راز ہوا جس کو وہ صرف اللہ کی رضا جوئی کے لئے عمل میں لاتا ہے۔ (۲) باقی تمام عبادات مال خرچ کرنے کی طرف راجع ہیں لیکن روزے میں کسر نفس اور مشقت بدن بھی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ بھوک پیاس کے برداشت کرنے پر صبر اور اس کے انعام کے حصول میں طویل انتظار ہے اور خلوص کا جو مظاہرہ اس میں ہے وہ دوسرے اعمال میں نہیں ہے اس لئے یہ عمل خاص صلہ کا متقاضی ہے۔

اور افطار سے خوشی پہنچنے کا وقت روزہ افطار کرتے وقت بھی ہوسکتا ہے اور زندگی کا اخیر اور اخروی زندگی کی ابتداء بھی ہوسکتی ہے کیونکہ روزہ دار نے طویل عمر کے عرصہ میں لذات محرمہ سے اجتناب کیا اور موت کے وقت اس سے آزاد ہوا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس نے اپنے لئے بڑے بڑے انعامات اکرامات کا مظاہرہ دیکھا۔

قیامت کے دن تمام اعمال کی خوشبو ہوگی اور روزہ کی خوشبو کستوری جیسی ہوگی جیسا کہ اس حدیث سے اس کا اشارہ ملتا ہے۔

سال بھر کے روزوں کا ثواب حاصل کرنے کا طریقہ

(حدیث ۴۶۳) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

صَوْمُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَ رَمَضَانُ اِلٰى رَمَضَانَ صَوْمُ الدَّهْرِ وَاِفْطَارُهٗ—(حم،م) عن ابی قتادة—(صح). (۴۶۳)

(ترجمہ) ہر مہینہ میں تین دن کے روزے رکھنا اور رمضان سے رمضان تک کے روزے رکھنا سال بھر کے روزوں اور ان کے افطار کے برابر ہے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی جو شخص ماہِ رمضان کے روزے رکھے پھر ہر مہینہ کے تین دن کے روزے رکھے پھر اگلے ماہ رمضان کے روزے رکھے تو یہ سال بھر کے روزوں اور افطاریوں کے برابر ہے۔

۴۶۳ (الجامع الصغیر: ۵۰۵۲) ــــ رواہ احمد ومسلم فی الصوم (۱۹۷) وصحیح البخاری (۲: ۵۳) کنز العمال (۲۳۹۰۷، ۲۴۲۰۳) حدیث صحیح.

سال بھر کے روزوں اور افطاریوں کا مطلب یہ ہے کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دنوں کے علاوہ باقی تمام سال کے دنوں کے روزے رکھنے کے برابر ثواب ملے گا۔

روزہ باعث صحت ہے

(حدیث ۴۶۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

صُومُوا تَصِحُّوا – ابن السنی وابو نعیم فی الطب عن ابی هریرة –(ح). (۴۶۴)

(ترجمہ) روزے رکھا کرو، صحت مند ہو جاؤ گے۔

(لطائف ومعارف)

حرالیؒ فرماتے ہیں: اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ روزہ دار کو اس کے جسم میں خیریت اور صحت اور رزق میں حصہ وافر حاصل ہوگا اور آخرت کا بہت بڑا اجر بھی ملے گا پس اس میں بدن کی صحت بھی ہے اور عقل میں تدبر اور فہم بھی حاصل ہوتا ہے اور نفس کی مرتبہ مؤمنین کی طرف انکساری بھی ہوتی ہے اور محسنین کے مرتبہ تک ترقی بھی، پس مومن کے لئے اس کے روزہ میں اس کے رب کی طرف سے برکت کی غذا ہوتی ہے جو شخص اس عمل کو نہیں پہنچا وہ اس درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ پس جس قدر لوگوں کے باطن ظاہر سے قوت پکڑتے ہیں اسی طرح سے مومن کا ظاہر باطن سے قوت پکڑتا ہے، حتیٰ کہ اس کے اعضاء میں اس کے نور باطن کی مدد سے قوت آجاتی ہے جیسا کہ یہ بات اہل ولایت اور دینداروں میں ظاہر ہوتی ہے۔ نیز روزہ میں دل کی غذا ہے، جس طرح سے کھانا جسم کو غذا پہنچاتا ہے۔ پس جو لوگ دینداری میں پختہ ہیں صبح شام خدا کی یاد میں مشغول ہیں اور اس کی رضا کے طالب رہتے ہیں ان کا تجربہ ہے کہ ہدایت اور

---

۴۶۴ (الجامع الصغیر: ۵۰۶۰) ــــ رواه ابن السنی وابو نعیم کلاهما فی الطب النبوی وقال الزین العراقی کلاهما سنده ضعیف (۳:۸۵) ولکن رمز السیوطی لحسنه. مجمع الزوائد للهیثمی (۵: ۳۲۴) تفسیر ابن کثیر (۶: ۳۰۱) درمنثور (۱: ۱۸۸۲) کنز العمال (۲۳۶۰۵)

صحت کی چابی بھوک میں ہے کیونکہ جب اعضاء اللہ کے سامنے کمزور ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ دل کو منور کر دیتے ہیں اور نفس میں چمک آ جاتی ہے اور جسم قوی ہو جاتا ہے اس لئے اولیاء کے دل عام مخلوق کے دل سے زیادہ قوی ہوتے ہیں۔

روزہ کے ظاہری اور باطنی فوائد

(حدیث ۴۶۵) حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ–(ن)عن معاذ–(صح).(۴۶۵)

(ترجمہ) روزہ ڈھال ہے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی دنیا میں گناہوں سے بچاتا ہے اس لئے کہ روزہ رکھنے سے خواہشات اور شہوات کا قلع قمع ہوتا ہے اور اعضاء کی گناہوں سے حفاظت ہوتی ہے اور آخرت میں جہنم سے بچاتا ہے۔

ایک روایت میں ہے: لَاتَشْبَعُوْا فَتُطْفِئُوْا نُورَ الْمَعْرِفَةِ مِنْ قُلُوبِكُمْ کہ اتنا سیر ہو کر نہ کھاؤ کہ اپنے دلوں سے معرفت کا نور بجھا دو۔ زیادہ کھانے سے سستی اور اونگھ بھی غالب ہوتی ہے جس سے عبادات کے وظائف میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے اور بدن قوی ہوتا ہے اور فضول مواد بڑھ جاتا ہے جس سے غصہ اور شہوت بھڑک اٹھتی ہے اور آدمی محرمات میں واقع ہو جاتا ہے۔

بعض علماء فرماتے ہیں: عوام کا روزہ کھانے پینے والی چیزوں سے رکنے کا ہوتا ہے اور خواص کا روزہ غافل کرنے والی چیزوں سے بھی ہوتا ہے پس عوام کا روزہ جہنم میں جلنے سے ڈھال بنتا ہے اور خواص کا روزہ ان کے قلوب کے لئے حجاب اور افتراق کے سامنے ڈھال بنتا ہے۔

---

۴۶۵ (الجامع الصغیر: ۵۱۶۴) ــــ رواہ النسائی والقضاعی فی مسند الشہاب وقال العامری فی شرحہ صحیح ورواہ مسلم باب الصیام (۳۰)

بہترین نفلی روزے، بہترین نفلی نماز

(حدیث ۴۶۶) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللهِ صِيَامُ دَاوُدَ، كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا. وَأَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللهِ صَلَاةُ دَاوُدَ، كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُوْمُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ -(حم،ق، د،ن) عن ابن عمرو -(صح)(۴۶۶)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب حضرت داود علیہ السلام کا روزہ رکھنے کا طریقہ ہے، آپ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن چھوڑ دیتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ نماز داود علیہ السلام کی نماز ہے، آپ آدھی رات تک سوتے تھے پھر ایک تہائی نماز میں گزارتے تھے پھر رات کا چھٹا حصہ آرام کرتے تھے۔

(لطائف ومعارف)

امام غزالیؒ فرماتے ہیں: حضرت داود علیہ السلام کا روزے کا یہ طریقہ زیادہ پسندیدہ اس لئے ہے کہ جو شخص مسلسل روزے رکھے تو روزہ رکھنا اس کی عادت بن جاتا ہے، اس لئے یہ طریقہ مستحسن نہیں ہے کیونکہ اس طرح سے اس کے نفس میں نہ تو صحیح طریقے سے انکساری آتی ہے، نہ دل کی صفائی اور نہ شہوات میں ضعف کیونکہ اس طرح سے نفس صرف اس عادت کا عادی بنے گا نہ کہ خلاف نفس عادات کا چھوڑنے والا۔ اگر آپ غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اطباء دوا کو عادت کے طور پر پینے سے منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں جب کوئی مریض کسی دوا کے پینے کی عادت بنالیتا ہے تو وہ دوا اس مریض کو اس مرض کے لئے نفع نہیں دیتی کیونکہ مریض کا مزاج اس دوا سے مالوف ہوجاتا ہے اور دل کی طب بدن کی طب کے قریب ہے۔ اھ

---

۴۶۶ (الجامع الصغیر: ۲۱۲) ـــ سنن دارمی (۲: ۲۰) مسند احمد، بخاری، مسلم ابو داود، نسائی (۳: ۲۱۴، ۴: ۱۹۸) ابن ماجة.

حضرت ابوشامہ فرماتے ہیں کہ آدمی کبھی روزہ رکھے اور کبھی چھوڑ دے، ہمیشہ روزہ نہ رکھے تاکہ جہاد میں کمزوری نہ ہو۔

رات کے آدھی تہائی گزرنے کے بعد آدمی عبادت میں مشغول ہو کیونکہ رات کا نصف اخیر تجلی کا وقت ہوتا ہے اور یہ سب سے بڑے اوقات عبادت اور رات اور دن کے سب سے افضل اوقات میں سے ہے۔

فرض نماز روزہ کے بعد افضل نماز اور روزہ

(حدیث ۴۶۷) حضرت ابوہریرہ اور حضرت جندب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الْمَکْتُوْبَۃِ الصَّلٰوۃُ فِی جَوْفِ اللَّیْلِ وَاَفْضَلُ الصِّیَامِ بَعْدَ شَھْرِ رَمَضَانَ شَھْرُ اللّٰہِ الْمُحَرَّمُ — (م ۴) عن ابی ھریرۃ، الرویانی فی مسندہ (طب) عن جندب. (۴۶۷)

(ترجمہ) فرض نمازوں کی ادائیگی کے بعد سب سے افضل نماز تہجد کی نماز ہے اور ماہ رمضان کے روزوں کے بعد سب سے افضل روزے اللہ کے مہینہ محرم کے ہیں۔

(لطائف ومعارف)

فرائض اور سنن مؤکدہ کے بعد سب سے افضل نماز رات کے وقت تہجد کی نماز کا پڑھنا ہے کیونکہ رات کے وقت خشوع بھی زیادہ ہوتا ہے، جمعیت قلب بھی اور خلوت ربانی بھی اور اس لئے بھی کہ رات کا وقت سکون اور راحت کا وقت ہے پس جب کوئی شخص عبادت کی طرف متوجہ ہوگا تو یہ اس کے نفس پر زیادہ شدید اور زیادہ مشقت والی عبادت ہوگی اور بدن کو زیادہ دیر کھڑا رکھنے والی اور تھکا دینے والی ہوگی پس اس طرح سے یہ نماز زیادہ تکلیف دہ اور اللہ کے نزدیک زیادہ فضیلت والی ہوگی۔

---

۴۶۷ (الجامع الصغیر: ۱۲۷۴) — رواہ مسلم (۲۰۲، ۲۰۳) والنسائی (۳: ۲۰۷) وابو داود (۲۴۲۹) والترمذی (۷۴، ۴۳۸) وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ والرویانی فی مسندہ والطبرانی فی معجمہ الکبیر عن جندبؓ، سنن الکبری للبیھقی (۴: ۲۹۱) مشکوۃ (۲۰۳۹)

تہجد کی نماز رات کی نیند کرنے کے بعد ادا کرنا افضل ہے اور حدیث میں جو ''جوف اللیل'' کا لفظ مذکور ہے تو اس سے مراد رات کا چوتھا یا پانچواں سدس ہے کیونکہ یہ دونوں سدس باقی حصوں سے زیادہ کامل درجہ رکھتے ہیں۔

اور اس لئے بھی تہجد کی نماز افضل ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اس پر پابندی فرمائی ہے اور یہ جاگنے کے اعتبار سے سب سے مشقت والا وقت ہوتا ہے اور راحت کے لئے بھی محبوب ہوتا ہے اور تہجد اس لئے بھی افضل ہے کہ اس سے دلوں کی صفائی بہت اچھے طریقے سے ہوتی ہے اور قبولیت کا بھی قریب ترین وقت ہوتا ہے۔

ماہ محرم کی خصوصیت باقی مہینوں کی بجائے اس لئے ہے کہ ماہ محرم میں عاشورہ کا دن آتا ہے پس معلوم ہوا کہ نفلی روزوں کے لئے سب سے افضل مہینہ محرم کا ہے پھر رجب کا ہے پھر باقی حرمت کے مہینے پھر شعبان کا مہینہ ہے۔

جہاد میں روزہ رکھنا جہنم سے ستر سال دور کر دیتا ہے

(حدیث ۴۶۸) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ بَعَّدَ اللهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا۔ (حم، ق، ت، ن) عن ابی سعید۔ (صح). (۴۶۸)

(ترجمہ) جس شخص نے فی سبیل اللہ ایک دن کا روزہ رکھا' اللہ تعالیٰ اس کے چہرہ کو جہنم سے ستر سال کے برابر دور کر دیں گے۔

(لطائف و معارف)

فی سبیل اللہ کا معنی اللہ کے لئے روزہ رکھنا ہے یا اللہ کی رضا کے لئے یا جہاد میں روزہ رکھنا ہے یا حج میں چاروں شکلوں میں جب کوئی شخص روزہ رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ستر سال جہنم سے دور کر دیں گے۔

---

۴۶۸ (الجامع الصغیر: ۸۷۸۰) ــــ رواہ أحمد والبخاری (۴: ۳۲) ومسلم (۱۶۸) والترمذی والنسائی (۴: ۱۷۳)

چہرہ سے مراد روزہ دار کی ذات ہے، چہرہ کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ اس کا چہرہ ستر سال کی مسافت پر بھی جہنم کو نہیں دیکھ سکے گا۔

اللہ کے راستہ میں نکلے ہوئے جو شخص روزہ رکھے گا تو اس نے دو قسم کی مشقتیں اٹھائیں، ایک روزہ رکھنے کی مشقت اور ایک جہاد کی مشقت اس لئے وہ اس مرتبہ کا مستحق ہوا۔

حدیث میں ستر سال کا لفظ عرب کی عادت کے موافق ذکر کیا گیا ہے کہ وہ کسی چیز کی کثرت بیان کرنا چاہتے تو ستر کا عدد بولتے۔

جہاد میں روزہ رکھنا اس وقت درست ہے جب روزہ اس کو جہاد سے کمزور نہ کرے ورنہ اس کے لئے روزہ چھوڑ دینا افضل ہے۔

مسافر پر نماز و روزہ کی تخفیف

(حدیث ۴۶۹) حضرت انسؓ بن مالک القشیری سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ الصَّوْمَ وَشَطْرَ الصَّلٰوۃِ۔ عن انس بن مالک القشیری، وماله غیره — (صح). (۴۶۹)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزہ کو اور آدھی نماز کو معاف کر دیا ہے۔

(لطائف و معارف)

مسافر کے لئے حالت سفر میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے لیکن جب حالت سفر ختم ہو تو جتنے روزے حالت سفر میں چھوٹ گئے ہیں ان کی قضاء کرنا فرض ہے لیکن حالت سفر کے چار رکعات والے فرض میں تخفیف کر کے دو کر دیئے گئے ہیں، باقی تین رکعات اور دو رکعات والے فرض پورے پورے پڑھے جائیں، ان میں تخفیف نہیں ہے اور ایسے ہی سنن و نوافل کی رکعات میں بھی تخفیف نہیں ہے۔ اگر سہولت ہو تو مکمل سنن و نوافل پڑھے جائیں ورنہ ان کے چھوڑنے پر گناہ نہیں ہے۔

۴۶۹ (الجامع الصغیر: ۱۸۱۰) — رواه احمد والنسائی (۴: ۱۹۰) وابو داود والترمذی. وابن ماجة ولیس فی روایة الترمذی الصوم.

سفر میں مسافر کو غذا اور دیگر سفری ضروریات کے پیش نظر کافی دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس میں مسافر کا اپنا اختیار نہیں چلتا بلکہ وہ مختلف مقامات کے اعتبار سے پابندی پر مجبور ہوتا ہے اور یہ بھی کہ سفر ایک طرح سے عذاب کا ایک حصہ ہے اس لئے نماز روزہ میں تخفیف کردی گئی تاکہ بندے کو ڈبل تکلیف سے دین و دنیا کی مشقت میں اضافہ نہ ہو۔

سحری و افطار

سحری کھانا سنت ہے

(حدیث ۴۷۰) ایک صحابیؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ السُّحُوْرَ بَرَكَةٌ اَعْطَاكُمُوْهَا اللّٰهُ، فَلَا تَدَعُوْهَا۔ (حم،ن) عن رجل۔(صح). (۴۷۰)

(ترجمہ) سحری کھانے میں برکت ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطاء فرمائی ہے پس تم اس کو نہ چھوڑا کرو۔

(لطائف و معارف)

برکت کا معنی خیر کی زیادتی اور بڑھنا ہے اور ثواب کا زیادہ ہونا ہے۔

سحری کی اس امت کے ساتھ خصوصیت یہ ہے کہ اس سے پہلے کی امتوں میں سحری کی اجازت نہیں تھی، وہ شام کو روزہ کھولنے کے بعد جتنا وقت تک جاگتے تھے اس جاگنے کے وقت میں ان کو کھانے کی اجازت ہوتی تھی پھر جب سو جاتے تھے اس وقت سے ان کا روزہ شروع ہو جاتا تھا۔

سحری کھانا سنت مؤکدہ ہے بلکہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سحری چھوڑنا مکروہ ہے۔

---

۴۷۰ (الجامع الصغیر: ۲۰۰۷) ــــ رواہ احمد (۵: ۳۷۰) والنسائی، کنز العمال (۲۳۹۶۰) وھو حدیث صحیح

سحری کی برکت

(حدیث ۴۷۱) حضرت انس، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابن مسعود اور حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تَسَحَّرُوْا، فَاِنَّ فِی السُّحُوْرِ بَرَکَةً -(حم،ق،ت،ن، ہ) عن انس(ن)عن ابی هریرة،وعن ابن مسعود(حم)عن ابی سعید- (صح). (۴۷۱)

(ترجمہ) سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت رکھی گئی ہے۔

افطار کے وقت کی دعاء رد نہیں ہوتی

(حدیث ۴۷۲) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سردار دو جہاں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ لِلصَّائِمِ عِنْدَ فِطْرِهٖ لَدَعْوَةً مَاتُرَدُّ-(ک،ہ)عن ابن عمرو- (صح). (۴۷۲)

(ترجمہ) روزہ دار کے لئے روزہ افطار کرنے کے وقت ایسی دعا (کا موقع) ہے جو رد نہیں کی جاتی۔

(لطائف ومعارف)

اسی لئے اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب روزہ افطار کرتے تھے تو یہ دعا کرتے تھے:

یَاوَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ اِغْفِرْلِیْ.

---

۴۷۱ (الجامع الصغیر: ۳۲۹۱)___ رواه أحمد (۲: ۴۷۷، ۳: ۳۲، ۹۹) والبخاری (۳: ۳۸) ومسلم فی الصیام ب (۴۵)والترمذی والنسائی الصیام ب (۱۷، ۱۸)وابن ماجة عن انس (۱۶۹۲) والنسائی عن ابی هریرة وابن مسعود واحمد عن ابی سعید. مشکوة (۱۹۸۲) فتح الباری (۴: ۱۳۹) حدیث صحیح.

۴۷۲ (الجامع الصغیر: ۲۳۷۵)___ رواه ابن ماجة (۱۷۵۳) والحاکم فی الزکوٰة (۱: ۴۲۲) وعزاه السیوطی لصحته، تفسیر ابن کثیر (۱: ۳۱۶) درمنثور (۱: ۱۸۱) حدیث صحیح.

حکیم ترمذیؒ لکھتے ہیں اس امت کو قبولیت دعا کی عجیب شان عطاء فرمائی گئی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (تم مجھ سے مانگو میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا) جبکہ یہ خصوصیت اس امت سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ مخصوص تھی، پس اس امت کو بعض وہ خصوصیات دی گئیں جو انبیائے کرام کو دی جاتی تھیں لیکن جب اس امت کے لوگوں کے حالات اور ان کے قلوب خواہشات میں گھر گئے تو ان کے قلوب پر رکاوٹیں ڈال دی گئیں اور یہ روزہ خواہشات نفسانی کے آگے ڈھال ہے جب آدمی اپنی خواہش کو چھوڑتا ہے تو اس کے دل میں صفائی آتی ہے اور انوارات کا ورود ہوتا ہے اور اس کی دعا قبول کرلی جاتی ہے۔

اس حدیث کی فضیلت اور اسی طرح سے ایسی دیگر احادیث کی فضیلت اس شخص کو حاصل ہوسکتی ہے جو روزہ کو اس کا حق دے گا اور روزہ کا حق زبان، دل اور اعضاء کی (شرعی ممنوعات سے) حفاظت کرنا ہے۔

نفلی روزے

عاشورہ کا روزہ

(حدیث ۴۷۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

صُوْمُوْا یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ، یَوْمٌ کَانَتِ الْاَنْبِیَاءُ تَصُوْمُهٗ۔ (ش) عن ابی هریرة۔ (صح). (۴۷۳)

(ترجمہ) عاشوراء کا روزہ رکھا کرو، یہ وہ دن ہے جس میں حضرات انبیاء علیہم السلام روزہ رکھا کرتے تھے۔

عجوبہ:۔

خلیفہ القادر باللہ سے مروی ہے کہ وہ روزانہ چیونٹیوں کے لئے روٹی بھیجا کرتے

۴۷۳ (الجامع الصغیر: ۵۰۶۷) ــــ رواه ابن ابی شیبة ورمز السیوطی لصحته. ارواء الغلیل (۴: ۱۱۲)

تھے تو وہ ہر دن کھاتی تھیں مگر عاشوراء کے دن نہیں کھاتی تھیں۔

عاشورہ کے روزہ میں یہودیوں کی مخالفت کرو

(حدیث ۴۷۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

صُوْمُوْا يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ، وَخَالِفُوْا فِيْهِ الْيَهُوْدَ، صُوْمُوْا قَبْلَهُ يَوْمًا وَبَعْدَهُ يَوْمًا۔ (حم، ہ، ق) عن ابن عباس۔ (صح). (۴۷۴)

(ترجمہ) عاشوراء کے دن روزہ رکھا کرو اور اس میں یہودیوں کی مخالفت کرو، اس سے ایک دن پہلے بھی روزہ رکھو اور اس کے بعد بھی۔

نو ذی الحجہ کا روزہ

(حدیث ۴۷۵) حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَامَ يَوْمَ عَرَفَةَ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ سَنَتَيْنِ: سَنَةً اَمَامَهُ، وَسَنَةً خَلْفَهُ۔ (ہ) عن قتادة بن النعمان۔ (صح). (۴۷۵)

(ترجمہ) جس شخص نے نویں ذی الحجہ کا روزہ رکھا، اللہ تعالیٰ اس کے دو سال کے گناہ معاف کردیں گے۔ اگلے سال کے بھی اور پچھلے سال کے بھی۔

(لطائف ومعارف)

علامہ بلقینیؒ فرماتے ہیں: لوگوں کی کئی اقسام ہیں، کچھ تو وہ ہیں جن کے نہ صغیرہ گناہ ہیں نہ کبیرہ، ان کا نو ذی الحجہ کا روزہ ان کے لئے درجات ہی بڑھاتا ہے اور جن کے فقط صغیرہ گناہ ہوں اور ان پر ان کو اصرار بھی نہ ہو تو یہ روزہ ایسے گناہوں کا کفارہ بن

---

۴۷۴ (الجامع الصغیر: ۵۰۶۸) ــــ رواہ أحمد (۱: ۲۴۱) والبیهقی (۴: ۲۸۷) درمنثور (۶: ۳۴۵) کنز العمال (۲۴۲۲۱).

۴۷۵ (الجامع الصغیر: ۸۷۸۱) ــــ رواہ ابن ماجة (۱۷۳۱) وفیه ضعف من هشام بن عمار وعیاض بن عبدالله ولکن صححه السیوطی برمز الصحة. مجمع الزوائد (۳: ۱۸۹)

جاتا ہے جب تک کہ کبائر سے اجتناب موجود ہو اور جس کے چھوٹے گناہ ہوں اور ان پر اصرار بھی ہو تو ایسے گناہ عمل صالح سے جیسے نماز اور روزہ ہے معاف ہو جاتے ہیں اور جس شخص کے کبیرہ اور صغیرہ دونوں طرح کے گناہ ہوں تو عمل صالح فقط صغیرہ گناہوں کا کفارہ بنتا ہے اور جس شخص کے کبیرہ گناہ ہوں تو وہ اس کے نیک عمل کی بقدر معاف ہوں گے (اگر اس کا نیک عمل کبیرہ گناہ کے برابر ہوگا تو پورا گناہ معاف ہوگا اور اگر اس سے کم ہوگا تو جس درجہ کا ہوگا اتنے ہی درجہ کی معافی ہوگی اور بقیہ گناہ اس کے سر پر باقی رہے گا)۔

۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ کا روزہ

(حدیث ۴۷۶) حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

صُوْمُوْا اَيَّامَ الْبِيْضِ: ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ، هُنَّ كَنْزُ الدَّهْرِ — ابو ذر الهروی فی جزء من حدیثه عن قتادة بن ملحان — (صح). (۴۷۶)

(ترجمہ) ایام بیض کے روزے رکھا کرو (یعنی تیرہویں، چودہویں اور پندرہویں کا روزہ) یہ سال بھر کا خزانہ ہیں۔

(لطائف و معارف)

بعض اکابر صحابہؓ فرماتے تھے کہ میں روزہ سے ہوں پھر ان کو دیکھا گیا کہ وہ کھانا بھی کھاتے ہیں تو ان سے پوچھا گیا تو فرمایا: میں نے اس مہینہ میں تین دن کا روزہ رکھ لیا ہے اس لئے میں اللہ کے فضل سے روزہ میں ہوں اور میں اللہ کی مہمانی سے افطار کر رہا ہوں۔

اس بات کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص ہر مہینہ کے تین دن کے روزے رکھ لے تو باقی ایام بھی اللہ کے نزدیک اس کے روزہ کے ہو جاتے ہیں، اگرچہ وہ ان میں روزہ نہیں رکھتا لیکن روزہ کا اس کو ثواب ملتا ہے۔ اس لئے اگر وہ ان باقی دنوں میں کھاتا پیتا ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی مہمانی ہے اور روزہ کا ثواب بھی ملے گا۔

۴۷۶ (الجامع الصغیر: ۵۰۶۲) — رواه ابو ذر الهروی فی جزء من حدیثه. کنز العمال (۲۴۱۸۶)

زکوٰۃ - صدقات - عشر - ہدیہ

صدقۂ فطر کے احکام

(حدیث ۴۷۷) حضرت عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

صَدَقَةُ الْفِطْرِ صَاعُ تَمْرٍ اَوْصَاعُ شَعِيْرٍ عَنْ كُلِّ رَاْسٍ اَوْ صَاعُ بُرٍّ اَوْ قَمْحٍ بَيْنَ اثْنَيْنِ: صَغِيْرٍ اَوْ كَبِيْرٍ، حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ، ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى، غَنِيٍّ اَوْ فَقِيْرٍ اَمَّا غَنِيُّكُمْ فَيُزَكِّيْهِ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاَمَّا فَقِيْرُكُمْ فَيَرُدُّ اللّٰهُ عَلَيْهِ اَكْثَرَ مِمَّا اَعْطَاهُ—(حم، د) عن عبداللہ بن ثعلبة—(صح). (۴۷۷)

(ترجمہ) صدقۃ الفطر کھجور کا ایک صاع ہے یا جو کا ایک صاع ہر ایک فرد کی طرف سے یا گندم کا ایک صاع دو افراد کی طرف سے ہے چاہے چھوٹا ہو یا بڑا آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت، غنی ہو یا فقیر، غنی (کے صدقہ فطر سے) اللہ اس کا تزکیہ کر دیں گے اور فقیر کو اللہ تعالیٰ اس کی ادائیگی سے بھی زیادہ واپس کر دیں گے۔

کن ایام کے روزے ممنوع ہیں؟

(حدیث ۴۷۸) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ:

نَهٰى عَنْ صَوْمِ سِتَّةِ اَيَّامٍ مِّنَ السَّنَةِ ثَلَاثَةِ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ، وَيَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْاَضْحٰى، وَيَوْمِ الْجُمُعَةِ مُخْتَصَّةً مِنَ الْاَيَّامِ— الطيالسي عن انس—(ح). (۴۷۸)

---

۴۷۷ (الجامع الصغیر: ۴۹۹۰) ــــ رواہ احمد (۲: ۱۱۴) وابو داود مسند الحمیدی ۷۰۱)

۴۷۸ (الجامع الصغیر: ۹۴۸۳) ــــ ومستدرک حاکم (۱: ۴۳۴) مشکل الآثار (۴: ۱۱۲) شرح معانی الآثار (۲: ۷۲) رواہ ابو داود الطیالسی فی مسندہ وابو یعلی فی مسندہ وقال الهیثمی وهو ضعیف من طرقه کلها وتبعه ابن حجر فقال سنده ضعیف ولکن صحح السیوطی برمزه.

(ترجمہ) جناب نبی کریم ﷺ نے سال کے چھ دنوں کے روزے رکھنے سے منع فرمایا۔ تین ایام تشریق کے ایک عید الفطر کا، ایک عید الاضحیٰ کا اور تنہا جمعہ کے دن کا (جس کے ساتھ جمعرات یا ہفتہ کے دن کا روزہ نہ ملایا جائے)۔

(لطائف ومعارف)

ایام تشریق سے مراد گیارہ، بارہ اور تیرہ ذوالحجہ کے ایام ہیں، ان میں بھی روزہ رکھنا ممنوع ہے اور تنہا جمعہ کے دن کا روزہ رکھنا جس کے آگے پیچھے جمعرات یا ہفتہ کا روزہ نہ رکھا جائے، مکروہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی ایک دن کو کسی عبادت کے لئے خاص کرنا جس کو شرعاً اس دن کے لئے مخصوص نہ کیا گیا ہو ممنوع ہے۔ اس لئے اگر کوئی شخص جمعہ کا روزہ رکھنا چاہے تو وہ جمعہ سے پہلے یا بعد کے دن میں بھی روزہ رکھ لے۔

خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا

(حدیث ۴۷۹) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا تَصُوْمَنَّ امْرَاَةٌ اِلَّا بِاِذْنِ زَوْجِهَا۔ (حم، د، حب، ک) عن ابی سعید۔ (صح). (۴۷۹)

(ترجمہ) کوئی عورت ہرگز (نفلی) روزہ نہ رکھے مگر اپنے خاوند کی اجازت کے ساتھ (جبکہ اس کا خاوند موجود ہو)۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ عورت سے خاوند کو حق تمتع ہر وقت حاصل ہے اور روزہ اس کیلئے رکاوٹ ہے اور خاوند کا حق فوری ہے جو نفل سے ختم نہیں ہوسکتا لیکن اگر عورت نے خاوند کی اجازت کے بغیر روزہ رکھ لیا تو روزہ صحیح ہوگا لیکن روزہ رکھنے میں عورت گناہ گار ہوگی۔

---

۴۷۹ (الجامع الصغیر: ۹۸۱۵) ___ مصنف عبدالرزاق (۷۸۸۶) مشکل الآثار (۲: ۴۲۴) رواہ احمد (۳: ۸۰) وابو داود وابن حبان والحاکم بل رواہ البخاری باللفظ المذکور ومسلم فی الزکوۃ بلفظ: لایحل لامرۃ ان تصوم وزوجها شاهد إلا باذنه وخرجه البخاری فی النکاح لکنه لم یقل "وهو شاهد"

علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ شافعیہ کا مذہب یہ ہے کہ ایسے روزہ پر عورت کو ثواب نہیں ملے گا۔

اگر خاوند اپنے وطن سے دور ہو تو عورت کے لئے روزہ رکھنا مکروہ نہیں ہے بلکہ مسنون ہے۔ امام ابوزرعہؒ نے خاوند کے وطن سے دور ہونے میں یہ شق بھی شامل کی ہے کہ مرد بیمار ہو اور عورت سے تمتع نہ کر سکتا ہو۔

اگر عورت نے رمضان کا روزہ رکھنا ہو یا کسی فرض روزے کی یا نذر کے روزہ کی قضاء کرنی ہو تو اس کے لئے خاوند سے اجازت لینا ضروری نہیں۔ ہاں اگر شریعت ایسے روزہ کی کسی موقع پر تاخیر کی اجازت دیتی ہو تو اس روزہ کا حکم نفل کا ہوگا اور اگر خاوند اجازت دے دے تو پھر تو کوئی حرج ہی نہیں۔

کتاب الزکوٰۃ والصدقات

۱ - زکوٰۃ

۲ - صدقات

۳ - عشر

۴ - اقسام صدقات

۵ - قرض

۶ - فضائل زکوٰۃ - صدقات - قرض

۷ - مستحقین زکوٰۃ - صدقات - عشر

کتاب الزکوۃ والصدقات

زکواۃ ادا کرنے سے مال کا شر دور ہو جاتا ہے

(حدیث ۴۸۰) حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا أَدَّيْتَ زَكَاةَ مَالِكَ فَقَدْ اَذْهَبْتَ عَنْكَ شَرَّهُ۔ ابن خزيمة (ك) عن جابر –(صح). (۴۸۰)

(ترجمہ) جب تو اپنے مال کی زکواۃ ادا کر دے تو تو نے اپنے سے اس کے شر کو دور کر دیا (چاہے وہ شر دنیاوی ہو جیسے مال کا تلف ہو جانا اور برکت کا مٹ جانا یا آخرت کا ہو جیسے عذاب میں مبتلا ہو جانا..... اور جو شخص اپنے مال کی زکواۃ نہیں نکالے گا تو مال اس پر گنجے سانپ کی شکل میں قیامت کے دن اس کے گلے کا طوق بن جائے گا اور اس کو بکریاں اپنے کھروں سے روندیں گی اور اپنے سینگ ماریں گی اور اس طرح کے دوسرے عذابوں میں مبتلا ہو گا جن کی احادیث میں تفصیل آتی ہے)۔

سید کو صدقات واجبہ دینا جائز نہیں ہے

(حدیث ۴۸۱) حضرت حسن بن علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

أَنَّ اللّٰهَ تَعَالَى حَرَّمَ عَلَيَّ الصَّدَقَةَ ، وَعَلٰى أَهْلِ بَيْتِيْ. ابن سعد عن الحسن بن علي .(ض). (۴۸۱)

---

۴۸۰ (الجامع الصغير: ۳۷۲) ___ السنن الكبرى للبيهقي (۴:۸۴) رواه ابن خزيمة في صحيحه والحاكم في الزكاة وقال على شرط مسلم وأقره الذهبي في التلخيص عن جابر مرفوعا وموقوفا قال الذهبي في المهذب والأصح أنه موقوف وقال ابن حجر في الفتح إسناده صحيح لكن رجح أبو زرعة رفعه وله شاهد أيضا.

۴۸۱ (الجامع الصغير: ۱۷۲۷) ___ رواه ابن سعد في الطبقات (۱،۲:۱۰۷) كنز العمال (۱۶۵۱۳)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اور میرے اہل بیت پر صدقہ (کا استعمال) حرام قرار دیا ہے۔

(لطائف ومعارف)

چاہے صدقہ نفلی ہو یا فرضی حضورؐ پر حرام ہے اور اہل بیت مؤمنین بنو ہاشم اور بنو مطلب پر فرضی صدقہ (زکوٰۃ، فطرانہ وغیرہ) حرام ہے کیونکہ یہ لوگوں کا میل کچیل ہے اس لئے نہ تو یہ حضرت محمد ﷺ کے لئے حلال ہے اور نہ آل محمد ﷺ کے لئے، اہل بیت سے یہاں اس حدیث میں آل رسول مراد ہیں جو بنو ہاشم اور بنو مطلب ہوں اور مؤمن بھی ہوں۔ لہٰذا آج کے زمانہ میں جو سید ہاشمی یا مطلبی ہوں ان کو زکوٰۃ اور صدقات واجبہ دینا جائز نہیں ہیں۔

کونسی زمینوں میں کتنا عشر ہے

(حدیث ۴۸۲) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فِيْمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْاَنْهَارُ وَالْعُيُوْنُ اَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرُ وَفِيْمَا سُقِيَ بِالسَّوَانِي اَوِ النَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ — (حم، ح، ۴) عن ابن عمرو. (۴۸۲)

(ترجمہ) جس کھیت کو بارش یا نہریں یا چشمے یا سیلاب پلائے، اس میں دسواں حصہ عشر لازم ہوگا اور جس کو رہٹ سے پانی پلایا جائے یا کھینچ کر پلایا جائے اس میں آدھا عشر ہے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی جو بارشی زمینیں ہیں یا سیلاب سے سیراب کی جاتی ہیں تو ان کا کل پیداوار کا دسواں حصہ بطور عشر کے دینا واجب ہے اور جس زمین کو پانی کنوئیں سے یا ٹیوب ویل سے پلایا جائے یا نہری پانی قیمتاً حاصل کر کے یا آبیانہ دے کر کے پلایا جائے تو اس

۴۸۲ (الجامع الصغیر: ۵۹۶۹) ــــ رواہ أحمد (۳: ۳۵۳) والبخاری و ابو داود (۱۵۹۶) والنسائی (۵: ۴۱، ۴۲) والترمذی (۶۳۹) وابن ماجة (۱۸۱۶)

میں کل پیداوار کا بیسواں حصہ بطور عشر کے دینا ضروری ہے۔
احناف نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ زمین کی پیداوار چاہے کم ہو یا زیادہ اس میں عشر ہے۔

صدقہ سے بیماریوں کا علاج

(حدیث ۴۸۳) حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

دَاوُوْا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ–ابو الشيخ فى الثواب عن ابى امامة. (۴۸۳)

(ترجمہ) اپنے بیماروں کا علاج صدقہ کے ساتھ کیا کرو۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ طب کی دو قسمیں ہیں، جسمانی اور روحانی اور حضور ﷺ نے دونوں کی رہنمائی فرمائی ہے۔ اس حدیث میں بیماروں کا علاج صدقہ کے ساتھ کرنے کا حکم فرمایا ہے اور بہت سے حضرات نے اس کا تجربہ بھی کیا اور انہوں نے روحانی دواؤں کو اتنا اثر انگیز پایا کہ وہ اثر ان کو حسی دواؤں سے نہ پہنچا اور اس چیز کا وہی انکار کرے گا جس پر کثیف حجاب ہو۔

حضور ﷺ دلوں کے طبیب ہیں پس جو شخص اپنے پاس رب العباد کی طرف توجہ کی کامل استعداد رکھتا ہے، اس کے لئے حضور ﷺ کا حکم ہے کہ وہ طب روحانی کا علاج کرے اور جو اس درجہ میں نہیں ہے تو وہ حسی دواؤں سے علاج کرے۔

سفر السعادۃ میں لکھا ہے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بیماریوں کا علاج تین قسم سے کرتے تھے۔ طبعی دواؤں سے اور الٰہی دواؤں سے اور طبعی اور الٰہی کے مرکب سے۔

---

۴۸۳ (الجامع الصغير: ۴۱۶۵) ــــ رواه ابو الشيخ فى الثواب ورواه البيهقى فى سننه (۳: ۳۸۲) والخطيب من حديث ابن مسعود ورواه ايضا الطبرانى فى المعجم الكبير من حديث ابى امامة (۱۰: ۱۵۸) والديلمى من حديث ابن عمر وعزاه السيوطى لهما فى الدرر (۸۴) مجمع الزوائد (۳: ۶۳) تاريخ بغداد للخطيب البغدادى (۶: ۳۳۴، ۱۳: ۲۱).

سلک الجواہر میں لکھا ہے ضرورت کے وقت صدقہ کرنا سنت مؤکدہ ہے' خواص مومنین اللہ کے سامنے اپنی حاجات رکھنے سے پہلے صدقہ کرتے تھے جس درجہ میں ان کے مریض کو شفاء کی احتیاج ہوتی تھی لیکن جس قدر دکھ زیادہ یا کم ہوتا تھا اسی مقدار میں صدقہ زیادہ یا کم ہوتا تھا۔ حتیٰ کہ جب وہ کسی مخفی مصیبت کو دور کرنا چاہتے تو کسی ایسی چیز کا صدقہ کرتے جو کسی کو معلوم نہ ہوتا۔ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کے معاملہ کو سمجھتے تھے جب ان کو کوئی ضرورت پیش آتی تھی جس کو یہ جلدی سے حاصل کرنا چاہتے تھے جیسے مریض کی صحت تو عمدہ کھانا تیار کرنے کا حکم دیتے' جس کے ساتھ کامل دنبے کا گوشت بھی تیار ہوتا تھا پھر اس کے کھانے پر اللہ کے لئے ٹوٹے ہوئے دلوں والے حضرات کو بلاتے تھے' ان کا ارادہ یہ ہوتا تھا کہ جان کے بدلہ میں جان کا فدیہ ہو جائے گا اور بعض حضرات کا جب کوئی مریض ہوتا تو وہ اپنے نزدیک زیادہ قیمتی چیز کو بطور صدقے کے خرچ کرتا جیسے لونڈی یا غلام کو آزاد کرنا یا گھوڑے کی قیمت فقراء پر تقسیم کرنا اور فقراء بھی وہ جو دست سوال دراز کرنے سے بچتے ہوں۔

سوال: علامہ حلیمی فرماتے ہیں: اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اعمال اور صحت اور بیماری کو متعین نہیں کر دیا پھر صدقہ وغیرہ سے علاج کا کیا فائدہ ہے۔

جواب: یہ بات درست ہے کہ اللہ کے نزدیک بعض بیماریوں کا علاج دوا سے ہو اور وہ صحیح ہو جائے اور اگر لا علاج چھوڑ دیا جائے تو بیماری اس کو ہلاک کر دے۔

خرچ کرنیوالا ہاتھ افضل ہے

(حدیث ۴۸۴) حضرت عبداللہ بن عمرؓ مروی ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِنَ الْیَدِ السُّفْلٰی، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ۔ (حم، طب) عن ابن عمر۔ (صح): (۴۸۴)

---

۴۸۴ (الجامع الصغیر: ۱۰۰۲۷) ــــ رواہ احمد (۳: ۳۳۰، ۳۴۶، ۵: ۲۶۲) والبخاری (۲: ۱۳۹) ومسلم باب الزکاۃ (۹۵، ۹۷) والطبرانی فی الکبیر (۳: ۲۲۸) وقال الهیثمی رجاله رجال الصحیح وقال المنذری اسناده حسن وهو فی البخاری بتقدیم وتاخیر.

(ترجمہ) اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے (یعنی خرچ کرنے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے افضل ہے) اور خرچ کرنا اس سے شروع کر جس کا خرچ تیرے ذمہ ہو۔

(لطائف ومعارف)

علامہ راغبؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اشارہ ہے کہ معلم دین متعلم سے افضل ہے۔

کل مال کا صدقہ نہ کرو

(حدیث ۴۸۵) حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَمْسِکْ عَلَیْکَ بَعْضَ مَالِکَ فَهُوَ خَیْرٌ لَکَ۔ (ق، ۳) عن کعب بن مالک (صح). (۴۸۵)

(ترجمہ) حضرت کعبؓ کی جب توبہ قبول ہوئی تو آپؓ نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ میری توبہ کی تکمیل اس سے ہوگی کہ میں اپنا مال اللہ اور اس کے رسولؐ کے لئے صدقہ کر دوں تو آپؐ نے ان سے فرمایا: اپنے پاس اپنا کچھ مال روک کے رکھ یہ تیرے لئے بہتر ہے۔

(لطائف ومعارف)

آپؐ نے حضرت کعبؓ کو یہ حکم اس لئے فرمایا: تاکہ ان کو فقر کا ضرر نہ ہو اور فاقہ پر عدم صبر کی حالت طاری نہ ہو، پس سب مال کا صدقہ کرنا محبوب عمل نہیں ہے مگر اس شخص کے لئے جس کا یقین قوی ہو جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور جو آپؓ کے درجہ کے ہوں اور ایسے حضرات بہت کم ہیں۔

---

۴۸۵ (الجامع الصغیر: ۱۶۴۶) ــــ رواہ البخاری (۲: ۱۳۹) ومسلم فی التوبة (ب ۵۳) وابو داود (۳۳۱۷) والنسائی (۷: ۲۲۰۲۳) والترمذی (۳۱۰۲) مسند احمد (۳: ۴۵۴) تفسیر ابن کثیر (۴: ۱۶۹) التاریخ الکبیر (۵: ۳۰۳).

سائل کو خالی ہاتھ نہ لوٹاؤ

(حدیث ۴۸۶) حضرت حواء بنت السکن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

رُدُّوْا السَّائِلَ وَلَوْ بِظِلْفٍ مُحْرَقٍ- (حم، تخ) عن حواء بنت السكن-(ح). (۴۸۶)

(ترجمہ) مانگنے والے کو کوئی چیز دے کر روانہ کرو اگرچہ بکری کا جلا ہوا کھر ہی کیوں نہ ہو (یعنی کوئی معمولی سا ہدیہ ہی کیوں نہ ہو)۔

ردی چیز کا صدقہ نہ کرو

(حدیث ۴۸۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس گوہ لائی گئی تو آپؐ نے اس سے نہ کھایا۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! کیا آپ اس کو مساکین کو نہیں کھلا دیتے تو اس پر حضورؐ نے ارشاد فرمایا:

لَا تُطْعِمُوا الْمَسَاكِيْنَ مِمَّا لَا تَأْكُلُوْنَ-(حم)عن عائشة - (ض). (۴۸۷)

(ترجمہ) مساکین کو اس میں سے مت کھلاؤ جو تم نہیں کھاتے۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہے اور وہ پاکیزہ چیز کو ہی قبول کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْاَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ. (سورة البقرة: ۲۶۷) (اے ایمان والو! خرچ کیا کرو عمدہ چیز کو اپنی کمائی میں سے اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کیا ہے اور ردی چیز کی طرف نیت مت لے جایا کرو کہ اس میں سے خرچ کردو)۔

---

۴۸۶ (الجامع الصغير: ۴۴۵۰) ــــ رواه احمد فی مسنده (۴: ۷۰) والبخاری فی التاريخ الكبير (۵: ۲۶۳) وهو حديث حسن.

۴۸۷ (الجامع الصغير: ۹۸۲۵) ــــ رواه احمد كنز العمال (۱۶۲۴۷، ۱۶۲۹۸).

صدقہ کے ذریعے جہنم سے بچنے کی از حد کوشش کرو

(حدیث ۴۸۸) حضرت عائشہؓ وغیرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ (ق ن) عن عدی بن حاتم (حم) عن عائشة (طس) والضیاء عن أنس، البزار عن النعمان بن بشیر، وعن أبی هریرة (طب) عن ابن عباس، وعن أبی أمامة—(صح) (۴۸۸)

(ترجمہ) جہنم سے بچو اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ صدقہ انسان کے اور دوزخ کے درمیان حجاب بن جاتا ہے' اگرچہ صدقہ انتہائی معمولی چیز کا ہی کیوں نہ ہو' جس سے کسی انسان کی یا چھوٹے سے بچہ کی جان بچ سکتی ہو' حدیث شریف مین کھجور کے ٹکڑے کا ذکر کیا ہے' کھانے کے لقمہ کا نہیں کیونکہ اہل حجاز کا عام طور پر یہی کھانا ہوتا تھا اور جہنم سے بچنے کا مطلب گناہوں کا مٹانا ہے' جیسا کہ قرآن کریم میں ہے "اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ" (نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں) اور حدیث شریف میں ہے ھ "اتبع السیئة الحسنة تمحها" (گناہ ہو جائے تو اس کے بعد نیکی کر لو' یہ گناہ کو مٹا دے گی) جس درجہ کی نیکی ہو گی اسی درجہ کے گناہ کو مٹائے گی لیکن پھر بھی آدمی کسی گناہ کو اور نیکی کو معمولی نہ سمجھے' گناہ کی نحوست سے آدمی تباہ ہو سکتا ہے اور نیکی کی برکت سے نجات پا سکتا ہے۔

بخاری و مسلم میں مذکورہ بالا حدیث کے الفاظ حضرت عدی بن حاتمؓ نے اس طرح سے بیان فرمائے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم میں سے ہر شخص عنقریب اپنے رب تعالیٰ سے گفتگو کرے گا جبکہ اس کے اور

---

۴۸۸ (الجامع الصغیر: ۱۴۳) ــــ بخاری (۲: ۱۲۶) مسلم فی الزکوة ب (۶۸) عن عدی بن حاتم' در منثور (۱: ۳۵۵' ۶: ۳۸۲) مسند احمد عن عائشة' طبرانی اوسط والضیاء عن انس' مسند بزار عن النعمان بن بشیر وعن ابی هریرة' طبرانی کبیر عن ابن عباس و عن ابی امامة' حدیث صحیح.

اللہ کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا' پس وہ اپنے اچھے اعمال دیکھے گا تو اس کو کچھ نظر نہیں آئے گا مگر جو کچھ وہ آگے بھیج چکا تھا اور اپنے برے اعمال دیکھے گا تو اس کو کچھ نظر نہ آئے گا مگر جو کچھ وہ آگے بھیج چکا تھا' اور اپنے آگے دیکھے گا تو اسے جہنم نظر آئے گی پس تم جہنم سے بچو' اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو۔

صدقہ' درگزر اور تواضع کے ثمرات

(حدیث ۴۸۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَانَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ، وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا، وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ۔ (حم، م، ت) عن ابی هریرة۔ (صح). (۴۸۹)

(ترجمہ) صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ بندے کے درگزر کرنے سے اس کی عزت ہی بڑھاتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کیلئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بلند کر دیتے ہیں (اور اس کے مراتب بڑھا دیتے ہیں)۔

(لطائف ومعارف)

صدقہ کرنے سے مال کم نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس مال سے صدقہ ادا کیا جائے' اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال دیتے ہیں اور اس سے مفاسد اور نقصانات دور کر دیتے ہیں اور صدقہ کے بعد اس مال میں ایسی صورتیں پیدا کر دیتے ہیں جو زیادہ نافع' پاکیزہ اور اکثر ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِنْ شَیْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ.

اور آخرت میں صدقہ کرنے والے کو بڑا اجر دیا جائے گا' بعض کاملین حضرات بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے مال میں سے صدقہ کیا تو کچھ بھی کمی واقع نہ ہوئی' اس کا مطلب یہ ہے کہ بسا اوقات صدقہ کرنے سے مال جوں کا توں رہتا ہے حقیقۃً

۴۸۹ (الجامع الصغیر: ۸۱۲۰)۔۔۔ رواہ احمد ومسلم فی الادب والترمذی فی البر (۲۰۲۹) شرح السنة للبغوی (۶: ۱۳۳)

کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔

علامہ فاکہانیؒ فرماتے ہیں: مجھے ایک آدمی نے بیان کیا جس پر مجھے پورا اعتماد ہے کہ اس نے بیس درہم میں سے ایک درہم کا صدقہ کیا پھر ان کا وزن کیا تو ان میں سے کچھ بھی کمی نہ تھی اور میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔

جو شخص کسی کو معاف کرتا ہے تو اس کی عزت بڑھ جاتی ہے' لوگوں کے دلوں میں اس کے درگذر کرنے کی وجہ سے اس کا وقار بڑھ جاتا ہے یہ تو ہے اس کے ساتھ دنیا کا معاملہ اور دنیا و آخرت دونوں میں اس کا ثواب بھی بڑھا دیا جاتا ہے اور ایسے شخص کی لوگوں کی نظر میں قدر و منزلت میں بھی اضافہ کر دیا جاتا ہے اور آخرت میں بھی اس کو ایسی عظمت دی جائے گی اور ایسا منبر عطاء کیا جائے گا جو کبھی فنا نہ ہوگا۔

جاننا چاہئے کہ مال میں بخل کرنا انسان کی جبلت میں سے ہے اور غضب و انتقام لینے میں درندگی کی صفت بھی موجود ہوتی ہے اور تکبر بھی کرتا ہے جو کہ شیطنت کے نتائج میں سے ہے' آنحضرت ﷺ نے اس ارشاد میں ان خرابیوں کو انسان سے دور کرنے کے لئے سب سے پہلے صدقہ کرنے کی ترغیب دی تا کہ آدمی سخاوت اور مہربانی کے زیور سے آراستہ ہو جائے دوسرے یہ کہ عفو و درگزر سے مزین ہوتا کہ اس کو حلم اور وقار کی عزت حاصل ہو' تیسرے یہ کہ تواضع اختیار کرے تا کہ دنیا اور آخرت میں اس کے درجات بلند ہوں۔

مسلمان گھرانے کی کفالت کا ثواب

(حدیث ۴۹۰) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ عَالَ اَهْلَ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَهُمْ وَلَيْلَتَهُمْ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ ذُنُوْبَهٗ—ابن عساکر عن علی —(صح). (۴۹۰)

(ترجمہ) جس شخص نے مسلمانوں کے کسی گھرانے کی ایک دن اور رات کی

۴۹۰ (الجامع الصغیر: ۸۸۴۶) ــــ رواہ ابن عساکر فی تاریخہ' البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر (۹: ۱۷۰)

(بھی) کفالت کی اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کردیں گے۔

(لطائف ومعارف)

کفالت کا مطلب یہ ہے کہ ان کے دن رات کی حاجت پوری ہوجائے اور ان کو کچھ لباس خوراک مل جائے اللہ تعالیٰ اس کے چھوٹے گناہ معاف کردیں گے۔

جو شخص مسلسل ایک عرصہ تک کسی گھرانے کی کفالت کرے گا اس کے ثواب کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے۔

لباس پہنانے کا صدقہ اور ثواب

(حدیث ۴۹۱) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ كَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا اِلَّا كَانَ فِيْ حِفْظِ اللهِ تَعَالٰى مَادَامَ عَلَيْهِ مِنْهُ خِرْقَةٌ—(ت)عن ابن عباس—(ح). (۴۹۱)

(ترجمہ) جو مسلمان بھی کسی مسلمان کو کوئی کپڑا پہنائے گا تو یہ شخص اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا جب تک کہ اس کپڑے کا کوئی بھی ٹکڑا اس (مسلمان بھائی) پر رہے گا۔

(لطائف ومعارف)

بعض حضرات جو کہتے ہیں کہ دولت مندی فقر سے افضل ہے، وہ اس حدیث سے اس کی فضیلت پر استدلال کرتے ہیں کیونکہ نفع پہنچانا اور احسان کرنا اللہ کی صفت ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی بعض صفت سے موصوف ہونے کو دوسروں کے لئے پسند کرتا ہے، پس غنی کی صفت سخاوت کرنا ہے، اس لئے وہ اس غنی کو پسند کرتا ہے جو سخاوت کرتا ہو۔

لوگوں سے اچھا برتاؤ صدقہ ہے

(حدیث ۴۹۲) حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

۴۹۱ (الجامع الصغیر: ۸۱۰۱) ــــ رواہ الترمذی فی ابواب الحوض (۲۴۸۴) وقال حسن غریب، مشکوٰۃ (۱۹۲۰) کنز العمال (۱۶۰۷۳) ورواہ الحاکم عن ابن عباس ایضا وصححہ وقال الحافظ العراقی فیہ خالد بن طہمان ضعیف.

مُدَارَاۃُ النَّاسِ صَدَقَۃٌ—(حم،طب،هب)عن جابر—(صح)(۴۹۲)

(ترجمہ) لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا صدقہ ہے۔

(لطائف ومعارف)

امام غزالیؒ فرماتے ہیں: لوگوں کی تین قسمیں ہیں۔(۱) ایک قسم مثل غذا کے ہے کہ آدمی ان سے بے پرواہ نہیں ہوسکتا۔(۲) اور دوسری قسم مثل دواء کے ہے کہ آدمی کو وقتاً فوقتاً ان کی احتیاج رہتی ہے (۳) اور تیسری قسم مثل بیماری کے ہے کہ ان کی ضرورت نہیں پڑتی لیکن آدمی کبھی ان سے مبتلا ہو جاتا ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جن میں نہ تو کسی کو انس ہوتا ہے اور نہ نفع بلکہ خوبی کے ساتھ ان سے جان چھڑانا ضروری ہو جاتا ہے۔

قرض، صدقہ دینے سے افضل ہے

(حدیث ۴۹۳) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

قَرْضُ الشَّیءِ خَیْرٌ مِنْ صَدَقَتِہٖ—(هق)عن انس.(۴۹۳)

(ترجمہ) کسی چیز کو بطور قرض کے دینا بہتر ہے اس کو صدقہ میں دینے سے۔

(لطائف ومعارف)

قرض صدقہ دینے سے اس لئے افضل ہے کہ ایک تو مقروض کی ضرورت پوری ہوتی ہے جیسا کہ صدقہ سے فقیر کی ضرورت پوری ہوتی ہے، دوسری خصوصیت یہ ہے کہ قرض دینے سے مقروض کو فقراء اور مساکین کی طرح دست سوال دراز کرنے سے بچایا جاتا ہے، جبکہ یہ صفت صدقہ میں نہیں ہے، اس لئے کسی چیز کو قرضہ میں دینا افضل ہے صدقہ وخیرات کرنے سے۔

---

۴۹۲ (الجامع الصغیر: ۸۱۷۰)___ رواه أحمد والطبرانی فی الکبیر ،حلیة الاولیاء (۸:۲۴۶) تاریخ بغداد (۸ :۵۸) والبیهقی فی الشعب ،مجمع الزوائد (۷:۱۷) وقال الحافظ فی الفتح بعد ما عزاه لابن أبی الدنیا والطبرانی فی الأوسط فیه یوسف بن محمد بن المنکدر ضعفوه وقال ابن عدی لا بأس به قال الحافظ واخرجه ابن أبی عاصم فی آداب الحکماء بسند أحسن منه.

۴۹۳ (الجامع الصغیر: ۶۱۱۷)___ رواه البیهقی فی السنن والنسائی وأبو نعیم والدیلمی کنز العمال (۱۵۳۷۶)

اپنی ضرورت سے بچے ہوئے کا صدقہ

(حدیث ۴۹۴) حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَثَلُ الَّذِی یُعْتِقُ عِنْدَ الْمَوْتِ کَمَثَلِ الَّذِی یُهْدِی اِذَا شَبِعَ۔

(حم، ت، ن، ک) عن ابی الدرداء۔ (صح). (۴۹۴)

(ترجمہ) اس شخص کی مثال جو موت کے وقت غلام آزاد کرتا ہے اس شخص کی مثل ہے جو سیر ہونے کے بعد ہدیہ کرتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

امام بیہقیؒ نے اس حدیث کو جن الفاظ سے ذکر کیا ہے ان کا ترجمہ یہ ہے "اس شخص کی مثال جو اپنی موت کے وقت صدقہ کرتا ہے یا آزاد کرتا ہے اس شخص کی طرح ہے جو سیر ہو کر ہدیہ کرے"۔

افضل صدقہ یہ ہے کہ جب آدمی کو طمع ہو زندگی ہو مال کی حرص ہو ایسا صدقہ اس کی آخرت میں اس کو زیادہ فائدہ پہنچاتا ہے۔ یہ صدقہ قلب سلیم اور نیت خالص کی بنیاد پر عمل میں آتا ہے جب صدقہ کو مؤخر کر دے حتیٰ کہ موت سامنے ہو تو وہ وارثین کو دینے کی بجائے اپنا مال دوسروں کو دینا چاہتا ہے اور ایسے وقت میں اپنے نفس کو آخرت کا فائدہ پہنچانا چاہتا ہے جب وہ اس مال سے اپنے نفس کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا اس لئے ایسے صدقہ کا ثواب کم ہو جاتا ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے فضل سے ثواب عطاء فرمائیں گے۔

اس حدیث میں ایسے صدقہ کو ایسی مثال سے سمجھایا گیا ہے کہ جیسے آدمی کو اپنی ضرورت نہ رہے اور وہ دوسرے پر خرچ کرے۔

---

۴۹۴ (الجامع الصغیر: ۸۱۳۶) ــــ رواہ احمد والترمذی والنسائی والحاکم والترمذی فی الوصایا وحسنه والنسائی والحاکم فی الوصایا وقال الحاکم صحیح واقره الذهبی وقال ابن حجر إسناده حسن وصححه ابن حبان ورواه البیهقی بزیادة الصدقة فقال مثل الذی یتصدق عند موته او یعتق کالذی یهدی إذا شبع.

خاوند کی خدمت کرنا صدقہ ہے

(حدیث ۴۹۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خِدْمَتُكِ زَوْجَكِ صَدَقَةٌ-(فر)عن ابن عمر-(ح)(۴۹۵)

(ترجمہ) تیرا اپنے خاوند کی خدمت کرنا بھی صدقہ ہے۔

(لطائف ومعارف)

حدیث کا شان ورود یہ ہے کہ حضور ﷺ کے سامنے ایک عورت آئی اور عرض کیا کہ میرے پاس اتنا پیسہ نہیں کہ میں صدقہ کرسکوں۔ سوائے اس کے کہ میں خاوند کے گھر سے نکلوں اور لوگوں کے کام کاج کر دیا کروں تو اس پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: تیرا اپنے خاوند کی خدمت کرنا بھی صدقہ ہے۔

اس حدیث میں اشارہ ہے کہ خاوند کی خدمت کرنا مثلاً کھانا پکا دینا' آٹا گوندھ دینا' جھاڑو دے دینا بطور صدقہ کے ہے' واجب نہیں ہے۔

جاندار کو کھلانا افضل صدقہ ہے

(حدیث ۴۹۶) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اَنْ تُشْبِعَ كَبِدًا جَائِعًا(هب)عن انس-(ح)(۴۹۶)

(ترجمہ) سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ تو کسی بھوکے جاندار کو سیر کرادے۔

(لطائف ومعارف)

حدیث شریف میں ہر جاندار کو سیر کرانے کی ترغیب دی گئی ہے تاکہ اس میں

---

۴۹۵ (الجامع الصغیر: ۳۸۸۱) ___ رواه الديلمي في الفردوس وفيه مسلم بن محمد الطائفي ضعفه أحمد ووثقه غيره. كنز العمال (۴۵۱۳۸)

۴۹۶ (الجامع الصغیر: ۱۲۶۷) ___ مشكوة (۱۹۴۶) كنز العمال (۱۶۳۵۹) رواه البيهقي في شعب الإيمان ورمز السيوطي لحسنه ولعله لا عتضاده والا ففيه هشام بن حسان واورده الذهبي في الضعفاء وقال شعيب عن شعبة لم يكن يحفظ.

مؤمن بھی شامل ہو جائے اور کافر بھی اور بولنے والا بھی اور نہ بولنے والا (جانور) بھی اور سیر کرانے میں ہر طرح کی صورتوں پر تنبیہ مقصود ہے۔ چاہے کوئی کسی کو کھانا کھلا کے سیر کرائے، کسی کو پانی پلا کر سیراب کرے یا اور کسی طرح کی حاجت برآری کرے۔

سب سے بڑا صدقہ پانی پلانا ہے

(حدیث ۴۹۷) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ صَدَقَةٌ اَعْظَمَ اَجْرًا مِنْ مَاءٍ—(هب) عن ابی هريرة—(ح)(۴۹۷)

(ترجمہ) کوئی صدقہ اجر کے اعتبار سے پانی سے زیادہ نہیں ہے (کیونکہ پیاسے کو پانی پلانے کا بہت بڑا اجر ہے)۔

(لطائف ومعارف)

پانی کی سبیل لگانا، کولر لگانا، نلکا لگانا یا کسی بھی اور طریقہ سے انسانوں اور جانوروں کو پانی پلانے کا طریقہ وشکل اختیار کرنا سب اس میں داخل ہے۔

بعض لوگ سبیل حسینؓ اور سبیل فلاں، فلاں کے نام پانی کی جگہیں بنا دیتے ہیں۔ اگر اس سے بنانے والوں کی نیت یہ ہے کہ لوگ پانی پئیں گے اللہ تعالیٰ ثواب دیں گے اور اس کا ثواب حضرت امام حسینؓ وغیرہ کو پہنچے تو یہ تو درست ہے اور اگر سبیل لگانے کی نسبت امام حسینؓ وغیرہ کی طرف ہو ان کو ایصال ثواب کرنا مقصود نہ ہو تو یہ شرک ہے، ایسی سبیل لگانا بھی حرام ہے اور اس سے پانی پینا بھی حرام ہے۔

مسکین کو کھلانا یا قرض اتارنا یا دکھ دور کرنا

(حدیث ۴۹۸) حضرت حکم بن عمیرؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا:

أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى مَنْ أَطْعَمَ مِسْكِينًا مِنْ جُوعٍ، أَوْ دَفَعَ عَنْهُ مَغْرَماً أَوْ كَشَفَ عَنْهُ كَرْباً —(طب) عن الحكم بن عمير (ض). (۴۹۸)

---

۴۹۷ (الجامع الصغير: ۷۶۰۷) ـــ الترغيب والترهيب (۲: ۷۳) كنز العمال (۱۶۳۲۰) تاريخ دمشق لابن عساكر (۱: ۲۴۸) رواه البيهقي في الشعب ورمز السيوطي لحسنه وفيه داود بن عطاء اورده الذهبي في الضعفاء والمتروكين.

۴۹۸ (الجامع الصغير: ۱۹۹) ـــ كنز العمال (۱۵۹۵۸) طبراني كبير (۳: ۲۴۵) وفيه سليمان بن سلمة الجنائز وهو ضعيف ولكن له شواهد.

(ترجمہ) میرے نزدیک سب سے بہترین عمل اس شخص کا ہے جو بھوکے مسکین کو کھانا کھلائے یا مقروض کا قرضہ اتار دے یا کسی (مسلمان) سے دکھ دور کرے۔

حکایت: امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں ایک عورت بعض اکابر صوفیاء کے پاس تیل لے کر حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ اس کو مسجد میں روشنی کے کام میں لائیں۔ آپ نے فرمایا تجھے کیا پسند ہے، وہ روشنی جو چھت تک پہنچتی ہو یا وہ روشنی جو عرش تک پہنچی ہو؟ کہا: بلکہ وہ جو عرش تک پہنچتی ہو، فرمایا جب اس تیل کو قندیل میں ڈالا جائے تو اس کی روشنی چھت تک پہنچے گی اور جب اس کو بھوکے فقیر کے کھانے کے لئے جلایا جائے تو اس کی روشنی عرش تک پہنچے گی پھر اس کو ان بزرگ نے فقراء کے کھانے میں استعمال کیا۔

ہدیہ دینے سے محبت بڑھتی ہے

(حدیث ۴۹۹) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

تَهَادَوْا تَحَابُّوا۔ (ع) عن ابی هریرة. (۴۹۹)

(ترجمہ) ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو تو تمہیں آپس میں محبت حاصل ہوگی۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ ہدیہ اسلام کے اخلاق میں سے ایک اچھی صفت ہے، جس کے متعلق انبیائے کرامؑ نے راہنمائی کی ہے اور مخلوق کا ایک جم غفیر اس کی ترغیب دیتا ہے اور یہ ترغیب دینے والے اولیاء ہی ہیں۔ ہدیہ ایک دوسرے کے قلوب میں الفت ڈالتا ہے اور سینہ کے میل کچیل کو دور کرتا ہے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں: ہدیہ کو قبول کرنا سنت ہے لیکن جس ہدیہ میں منت اور احسان ہو اس کو نہ لینا اولیٰ ہے۔

تین چیزیں واپس نہ موڑی جائیں

(حدیث ۵۰۰) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

---

۴۹۹ (الجامع الصغیر: ۳۳۷۳) ــــ رواه ابو یعلی فی مسنده والنسائی فی الکنی واورد فی (الجامع) (۱: ۱۱۲) والبخاری فی الأدب المفرد وقال الزین العراقی والسند جید. وقال ابن حجر سنده حسن.

ثَلَاثٌ لَاتُرَدُّ: اَلْوَسَائِدُ، وَالدُّهْنُ، وَاللَّبَنُ- (ت) عن ابن عمر -(ح). (۵۰۰)

(ترجمہ) تین چیزیں واپس نہ کی جائیں' تکیے' خوشبو اور دودھ۔

(لطائف ومعارف)

علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں: اس حدیث میں خوشبو' تکیہ اور دودھ کو بطور مہمان کے اکرام کے ذکر کیا گیا ہے اور مہمان کو بھی چاہئے کہ وہ ان کو واپس نہ کرے کیونکہ یہ معمولی منت کا ہدیہ ہے۔

قد كان من سيرة خير الورى صلى الله عليه طول الزمن
أن لايرد الطيب والمتكا واللحم أيضا يا أخي واللبن

(ترجمہ) طویل زمانہ سے خیر الوریٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت چلی آ رہی ہے کہ خوشبو' تکیہ' گوشت اور دودھ کو نہ موڑا جائے۔

سرکاری افسروں کے ہدایا خیانت اور رشوت ہے

(حدیث ۵۰۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْهَدِيَّةُ اِلَى الْاِمَامِ غُلُوْلٌ-(طب)عن ابن عباس-(ض). (۵۰۱)

(ترجمہ) بادشاہ (اور اس کے نائبین) کی خدمت میں ہدیہ پیش کرنا بھی خیانت ہے۔

حکایت: منقول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک آدمی نے اونٹ کی ران کا ہدیہ کیا پھر ایک مدت کے بعد حاضر ہوا جبکہ اس کے ساتھ اس کا خصم بھی موجود تھا اور کہا: اے امیر المومنین! میرے لئے ایسا فیصلہ کیجئے جس طرح سے اونٹ سے اس کی ران کو جدا کیا جاتا ہے تو حضرت عمرؓ نے اپنا ہاتھ اپنی ران پر مار کر کہا: اللہ اکبر

---

۵۰۰ (الجامع الصغیر: ۳۴۷۹) رواه الترمذی فی الاستیذان وقال غریب (۲۹۰) مشکوة (۳۰۲۹) وقال ابن حبان إسناده حسن لكنه ليس على شرط البخاری وقال ابن القيم حديث معلول وفی الميزان عن أبی حاتم هذا حديث منكر' شمائل ترمذی (۱۱۰)

۵۰۱ (الجامع الصغیر: ۹۶۰۰) رواه الطبرانی فی الكبير وقال العراقی سنده ضعيف

تمام آفاق میں یہ تحریر بھیج دو کہ حکومت کے افسران کے ہدایا خیانت ہیں۔

اور ایک حدیث میں مروی ہے: هدايا العمال حرام كلهم (سرکاری عہدہ داروں کے ہدایا سب کے سب حرام ہیں)۔ (رواہ ابویعلی عن حذیفۃ)

سرکاری عہدہ داروں کو جو ہدیے دئے جاتے ہیں ان کو سرکاری بیت المال میں جمع کیا جائے، سرکاری عہدیدار اس کا مالک نہیں بنتا۔

حکایت: حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو سیب کھانے کی خواہش ہوئی جبکہ آپؒ کے پاس اتنے پیسے نہیں تھے، جس سے سیب خرید سکتے۔ چنانچہ آپؒ سوار ہو گئے اور آپؒ کو گرجا گھر کے غلام سیب کے تھال لئے ہوئے ملے تو آپؒ نے ان میں سے ایک سیب اٹھایا، اس کو سونگھا پھر واپس کر دیا۔ آپؒ سے عرض کیا گیا: کیا حضرت محمد ﷺ اور آپؐ کے خلفاء ہدیہ قبول نہیں فرماتے تھے۔

فرمایا: یہ ان کے لئے ہدیہ ہوتا تھا اور ان کے بعد کے سرکاری لوگوں کے لئے رشوت ہے۔

حضرت ابوحمید الساعدیؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

هدايا العمال غلول (سرکاری افسروں کے ہدایا خیانت ہے) (رواه أحمد والبيهقي).

قربانی

۱ - وجوب قربانی
۲ - احکام قربانی
۳ - فضائل قربانی

قربانی

صاحبِ نصاب پر قربانی کرنا واجب ہے

(حدیث ۵۰۲) حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ وَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا۔ (۵، ک) عن ابی هریرة. (۵۰۲)

(ترجمہ) جس شخص کے پاس وسعت ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہرگز ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔

(لطائف و معارف)

وسعت سے مراد یہ ہے کہ وہ صاحب نصاب ہو، چاہے قربانی کے دنوں میں ہی نصاب کا مالک کیوں نہ ہوا ہو اور نصاب ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کے برابر پیسہ مالِ تجارت اور سونا چاندی سب ہو یا کوئی ایک چیز ان میں سے ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کے برابر ہو اور اگر صرف سونا ہی سونا ہو تو ساڑھے سات تولے ہونے سے مالک نصاب بنے گا اور اس پر قربانی واجب ہوگی۔

اور جو شخص مالک نصاب نہ ہو اس پر قربانی کرنا واجب نہیں ہے لیکن پھر بھی اگر وہ کرے گا چاہے اپنے پیسوں سے یا قرض لے کر تو اس کی قربانی صحیح ہوگی اور اس کو قربانی کا ثواب ملے گا۔

ایصال ثواب کے لئے بھی قربانی کی جاسکتی ہے اور نابالغ بچوں کی طرف سے بھی قربانی کی جاسکتی ہے۔ جس شخص پر اپنی طرف سے قربانی واجب ہو اس کی طرف سے اس کی اجازت کے بغیر قربانی کرنا درست نہیں، چاہے اپنے ہی پیسوں سے قربانی کیوں نہ کرے۔

---

۵۰۲ (الجامع الصغیر: ۸۹۷۳) ___ نصب الرایة (۴: ۲۰۷) رواه ابن ماجة (۳۱۲۳) کنز العمال (۱۲۱۵۹) تاریخ بغداد (۸: ۳۳۸) والحاکم فی باب الأضحیة وقال صحیح وصحح الترمذی وقفه.

قربانی کرنیوالے اپنے بال اور ناخن نہ کاٹیں

(حدیث ۵۰۳) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا رَأَيْتُمْ هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ وَ أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ فَلْيُمْسِكْ عَنْ شَعْرِهِ وَأَظْفَارِهِ۔ (م) عن أم سلمة. (۵۰۳)

(ترجمہ) جب تم ذوالحجہ کا چاند دیکھو اور تم میں سے کسی کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو وہ اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے (جب تک کہ قربانی کے دنوں میں اپنی قربانی نہ کر لے تاکہ قربانی کرنے والا اپنے ناخنوں اور بالوں سمیت جہنم سے آزاد ہو)۔

(لطائف ومعارف)

قربانی ذبح کرنے کا وقت دس ذوالحجہ کے دن عید کی نماز پڑھ کر شروع ہوتا ہے اور بارہویں کے غروب آفتاب سے پہلے ختم ہو جاتا ہے۔

جو شخص صاحب نصاب ہو اس پر قربانی کرنا واجب ہے چاہے قربانی کے ایام میں ہی نصاب کا مالک ہو جائے۔ شریعت میں نصاب کی مقدار ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی ہے یا اگر سونا چاندی دونوں ہوں تو ان دونوں کو ملا کر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کا حساب لگا کر نصاب شمار کیا جائے گا اور اگر نقد رقم ہو یا مال تجارت ہو تو اس کی قیمت بھی ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر لگا کر نصاب شمار کیا جائے گا۔ جس پر قربانی واجب ہے وہ قربانی ہی کرے اس کی رقم صدقہ کرنا جائز نہیں ہے ورنہ قربانی ادا نہیں ہوگی۔

قربانی کا گوشت کھانا

(حدیث ۵۰۴) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

۵۰۳ (الجامع الصغیر: ۶۴۷) ــــ رواہ مسلم فی باب الاضاحی (۴۱) کنز العمال (۱۲۱۷۹)

اِذا ضَحّٰی اَحَدُکُمْ فَلْیَاْ کُلْ مِنْ اُضْحِیَتِہٖ—(حم) عن ابی ھریرۃ —(صح). (۵۰۴)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی ایک قربانی کرے تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنی قربانی سے کچھ کھالے۔

(لطائف ومعارف)

بہتر یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کرے ایک حصہ غرباء کو صدقہ کیلئے اور ایک دوست رشتہ داروں میں ہدیہ کیلئے اور ایک حصہ اپنے گھر کے لئے قربانی کے گوشت کا ذخیرہ بھی کیا جاسکتا ہے۔

تنبیہ:۔

نذر کی قربانی سے کچھ کھانا درست نہیں۔

قربانی کے گوشت کی ذخیرہ اندوزی

(حدیث ۵۰۵) حضرت ابوسعید اور حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

کُلُوْا لُحُوْمَ الْاَضَاحِیْ، وَادَّخِرُوْا—(حم، ک) عن ابی سعید وقتادۃ بن النعمان—(صح). (۵۰۵)

(ترجمہ) قربانیوں کے گوشت کھاؤ اور ان کے گوشت کا ذخیرہ کرو۔

(لطائف ومعارف)

حضور ﷺ نے اس حدیث سے پہلے صحابہ کرام کو قربانی کے گوشت تین دن سے زائد رکھنے سے منع کیا تھا لیکن بعد میں جب صحابہ کرام میں تنگ دستی نہ رہی تو ان کو اپنے لئے ذخیرہ کرنے کی بھی اجازت دے دی۔

---

۵۰۴ (الجامع الصغیر: ۷۳۷) ـــ رواہ احمد (۲: ۳۹۱) مجمع الزوائد (۴: ۲۵) کنز العمال (۱۲۱۹۵) وقال الھیثمی رجالہ رجال الصحیح.

۵۰۵ (الجامع الصغیر: ۶۳۹۸) ـــ رواہ أحمد (۳: ۴۸) ۴: ۱۵، ۶: ۳۸۴) والحاکم فی الأضحیۃ وقال علی شرطھما وأقرہ الذھبی.

اس حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قربانی کا تمام گوشت اپنے لئے رکھ لو بلکہ اپنے حصہ کا گوشت ذخیرہ کر سکتے ہو۔

سب سے افضل قربانی

(حدیث ۵۰۶) ایک صحابیؓ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَفْضَلَ الضَّحَایَا اَغْلَاهَا وَاَثْمَنُهَا -(حم، ک)عن رجل- (صح). (۵۰۶)

(ترجمہ) سب سے افضل قربانی زیادہ مہنگی اور زیادہ قیمتی ہے۔ (یعنی ایسی قربانی کا ثواب زیادہ ہوگا)۔

ذبیحہ - عقیقہ

مسلمان کا ذبیحہ حلال ہے

(حدیث ۵۰۷) حضرت صلتؒ سے مرسلاً مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

ذَبِیْحَةُ الْمُسْلِمِ حَلَالٌ ذَکَرَ اسْمَ اللهِ اَوْلَمْ یَذْکُرْ ، اِنَّهٗ اِنْ ذَکَرَ لَمْ یَذْکُرْ اِلَّا اسْمَ اللهِ-(د)فی مراسیله عن الصلت مرسلا - (صح). (۵۰۷)

(ترجمہ) مسلمان کا ذبیحہ حلال ہے چاہے (ذبح کرتے وقت) اللہ کا نام لے یا نہ لے کیونکہ اگر وہ ذبح کرتے وقت نام لیتا تو اللہ کا ہی لیتا (کسی اور کا نہ لیتا اس لئے حلال ہے)۔

نوٹ: قادیانی، شیعہ، منکرین حدیث، منکرین قرآن کا ذبیحہ حرام ہے۔

---

۵۰۶ (الجامع الصغیر: ۲۲۱۱) — درمنثور (۴: ۳۶۱) کنز العمال (۱۲۱۷۵) رواه احمد (۳: ۴۲۴) والحاکم (۴: ۲۳۱) وهو حدیث صحیح.

۵۰۷ (الجامع الصغیر: ۴۳۱۵) — رواه ابو داود فی المراسیل 'فتح الباری (۹: ۶۳۹).

عقیقہ کے بعض مسائل اور فضائل

(حدیث ۵۰۸) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْغُلَامُ مُرْتَهِنٌ بِعَقِيقَتِهٖ تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ، وَيُسَمّٰى وَيُحْلَقُ رَأْسُهٗ۔(ت، ک)عن سمرة. (۵۰۸)

(ترجمہ) بچہ اپنے عقیقہ میں مرہون ہے۔ اس کا ساتویں دن عقیقہ کیا جائے اور نام رکھا جائے اور سر مونڈا جائے۔

(لطائف ومعارف)

بچہ کا اپنے عقیقہ میں مرہون ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس کی طرف سے عقیقہ نہ کیا گیا اور وہ قبل از بلوغ فوت ہو گیا تو وہ اپنے والدین کی شفاعت نہیں کرے گا جیسا کہ علامہ خطابیؒ نے امام احمد بن حنبلؒ سے اس بات کو نقل کیا ہے اور اس کو پسند کیا ہے۔

اولیٰ یہ ہے کہ یہ معنی کیا جائے کہ عقیقہ بچہ کو شیطان کے اس چوکے سے بچانے کا سبب ہے جو اس کو حالت پیدائش میں لگاتا ہے پس یہ عقیقہ شیطان کے اس حبس سے چھڑانے اور اس کے مصالح آخرت کی کوشش میں رکاوٹ ڈالنے سے بچاتا ہے۔

عقیقہ کرنا سنت ہے، بچہ کی طرف سے دو بکریاں اور بچی کی طرف سے ایک بکری۔

ساتویں روز عقیقہ کیا جائے، کیا اس میں یوم ولادت بھی داخل ہے یا نہیں؟ اس میں دونوں صورتیں ہیں کہ یوم ولادت سے ساتواں دن شمار کیا جائے یا اس کے بعد سے بہتر یہی ہے کہ ولادت سے شمار کیا جائے۔

امام ترمذیؒ نے علماء سے نقل کیا ہے کہ علماء کے نزدیک مستحب ہے کہ عقیقہ ساتویں دن ذبح کیا جائے اور اگر نہ ہو سکے تو چودھویں دن، نہ ہو سکے تو اکیسویں دن۔

---

۵۰۸ (الجامع الصغیر: ۵۸۱۹) ــــ رواه الترمذی والحاکم وأحمد 'التمهید لابن عبدالبر (۳۰۸:۴) وابوداود والنسائی وابن ماجة والبیهقی وصححه الترمذی والحاکم وأعله بعضهم بأنه من روایة الحسن عن سمرة وهو مدلس لکن فی البخاری أن الحسن سمع حدیث العقیقة من سمرة قال ابن حجر فکان البخاری نحی هذا.

(اور اگر عرصہ طویل ہو جائے تو جس دن بچہ پیدا ہوا ہو اس سے اگلے دن کر لے)۔

اور جس بچہ کا عقیقہ نہ کیا جائے اس کے نام رکھنے کو ساتویں دن سے مؤخر نہ کریں۔

بعض علماء نے اس حدیث میں "یسمّٰی" کے لفظ کو عقیقہ کے جانور کو ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھنے پر محمول کیا ہے اور بعض نے "یُسَمّٰی" کو یُدمٰی کے ساتھ نقل کیا ہے۔ یُدمٰی ہو تو اس کا معنی یہ ہے کہ ساتویں روز عقیقہ کے جانور کا خون بہایا جائے لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ لفظ یسمّٰی ہے۔

حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ جس طرح سے قربانی پر بسم اللہ پڑھی جاتی ہے اسی طرح سے عقیقہ پر بھی بسم اللہ پڑھے جیسے بسم اللہ عقیقة فلان.

سر مونڈا جائے لیکن بچہ کے سر پر عقیقہ کا خون نہ ملا جائے جیسا کہ جاہلیت کے زمانہ میں لوگ کرتے تھے۔

بچہ کے سر کے بالوں کو تول کر اس کے وزن کے برابر سونا یا چاندی صدقہ کر دی جائے۔

کتاب الحج

۱ - حج

۲ - عمرہ

۳ - طواف

۴ - زمزم

۵ - سعی

۶ - فضائل

۷ - مسائل

حج - عمرہ - طواف - زم زم

رمضان اور حج کیلئے چاند کی تاریخ کا اعتبار

(حدیث ۵۰۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جَعَلَ اللّٰهُ الْاَهِلَّةَ مَوَاقِيْتَ النَّاسِ، فَصُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ، فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَعُدُّوْا ثَلَاثِيْنَ يَوْمًا - (ک) عن ابن عمر (صح). (۵۰۹)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے چاند کو لوگوں کے لئے آلۂ شناخت اوقات مقرر کیا ہے، پس اس کے دیکھے جانے پر روزہ رکھو اور اس کے دیکھے جانے پر عید الفطر ادا کرو، پس اگر تم پر بادل رکاوٹ بن جائے تو تیس دن پورے شمار کرلو (کیونکہ مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے اور تیس کا بھی) اگر چاند نظر نہ آئے تو مہینہ تیس کا شمار کرلو نہ اس سے زیادہ نہ کم)۔

(لطائف ومعارف)

ماہ رمضان کی تعیین، عید الفطر کی تعیین، عید الاضحیٰ کی تعیین اور حج کے ایام وغیرہ کی تعین چاند کے دیکھے جانے پر موقوف ہے۔

تلبیہ بلند آواز میں کہنا

(حدیث ۵۱۰) حضرت سائب بن خلادؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

۵۰۹ (الجامع الصغیر: ۳۵۸۸) ___ درمنثور (۱: ۲۰۳) تفسیر ابن کثیر (۱: ۳۲۶) رواه الحاكم عن ابن عمر ورواه ابو نعيم والطبراني والديلمي عن طلق بن علی ورواه الدار قطنی (۲: ۱۶۳) عن قيس بن طلق عن ابيه وقال فيه محمد عن جابر ليس بقوی.

أَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَأَمَرَنِیْ أَنْ آمُرَ أَصْحَابِیْ وَمَنْ مَعِیَ أَنْ یَرْفَعُوْا أَصْوَاتَهُمْ بِالتَّلْبِیَةِ -(حم ۴، حب ‘ک ‘هق) عن السائب بن خلاد -(صح). (۵۱۰)

(ترجمہ) میرے پاس جبریل تشریف لائے اور حکم دیا کہ میں اپنے صحابہؓ کو اور جو حضرات میرے ساتھ ہیں حکم کروں کہ وہ تلبیہ کہتے وقت اپنی آوازوں کو بلند کریں۔

(لطائف ومعارف)

امام ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح حضرت بکر مزنیؒ سے نقل کیا ہے، یہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمرؓ کے ساتھ تھا۔ آپؓ نے اتنا زور سے لبیک کہی کہ ان کی آواز دو پہاڑوں کے درمیان گونجنے لگی۔

تلبیہ کا معنی یہ ہے جیسا کہ حدیث ابن عباسؓ وغیرہ میں آیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے لوگوں میں حج کا اعلان کیا تو انہوں نے اس پر لبیک کہی تھی جبکہ وہ لوگ ابھی اپنے آباء وامہات کی پشتوں اور رحموں میں تھے اور جنہوں نے لبیک نہیں کہا تھا وہ حج نہیں کرسکیں گے۔

سوار اور پیدل حاجی کا ثواب

(حدیث ۵۱۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَاجُّ الرَّاکِبُ لَهٗ بِکُلِّ خُفٍّ یَضَعُهٗ بَعِیْرُهٗ حَسَنَةٌ- (فر)عن ابن عباس (ح). (۵۱۱)

(ترجمہ) سوار حاجی کیلئے اس کے اونٹ کے ہر پاؤں رکھنے پر ایک نیکی ملے گی۔

---

۵۱۰ (الجامع الصغیر: ۸۱) ــــ نصب الرایة للزیلعی (۳: ۳۵) مسند احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجة، ابو داود، صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم، بیهقی، مسند الشافعی، الضیاء. حدیث صحیح.

۵۱۱ (الجامع الصغیر: ۳۷۷۴) ــــ رواه الدیلمی فی الفردوس ورمز السیوطی لحسنه.

(آج کی جدید سواریوں پر سفر کرنے سے بھی ثواب ملے گا)۔
(لطائف ومعارف)
اس حدیث میں حج کی ترغیب ہے۔ اس حدیث کا بقیہ حصہ مسند دیلمی میں اس طرح سے ہے کہ حج کیلئے جانے والے کو اس کے ہر قدم اٹھانے پر ستر نیکیاں ملیں گی۔

طواف، سعی اور رمی جمرات

(حدیث ۵۱۲) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:
اِنَّمَا جُعِلَ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ، وَرَمْيُ الْجِمَارِ لِاِقَامَةِ ذِكْرِ اللهِ لَا لِغَيْرِهٖ—(د،ک)عن عائشة — (صح). (۵۱۲)
(ترجمہ) طواف بیت اللہ اور صفا مروہ کے درمیان سعی کے لئے مخصوص ہے اور جمرات کو رمی جمار ذکر اللہ کو قائم کرنے کیلئے ہے نہ کہ کسی اور مقصد کے لئے۔

طواف کے بعض احکام

(حدیث ۵۱۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:
اَلطَّوَافُ حَوْلَ الْبَيْتِ مِثْلُ الصَّلَاةِ اِلَّا اَنَّكُمْ تَتَكَلَّمُوْنَ فِيْهِ،فَمَنْ تَكَلَّمَ فِيْهِ فَلَا يَتَكَلَّمُ اِلَّا بِخَيْرٍ—(ت،ک،هق)عن ابن عباس— (ح). (۵۱۳)
(ترجمہ) بیت اللہ کے گرد طواف کرنا نماز کے حکم میں ہے (کہ اس میں بھی وضو ضروری ہے) مگر یہ کہ تم اس میں بات کر سکتے ہو پس جو شخص اس میں بات کرے تو خیر کے سوا نہ بولے۔

---

۵۱۲ (الجامع الصغیر: ۲۵۸۹)__ صحیح ابن خزیمة (۲۸۸۲، ۲۹۷۰) رواه ابو داود والحاکم فی الحج وقال صحیح علی شرط مسلم واعترض بان فیه عبدالله بن ابی زیاد الصراح ضعفه ابن معین. ورواه الترمذی ایضا وقال حسن صحیح.
۵۱۳ (الجامع الصغیر: ۵۳۴۵)__ مشکوة (۲۵۷۶) رواه الترمذی (۹۶۰) کنز العمال (۱۲۰۰۳) والحاکم والبیهقی

وقوف عرفہ پر اللہ تعالیٰ کا حجاج پر فخر

(حدیث ۵۱۴) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُبَاھِیْ مَلَائِکَتَہٗ عَشِیَّۃَ عَرَفَۃَ بِاَھْلِ عَرَفَۃَ، یَقُوْلُ: اُنْظُرُوْا اِلٰی عِبَادِیْ، اَتَوْنِیْ شُعْثًا غُبْرًا۔ (حم، طب) عن ابن عمرو۔ (ح). (۵۱۴)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے سامنے حاجیوں پر نو ذوالحج کی شام کو فخر کرتے اور فرماتے ہیں: ''میرے بندوں کی طرف دیکھو جو میرے پاس پراگندہ حال اور غبار آلود ہو کر آئے ہیں۔

(لطائف و معارف)

شعثا کا اصل معنی ابدان، بالوں اور لباس کی پراگندگی کا آتا ہے کیونکہ یہ حجاج دور دراز سے احرام باندھ کر کے آتے ہیں، حالت سفر میں ان پر غبار پڑنے سے اور صابن وغیرہ سے میل کچیل اتارنے کی اجازت نہ ہونے سے اور خوشبو کی ممانعت سے حاجی اور عمرہ والے کی یہ حالت ہو جاتی ہے۔

اس حدیث میں نو ذوالحجہ کی شام سے مراد حجاج کرام کا میدان عرفات میں وقوف کرنا مراد ہے جو کہ حج کا سب سے بڑا رکن ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرشتوں کے سامنے حجاج کرام پر فخر کرنا ان کی مغفرت ہونے پر اور گناہوں کے کفارہ ہونے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ فخر اس وقت ہو سکتا ہے جب وہ گناہوں سے پاک ہو چکا ہو کیونکہ پاک ملائکہ کے سامنے اسی وقت فخر کرنا درست ہے جبکہ حجاج بھی پاک ہوں۔

اس ارشاد کا نتیجہ یہ ہے کہ حج اللہ کے حق کا بھی کفارہ بن جاتا ہے اور مخلوق کے حق

---

۵۱۴ (الجامع الصغیر: ۱۸۴۰) ــــ رواہ احمد (۲: ۱۲۴، ۲۲۴) والطبرانی فی الکبیر، درمنثور (۱: ۲۲۷) کنز العمال (۱۲۰۷۳) اتحاف السادۃ (۴: ۳۶۶) ورواہ الحاکم من حدیث ابی ھریرۃ بنحوہ قال الھیثمی رجال احمد موثوقون.

کا بھی حتیٰ کہ کبائر بھی معاف ہو جاتے ہیں اور اللہ کے فضل کے سامنے کوئی چیز رکاوٹ نہیں بن سکتی۔

اس حدیث میں عرفہ کی قربانی سے پہلے تک کے وقت کی فضیلت معلوم ہوتی ہے' لہٰذا نو ذوالحج کا دن تمام دنوں سے افضل ہے اور اس دن میں عرفات میں وقوف کرنا سب اعمال سے افضل ہے۔

عرفہ کو عرفہ کہنے کی وجہ تسمیہ

اس موقف حج کو عرفہ اس لئے کہتے ہیں کیونکہ اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعریف ہے کہ جب آپؑ نے اس موقف کو دیکھا تو اس کو پہچان لیا یا یہ کہ حضرت جبریل علیہ السلام مشاعر حج میں گھوم کر اس کی حدود کو بتا رہے تھے پس جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حدود کو دیکھ لیا تو فرمایا میں پہچان گیا اور عربی میں پہچاننے کو معرفت کہتے ہیں' اس سے عرفہ مشتق ہے یا عرفہ کو عرفہ اس لئے کہتے ہیں کہ حضرت آدم وحضرت حواء علیہما السلام کے بچھڑنے کے بعد اسی دن نو ذوالحجہ کو میدان عرفات میں ملاقات ہوئی تھی اور ایک دوسرے کو پہچانا تھا یا اس لئے اس کو عرفہ کہتے ہیں کہ حجاج اس دن میں اور اس جگہ میں ایک دوسرے سے ملتے اور پہچانتے ہیں۔

حجاج نو ذوالحجہ کو روزہ نہ رکھیں

(حدیث ۵۱۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهٰى عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ بِعَرَفَةَ۔ (حم، د، ہ، ک) عن ابی هريرة۔ (صح). (۵۱۵)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ نے عرفات میں نو ذوالحجہ کے دن کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔

---

۵۱۵ (الجامع الصغیر: ۹۴۸۴) ــــ رواہ احمد (۲: ۳۰۴) درمنثور (۱: ۲۳۱) وابو داود وابن ماجة والحاکم (۱: ۴۳۴) البدایة والنهایة (۵: ۱۷۴) وقال علی شرط البخاری قال ابن حجر قلت صححه ابن خزیمة ووثق مهدیاً.

(لطائف ومعارف)

کیونکہ نو ذوالحجہ کا دن حاجیوں کے لئے میدان عرفات میں حج کا دن ہوتا ہے گویا کہ یہ حاجیوں کی عید کا دن ہے اس لئے اس دن کا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ اس دن روزے کی بجائے حاجی دعا مانگنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرے اور ایک حدیث میں آیا ہے یوم عرفة ویوم النحر وأیام منی عیدنا أهل الإسلام. کہ نو ذوالحجہ اور قربانی کا دن اور منیٰ کے ایام (۱۱، ۱۲، ۱۳) ہم اہل اسلام کی عیدیں ہیں۔

ایام تشریق کے اعمال

(حدیث نمبر ۵۱۶) حضرت نبیشہ بن عبداللہ الہذلیؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اَیَّامُ التَّشْرِیْقِ اَیَّامُ اَکْلٍ ،وَشُرْبٍ ، وَذِکْرِ اللّٰہِ—(حم،م)عن نبیشة—(صح). (۵۱۶)

(ترجمہ) ایام تشریق کھانے پینے اور ذکر اللہ کے دن ہیں۔

(لطائف ومعارف)

ایام تشریق سے یہاں دس ذوالحجہ سے لیکر بارہ ذوالحجہ تک کے تین دن مراد ہیں جن میں قربانی کی جاتی ہے ان دنوں میں روزہ رکھنا جائز نہیں ہے اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کھانے پینے اور ذکر اللہ کے دن ہیں، یہاں حدیث میں کھانے پینے کے بعد ذکر اللہ کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ کوئی شخص اپنی نفسانی لذات میں کھو کر ان دنوں میں اللہ کے حقوق سے غافل نہ ہو جائے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت

(حدیث ۵۱۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

۵۱۶ (الجامع الصغیر: ۲۸۳۶) ــــ رواه احمد ومسلم ولم یخرجه البخاری قال السیوطی هذا حدیث متواتر.

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ – (عد، هب) عن ابن عمر – (ض). (۵۱۷)

(ترجمہ) جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

(لطائف ومعارف)

حضور ﷺ کی قبر کی برکت سے آدمی حضور ﷺ کی شفاعت کے حصول میں داخل ہوجائے گا اور اس بشارت کا فائدہ یہ ہے کہ ایسا شخص حالت اسلام میں فوت ہوگا۔

جو لوگ حضور ﷺ کی قبر شریف کی زیارت کو بدعت کہتے ہیں یہ حدیث ان کے خلاف دلیل ہے۔

مسجد قباء میں دو نفل عمرہ کے برابر ہیں

(حدیث ۵۱۸) حضرت اسید بن ظہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلصَّلَاةُ فِیْ مَسْجِدِ قُبَاءٍ كَعُمْرَةٍ – (حم، ت، ت، ه، ك) عن اسيد بن ظهير – (صح). (۵۱۸)

(ترجمہ) مسجد قباء میں نماز پڑھنا ایک عمرہ کے برابر ہے۔

(لطائف ومعارف)

ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح نقل کیا ہے کہ میں مسجد قباء میں دو رکعتیں پڑھوں، مجھے زیادہ

---

۵۱۷ (الجامع الصغیر: ۸۷۱۵) ـــ کنز العمال (۴۲۵۸۳) درمنثور (۱: ۱۲۳۷) تذکرة الموضوعات (۷۵) رواه ابن عدی فی الکامل والبیهقی فی الشعب والدار قطنی (۲: ۲۷۸) قال ابن قطان فیه ضعیفان وقال النووی فی المجموع ضعیف جدا وقال السبکی بل حسن او صحیح وقال الذهبی طرقه کلها لینة لکن یتقوی بعضها ببعض قال ابن حجر حدیث غریب خرجه ابن خزیمة فی صحیحه وقال فی القلب فی سنده شیء وانا ابرء إلی الله من عهدته قال اعنی ابن حجر وغفل من زعم إن ابن خزیمة صححه وبالجملة فقول ابن تیمیة موضوع غیر صواب.

۵۱۸ (الجامع الصغیر: ۵۱۷۳) ـــ رواه احمد والترمذی (۳۲۴) شرح السنة (۲: ۳۴۴) کنز العمال (۳۴۹۶۲)

محبوب ہے کہ میں بیت المقدس دو دفعہ جاؤں اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ قباء میں نماز پڑھنے کا کتنا ثواب ہے تو سفر کیلئے لوگ اپنے اونٹوں کا رخ اس کی طرف کر دیں۔

آنحضرت ﷺ مسجد قباء کی زیارت کے لئے سوار ہو کر بھی اور پیدل سفر کر کے بھی تشریف لے جاتے تھے۔

حافظ زین الدین عراقی فرماتے ہیں: اس حدیث میں مسجد قباء کی زیارت کا اور اس میں نماز پڑھنے کا استحباب معلوم ہوتا ہے اور بخاری اور مسلم کی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے ہفتہ کے دن مسجد قباء میں جانے کی سنیت معلوم ہوتی ہے۔

خاوند کی اجازت کے بغیر حج کرنا

(حدیث ۵۱۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ لِلْمَرْأَةِ اَنْ تَنْطَلِقَ لِلْحَجِّ اِلَّا بِاِذْنِ زَوْجِهَا؛ وَلَا يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ اَنْ تُسَافِرَ ثَلَاثَ لَيَالٍ اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ تَحْرُمُ عَلَيْهِ۔ (هق) عن ابن عمر۔ (ح). (۵۱۹)

(ترجمہ) عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ خاوند کی اجازت کے بغیر حج پر جائے اور یہ بھی عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ تین (دن) راتوں کا سفر کرے مگر جبکہ اس کے ساتھ کوئی محرم ہو، جس سے اس کا نکاح نہ ہو سکتا ہو (یا خاوند ہو)۔

(لطائف و معارف)

یہاں تین راتوں کے سفر سے مراد شرعی مسافت سفر ہے اور وہ کم از کم اڑتالیس میل ہے، کوئی عورت اڑتالیس میل یا اس سے زیادہ کا سفر تنہا نہیں کر سکتی۔ آج کل بعض عورتوں کو بس، ٹرین یا جہاز میں طویل سفر کے لئے تنہا بٹھا دیا جاتا ہے۔ اس طرح سے بھی عورت کا تنہا سفر کرنا حرام ہے۔ چاہے آگے سٹاپ پر کوئی اس کو لینے والا آئے یا نہ۔

حج کے سفر کیلئے اگر عورت کو جہاز پر بٹھا دیا جائے اور آگے جدہ ائرپورٹ پر اس کا کوئی محرم اس کو لینے کیلئے آجائے اور حج کرا دے تو اس کا حج صحیح ہوگا لیکن جہاز کا تنہا

۵۱۹ (الجامع الصغیر: ۷۶۵۴) ــــ کنز العمال (۴۵۰۶۰) رواه البيهقي واسناده حسن.

سفر حرام ہوگا۔

حج بدل کی شرط

(حدیث ۵۲۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حُجَّ عَنْ نَفْسِکَ ثُمَّ حُجَّ عَنْ شُبْرُمَةَ-(د)عن ابن عباس (ح). (۵۲۰)

(ترجمہ) (پہلے) اپنی طرف سے حج کر پھر شُبرُمہ کی طرف سے۔

(لطائف ومعارف)

(۱) جس شخص نے اپنا فرضی حج نہ کیا ہوا ہو وہ دوسرے کی طرف سے نہیں کرسکتا جیسا کہ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے۔

(۲) اس حدیث سے ایصال ثواب کا بھی ثبوت ملتا ہے کیونکہ حج بدل دوسرے کو اس کا ثواب پہنچانا اور اس کے ذمہ سے فرضیت حج کو ساقط کرنا ہے۔

زندہ کی طرف سے نفلی حج یا عمرہ کرنا درست ہے

(حدیث ۵۲۱) حضرت ابو رزین العقیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حُجَّ عَنْ اَبِیْکَ وَاعْتَمِرْ-(ت،ن، ۵، ک) عن ابی رزین العقیلی-(صح). (۵۲۱)

(ترجمہ) اپنے باپ کی طرف سے حج کر اور عمرہ کر۔

---

۵۲۰ (الجامع الصغیر: ۳۶۸۲) ــــ رواہ ابو داود فی الحج (۲۶) والطبرانی فی الکبیر (۱۲: ۴۳) المعجم الصغیر للطبرانی (۱: ۲۲۶) وابن ماجة وقال البیهقی صحیح لیس فی الباب أصح منه. وقال ابن حجر رواته ثقاة لکن اختلف فی رفعه و وقفه وله شاهد مرسل وعزاه السیوطی لحسنه. فتح الباری (۱۲: ۳۲۷).

۵۲۱ (الجامع الصغیر: ۳۶۸۱) ــــ رواه الترمذی (۹۳۰) والنسائی (۵: ۱۱۱) وابن ماجة (۲۹۰۴، ۲۹۰۶) والحاکم فی المستدرک (۱: ۴۸۱) مسند احمد (۱: ۲۴۴) قال النسائی حسن صحیح وقال أحمد لاأعلم فی ایجاب العمرة أجود ولا أصح منه.

(لطائف ومعارف)

یہ حدیث حضرت ابورزین کے والد حضرت عقیل کے متعلق مروی ہے جبکہ وہ بوڑھے ہو چکے تھے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنے باپ کی طرف سے حج کر اور عمرہ کر۔ امام ابوحنیفہ اور امام احمد رحمتہ اللہ علیہما اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ آدمی زندہ کی طرف سے بطور ایصال ثواب کے صرف نفلی حج وعمرہ کرسکتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آدمی کی زندگی میں اس کی طرف سے فرضی حج ادا نہیں کیا جاسکتا۔

حج سے فارغ ہونے کے بعد گھر جلدی واپس ہوں

(حدیث ۵۲۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا قَضٰی اَحَدُکُمْ حَجَّۃَ فَلْیُعَجِّلِ الرُّجُوْعَ اِلٰی اَھْلِہٖ، فَاِنَّہٗ اَعْظَمُ لِاَجْرِہٖ —(ک ھق عن عائشۃ) —(صح). (۵۲۲)

(ترجمہ) تم میں سے کوئی شخص جب اپنا حج مکمل کرلے تو اس کو چاہئے کہ اپنے گھر کو جلدی لوٹ آئے کیونکہ یہ اس کے لئے بڑے ثواب کے درجہ میں ہے (کیونکہ جب حاجی اپنے اہل خانہ اور احباب کے پاس پہنچے گا تو اس کے آنے سے ان کو بہت خوشی ہوگی اور اس لئے بھی کہ اپنے وطن میں رہ کر وظائف عبادت کثرت سے ادا کئے جاسکتے ہیں، بخلاف بے وطن شخص کے کہ اس کو وطن سے باہر یہ حالت حاصل نہیں ہوتی)۔

اسی طرح سے اگر کوئی شخص نیکی کے یا جہاد کے سفر پر ہو تو اس کو بھی فراغت پر جلدی واپس آجانا چاہئے، اگرچہ اس کے اہل خانہ نہ ہوں۔

حاجی سے دعا کرانے کا وقت

(حدیث ۵۲۳) حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

---

۵۲۲ (الجامع الصغیر: ۷۹۸) — رواہ الحاکم (۱: ۴۷۷) والسنن الکبری للبیہقی (۵: ۲۵۹) والدار قطنی (۲: ۳۰۰) کنز العمال (۱۱۸۹۰) درمنثور (۱: ۲۳۷) وقال الذہبی فی المہذب سندہ قوی.

اِذَالَقِیْتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَیْهِ، وَصَافِحْهُ وَمُرْهُ اَنْ یَسْتَغْفِرَ لَکَ قَبْلَ اَنْ یَدْخُلَ بَیْتَهُ، فَاِنَّهُ مَغْفُوْرٌ لَهُ (حم)عن ابی عمر—(ح). (۵۲۳)

(ترجمہ) جب تم حاجی کو ملو تو اس کو سلام کہو، مصافحہ کرو اور اس سے کہو کہ وہ تمہارے لئے مغفرت کی دعا کرے، پہلے اس کے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو کیونکہ وہ بخشا ہوا ہوتا ہے (تا آنکہ وہ نئے سرے سے عمل شروع کرے)۔

(لطائف ومعارف)

حاجی سے یہ ملاقات حج مکمل ہونے کے بعد ہو اور بہتر یہ ہے کہ حاجی سے اس کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے دعا کرائی جائے کیونکہ گھر میں داخل ہونے کے بعد وہ لذات اور تکمیل خواہشات میں منہمک ہو جاتا ہے۔

ظاہر حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حاجی سے اس کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے پہلے دعا کرانی چاہئے اگر وہ گھر میں داخل ہو گیا تو دعا کا وقت نکل گیا جبکہ احیاء العلوم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ دعا کا وقت بقیہ ذوالحج، محرم، صفر اور ربیع الاول کے (ابتدائی) بیس دنوں تک رہتا ہے، حضرت عمرؓ کے اس ارشاد کی وجہ سے مذکورہ حدیث میں مذکور وقت کو اولیٰ قرار دیا جا سکتا ہے۔

آبِ زم زم غذا بھی ہے، شفاء بھی

(حدیث ۵۲۴) حضرت ابوذر سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

زَمْزَمُ طَعَامُ طُعْمٍ، وَشِفَاءُ سُقْمٍ— (ش) والبزار عن ابی ذر—(صح). (۵۲۴)

---

۵۲۳ (الجامع الصغیر: ۸۴۷)— رواہ احمد (۲: ۶۹) مشکوۃ (۲۵۳۸) کنز العمال (۱۱۸۲۳) ورمز السیوطی لحسنہ ولیس کما قال ففیہ محمد بن عبدالرحمن السلمانی ضعفوہ وممن جزم بضعفہ الحافظ الهیثمیؒ.

۵۲۴ (الجامع الصغیر: ۴۵۶۱)— رواہ ابن ابی شیبۃ ومجمع الزوائد (۳: ۲۸۶) کنز العمال (۳۴۷۸۰) کشف الخفاء (۱: ۵۳۱) والبزار وقال الهیثمی رجال البزار رجال الصحیح ورواہ عنہ الطیالسی قال ابن حجر فی مسلم دون قولہ: وشفاء سقم.

(ترجمہ) آبِ زم زم کھانے کا کھانا ہے اور بیماری کی شفاء ہے۔

(لطائف ومعارف)

حضرت محب الدین طبریؒ فرماتے ہیں: زمزم مسجد حرام میں ایک کنواں ہے اس کے اور کعبہ کے درمیان اڑتیس ہاتھ کا فاصلہ ہے۔ زمزم کا نام زم زم اس کے پانی کی کثرت کی وجہ سے رکھا گیا ہے یا حضرت جبریل علیہ السلام کے پر مارنے اور اس کے پاس بات کرنے کی وجہ سے رکھا گیا یا کسی اور وجہ سے (یہ بھی مشہور ہے کہ جب زم زم کا پانی حضرت اسماعیلؑ کی ایڑیوں کے مارنے کی جگہ سے نکلا تو حضرت ہاجرہ علیہ السلام نے اس پانی کے اردگرد رکاوٹ بنادی اور فرمایا: زم زم (رک جا) شاید اس وجہ سے بھی زم زم کو زم زم کہتے ہیں)۔

طَعَامُ طُعْمٍ یعنی متواتر کئی دنوں تک کے لئے اس کے استعمال کرنے سے غذا کی قوت بھی اس سے حاصل ہوتی ہے لیکن اس کے لئے صدق شرط ہے جیسا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے زم زم طعام ثابت ہوا۔ حتیٰ کہ اس کے پینے سے ان کا گوشت بھی بڑھ گیا اور موٹے بھی ہو گئے اور ہمارے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ جب ہندوستان سے ہجرت کر کے مکہ شریف پہنچے تو ان کو جاننے والا کوئی نہیں تھا اور کسی کے سامنے اپنی حاجت رکھتے ہوئے بھی ان کو شرم آئی تو چالیس دن تک آبِ زم زم پر گزارہ کیا پھر ان پر فتوحات کا ایسا دروازہ کھلا کہ ایک ہی وقت میں ان کے دسترخوان پر کثیر تعداد میں مہمان کھانا کھاتے تھے۔ وغیر ذلک من الحکایات.

شفاء سقم: بیماری کی شفاء حسی طور پر بھی ہو سکتی ہے اور معنوی طور پر بھی، اس میں بھی قوت ایمانی اور کمال یقین ضروری ہے۔ اس لئے حضور ﷺ نے اس کے پینے والے کیلئے دنیاوی اور اخروی مقاصد کے حصول کے لئے ان کی نیت کو مسنون قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آبِ زم زم میں ایسی خاصیات اور خصوصیات رکھی ہیں کہ انگریز کی جدید لیبارٹریوں میں جب اس کی تحقیق کی گئی تو یہ بات ثابت ہوئی کہ روئے زمین پر اس سے بہتر کوئی پانی نہیں ہے اور اس میں ایسے اجزاء ہیں جو انسان کی صحت کیلئے مفید ہیں اور امراض کی شفاء میں کارآمد ہیں۔ جس پر بے شمار لوگوں کے تجربات شاہد ہیں۔

نیز آب زمزم پینے کے وقت جو دعاء کی جائے وہ بھی قبول ہوتی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے: مَاء زمزمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ (آب زمزم جس مقصد کیلئے استعمال کیا جائے یا جو دعاء کر کے پیا جائے وہی مقصد حاصل ہوتا ہے۔) اکابر نے اس حدیث پر ہر طرح سے عمل کیا اور تجربہ کیا۔ واقعی اس حدیث کو اپنے مضمون میں درست پایا اور اپنے مقاصد حاصل کئے۔ حضرت عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے جب آب زمزم پیا تو یہ دعا کی: یا اللہ میں اس کو اس لئے پیتا ہوں کہ آپ اس کے بدلہ میں ہماری قیامت کی پیاس بجھا دیں۔

اکابر کی آب زمزم پینے کے موقعہ کی مختلف دعائیں اگر دیکھنا چاہیں تو سائد بکداش کی کتاب "ماء زمزم" ملاحظہ فرمائیں۔

آب زمزم کے کئی نام ہیں۔ ان میں سے کچھ یہ ہیں: برّۃ، مضنونۃ، شراب الابرار۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: صلوا فی مصلی الاخیار واشربوا من شراب الأبرار. اخیار کی نماز کی جگہ پر نماز پڑھو اور ابرار کا پانی پیو، عرض کیا گیا: اخیار کی نماز پڑھنے کی جگہ کون سی ہے، فرمایا: میزاب رحمت کے نیچے، عرض کیا گیا: ابرار کا پانی کیا ہے؟ فرمایا: ماءِ زمزم اور یہ کتنا ہی شان والا پانی ہے۔

حجر اسود سیاہ کیوں ہے؟

(حدیث ۵۲۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَجَرُ الْاَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَكَانَ اَشَدَّ بَيَاضًا مِنَ الثَّلْجِ حَتّٰى سَوَّدَتْهُ خَطَايَا اَهْلِ الشِّرْكِ—(حم، عد، هب) عن ابن عباس—(صح) (۵۲۵)

(ترجمہ) حجر اسود جنت سے آیا ہے، یہ برف سے بھی زیادہ سفید تھا حتیٰ کہ مشرکین کے گناہوں نے اس کو سیاہ کر دیا۔

---

۵۲۵ (الجامع الصغیر: ۱: ۳۸۰) — رواہ احمد (۱: ۳۰۷، ۳۲۹، ۳۷۳) نسائی (۵: ۲۲۶) کنز العمال (۳۴۷۲۶) وابن عدی والبیهقی فی شعب الایمان

(لطائف ومعارف)

حجر اسود انتہائی سفید تھا۔ اس کو لوگوں کے گناہوں نے سیاہ کر دیا' دوسرا احتمال یہ ہے کہ اس سے ڈرانا مقصود ہے جب آدمی یہ جانے گا کہ گناہ حجر اسود کو سیاہ کرتے ہیں تو وہ ان سے بچے گا' تا کہ اس کا بدن بھی شامتِ اعمال سے سیاہ نہ ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ حجر اسود کو چھونے اور بوسہ دینے کی ترغیب مراد ہو' تا کہ گناہ جھڑ جائیں۔ ابن عربیؒ فرماتے ہیں: اس بات پر وہی شخص ایمان رکھتا ہوگا جو سُنّی ہو۔

علامہ طبریؒ لکھتے ہیں: حجر اسود کو سیاہ رنگ میں باقی رکھنے کی حکمت یہ ہے تا کہ دیدہ دل رکھنے والا اس سے بصیرت حاصل کرے کیونکہ گناہ جب پتھر میں اثر کر سکتے ہیں تو دل میں اس سے بھی زیادہ اثر کر سکتے ہیں۔

حضرت جنیدؒ نے فضائل مکہ میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ پتھر کو سیاہ رنگ میں اس لئے تبدیل کیا گیا ہے تا کہ دنیا والے جنت کی زینت کو نہ دیکھ سکیں۔

حج - عمرہ

حج مقبول کی جزاء

(حدیث ۵۲۶) حضرت ابن عباس اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةَ۔ (طب) عن عباس۔ (حم) عن جابر۔ (صح). (۵۲۶)

(ترجمہ) حج مقبول کی جزاء جنت ہے۔

---

۵۲۶ (الجامع الصغیر: ۳۷۹۳) ___ رواه الطبرانی فی الکبیر عن ابن عباسؓ وأحمد عن جابرؓ ورواه الشیخان باللفظ المزبور وزادا عقبه والعمرة إلی العمرة تکفر ما بینهما. نسائی (۵: ۱۱۲، ۱۱۳).

(لطائف ومعارف)

حج مبرور وہ ہے جس کے درمیان کوئی گناہ کا کام نہ کیا جائے اور حج کی قبولیت کی علامت یہ ہے کہ حاجی حج سے پہلے کی حالت سے بہتر ہو جائے اور پھر گناہوں میں نہ لوٹے۔

حج کی جزاء جنت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں سابقین کے ساتھ یا بغیر عذاب کے داخل کرے گا اور اگر یہ معنی نہ کیا جائے تو پھر حاجی کی کوئی تخصیص نہیں رہتی کیونکہ ہر مومن جنت میں جائے گا اگرچہ اس نے حج نہ کیا۔

مقبول حج کی پہچان اور اسکے فوائد

(حدیث ۵۲۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔

(حم، خ، ن، ٥) عن ابی هريرة۔ (صح). (۵۲۷)

(ترجمہ) جس شخص نے حج کیا اور اس میں فحش گوئی اور جماع کی باتیں نہ کیں اور کوئی گناہ، جھگڑے تکبر وغیرہ کا کام نہ کیا تو وہ حج سے ایسے لوٹے گا جیسے اس کی ماں نے اس کو اسی دن جنا ہو۔ (اور وہ گناہوں سے معصوم ہو)۔

لطائف ومعارف

حج اللہ کی رضا کے لئے اخلاص کے ساتھ ہو، زیارت اور تجارت کی نیت سے نہ ہو یا یہ معنی ہے کہ آخرت کے اعتبار سے اللہ کی رضا مقصود ہو جنت کی امید ہو اور جہنم سے نجات کا ارادہ ہو۔

اسی دن ماں سے پیدا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ اس حدیث کے یہ الفاظ بتاتے ہیں کہ حج سے اس کے صغیرہ اور کبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں، جیسا کہ علامہ قرطبیؒ اور قاضی عیاضؒ کا موقف ہے لیکن علامہ طبریؒ فرماتے

---

۵۲۷ (الجامع الصغير: ۸۶۲۶) ـــ رواه احمد والبخاری ومسلم والنسائی وابن ماجة شرح السنة (۷: ۴۰) تفسير طبری (۲: ۱۶۱).

ہیں یہ معانی ان مظالم کے متعلق ہیں جن سے اس نے توبہ کی ہو اور مظالم کے ایفاء سے عاجز ہو اور امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ان گناہوں کی معافی کے ساتھ مخصوص ہے جو اللہ کے حقوق سے متعلق ہوں نہ کہ بندوں کے اور اللہ کا حق بھی بذات خود ساقط نہیں ہوتا بلکہ جس شخص کی کئی نمازیں قضا ہوں تو اس سے ان کی تاخیر کا گناہ ساقط ہوگا نفس نماز ساقط نہیں ہوگی اگر حج کرنے کے بعد بھی اس نے ان نمازوں کو مؤخر رکھا تو نئے سرے سے اس پر گناہ عائد ہوگا۔

حج مبرور کا ثواب جنت ہے

(حدیث ۵۲۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْعُمْرَةُ اِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا، وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةَ—مالک (حم، ق، ۴) عن ابی هريرة—(صح) (۵۲۸)

(ترجمہ) ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ اپنے درمیان کے گناہوں کیلئے کفارہ ہے اور حج مبرور (مقبول) کی جزاء (انعام) جنت ہی ہے۔

لطائف ومعارف

اگر عمرے کے بعد آدمی سے کچھ گناہ سرزد ہو جائیں اور اس کے بعد پھر عمرہ کر لیا جائے تو اس سے دو عمروں کے درمیان کئے ہوئے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں ان گناہوں سے مراد صغیرہ گناہ ہیں، کبیرہ گناہ بغیر توبہ کئے معاف نہیں ہوتے، ہاں اگر اللہ تعالیٰ عمرے کی برکت اور اپنے فضل سے ان کو معاف کر دے تو اس کی رحمت سے کوئی بعید نہیں۔

حج اور عمرہ کے فوائد

(حدیث ۵۲۹) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۵۲۸ (الجامع الصغیر: ۵۷۳۳) ــــ رواه مالک فی الموطا (۳۴۶) واحمد فی مسنده والبخاری ومسلم والنسائی وابوداود والترمذی وابن ماجة.

أَدِيْمُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ: فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ (قط) فی الأفراد (طس) عن جابر (ض) (۵۲۹)

(ترجمہ) حج اور عمرہ کرتے رہا کرو، کیونکہ یہ دونوں فقر اور گناہوں کو اس طرح سے مٹاتے ہیں جس طرح سے بھٹی لوہے کے کھوٹ کو دور کرتی ہے۔

(لطائف ومعارف)

حج چھوٹے بڑے تمام گناہوں کا کفارہ ہے اور عمرہ چھوٹے گناہوں کا کفارہ ہے۔

اس حدیث سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ فقر وفاقہ اگرچہ سخت ہو اور گناہ اگرچہ خبیث اور بڑے ہوں، ان دونوں کو حج اور عمرہ کی مداومت زائل کر دیتی ہے اور ایک حدیث میں تو یہ بھی آتا ہے کہ بار بار حج اور عمرہ کرنے سے عمر اور رزق میں اضافہ ہوتا ہے اور اس حدیث سے بار بار حج اور عمرہ کرنے اور احیاء کعبہ اور اس میں حج اور عمرہ کے مناسک کرنے کی مشروعیت معلوم ہوتی ہے۔ حج ہر سال میں اپنی تاریخ میں قادرین حج پر فرض کفایہ ہے، یعنی اگر مسلمانوں میں سے کوئی بھی حج نہیں کرے گا تو سب گناہ گار ہوں گے اور اگر کچھ لوگ حج کریں گے چاہے فرضی کریں یا نفلی باقی مسلمانوں سے یہ فرض کفایہ کفایت کر جاتا ہے۔

حج وعمرہ کو یکے بعد دیگرے کرتے رہو

(حدیث ۵۳۰) حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمؐ نے ارشاد فرمایا:

تَابِعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ، وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَلَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُوْرَةِ ثَوَابٌ إِلَّا الْجَنَّةَ — (حم، ت، ن) عن ابن مسعود — (صح، ح) (۵۳۰)

---

۵۲۹ (الجامع الصغیر: ۳۲۹) ___ مجمع الزوائد (۳: ۲۷۸) کنز العمال (۱۱۷۸۸) دارقطنی فی الأفراد والطبرانی فی المعجم الأوسط وهو حدیث حسن کذا قاله الهیثمی فی المجمع.

۵۳۰ (الجامع الصغیر: ۳۲۲۷) ___ رواه احمد (۱: ۲۵) والترمذی (۸۱۰) والنسائی فی الحج (۵) وقال الترمذی حسن صحیح غریب، ابن ماجة (۲۸۸۷) طبرانی فی الکبیر (۱۰: ۲۳۰)

(ترجمہ) حج اور عمرہ کو ایک دوسرے کے بعد کرتے رہو (یعنی جب حج کرلو تو اس کے بعد عمرہ کے لئے جاؤ اور اگر عمرہ کیا ہے تو پھر حج کے لئے جاؤ) کیونکہ یہ دونوں غربت اور گناہوں کو مٹاتے ہیں، جس طرح سے بھٹی لوہے، سونے اور چاندی کے کھوٹ کو دور کر دیتی ہے اور حج مبرور کی جزاء جنت ہی ہے۔

لطائف ومعارف

انسان میں قوت شہوانیہ اور غضبیہ موجود رہتی ہے۔ اس لئے وہ ریاضت کا محتاج ہوتا ہے اور حج ہر طرح کی ریاضات کو جامع ہے کہ اس میں مال خرچ ہوتا ہے۔ سفر میں بھوک پیاس بھی سہنا پڑتی ہے اور انواع واقسام کی پریشانیوں سے گزرنا پڑتا ہے، گھر بار چھوڑنا پڑتا ہے، دوست احباب سے بھی جدا ہونا پڑتا ہے وغیر ذلک۔ پس اس طرح سے حج مالی، بدنی اور ان دونوں کے مجموعہ سے ادا ہونے والی عبادات کا مرکب ہے، اس لئے اس پر ثواب بھی بڑا ہے کہ اگر وہ خلاف حج کاموں سے رکا رہا تو اس کا حج مقبول ہوا اور اس کے سب گناہ معاف ہو گئے اور اس کو اس کے بدلہ میں جنت عطاء کی گئی۔

کعبہ، سمندر، عالم اور والدین کی طرف دیکھنا عبادت ہے

(حدیث ۵۳۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلنَّظَرُ اِلَی الْکَعْبَةِ عِبَادَةٌ۔ (ابو الشیخ) عن عائشة۔ (ض) (۵۳۱)

(ترجمہ) کعبہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ (جس پر ثواب ملے گا)

(لطائف ومعارف)

مروی ہے کہ کعبہ کی طرف دیکھنا ایک سال کی عبادت کے برابر ہے اور یہ بھی مروی ہے کہ جو اس کی طرف دیکھے گا اس کے گناہ ختم ہو جائیں گے جیسا کہ اس کی ماں نے اسی دن اس کو جنا ہو۔

---

۵۳۱ (الجامع الصغیر: ۹۳۲۰) ــــ رواہ ابو الشیخ وابن حبان فی کتاب الثواب. کنز العمال (۳۴۶۴۷) اتحاف السادة (۴: ۲۸۳).

کوئی آسمان اور کوئی زمین ایسی نہیں جس میں کعبہ کے بالمقابل کوئی کعبہ نہ ہو اور ہر کعبہ کی طرف نماز پڑھنے والے اور اس کی زیارت کرنے والے ہوتے ہیں، پس کل چودہ یا پندرہ کعبے ہیں جیسا کہ کئی روایات میں مروی ہے اگرچہ لوگوں کے ذہن میں یہ بات نہ آئے کیونکہ فوق کل ذی علم علیم (ہر عالم سے بڑا عالم ہوتا ہے۔)

حکیم ترمذیؒ نے کہا ہے کہ ایک حدیث میں آیا ہے سمندر کی طرف دیکھنا عبادت ہے، عالم کی طرف دیکھنا عبادت ہے، کعبہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے اور والدین کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ یہ اس لئے عبادت ہے کہ اس نگاہ سے اس نے اللہ کی عبادت کی ہے کیونکہ سمندر کو اللہ کی قدرت اور اس کی وسعت اور اس کی چوڑائی اور اس کی امواج کے ساتھ دیکھا اور عبرت حاصل کی اور عالم کی طرف اور اس شخصیت کی طرف دیکھا جس کو نور علم کا لباس پہنایا گیا پس دیکھ کر اس کی تکریم کی اور اس کو وقار دیا اور کعبہ کی طرف اپنے رب کا شوق کرتے ہوئے لذت حاصل کر کے دیکھا اور اپنے والدین کو ان کے سامنے تواضع کی نظر سے اور ان کی تربیت کی وجہ سے اللہ کے شکر کے لئے اور ان کی تعظیم حرمت کے لئے دیکھا۔

رمضان کا عمرہ حج کے برابر ہے

(حدیث ۵۳۲) حضرت جابر وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً۔ (حم، خ، ٥) عن جابر (حم، ق، د، ٥) عن ابن عباس (د، ت، ٥) عن ام معقل (٥) عن وهب بن خنيس (طب) عن ابن الزبير۔ (صح). (۵۳۲)

(ترجمہ) رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر (ثواب رکھتا) ہے۔

---

۵۳۲ (الجامع الصغير: ۵۶۱۳) ــــ رواه أحمد (۱: ۳۰۸) والبخاري وابن ماجة عن جابر (۲۹۹۱) وأحمد والبخاري ومسلم وابوداود (ب ۸۹) وابن ماجة عن ابن عباس وابوداود والترمذي (۹۳۹) وابن ماجة عن ام معقل وابن ماجة عن وهب بن خنيس والطبراني في الكبير عن ابن الزبير رضي الله تعالىٰ عنهم.

لطائف ومعارف

یعنی رمضان کا عمرہ حج کے ثواب کے مقابل اور مماثل ہے کیونکہ ثواب وقت کی فضیلت سے بڑھ جاتا ہے ذکرہ المظہر۔

علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں یہ مبالغہ کے طریقہ اور ناقص کو کامل سے لاحق کرنے کے طریقہ پر ہے تاکہ اس پر ترغیب اور تشویق ہو ورنہ عمرے کا ثواب حج کے برابر کیسے ہوسکتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ عمرہ کرنے والے سے فرضی حج ساقط نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ حج کے قائم مقام ہوسکتا ہے کیونکہ ایک چیز کی دوسری چیز کے ساتھ بعض دفعہ اس لئے مشابہت دی جاتی ہے کہ وہ بعض چیزوں میں اس کے مشابہ ہوتی ہے نہ کہ کل میں۔

رمضان میں عمرہ حضور کیساتھ حج کے برابر ہے

(حدیث ۵۳۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عُمْرَةٌ فِیْ رَمَضَانَ کَحَجَّةٍ مَعِی—سمویه عن انس—(صح)(۵۳۳)

(ترجمہ) رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کی طرح ہے۔

لطائف ومعارف

قاضی ابن العربیؒ فرماتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس کی نعمت ہے کہ عمرہ حج کے منزلہ میں ہوجاتا ہے جب کہ اس کے ساتھ رمضان کو ملایا جائے۔

حج فرض ہونے پر جلدی کرلیا جائے

(حدیث ۵۳۴) حضرت فضل (بن عباس) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

۵۳۳ (الجامع الصغیر: ۵۶۱۴) ___ رواه سمويه (فی فوائد) وخرجه الطبرانی فی الکبیر (۱: ۲۲۳) والحاکم والبزار باللفظ المذکور بل هو عند مسلم علی الشک بلفظ "عمرة فی رمضان تقضی حجة أو حجة معی". وعزاه ابن العربی فی شرح الترمذی الی ابی داود بغیر شک کما هنا وقال إنه صحیح.

مَنْ اَرَادَ الْحَجَّ فَلْيَتَعَجَّلْ؛ فَاِنَّهٗ قَدْ يَمْرَضُ الْمَرِيْضُ، وَتَضِلُّ الضَّالَّةُ، وَتَعْرِضُ الْحَاجَةُ—(حم،ہ)عن الفضل— (ح). (۵۳۴)

(ترجمہ) جس شخص نے حج کا ارادہ کیا ہو تو اس کو چاہئے کہ جلدی کر لے کیونکہ کبھی آدمی مریض ہو جاتا ہے اور کبھی سواری گم ہو جاتی ہے اور کبھی حاجت پیش آجاتی ہے۔

لطائف ومعارف

امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ جس پر حج فرض ہو اس پر ضروری ہے کہ فوراً حج کر لے امام یوسفؒ فرماتے ہیں تاخیر میں گناہ گار ہوگا ہاں اگر تاخیر کے بعد کبھی حج کر لیا تو تاخیر کا گناہ بھی ختم ہو جائے گا۔

قیامت سے پہلے حج موقوف ہو جائیگا

(حدیث ۵۳۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُحَجَّ الْبَيْتُ—(ع،ک)عن ابی سعید— (صح). (۵۳۵)

(ترجمہ) قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ بیت اللہ کا حج بھی موقوف ہو جائے۔

(لطائف ومعارف)

حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ بیت اللہ کا حج جاری رہے گا یہاں تک کہ حبشہ سے

---

۵۳۴ (الجامع الصغیر: ۸۳۸۵) ___ ابو داود فی المناسک (ب ۲) طبرانی فی الکبیر (۱۸: ۲۸۸) رواه احمد وابن ماجة (۲۸۸۳) وقال الکمال ابن شریف فی تخریج الکشاف الحدیث موقوف وقد عزاه الطبرانی لابی داود وحده وقال إنه لیس فیه قوله فانه قدیمرض المریض اهـ. والحدیث بتمامه عند احمد وابن اسحاق وابن ماجة وفیه ابو اسرائیل الملائی وهو ضعیف سیّئ الحفظ إلی هنا کلامه وبه یعرف ما فی رمز السیوطی لحسنه.

۵۳۵ (الجامع الصغیر: ۹۸۵۳) ___ أبو یعلی والحاکم فی الفتن . .

کچھ لوگ نکلیں گے جو اس کو ویران کر دیں گے اس کے بعد پھر عمرہ (اور حج) نہیں ہوگا۔
یہ حبشہ سے بھی بیت اللہ پر تاخت وتاراج کرنے والے لوگ کئی دفعہ نکلیں گے' آخری دفعہ میں بیت اللہ میں یہی حالت ہو جائے گی۔

جمعہ فقراء کا حج ہے

(حدیث ۵۳۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْجُمُعَةُ حَجُّ الْفُقَرَاءِ–القضاعی وابن عساکر عن ابن عباس (۵۳۶)

(ترجمہ) جمعہ فقراء کا حج ہے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی جب فقیر اور مسکین آدمی حج کی مالی استطاعت نہیں رکھتا اور اپنے دل سے حج کرنے کی تمنا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حسرت کو دیکھتے ہیں اور اس کو حج کا ثواب عطاء کرتے ہیں جیسا کہ ایک حدیث شریف میں ہے إن بالمدينة اقواما ما قطعتم واديا إلا وقد سبقوكم إليه حبسهم العذر. (مدینہ میں بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ تم (میدانِ جہاد میں چلتے ہوئے) کسی وادی کو عبور نہیں کرتے مگر وہ (حصول اجر میں) تم سے آگے بڑھ جاتے ہیں' اس لئے کہ ان کو (میدان جہاد میں نکلنے سے) عذر اور مجبوری نے روک رکھا ہے۔

---

۵۳۶ (الجامع الصغیر: ۳۶۳۶) ــــ رواه القضاعی وابن عساکر 'اتحاف السادة (۹: ۱۹۲) کنز العمال (۲۱۰۳۱).